سلطنت عثمانیہ

اور

اوسکی باجگزار ریاستوں کی موجودہ حالت

مع موازنہ حالت سن ۱۸۹۶ء

جسمیں سلطنت عثمانیہ اور مصر، قبرس، بلگیریا، ٹیونس، سموس اور بوسنیا و ہرزیگوینا کے ہر ایک ملکی صیغہ تجارت رقبہ و آبادی فوجی و بحری طاقت طرز آئین و حکومت سیشن تعلیم ریلوے قرضجات قومی اور صنعت و حرفت کی موجودہ کیفیت شرح و بسط کے ساتھ درج کیگئی ہے اور ساتھ ہی آج سے دس سال پیشتر یعنے ۱۸۹۶ء کی اعداد و شمار بھی دکھائے گئے ہیں

مرتبہ

مولوی محمد انشاء اللہ زمیندار انعام آباد ضلع گوجرانوالہ اڈیٹر وطن لاہور (سابق اڈیٹر وکیل)

جو بار دوم بیشمار اضافوں اور ترمیموں کے ساتھ

۱۹۰۶ء میں

حمیدیہ سٹیم پریس لاہور میں باہتمام مولوی محمد انشاء اللہ طبع ہوئی

التماس

دیباچہ طبع اول

اس رسالہ کو جس میں سلطنت عثمانیہ کے تمام ملکی صیغوں تجارت صنعت حرفت و قومی قرضوں کی موجودہ کیفیت جیسی کہ وہ سنہ ۱۸۹۶ء میں تھی درج کرنے کے علاوہ مصر و شہر سرویہ ٹیونس بلگیریا قبرص بوسینا ہرزی گوینا وساموس کی باجگذار ماتحت ریاستوں اور صوبوں کی موجودہ حالت بھی بیان کر دی گئی ہے۔ ٹیونس اس وقت فرانس کی زیر حفاظت ہے۔ اور بظاہر اس کا کوئی تعلق سلطنت عثمانیہ سے نہیں رہ گیا۔ لیکن پھر بھی اس کو باجگذار ریاستوں کی ذیل میں شمار کرنے کی وجوہات اصل کتاب کے حاشیہ متعلق ٹیونس میں بتا دی ہیں۔ پہلا رسالہ کو جیسا کہ بیست سالہ عہد حکومت سلطان عبدالحمید خان کے آخر حواشی سے معلوم ہو رہا ہے کتاب مذکور کے ساتھ بطور ضمیمہ ملحق کرنے کا ارادہ تھا مگر دونوں کتابوں کا اپنی اپنی جگہ اس قدر حجم بڑھ گیا کہ اس کو علیحدہ کتاب کی شکل میں شائع کرنا ضروری ہو گیا۔ میں امید کرتا ہوں کہ اس رسالہ کو میری دوسری کتابوں کے ساتھ پڑھنے سے ناظرین کو سلطنت عثمانیہ کے متعلق کامل آگاہی اور واقفیت ہو جائے گی۔ والسلام۔ مرقومہ سنہ ۱۸۹۷ء

خاکسار، بندہ محمد انشاء اللہ عفی عنہ زمیندار انعام آباد ضلع گوجرانوالہ اڈیٹر اخبار وکیل امرتسر

دیباچہ طبع دوم

یہ ظاہر ہے کہ دس سال کے بعد وہ اعداد و شمار ہرگز قائم نہیں رہ سکتے تھے جو سنہ ۱۸۹۶ء کی بابت کیفیت ظاہر کرتے تھے مثلاً اڈیشن ختم ہو جانے پر اس کتاب کی جب دوبارہ چھپنے کی نوبت آئی تو "موجودہ حالت" کا لفظ اس پر کسی طرح صادق نہ آ سکتا تھا۔ اور اگر صرف سن حال کی اعداد و شمار پر اکتفا کیا جاتا۔ پرانی اعداد و شمار حذف کر دی جاتیں۔ تو معلومات پڑھنے کے شائقین ایک بیش بہا ذخیرہ سے محروم رہ جاتے۔ بنا بریں گو اس کی ضخامت بڑھ گئی ہے لیکن اصل کتاب کو بحالہا قائم رکھ کر پرانی ہر جدول کے بالمقابل یا بعد یا اوپر کو تازہ اعداد و شمار بڑھا دیئے ہیں اور اسی طرح اور ہر قسم کی تبدیلی یا ایزادی کو بھی درج کر دیا ہے جو اس دس سال کے عرصہ میں سلطنت کے مختلف صیغوں اور شعبوں میں واقع ہوئی ہے۔ باینہمہ قیمت وہی رکھی ہے جو پہلے تھی یعنی ایک روپیہ۔ تاکہ خاکسار کی جو اصل غرض ان کتابوں کی تالیف و اشاعت سے ہے وہ فوت نہ ہونے پائے۔ یہ کتابیں محض اس لئے تالیف کی گئی ہیں کہ مسلمانان ہند میں دیگر اقطاع عالم کی مسلمان اقوام اور سلطنتوں کے حالات سے بالعموم اور خاصکر مسلمان اقوام کی سرتاج قوم حکومت سلطنت عثمانیہ و آل کے کوائف سے باخبری و آگاہی کا شوق پیدا ہو۔ تاکہ ایک قوم بھی اسی طرح ترقی کرنے کو درپے ہوں اور قومی ضروریات و مشکلات کو محسوس کریں اور دوسری رشتہ اتحاد و ائتلاف باہم مضبوط ہو۔ واللہ المستعان علی ما تصفون۔

یہ دوسرا اڈیشن حضرت خلافت پناہی کی ۶۶ ویں سالگرہ ولادت مسعود کو شائع کیا جاتا ہے۔ ۵ ستمبر سنہ ۱۹۰۶ء

بندہ محمد انشاء اللہ عفی عنہ اڈیٹر وطن لاہور

سلطنت عثمانیہ

اوسکی باجگزار ریاستوں کی موجودہ حالت اور دہ سالہ ترقی

(ماخوذ از اسٹیٹسمین ایر بک بابت ۱۸۹۶ء و ۱۹۰۶ء)

فرمانرواء سلطان

اعلیحضرت فلک قدرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسلمین سلطان عبد الحمید خان ثانی الغازی - جو ۲۲ ستمبر ۱۸۴۲ء مطابق ۱۵ شعبان ۱۲۵۸ ہجری بالمقدس متولد ہوئے۔ سلطان عبد الحمید کے خلف ثانی ہیں اپنے بڑے بھائی سلطان مراد خامس کے معزول ہونے پر ۳۱ اگست ۱۸۷۶ء کو جلوہ افروز مسند خلافت ہوئے۔

اولاد و امجاد امیر المؤمنین { ۱- محمد سلیم آفندی - ۱۱ جنوری ۱۸۷۰ء کو متولد ہوئے۔
۲- زکیہ سلطانہ[1] - ۱۲ جنوری ۱۸۷۱ء کو پیدا ہوئیں - ۲۰ اپریل ۱۸۸۹ء کو نور الدین پاشا فرزند اکبر غازی عثمان پاشا کو بیاہی گئیں۔

۳- نعیمہ سلطانہ - ۵ اگست ۱۸۷۶ء کو پیدا ہوئیں - ۱۷ مارچ ۱۸۹۸ء کو محمد کمال الدین پاشا فرزند دوم غازی عثمان پاشا کو بیاہی گئیں - مگر کمال الدین جب اپنے والد کی وفات سے چند سال بعد ینگ ٹرکش پارٹی میں شامل ہوکر مفرور ہوگیا تو بروئے شریعت شاہزادی صاحبہ کا نکاح جون ۱۹۰۴ء میں فسخ ہوگیا - اور کچھ عرصہ بعد کمال بک نائب وزیر مال سے ۱۹۰۷ء میں بیاہی گئیں۔

۴- عبد القادر آفندی - ۲۳ فروری ۱۸۷۸ء کو تولد ہوئے۔

۵- احمد آفندی - ۴ مارچ ۱۸۷۸ء کو پیدا ہوئے - آپکا چند سال ہوئے انتقال ہوگیا۔

۶- نعیلہ سلطانہ - ۹ جنوری ۱۸۸۴ء کو پیدا ہوئیں - انکا بھی انتقال ہوچکا ہے۔

۷- محمد برہان الدین آفندی - ۱۹ دسمبر ۱۸۸۵ء کو متولد ہوئے۔

۸- شادیہ سلطانہ - ۱۸۸۶ء میں پیدا ہوئیں۔

۹- عایشہ سلطانہ - ۱۸۸۷ء میں پیدا ہوئیں۔

---

[1] زکیہ سلطانہ کے مفصل حالات کتاب بست سالہ عہد حکومت امیر المؤمنین میں درج ہیں۔ مؤلف

۱۰۔ رفیعہ سلطانہ۔

۱۱۔ عبدالرحیم آفندی ۱۸۹۴ء میں پیدا ہوئی۔ اور ۱۸۹۵ء میں فوت ہوگئی۔ اور انکی یادگار میں اس سال عالیشان مجیدیہ شفا خانہ بنا برائے اطفال و عورات سلطانی خرچ پر قسطنطنیہ میں قائم کیا تھا۔

۱۲۔ محمد بدر آفندی ۱۸۹۵ء میں پیدا ہوئے۔

۱۳۔ خدیجہ سلطانہ ۱۸۹۶ء میں پیدا ہوئیں اور بعمر ۹ ماہ فروری ۱۸۹۸ء میں فوت ہوگئیں۔

برادران و خواہران خلیفۃ المسلمین کے

۱۔ محمد مراد آفندی۔ ۲۱ ستمبر ۱۸۴۰ء کو پیدا ہوئے۔ مئی ۱۸۷۶ء کو اپنے چچا سلطان عبدالعزیز شہید کے عزل پر تخت نشین ہوئے۔ مگر بعد میں کونسل وزراء نے مرض دیوانگی کا مریض قرار دیکر ۳۱ اگست ۱۸۷۶ء کو معزول کردیا۔ ۲۹ اگست ۱۹۰۴ء کو بمرض ذیابیطس فوت ہوگئے۔

۲۔ جمیلہ سلطانہ۔ ۱۸ اگست ۱۸۴۳ء کو پیدا ہوئیں۔ ۳ جون ۱۸۵۸ء کو محمود جلال الدین پاشا خلف احمد فتحی پاشا سے بیاہی گئیں۔ اب بیوہ ہیں۔ ۱۸۹۲ء میں انکا خاوند فوت ہوا تھا۔

۳۔ محمد رشاد آفندی ۳ نومبر ۱۸۴۴ء کو پیدا ہوئے۔ ولیعہد یہی شہزادہ ہے۔

۴۔ کمال الدین آفندی ۳ دسمبر ۱۸۴۷ء کو پیدا ہوئے۔

۵۔ سنیہ سلطانہ۔ ۱۲ نومبر ۱۸۵۱ء کو پیدا ہوئیں۔ اور محمود پاشا مرحوم پسر خلیل پاشا سے بیاہی گئی تھیں۔ ایک البانوی نے قتل کردیا۔

۶۔ مدیحہ سلطانہ ۱۸۵۶ء میں پیدا ہوئیں۔ پہلے ۱۸۷۹ء میں نجیب پاشا سے بیاہی گئیں۔ ۱۸۸۵ء میں بیوہ ہوئیں۔ پھر دوبارہ ۲۰ اپریل ۱۸۸۶ء کو فرید پاشا سے بیاہی گئیں۔

۷۔ سلیمان آفندی ۱۸۶۰ء میں پیدا ہوئے۔

۸۔ وحید الدین آفندی۔ ۱۲ جنوری ۱۸۶۱ء میں پیدا ہوئے۔

امیر المومنین خلیفۃ المسلمین سلطان عبدالحمید خان ثانی الغازی خاندان عثمان کے ۳۴ ویں سلطان اور

لہ کتاب لسٹ سالانہ حکومت کی صفحہ ۳ کے حاشیہ پہ ۱۲ بھائی اور بہنوں کے نام درج ہیں اور انکی تاریخیں بھی بعض جگہ مختلف ہیں۔ نام اور تاریخیں ۱۸۸۶ء کی اشٹیٹسمین ائیر بک سے لیگئی تھیں۔ سالنامہ ۱۸۹۶ء کی سالانہ کتاب میں باقی ۵ بھائی بہنوں کے نام درج نہ ہونے سے یہ قیاس ہوتا ہے کہ وہ جوار رحمت الٰہی میں جا بسے ہوں گے۔ اور کہ انشاء اللہ تواریخ مزید احتیاط سے پچھلی سالانہ کتابوں میں ملحوظ رکھی گئی واقعہ ہوا ہے۔ اس کتاب کے پہلے اڈیشن میں صرف بیٹے بیٹیوں اور بھائی بہنوں کے نام درج تھے۔ مگر اس اڈیشن میں اولاد کی تعداد ۱۳۔ اور بھائی بہنوں کی ۸ درج کی جاتی ہے۔ مؤلف۔

فتح اسلامبول کے بعد ۲۶ ویں شہنشاہ ہیں خاندان عثمانیہ میں قانون وراثت اولاد ذکور کی عمر کے کم و بیش ہونیکے مطابق ہے تمام اولاد جو حرم سلطانی میں خواہ آزاد یا کنیزک کے بطن سے پیدا ہو جائیں برابر حقوق رکھتی ہے۔ بیٹا اوسی صورت میں باپ کا جانشین ہوتا ہے جبکہ کوئی چچا یا عمزاد بھائی اوس سے بڑا عمر میں موجود نہ ہو۔

سلاطین عثمانیہ کئی صدیوں سے باقاعدہ ازدواج نہیں کرتے حرم سرا کی خاتونیں جو خواہ زرخرید ہوں یا برضا خود آئیں۔ زیادہ تر اون اضلاع کی ہوتی ہیں جو قلمرو عثمانیہ سے باہر ہیں۔ اور خاصکر سرکیشیا سے زیادہ آتی ہیں۔ انہی میں سے سلاطین عموماً سات کو منتخب کرتے ہیں جو قادین یعنی بیگمات حرم کہلاتی ہیں۔ اور باقی اودالیک پکاری جاتی ہیں۔ اور قادینوں کی خادمہ مقصود ہوتی ہیں۔ حرم سرا کی منتظمہ ایک معمر قادین ہوتی ہے اوسکا خطاب خزینہ دار قادین ہوتا ہے اور وہ خواجہ سراؤں کے سردار کی وساطت سے بیرونی دنیا سے تعلق رکھتی ہے یعنی محلسرا کے لئے تمام خرید و فروخت اوسکے ذریعہ سے کرتی ہے یہ سردار قزلر آغا کہلاتا ہے اور وزیر اعظم کے ہمپایہ رتبہ رکھتا ہے مگر شاہانہ جلوس میں وزیر اعظم سے بھی فائق رتبہ پر ہوتا ہے۔

ترکوں کا نام پہلے پہل ۱۰۴۸ء میں یورپ میں سنا گیا۔ جبکہ وہ تاتار سے نقل وطن کر کے ارمینیا میں پہنچے مگر اونکی شہرت ۱۳۰۰ء کے قریب سے شروع ہوئی۔ بانی خاندان عثمانیہ یعنی عثمان غازی کی زیر حکومت اونہوں نے ایشیا کے کئی مقامات کو فتح کیا۔ شہر نیسیا پر قبضہ کیا اور ۱۳۲۶ء میں بروصہ کو اپنا دار الخلافہ بنایا۔

یورپ میں ترک اولاً ۱۳۵۶ء (۱۳۵۶ء) میں داخل ہوئے جبکہ اونکی ایک فوج نے جسمیں دس ہزار سپاہی تھے قیصر پلیولوگس کو اوسکے رقیب کے برخلاف مدد دینے کے لئے باسفرس سے عبور کیا۔ چودھویں صدی کے اختتام پذیر ہونے تک اونہوں نے تھسلی مقدونیہ اور بلغاریا کو فتح کر لیا۔ اور تقریباً تمام مغربی ایشیا کے حکمران تسلیم کئے گئے۔ قسطنطنیہ کا پہلے ترکوں نے ۱۳۹۶ء میں محاصرہ کیا مگر وہ فتح ۱۴۵۳ء میں ہوا۔ اور اوس وقت سے لیکر اب تک سلطنت عثمانیہ کا دار الخلافہ ہے۔

محمد ثانی فاتح قسطنطنیہ نے اوسکی فتح کے بعد طرابزون۔ والیشیا۔ بوسنیا۔ سرویا۔ اور موریا کو فتح کیا۔ بایزید دوم اور سلیم اول کے وقت مصر قطعی طور پر فتح کیا گیا۔ اور شام۔ سرکیشیا۔ اور بالڈیویا قلمرو عثمانیہ میں شامل کئے گئے ۱۵۲۲ء میں سلیمان اول نے رہوڈس کو فتح کیا۔ ۱۵۲۵ء میں ہنگری پر حملہ کیا۔ اور وائنا کا محاصرہ کیا مگر یہ محاصرہ اٹھا لینا پڑا۔ اور اوس سے بعد زمانہ کی ناہنجاریوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ اوس وقت صرف یورپ میں دو لاکھ تیس ہزار مربع میل ملک ترکوں کے ماتحت تھا۔ مگر اوسی وقت سے سلطنت کی شوکت میں تنزل آنے لگ گیا۔ ۱۵۹۵ء میں ترک بالائی ہنگری اور صوبہ ٹرین سلونیا سے نکالدیئے گئے۔ اور کچھ عرصہ کیلئے والیشیا اور بالڈیویا (سلاق وبغدان) بھی اونکو خالی کرنا پڑا ۱۶۶۹ء میں روس سے جنگ شروع ہوئی جسکا خاتمہ اسپر ہوا کہ ترکوں کو کریمیا چھوڑنا پڑا۔ روسی سرحد دریائے بگ و نیسٹر تک بڑھ آئی۔ صوبجات دریائے ڈینوب یعنی والیشیا و بالڈیویا کو جزوی آزادی ملگئی۔ اور روسیونکو ابنائے ڈارڈینلز سے اپنے بیڑہ کو بلا روک ٹوک گذارنے کا استحقاق حاصل ہو گیا۔

سنہ ۱۸۰۹ء میں روس سے پھر جنگ ہوئی جسکا انجام یہ ہوا کہ سنہ ۱۸۱۲ء میں روسی سرحد دریائے پروتھ تک آگئی۔ یونانیونکی بغاوت جو سنہ ۱۸۲۲ء سے سنہ ۱۸۲۹ء تک رہی اجنبی دول کی مداخلت سے یونان کی آزادی پر ختم ہوئی۔

سنہ ۱۸۳۳ء میں روس نے ٹرکی کا معاون ہوکر محمد علی پاشا گورنر مصر کی پیشقدمی کو جو قسطنطنیہ پر بڑھا چلا آتا تھا کامیابی کے ساتھ روکا۔ مگر ٹرکی کا اقتدار اوس وقت سے مصر پر برائے نام رہگیا۔

سنہ ۱۸۴۱ء کے معاہدہ کے رو سے ٹرکی حقیقتاً دول عظام کے زیر حفاظت ہوگئی۔ اور اوسکی آزادی و سلامتی کی ذمہ داری کیگئی۔ سنہ ۱۸۵۳ء میں روس نے اعلان جنگ کیا۔ اور گو انگلستان و فرانس (ٹرکی) کی مدد کی۔ اور وہ خود بھی جنگی معرکوں میں کامیاب ہی۔ مگر اوسکو اس جنگ سے کوئی فایدہ نہ حاصل ہوا۔

سنہ ۱۸۵۹ء میں والیشیا اور مالڈیویا نے متفق ہوکر ایک طرح سے اپنی کامل آزادی کا اعلان کردیا۔ سنہ ۱۸۷۶ء کی جنگ روس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بلغاریا مشرقی رومیلیا مستقل۔ اور مشرقی آرمینیا کا کچھ حصہ قبضہ سے نکل گئے۔ رومانیا۔ سرویا اور مانٹی نیگرو قطعی آزاد ہوگئے۔ اور صوبجات بوسنیا اور ہرزی گووینا سلطنت آسٹریا ہنگری کو۔ اور قبرص انگلستان کو انتظام کے لئے مل گئے۔

(اسمائے سلاطین آل عثمان معہ سنہ جلوس)

نام	سنہ جلوس	نام	سنہ جلوس	نام	سنہ جلوس
۱۔ عثمان	سنہ ۱۲۹۹ء	۲۔ ارخان	سنہ ۱۳۲۶ء	۳۔ مراد اول (خداوندیگار)	سنہ ۱۳۶۰ء
۴۔ یلدرم بایزید	سنہ ۱۳۸۹ء	۵۔ سلیمان اول	سنہ ۱۴۰۲ء	۶۔ چلبی محمد اول جامع	سنہ ۱۴۱۳ء
۷۔ مراد ثانی	سنہ ۱۴۲۱ء	۸۔ محمد ثانی فاتح	سنہ ۱۴۵۱ء	۹۔ بایزید ثانی	سنہ ۱۴۸۱ء
۱۰۔ یاوز سلیم	سنہ ۱۵۱۲ء	۱۱۔ سلیمان ثانی صاحبقران	سنہ ۱۵۲۰ء	۱۲۔ سلیم ثانی	سنہ ۱۵۶۶ء
۱۳۔ مراد ثالث	سنہ ۱۵۷۴ء	۱۴۔ محمد ثالث	سنہ ۱۵۹۵ء	۱۵۔ احمد اول	سنہ ۱۶۰۳ء
۱۶۔ مصطفی اول	سنہ ۱۶۱۷ء	۱۷۔ عثمان ثانی	سنہ ۱۶۱۸ء	۱۸۔ مراد چہارم فاتح بغداد	سنہ ۱۶۲۳ء
۱۹۔ ابراہیم	سنہ ۱۶۴۰ء	۲۰۔ محمد چہارم شکاری	سنہ ۱۶۴۹ء	۲۱۔ سلیمان ثالث	سنہ ۱۶۸۷ء
۲۲۔ احمد ثانی	سنہ ۱۶۹۱ء	۲۳۔ مصطفی ثانی	سنہ ۱۶۹۵ء	۲۴۔ احمد ثالث	سنہ ۱۷۰۳ء
۲۵۔ محمود اول	سنہ ۱۷۳۰ء	۲۶۔ عثمان ثالث	سنہ ۱۷۵۴ء	۲۷۔ مصطفی ثالث	سنہ ۱۷۵۷ء
۲۸۔ عبدالحمید اول	سنہ ۱۷۷۴ء	۲۹۔ سلیم ثالث	سنہ ۱۷۸۹ء	۳۰۔ مصطفی چہارم	سنہ ۱۸۰۷ء
۳۱۔ محمود ثانی	سنہ ۱۸۰۸ء	۳۲۔ عبدالمجید	سنہ ۱۸۳۹ء	۳۳۔ عبدالعزیز	سنہ ۱۸۶۱ء
۳۴۔ مراد پنجم	۳۰ مئی سنہ ۱۸۷۶ء	۳۵۔ امیرالمومنین عبدالحمید خان ثانی الغازی خلد اللہ ملکہ و سلطانہ			۳۱ اگست سنہ ۱۸۷۶ء

ہر ایک سلطان کی اوسط ایام حکومت سترہ سال ہیں۔

سلطان سلیم اوّل عظیم الشان نے ۱۵۱۷ء میں مصر فتح کیا۔ اور اسی سال میں محمد دوازدہم خلیفہ بنو عباسیہ نے خلافت سلطان سلیم کے سپرد کی۔ اور تلوار علم اور جبۂ آنحضرت صلی اللہ علیہ و بارک وسلم اسکو عطا کی +

سلطان المعظم کی سول لسٹ (صرف خاص کی رقم) مختلف بیان کیجاتی ہے۔ کوئی دس لاکھ پونڈ کہتا ہے اور کوئی بیس لاکھ۔ اور کوئی ان دونوں کے بین بین۔ سرکاری املاک کا حصہ کثیر شاہی خاندان کے سپرد ہے۔ اور اونکی آمدنی اوس کے مصرف میں آتی ہے۔ چند برسوں سے سول لسٹ کی مدات آمدنی کا انتظام درست کیا گیا ہے۔ مگر اب بھی وہ حرم اور دربار کے اخراجات کو مکتفی نہیں بتائی جاتیں۔ حرم اور دربار کے متوسلین کا شمار پانچ ہزار سے متجاوز ہے ۱۸۸۰ء کے بجٹ (موازنہ) میں محلسرائے سلطانی کے اخراجات کی بابت ۱۱۹۴۷۴۲۲ پیاستر (سو پیاستر برابر ہیں ایک پونڈ ترکی کے) اور شہزادگان کے وظائف کی بابت ۲۳۷۵۰۲۱۲ پیاستر یعنے فی الجملہ سات لاکھ ۸۵ ہزار پونڈ ترکی درج کئے گئے تھے۔ اور ۱۸۹۱ء کے بجٹ میں آٹھ لاکھ ۸۲ ہزار پانسو پچاس ترکی پونڈ +

آئین و حکومت سلطنت کے تمام بنیادی قوانین احکام قرآنی پر مبنی ہیں سلطان کا اختیار غیر محدود ہے بشرطیکہ اوسکا حکم اصول اسلام اور احکام قرآن کے نقیض نہ ہو۔ قرآن کریم کے بعد قوانین ملتقی واجب التعمیل سمجھے جاتے ہیں۔ یہ احادیث و اقوال پیغمبر سرور کائنات اور اون کے خلفائے راشدین کے فیصلہ جات اور اجتہادات کے مجموعہ کا نام ہے۔ انکی پابندی بادشاہ اور رعایا دونوں پر مساوی ہے۔ انکے علاوہ ایک اور بھی مجموعہ قانون ہے جسے قانون نامہ کہتے ہیں۔ اور جسکو سلیمان عظیم الشان نے اپنے اور اپنے سے پہلے سلاطین کے قوانین سے مرتب کیا۔ اس قانون نامہ کو بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ مگر ویسی ہی عزت کی نگاہ سے جیسی کہ قوانین ربانی کے مقابلہ میں انسانی حکومت کی احکام کو دیکھا جا سکتا ہے۔

سلطان کی شاہانہ نگرانی میں عاملانہ اختیار اور اختیار وضع قوانین کو دو اعلیٰ عہدہ دار یعنے صدر اعظم جو دنیاوی حکومت کا صدر ہے۔ اور شیخ الاسلام جو مذہب کا افسر اعلیٰ ہے برتتے ہیں۔ دونوں کو سلطان مقرر کرتا ہے مگر آخر الذکر کی تقرری میں علما یعنے عدالتی عہدہ داروں اور مذہبی اماموں کی نام نہاد منظوری حاصل کیجاتی ہے شیخ الاسلام جماعت علماء کا صدر نشین ہوتا ہے لیکن وہ بذات خود امامت وغیرہ کا کام نہیں کرتا۔ علماء کے ساتھ ہی مفتیوں یعنے شارحین قرآن کی جماعت تعلق رکھتی ہے۔ تمام بڑے بڑے جج مفسر و صنعان قانون اور علم و ادب کے بڑے بڑے اساتذہ علماء ہی ہوتے ہیں۔ اور مفتی اونکو اپنے حضور طلب کر سکتا ہے۔ بڑے بڑے ملکی عہدہ داروں کے خطاب آفندی۔ بیگ۔ اور پاشا ہیں۔

مغربی یوروپ کی ریاستوں کے نمونہ پر چند عثمانی گورمنٹوں نے مختلف ازمنہ میں طرز حکومت و آئین کی

تجاویز تیار کیں۔ سب سے اول سلطان عبدالمجید نے اونکو اپنے خط ہمایون میں درج کر کے ۱۸ فروری ۱۸۵۶ء کو مشتہر کیا۔ اور سب سے آخر سلطان عبدالحمید نے نومبر ۱۸۷۶ء میں اس کے متعلق فرمان نافذ فرمایا مگر تجاویز اصلاح کا عملدرآمد سلطنت عثمانیہ کی موجودہ حالت میں ناممکن معلوم ہوتا ہے۔

وزیر اعظم گورنمنٹ کا صدر اور بادشاہ کا قائمقام ہوتا ہے۔ اور کاروبار سلطنت کے انصرام میں مجلس خاص یا پریوی کونسل جو انگریزی کیبنٹ (مجلس وزراء) کے مشابہ ہے اوسکی معین ومددگار ہوتی ہے مجلس خاص میں مندرجۂ ذیل اراکین ہوتے ہیں۔

(۱) وزیر اعظم (۲) شیخ الاسلام (۳) وزیر صیغہ اندرونی (۴) وزیر صیغہ جنگ (۵) وزیر اوقاف (۶) وزیر سررشتہ تعلیم (۷) وزیر تعمیرات عامہ (۸) کونسل آف سٹیٹ (مجلس شوریٰ) کا میر مجلس (۹) وزیر صیغہ خارجیہ (۱۰) وزیر محکمۂ مال (۱۱) وزیر صیغہ میر بحری (۱۲) وزیر عدالت عامہ (۱۳) وزیر سول لسٹ[1] (صرف خاص)

تمام سلطنت ۳۱ ولایتوں یا گورنمنٹوں میں منقسم ہے اور پھر یہ سنجقوں (صوبوں) قضاؤں (اضلاع) ناحیہ (تحصیل یا حصۂ ضلع) اور قریوں (دیہات) میں منقسم ہیں۔ ہر ولایت پر ایک ولی یا گورنر جنرل متعین ہے جو سلطان کا نائب ہوتا ہے اور اوسکی مدد کے لئے پراونشل کونسل (مجلس صوبہ) موجود ہوتی ہے۔ صوبوں۔ ضلاع۔ تحصیلوں اور دیہات پر گورنر کے زیر فرمان متصرف۔ قائمقام۔ مدیر اور مختار مقرر ہیں۔

ولایتوں کی حدود پولیٹیکل وجوہات کی بنا پر اکثر ترمیم ہوتی رہتی ہیں۔ اسی وجہ سے سلطنت کی چند سنجقیں گورنر کے ماتحت نہیں رکھی گئیں۔ اونپر سلطان المعظم براہ راست متصرف مامور فرماتے ہیں اور وہ سنجقیں متصرفات کہلاتی ہیں۔ تمام رعایا خواہ وہ کیسی ہی ادنیٰ حیثیت کی ہوں سلطنت کے اعلیٰ ترین عہدے بھی اونکے لئے مسدود نہیں اور وہ اونپر مامور ہو سکتی ہیں۔ تمام مسلمان قانون کی نگاہ میں مساوی ہیں۔

معاہدات کے رو سے وہ اجنبی جو ترکی میں رہائش پذیر ہوں اپنے اپنے ممالک کے قوانین کے تابع ہوتے ہیں اور اونکے ایسے مقدمات جنمیں ترکی رعایا کا تعلق نہو۔ اوس عدالت میں پیش ہوتے ہیں جسکا حاکم خود اونکا اپنا قونصل ہو۔ جو اجنبی ترکی میں جائیداد غیر منقولہ کے مالک ہوں اونکے ایسے مقدمات جو ملکیت اراضی سے متعلق ہوں عثمانیہ دیوانی عدالتوں میں منفصل ہوتے ہیں۔ اور جو مقدمات ترکی رعایا اور اجانب کے درمیان ہوں وہ بھی عثمانیہ عدالتوں میں پیش ہوتے ہیں مگر ایسی صورت میں اجنبی قونصل کا ترجمان یہ دیکھنے کے لئے کہ تجویز مقدمہ بموجب قانون ہوتی ہے کہ نہیں۔ عدالت میں موجود رہتا ہے۔ اور اگر فیصلہ (خواہ دیوانی ہو یا فوجداری) اجنبی کے برخلاف ہو۔ تو اوسکی تعمیل اجنبی کی قونصل کی معرفت ہوتی ہے۔ جو مقدمات مختلف قومیت رکھنے والے

---

[1] اب یہ وزیر مجلس خاص کا ممبر نہیں رہا۔ مؤلف

دو اجنبیوں کے درمیان ہوں وہ محکمہ شاہیہ کی عدالت میں رجوع ہوتے ہیں۔ اگست ۱۹۰۲ء کی ایک قرارداد کے رو سے وہ مدارس جو سلطنت عثمانیہ میں امریکن پادریوں کے زیر اہتمام ہیں اور جن کے طلبا امریکا کی زیر حمایت تسلیم کیے گئے ہیں۔ یہ قرارداد در اصل ان سب ہی امریکن مدارس سے تعلق رکھتی ہے۔ امریکن پادریوں کی کارروائیوں اور ان کے مدارس کی اصل غرض و غایت کتاب واقعات روم میں شرح درج ہے۔

	۱۸۹۶ء میں		۱۹۰۶ء میں
(۱) وزیر اعظم	خلیل رفعت پاشا	۷ نومبر ۱۸۹۵ء کو مقرر ہوئے	فرید پاشا ۱۵ جنوری ۱۹۰۳ء کو مقرر ہوئے
(۲) شیخ الاسلام	جمال الدین آفندی	ستمبر ۱۸۹۱ء میں مقرر ہوئے	جمال الدین آفندی
(۳) وزیر امور داخلی	محمد جلال الدین پاشا	۷ نومبر ۱۸۹۵ء کو مقرر ہوئے	ممدوح پاشا
(۴) وزیر امور خارجیہ	توفیق پاشا	۷ نومبر ۱۸۹۵ء کو مقرر ہوئے	توفیق پاشا
(۵) وزیر مال	ناظف پاشا	۲۹ جنوری ۱۸۹۶ء کو دوبارہ مقرر ہوئے	ناظف پاشا[1]
(۶) وزیر عدلیہ	عبدالرحمن پاشا	۷ نومبر ۱۸۹۵ء کو مقرر ہوئے	عبدالرحمن پاشا
(۷) مجلس شوریٰ کے میر مجلس	سعید پاشا	ایضاً	سعید پاشا
(۸) وزیر جنگ	رضا پاشا	"	رضا پاشا
(۹) وزیر بحریہ	"	"	جلال پاشا
(۱۰) وزیر اوقاف	"	"	طرخان پاشا
(۱۱) وزیر تعلیم	"	"	ہاشم پاشا
(۱۲) وزیر تجارت و تعمیرات عامہ	"	"	ذہنی پاشا
(۱۳) وزیر معادن جنگلات	سلیم پاشا	"	سلیم پاشا

رقبہ و آبادی بموجب سالانہ کتاب ۱۸۹۶ء

سلطنت عثمانیہ کا کل رقبہ (معہ باجگذار ریاستوں کے) تقریباً سولہ[2] لاکھ چھ ہزار دو سو چالیس مربع میل

[1] ناظف پاشا سے کر رفتہ نومبر ۱۹۰۱ء سے ۱۹۰۶ء تک شاکر پاشا وزیر مال رہے پھر مقرر ہوئے

[2] مسٹر سکاٹ کیلٹی مرتب کنندہ کتاب سٹیٹسمین ایئر بک کے جدول میں سلطنت کا رقبہ اور آبادی درج ہے مگر اس میں بہت سے مقامات کا نام اور ان کا رقبہ و آبادی درج نہیں کیے گئے یا وہ دو مقامات جو محض برائے نام سلطنت کے ماتحت ہیں مگر ان کی آبادی انگلستان کو جاتی ہے اور جو سلطنت کا صحیح رقبہ نہیں ہے اور جو آبادی باوجود سلطنت کے تحت ہونے کے بھی درج نہیں ہوئی رقبہ ۰۰۰ مربع میل اور آبادی ۲۴۳۰۹۲۰۰ ہے اور جو صحیح نہیں ...... ۰۰۰ مربع میل اور آبادی ۱۵ لاکھ ہے جس کی ماتحت مقر

اور کل آبادی تخمیناً تین کروڑ بانوے لاکھ بارہ ہزار ہے۔ بایں تفصیل۔

ملک	رقبہ مربع میل میں	آبادی
(۱) براہ راست مقبوضات		
یوروپ میں	۹۱۳۰۰	۳۷۸۰۰۰۰
ایشیا میں	۶۸۷۶۴۰	۲۱۶۰۸۰۰۰
افریقہ میں	۳۹۸۶۳۸	۱۳۰۰۰۰۰
(۲) باجگزار صوبے — میزان	۱۱۴۷۵۷۸	۲۶۶۸۸۰۰۰
بلگیریا معہ مشرقی روملیا	۳۷۸۹۰	۳۱۵۴۳۷۵
بوسنیا ہرزیگووینا اور نووی بازار (جو آسٹریا کے زیر انتظام ہیں)	۲۳۵۷۰	۱۵۰۴۰۹۱
جزیرہ سائپرس	۳۵۸۴	۲۰۸۵۰۰
مصر	۴۰۰۰۰۰	۶۸۱۷۲۶۵
میزان	۴۶۱۶۶۳	۱۱۵۲۷۱۳۱
میزان کل	۱۶۰۹۲۳۰	۳۹۳۱۱۲۳۱

سنہ ۱۹۰۹ء کی ہیپرلس بک میں حسب ذیل اعداد درج کئے ہیں

ملک	رقبہ مربع میل میں	آبادی
(۱) براہ راست مقبوضات		
یوروپ میں	۹۵۹۵۰	۶۱۳۰۳۰۰
ایشیا میں	۶۹۳۹۱۰	۱۲۸۹۸۷۰۰
افریقہ میں	۳۹۸۹۰۰	۱۰,۰۰,۰۰۰
میزان	۱۱۵۷۸۶۰	۲۳۰۲۸۹۰۰

سال ۱۹۰۹ء کی سالانہ کتابوں میں تخمیناً ایک کروڑ [illegible] درج ہے۔ مگر تفصیل میں قابل تشریح باتیں [illegible] کر کے اس خاص مقبوضہ کی آبادی الگ [illegible] ممالک عالم کی آبادی میں [illegible] اور ترکی [illegible] بھی [illegible] سال سے سلطنت [illegible] جنگ عظیم [illegible] اور آبادی کی زیادتی اور کمی [illegible] سلطنت [illegible] سلطنت کا [illegible] ۔ مؤلف

(۲) باجگزار صوبے۔

بلگیریا و مشرقی رومیلیا (نیم خود مختار)	۳۷,۲۰۰	۳۷,۴۴,۳۰۰
(بوسنیا و ہرزیگوینا جو آسٹریا کے زیر انتظام ہیں)	۱۹,۸۰۰	۱۵,۹۱,۱۰۰
کریٹ	۳,۳۳۰	۳,۱۰,۴۰۰
قبرص	۳,۶۷۰	۲,۳۷,۰۰
ساموس (جزیرہ)	۱۸۰	۵۴,۸۳۰
مصر	۴,۰۰,۰۰۰	۹۸,۲۱,۱۰۰
میزان	۴,۶۴,۳۳۰	۱,۵۷,۵۸,۸۳۰
میزان کل	۱۹,۳۳,۶۸۰	۳,۹۶,۵۷,۶۶۰

اس جدول اور ۱۸۹۶ء کی جدول کے اعداد کا فرق ناظرین خود ہی معلوم کر لینگے۔ ہاں مسٹر سکاٹ کلٹی انہوں نے صرف یوروپین ٹرکی کی آبادی اسقدر بتائی ہے جو اصل سے دو لاکھ زیادہ ہے۔ اور اس قابل اضافہ کے مقابل وہ ایشیاٹک ٹرکی اور افریقن ٹرکی کی آبادی میں تقریباً چار لاکھ کی کمی بتاتے ہیں۔ سبب اسکا یہ ہے کہ دنیا کے ہر ملک کی آبادی دس برس میں دو چار فیصدی بڑھتی ہے۔ ٹرکی مقبوضات کی آبادی فیصدی کم ہو گئی ہو یہ صریح غلط بیانی ہے۔ جس کا کچھ بھی اعتبار نہیں ہو سکتا۔ ٹرکی کی آبادی گذشتہ دس سال میں بلا مبالغہ چھ سات فیصدی بڑھ گئی ہے۔

رقبہ کے تازہ اعداد میں البتہ کمی اور سرسری بحث ہیں۔ تقریباً ہر مقبوضہ کا رقبہ اسے زیادہ دکھایا گیا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ سلطان عبد الحمید مقبوضات یورپ کی کچھ نہ کچھ تلافی کر رہے ہیں۔ باجگذار صوبوں میں سے بلگیریا کا رقبہ چھ سو میل اور بوسنیا وغیرہ کا ۴ ہزار میل کم دکھایا گیا ہے جسکی وجہ یہ ہے کہ اسقدر رقبہ دینولا ٹرکی کے پھر براہ راست قبضہ میں آ گیا ہے۔ آسٹریا کو اب سنجق نووی بازار کے انتظام سے کچھ دخل نہیں رہا۔ اس دفعہ مسٹر کلٹی قبرص کو بھی سلطنت عثمانیہ کے ضمن میں دکھاتے ہیں جس کیلئے مسلمان ان کے مشکور ہیں مگر افسوس ہے کہ آپ دیتے ہی جزیرہ کریٹ براہ راست مقبوضات کی بجائے نیم مختار مقبوضات کی ذیل میں درج ہوتا ہے۔

نقشہ ذیل میں براہ راست مقبوضات کی ہر ایک ولایت کا نام معہ آبادی درج کیا جاتا ہے سلطنت عثمانیہ میں مردم شماری ۱۸۸۵ء میں شروع ہوئی تھی۔ اوس کے مطابق اعداد دیئے گئے ہیں اور جدید اندراج

ابھی وہ تکمیل کو نہیں پہونچی اوس کے نام کے ساتھ ستارہ کا نشان دیا گیا ہے۔

نام ولایت	رقبہ مربع میل میں	آبادی مجموعی مردم شماری	اوسط آبادی فی مربع میل	کیفیت
یوروپ:-				
قسطنطنیہ ومضافات بروئے ۱۸۹۶ء	۵۸۶۷ (۱)	۸۹۵۳۷۰	۱۵۳	(۱) اس رقبہ میں ۴۷۰۹ مربع میل باسفورس کے ایشیائی ساحل پر واقع ہیں۔
" " ۱۹۰۶ء	۱۵۰۵	۱۲۰۳۰۰۰	۷۹۹	
متصرفیت چاتالجہ بروئے ۱۹۰۶ء	۷۳۳	۶۰۰۰۰	۸۲	
ایڈریانوپل بروئے ۱۸۹۶ء	۱۵۰۱۵	۸۳۶۰۴۴	۵۶	
" " ۱۹۰۶ء	۱۴۸۵۲	۱۰۲۸۲۰۰	۶۹	
سالونیکا بروئے ۱۸۹۶ء	۱۳۶۸۴	۹۹۰۴۰۰	۷۳	
" " ۱۹۰۶ء	۱۳۵۱۰	۱۱۳۰۸۰۰	۸۴	
مناسطر بروئے ۱۸۹۶ء	۷۶۴۳	۶۶۴۳۷۹	۸۷	
" " ۱۹۰۶ء	۱۱۰۰۰	۸۴۸۹۰۰	۷۷	
متصرفات سرویا بروئے ۱۸۹۶ء	۲۸۹۵	۱۰۰۰۰۰	۳۴	
کسووا بروئے ۱۸۹۶ء	۹۲۶۴	۵۰۸۲۸۳	۶۳	
" " ۱۹۰۶ء	۱۲۷۰۰	۱۰۳۸۱۰۰	۸۲	
سقوطرا (البانیا) بروئے ۱۸۹۶ء	۴۵۱۶	۲۰۳۸۱۹	۴۵	
" " " ۱۹۰۶ء			۷۰	
جنینیا بروئے ۱۸۹۶ء	۷۰۲۵	۵۰۹۱۵۱	۷۲	
" " ۱۹۰۶ء	۷۹۱۰	۵۴۷۱۰۰	۷۹	
میزان یورپی ٹرکی بروئے ۱۸۹۶ء	۶۵۹۰۹	۴۷۸۹۵۴۵	۷۳	
" " " ۱۹۰۶ء	۶۵۳۵۰	۶۱۳۰۲۰۰	۷۹	
ایشیا:-				
ایشیائے کوچک:-				
متصرفیت اسمید بروئے ۱۸۹۶ء	۴۲۹۶	۲۴۹۸۲۴	۵۷	
" " ۱۹۰۶ء	۳۱۲۰	۲۲۲۷۰۰	۷۱	
* بروصا بروئے ۱۸۹۶ء	۲۶۲۴۸	۱۳۰۰۰۰۰	۴۹	
" " ۱۹۰۶ء	۲۵۴۰۰	۱۶۲۶۸۰۰	۶۴	
متصرفیت بیغہ بروئے ۱۸۹۶ء	۲۸۹۵	۱۲۹۰۴۷	۴۴	
" " ۱۹۰۶ء	۲۵۳۰	۱۲۹۵۰۰	۵۱	
مجمع الجزائر بروئے ۱۸۹۶ء	۴۹۲۳	۳۲۵۸۶۶	۶۶	
" " ۱۹۰۶ء	۲۶۹۰	۳۲۲۳۹۰	۱۲۱	
* کریت ۱۸۹۶ء	۲۹۳۴	۲۹۴۱۹۲	۹۹	
سمرنا بروئے ۱۸۹۶ء	۱۷۳۷۰	۱۳۹۰۷۸۳	۸۰	
" " ۱۹۰۶ء	۲۱۵۸۰	۱۳۹۶۵۰۰	۶۴	
* قسطاموني بروئے ۱۸۹۶ء	۱۹۳۰۰	۱۰۰۹۳۶۰	۵۲	
" " ۱۹۰۶ء	۱۹۵۷۰	۹۶۱۲۰۰	۴۹	

ف ۱۸۹۶ء میں اسکا نام درج نہیں۔ ف ۱۹۰۶ء میں یہ درج نہیں۔ ف ۱۹۰۶ء کے اڈیشن میں ہے سو اس جدول میں درج نہیں کیا گیا

نام ولایت	رقبہ میل مربع	آبادی بموجب مردم شماری	اوسط آبادی فی میل مربع
انگورہ بروسہ سنہ ۱۸۹۷ء	۳۲۳۲۹	۸۹۲۹۰۱	۲۷
" " سنہ ۱۹۰۶ء	۲۷۳۴۰	۹۳۲۸۰۰	۳۴
قونیہ بروسہ سنہ ۱۸۹۷ء	۳۵۳۴۲	۱۰۰۸۱۰۲	۳۱
" " سنہ ۱۹۰۶ء	۳۹۳۱۰	۱۰۶۹۰۰۰	۲۷
آدانہ بروسہ سنہ ۱۸۹۷ء	۱۳۳۹۳	۴۷۰۳۳۹	۳۸
" " سنہ ۱۹۰۶ء	۱۵۳۰۰	۴۲۳۳۰۰	۲۷
سیواس بروسہ سنہ ۱۸۹۷ء	۳۲۳۰۸	۹۹۶۱۳۰	۳۱
" " سنہ ۱۹۰۶ء	۳۲۹۶۰	۱۰۵۷۵۰۰	۳۲
طرابزون بروسہ سنہ ۱۸۹۷ء	۱۲۰۵۲	۱۰۴۷۷۰۰	۸۷
" سنہ ۱۹۰۶ء	۱۳۵۰۰	۹۳۸۵۰۰	۶۹
میزان ایشیائے کوچک سنہ ۱۸۹۷ء	۲۰۳۴۱۸	۳۱۳۳۳۳۳	۳۴
" سنہ ۱۹۰۶ء	۱۹۳۵۴۰	۴۰۸۹۴۰۰	۲۷
آرمینیا و کردستان:-			
ارض روم بیرونی سنہ ۱۸۹۷ء	۲۹۶۱۳	۶۳۵۷۰۲	۲۳
" سنہ ۱۹۰۶ء	۲۹۱۸۰	۶۴۳۵۰۰	۲۲
معمورۃ العزیز سنہ ۱۸۹۷ء	۱۳۶۱۳	۵۷۵۳۱۳	۴۲
" سنہ ۱۹۰۶ء	۱۳۷۰۰	۵۷۵۳۰۰	۴۵
دیاربکر سنہ ۱۸۹۷ء	۱۸۰۲۳	۴۷۱۴۶۲	۲۶
" سنہ ۱۹۰۶ء	۱۳۳۸۰	۴۷۱۵۰۰	۳۵
بتلیس سنہ ۱۸۹۷ء	۱۱۵۲۳	۳۸۸۶۵۲	۳۴
" سنہ ۱۹۰۶ء	۱۰۳۹۰	۳۹۸۷۰۰	۳۸
وان سنہ ۱۸۹۷ء	۱۵۳۳۰	۳۷۶۳۹۶	۲۴
" سنہ ۱۹۰۶ء			۲۵
میزان آرمینیا سنہ ۱۸۹۷ء	۸۹۳۲۳	۲۳۵۷۳۰۰	۲۶
" سنہ ۱۹۰۶ء	۶۱۹۹۰	۲۳۷۰۹۰۰	۳۸
میسوپوٹیمیا والجزیرہ:-			
موصل سنہ ۱۸۹۷ء	۲۹۳۲۰	۳۰۰۳۸۰	۱۰
" سنہ ۱۹۰۶ء	۳۵۱۳۰	۳۵۱۲۰۰	۱۰
بغداد سنہ ۱۸۹۷ء	۵۳۵۳۰	۸۵۰۰۰۰	۱۵
" سنہ ۱۹۰۶ء	۵۳۸۹۰	۶۱۳۰۰۰	۱۱
بصرہ سنہ ۱۸۹۷ء	۱۶۴۸۲	۲۰۰۰۰۰	۱۲
" سنہ ۱۹۰۶ء	۴۳۵۸۰	۳۳۳۰۰۰	۸
میزان میسوپوٹیمیا سنہ ۱۸۹۷ء	۱۰۰۳۰۵	۱۳۵۰۳۸۰	۱۳
" سنہ ۱۹۰۶ء	۱۳۲۲۵۰	۱۳۹۸۳۰۰	۹

سلہ صوبہ ایجر کے رقبہ میں تخمیناً دس ہزار مربع میل [illegible] پایا گیا ہے ۔ [illegible] صوبہ [illegible] کا [illegible]
[illegible] آبادی کی وجہ [illegible]

نام ولایت	سنہ	رقبہ مربع میلوں میں	آبادی بہ تعداد نفوس	اوسط آبادی فی مربع میل
سیریا یعنی شام:-				
حلب	۱۸۹۶ء	۳۰۳۰۳	۹۹۳۲۳	۳۳
"	۱۹۰۶ء	۳۳۳۳۰	۹۹۵۸۰۰	۳۰
متصرفیت	۱۸۹۶ء	۳۰۸۹۰۰	۱۰۰۰۰۰۰	۳
"	۱۹۰۶ء	۳۰۱۱۰۰	۱۰۰۰۰۰۰	۳
٭ شام یعنی دمشق	۱۸۹۶ء	۲۳۰۰۹	۶۰۳۱۷۰	۲۵
"	۱۹۰۶ء	۳۷۰۴۸	۴۱۹۵۰۰	۱۶
٭ بیروت	۱۸۹۶ء	۱۱۷۴۳	۴۰۰۰۰۰	۳۴
"	۱۹۰۶ء	۶۱۸۰	۵۳۳۵۰۰	۸۶
متصرفیت یروشلم	۱۸۹۶ء	۸۲۳۴	۳۳۹۱۶۶	۴۱
"	۱۹۰۶ء	۶۶۰۰	۳۴۱۶۰۰	۵۲
لبنان (خاص بہ کوہ راشتکیہ اہل یورپ)	۱۸۹۶ء		۳۳۵۰۰۰	۱۱۱
"	۱۹۰۶ء	۱۱۹۰	۲۰۰۰۰۰	۱۶۸
میزان (شام)	۱۸۹۶ء	۱۱۵۱۰۸	۲۶۷۹۹۳۳	۲۳
"	۱۹۰۶ء	۱۱۳۵۳۰	۲۸۹۰۲۰۰	۲۵
عرب:-				
حجاز (تقریباً)	۱۸۹۶ء	۹۶۵۰۰	۳۵۰۰۰۰۰	۳۶
"	۱۹۰۶ء	۹۶۵۰۰	۳۰۰۰۰۰	۳
یمن	۱۸۹۶ء	۷۷۲۰۰	۲۵۰۰۰۰۰	۳۲
"	۱۹۰۶ء	۷۳۸۰۰	۷۵۰۰۰۰	۱۰
میزان (عرب)	۱۸۹۶ء	۱۷۳۰۰۰	۶۰۰۰۰۰۰	۳۴
"	۱۹۰۶ء	۱۷۰۳۰۰	۱۰۵۰۰۰۰	۰۰
میزان (ایشیا)	۱۸۹۶ء	۶۰۲۶۳۱	۲۱۶۰۹۰۵۵	۳۱
"	۱۹۰۶ء	۰۰	۰۰	۰۰
افریقہ:-				
طرابلس (تقریباً) وبنغازی	۱۸۹۶ء	۳۹۸۷۳۸	۸۰۰۰۰۰	۳
"	۱۹۰۶ء	۳۹۸۹۰۰	۵۰۰۰۰۰	۳
میزان (افریقہ)	۱۸۹۶ء	۳۹۸۰۳۸	۱۳۰۰۰۰۰	۳
"	۱۹۰۶ء	۳۹۸۹۰۰		۳
میزان (سلطنت عثمانیہ)	۱۸۹۶ء	۱۱۳۰۵۷۸	۳۷۶۹۳۶۰۱	۳۳
" "	۱۹۰۶ء	۱۱۵۷۸۹۰	۳۴۰۳۸۹۰۰	۳۱

لہ معلوم ہوتا ہے کہ بہت ہی مبالغہ کے ساتھ رقبہ آبادی کے بلاد و ولایت عرب میں جو بیشی ہو گئی تھی وہ جلد ہی کاشتکاری صاحب کو دو بھر گذرنے لگی۔ اور اس کی تلافی ایک ایسے قلم سے حجاز و یمن کی آبادی میں سے یکبارگی پچاس لاکھ کی کمی کرنے سے کر دی گئی۔ اب کل صوبہ حجاز کی آبادی ۳ لاکھ بتائی جاتی ہیں۔ حالانکہ صرف مکہ و مدینہ دو شہروں کی آبادی اس سے کچھ زیادہ ہی ہے۔ آپ سمجھ گئے ہوں گے یہ بھی تھوڑی سی دست اندازی کی ہے لیکن پھر بھی اس پر رحم ہی کیا گیا ہے۔ ۱۸۹۶ء و ۱۹۰۶ء کے اعداد میں بدیں صورت ۳ ہزار ہی کا فرق ہے۔ مؤلف۔

سلطنت عثمانیہ کی آبادی کی تعداد تفصیل کے ساتھ معلوم نہیں۔ یورپ اور ایشیا کے صوبوں میں جو ترکوں کے
براہ راست ماتحت ہیں ترک، عرب [illegible] یونانی اور البانی (ارنوط) مساوی تعداد میں بکثرت
آباد ہیں۔ اور کل آبادی کا [illegible] دوسری قومیں جو انہیں آبادیوں میں ہیں سروین، بلغاری
رومانوی، ارمنی، [illegible] یہودی اور [illegible]

ایشیائی ترکی میں غالب عنصر ترکی ہے اور [illegible] یہودی، یونانی، شامی، کرد، چرکس
اور [illegible] ایشیائے کوچک کی آبادی [illegible] ۱۸۸۵ء کی
مردم شماری کی رو سے حسب ذیل ہے۔

مسلمان [illegible] یونانی [illegible] ارمنی [illegible] بلغاری [illegible] رومن کیتھولک
(رومی) [illegible] یونانی لاطینی [illegible] پروٹسٹنٹ (رومی) [illegible] یہودی [illegible] اجنبی ۱۲۹۲۲۴
میزان [illegible] (سنہ ۱۹۰۶ء کے تخمینہ میں [illegible] آبادی [illegible] بتائی گئی ہے مگر بالتفصیل معلوم نہیں)

دوسرے چند بڑے شہروں کی آبادی تخمیناً حسب ذیل ہے۔

سالونیکا ڈیڑھ لاکھ، ایڈریانوپل [illegible] طرابزون [illegible] ہزار [illegible] سمرنا [illegible]
دمشق [illegible] لاکھ [illegible] ہزار [illegible] بغداد [illegible] ہزار [illegible] قیصریہ ساٹھ ہزار
موصل [illegible] ہزار بروصہ [illegible] ہزار [illegible] ہزار [illegible] ہزار [illegible] ہزار اور
[illegible] ہزار دیار بکر [illegible] ہزار [illegible] ہزار [illegible] ہزار [illegible] بیت المقدس [illegible] ہزار قونیہ [illegible] ہزار
حمص [illegible] ہزار [illegible] ہزار طرابلس [illegible] ہزار [illegible]

۱۹۰۶ء کے تخمینہ کی فہرست حسب ذیل ہے۔

قسطنطنیہ [illegible] سالونیکا [illegible] ایڈریانوپل [illegible] ہزار سمرنا [illegible] بغداد [illegible]
دمشق [illegible] حلب [illegible] بیروت [illegible] قیصریہ [illegible] کربلا
[illegible] ہزار [illegible] ہزار [illegible] ہزار [illegible] ہزار [illegible] ہزار قونیہ [illegible] ہزار [illegible]
[illegible] بیت المقدس [illegible] ہزار ارض روم
[illegible] طرابلس [illegible] ہزار دیار بکر [illegible] ہزار

صوبہ لبنان پر جہاں بیروت واقع ہے یہ [illegible] آباد ہیں ایک عیسائی متصرف متعین
ہے۔ اس صوبہ کو بہت سی مراعات ملی ہوئی ہیں۔ اور اس کی گورنمنٹ خاص قسم کی ہے۔ اس کی آبادی دو لاکھ
چالیس ہزار ہے تقریباً [illegible] میں شمار کی گئی ہے۔

مذہب اور تعلیم

۲۳ جولائی سنہ ۱۹۰۸ء کو ترکوں نے [illegible] اور [illegible] عیسائی [illegible] سلطنت
[illegible] شاہی [illegible] کو [illegible] جدا [illegible] مسلمان ایک کروڑ ساٹھ
لاکھ اور عیسائی ۹۰ لاکھ ایشیا میں مسلمان [illegible] ہیں لیکن یورپ [illegible] اقلیت کے قریب
مقبوضات [illegible] افریقہ میں مسلمانوں کا شمار [illegible] کیا گیا ہے [illegible]
ذیل [illegible] سلطانی [illegible] مذہب [illegible] (۱) الہامی [illegible] سلطانی [illegible]
[illegible] باشندگان [illegible] [illegible] آباد [illegible]
تھے۔ اس [illegible] آزادی [illegible] اقوام [illegible] (۲) یونانی [illegible]
یونانی [illegible] (۳) [illegible] ہے [illegible]
اور [illegible] عیسائی [illegible]
بارگاہ سلطانی [illegible] (۵) [illegible] عیسائی [illegible]
واسطے [illegible] زیادہ [illegible] ہیں
(۶) یہودی (۷) [illegible] (۸) [illegible] (۹) [illegible]
یا [illegible] عیسائی [illegible] [illegible]
مذہبی [illegible] سلطنت [illegible] ہے۔ [illegible]
یونانیوں اور [illegible] اختیار [illegible]
مسلمان [illegible] اسلام [illegible] قرآن کے [illegible]
[illegible] اور [illegible]
عبادت کرتی [illegible] مسلمانوں [illegible] صرف
[illegible] اور قرآن
شریف کی آیات پڑھ سکتا ہے کہ قرآن کریم [illegible] اور [illegible]
حقوق العباد کی [illegible] ہے [illegible] تعلق ہے
قرآن شریف [illegible] تعلیم [illegible]
میں [illegible] اور [illegible] ہیں۔ [illegible]
[illegible] ہے۔
[illegible] سلطنت [illegible] ہیں۔ اور [illegible] یونانی

الارثی، یہودی، قبطی، دروزی، نسطوری، اور یونانی کاتھولک المذہب ہیں۔ ان مستقل باشندوں کے علاوہ مختلف پیشہ ور ممالک غیر کے بھی بہ تعداد کثیر آباد ہیں۔ مجمع الجزائر کے ترکی جزیروں کے باشندے گویا عیسائی ہیں یعنی ۲۹۶۸۰۰ عیسائی ہیں اور صرف ۷۲۰۰۰ مسلمان۔ ایشیائی ترکی کے مختلف حصص کی مردم شماری بروئے مذہب حسب ذیل ہے:۔ ایشیائے کوچک مسلمان ۱۴۱۷۹۹۰۰۔ ارمنی ۵۷۶۲۰۰۔ دیگر عیسائی ۹۷۲۳۰۰۔ یہودی وغیرہ ۱۸۴۲۰۰۔ آرمینیا مسلمان ۱۷۹۵۸۰۰۔ ارمنی ۴۸۰۷۰۰۔ دیگر عیسائی ۱۶۵۳۰۰۔ یہودی وغیرہ ۳۲۰۰۰۔ ارمنی ۴۹ ہزار۔ صوبہ حلب مسلمان ۶۹۲۵۰۰۔ ارمنی ۴۹ ہزار۔ دیگر عیسائی ۳۳۳۰۰۔ یہودی ۲۰ ہزار۔ صوبہ بیروت مسلمان ۲۳۰۲۰۰۔ ارمنی ۱۱۰۰۔ دیگر عیسائی ۱۶۰۴۰۰۔ یہودی وغیرہ ۱۲۶۹۰۰۔ صوبہ لبنان مسلمان ۴۳۰۰۰۔ عیسائی ۳۱۹۳۰۰۔ یہودی وغیرہ ۳۴۹۸۰۰۔

سلطنت عثمانیہ میں مساجد کی تعداد ۲۱۲۰۳ اور صرف قسطنطنیہ میں ۳۷۹ ہے۔ اماموں کی تعداد ۱۱۶۰۰ ہے[سلہ] مساجد کے ساتھ ۱۷۰۰۰ ابتدائی مکاتب ہیں جن میں تعلیم مفت ملتی ہے۔ اوقات و مساجد و خانقاہوں وغیرہ کی غیر سرکاری آمدنی ۱۸۷۶ء کی جنگ سے پہلے تین کروڑ دو لاکھ پیاسٹر یعنی دو لاکھ ۷۱ ہزار پونڈ انگریزی سالانہ تھی۔ مگر اب یہ دو کروڑ پیاسٹر یا ایک لاکھ ۶۶ ہزار پونڈ رہ گئی ہے۔ اُنکا خرچ ایک کروڑ پچاس لاکھ پیاسٹر (سوا لاکھ پونڈ) شمار کیا گیا ہے۔ شیخ الاسلام کا وظیفہ جو ستر لاکھ ۱۳ ہزار ۵ سو ۴۰ پیاسٹر (۵۹ ہزار پونڈ) ہے اور مفتیوں اور نائبین کے وظائف جو ۸۰ لاکھ ۸۶ ہزار ۷ سو ۴۶ پیاسٹر (۶۶ ہزار پونڈ) ہیں سرکاری خزانہ سے ادا ہوتے ہیں۔ اوقات کو زیادہ تر آمدنی اُن غیر منقولہ جائدادوں کی فروخت سے حاصل ہوتی ہے جو اُنکو ہبہ کیجاتی ہیں۔ اور وقف کہلاتی ہیں۔ سلطنت کے تمام شہروں کی مستقلہ جائداد کا تقریباً ۳/۴ حصہ اوقاف کی ملکیت ہے۔ اس قسم کی جائداد کے خریدار اوقاف کو ایک نام نہاد سالانہ لگان ادا کرتے ہیں لیکن اگر وہ لاولد مرجائیں تو جائداد پھر اوقاف کا ملک ہو جاتی ہے۔

۱۸۸۰ء میں سرکاری خزانہ سے اوقاف کو ۳۴۰۱۹۹۰ پیاسٹر (۵۰ ہزار پونڈ) دیئے گئے۔ اوسی سال میں سرکاری خزانہ سے مذہبی مقاصد پر حسب ذیل رقوم خرچ ہوئیں۔

(۱) حاجیان کے متعلق اور سالانہ تحائف پر جو بیت اللہ شریف کو بھیجے جاتے ہیں ۱۳۱۳۹۵۲۹ پیاسٹر

سلہ ان مساجد سے سلطنت کی ہر او جامع مساجد ہوں گی۔ کیونکہ اماموں ہی کی تعداد بتا رہی ہے کہ کل مساجد کا شمار ۲۱۲ سے بہت زیادہ ہے۔ تلہ شاید مساجد کی اعداد میں کمی کی یہ وجہ بتلائی گئی ہے کہ اس صوبہ کوئی باقاعدہ گوشوارہ تیار نہیں ہوا کہ یہ بالکل لغویات ہے۔ البتہ یہ ممکن ہے کہ اوسی سال کے بعد گوشوارے عام طور پر شائع نہ کیے گئے ہوں۔ مترجم ۱۲

(۰۰۰،۹۰۱ پونڈ) (۲) دیون عمومیہ کا انتظام ۲۳۹،۳۴۷ پیاسٹر (۰۰۶،۱۰۱ پونڈ) (۳) تحصیل محاصل کے اخراجات ۷۶۳،۰۵۰ پیاسٹر (۰۰۶،۵۰ پونڈ)۔

(۲) تعلیم سنہ ۱۹۰۶ء سلطنت عثمانیہ میں ابتدائی تعلیم قانوناً ہر جگہ پر لازمی ہے۔ لڑکوں کے لئے ۷ اور ۱۱ سال کی عمر کے درمیان اور لڑکیوں کے لئے ۶ اور ۱۰ سال کی عمر تک لازمی تعلیم کا نصاب یہ ہے۔ ترکی زبان، قرآن، حساب، تاریخ، جغرافیہ اور مختلف دستکاریاں۔ مگر چونکہ مذہبی اور دنیاوی دونوں قسم کی تعلیم مسلمان مولویوں اور اماموں کی تحویل میں ہے۔ وہ کوئی کافی وقت نہیں دے سکتے۔ ۱۱ اور ۱۵ سال تک تعلیم مزید کے علاوہ فرنچ زبان، اقلیدس اور علم کیمیا و طبیعیات کی تعلیم بھی پڑھائی جاتی ہیں۔ تقریباً ۳۶۲۰۰ مدارس سلطنت میں ہیں جن کے طلبا کا شمار ۱۳۳۱۲۰۰ ہے یعنی ہر دو سو باشندوں پیچھے ایک طالب علم۔ سنہ ۱۹۰۰ء میں ایک فرمان شاہی صادر ہوا کہ قسطنطنیہ میں ایک عالیشان یونیورسٹی قائم کی جائے اور اس میں فقہ، علوم اسلام، ریاضی، فلسفہ، قانون، طب، تجارت وغیرہ مضامین کے ۳۰ پروفیسر رکھے جائیں لیکن سنہ ۱۹۰۵ء تک تجویز یہاں تک ہی محدود تھی۔ تو بھی ترقی کی یہی سلطانی مدرسے طبیہ یا سفر میں کے اشیائی ساحل پر قصبہ سکوتاری میں ایک عالیشان عمارت میں واقع ہے۔ ایک سلطانی مدرسہ صنعت و حرفت بھی قسطنطنیہ میں موجود ہے۔ یتیموں اور نادار بچوں کا ایک تعلیم مدرسہ ہے جس میں چار سو طلبا ہیں اور ایک ابتدائی مدرسہ ... سلطانی مدارس اور اوقاف کے اور غیر مسلم رعایا کے علاوہ کل سلطنت میں ... سنہ ۱۹۰۵ء ... ۳۰۲ ابتدائی مکتب اور ۵۰۸ ثانوی سکول سرکاری خرچ سے موجود تھے۔ جن میں ۲۳ ہزار طالب علم اور تقریباً ۳ لاکھ معلم تھے۔ اور ان کا سالانہ خرچ ۲۰ کروڑ قرش تھا۔

صیغہ سلطنت عثمانیہ کی کمی ہوئی آمدنی سے سال اول ابتدا ... پیش ... ہوا اور ان میں تاریخ سنہ ۱۹۰۹ء مالی
... اخراجات ... تخمینہ ... پونڈ ... پونڈ کی کمی کا ظاہر کیا

ملہ ... سال ... ہوگئی ہیں ... مالی ... کی ... بتائی جاتی ہے کہ
... ... لاکھ ... ...
... ... پانچ لاکھ پونڈ تک ہیں
اور ... ... اوقاف کی کل آمدنی ... ... سرکاری ... ایک لاکھ ۲۷ ہزار پونڈ ... سرکاری
... ایک لاکھ ... ہزار پونڈ ۱۳
... ... ہے۔

یعنی ۹۲ لاکھ پونڈ خسارہ ہوا۔ سنہ ۱۸۸۹ء کے خسارہ کا اندازہ ستر لاکھ پونڈ فرض کیا گیا جس کو مندرجہ ذیل طرح سے دور کیا گیا کہ صیغہ جنگ کا خرچ ساڑھے پانچ لاکھ پونڈ گھٹ گیا۔ توپ کا خرچ ۸ لاکھ پونڈ اور دوسرے محکموں کے اخراجات کے بجٹ (تنخواہ) ۵ فیصدی کم کر دیئے گئے۔ اور مقدم قرضوں اور دوسرے قرضوں کو [illegible] فیصدیکا سود کے تمسکوں سے بدل دیا گیا۔

رازاویش سنہ ۱۹۰۶ء ترکی حکومت آمدنی وخرچ کا نہ بجٹ شائع کرتی ہے نہ درحقیقت اس کا حساب کتاب۔ [illegible] محض غلط ہے۔ اسی کتاب کے آخر میں ایک سال کا باقاعدہ بجٹ درج ہے۔ مؤلف) آمدنی کا اصل ذریعہ محاصل ارضی وجائداد محصول چونگی اجارات کی فیسوں۔ اور بعض دیگر ذرائع سے حاصل ہوتی تھی۔ اور خرچ کی بڑی مدیں فوجی مصارف اور قومی قرضہ کے واجبات ہیں۔ سنہ ۱۸۹۸-۹۹ء میں ایک کروڑ ۸۵ لاکھ ۱۰ ہزار ترکی پونڈ آمدنی ہوئی اور ایک کروڑ ۸۳ لاکھ ۳۰ ہزار پونڈ خرچ ہوئے

سلطنت عثمانیہ کی تاریخ مقروضی مندرجہ ذیل جدول سے ظاہر ہو جائے گی:-

سنہ اجرائے قرض	اصلی مقدار قرض	شرح سود جو مقرر کیا گیا	حصول فیصدی	آیا قرضہ مستقل کیا گیا یا نہیں	کس غرض کے لئے قرضہ لیا گیا
سنہ ۱۸۵۴ء	پانچ لاکھ پونڈ	۶ فیصدی	۸۵	سنہ ۱۸۹۴ء میں ۴ فیصدی والے قرضہ سے تبدیل کیا گیا۔	لندن کے ساہوکاروں ڈنٹ پامر کمپنی سے جنگ کریمیا کے اخراجات ادا کرنے کے لئے خراج مصر کی کفالت پر لیا گیا۔ سالانہ اقساط سے سنہ ۱۸۷۷ء تک بیباق کر دینے کا اقرار تھا۔
سنہ ۱۸۵۵ء	[illegible]	۴ فیصدی	[illegible]	[illegible] سنہ ۱۸۷۷ء [illegible] خراج [illegible] تو ۱۱ لاکھ پونڈ [illegible] ادا [illegible]	[illegible] کی ضمانت پر لیا گیا اور پہلے قرضہ کی طرح خراج مصر اور شام کا محصول در رہن کیا گیا۔ اور سالانہ اقساط سے اگست سنہ ۱۹۰۸ء میں بیباق ہو جائے گا۔

؎ جس وقت کوئی سلطنت قرضہ لینا چاہتی ہے تو وہ اپنی ملک کو سکوں سو یا پانسو یا ہزار ہزار کے تمسک یا پرامیسری نوٹ جاری کرتی ہے جنکو متمول لوگ یا ساہوکار خرید لیتے ہیں اور جتنی اوس سلطنت کی ساکھ ہوتی ہے ان نوٹوں کا نرخ کم و بیش ہوتا ہے اچھی ساکھ ہو تو سو کا نوٹ ایک سو دس ایک سو پندرہ تک بکتا ہے ساکھ بری ہو تو پچاس کو بھی کوئی نہیں پوچھتا۔ مترجم

سنہ	اصل مقدار قرضہ کی	شرح سود فیصدی	وصول فیصدی	اس قرضہ کی کیا کیفیت ہے	کس سے اور کس مقصد کے لئے قرضہ لیا گیا
سنہ ۱۸۵۸ء	پچیس لاکھ پونڈ یہ قرضہ ہوگیا۔	۶ فیصدی سنہ ۱۸۹۸ء	۸۵ میں بیباق	سنہ ۱۸۸۱ء میں جب پبلک ڈیٹ (قرضہ) کا انتظام ہو کر اوسکی بنا کمشن کو ملی اور اوسکو چار شقوں میں تقسیم کیا گیا تو یہ قرضہ شق الف میں داخل کر دیا گیا جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے یہ قرضہ اوس وقت سے سالانہ اقساط میں سنہ ۱۸۹۳ء تک ادا کیا گیا اور یہ بچا ہوا کل انتظام میں شامل کیا گیا ہے۔	یہ پہلا قرضہ تھا جو انگریزی اور عثمانیہ بنک سے قسطنطنیہ کے محصول حقہ اور آمدنی چنگی کی کفالت پر دو دفعہ کر کے یعنی سنہ ۱۸۵۸ء میں تیس لاکھ فی ۸۵ فیصدی اور سنہ ۱۸۵۹ء میں بیس لاکھ پونڈ فی ۸۵ فیصدی پر لیا گیا تھا۔
سنہ ۱۸۶۰ء	۳۰۳۰۳۲۰	۶ فیصدی	۶۲ ½	سنہ ۱۸۸۱ء میں شق ب میں داخل کیا گیا۔	یہ دوسرا قرضہ پیرس کے ساہوکار مائرس (؟) کی معرفت سلطنت کی آمدنی محصول حقہ اور دیگر محاصل کی کفالت پر لیا گیا۔ ارادہ تو ایک کروڑ ۲۰ لاکھ پونڈ قرضہ لینے کا تھا مگر صرف ۶۲ فیصدی کے حساب سے ۳۰۳۰۳۲۰ پونڈ کی رقم فروخت ہوئی۔
سنہ ۱۸۶۲ء	۸۰ لاکھ پونڈ سنہ ۱۸۸۱ء میں بیباق ہو گیا	۶ فیصدی	۶۸	سنہ ۱۸۸۱ء میں شق الف میں داخل کیا گیا۔	یہ پانچواں قرضہ عثمانیہ بنک اور پیرس کے ساہوکاران فیرڈیولڈ کی معرفت محاصل تمباکو اور عام آمدنی کی کفالت پر لیا گیا۔
سنہ ۱۸۶۳-۶۴ء	۸۰ لاکھ پونڈ	۶ فیصدی	۶۳	سنہ ۱۸۸۱ء میں شق ب میں داخل کیا گیا	یہ قرضہ عثمانیہ بنک کی معرفت سرکاری آمدنیوں اور عشرات کی کفالت پر لیا گیا۔
سنہ ۱۸۶۵ء	ساڑھے لاکھ پونڈ	فیصدی	۶۵ ½	سنہ ۱۸۸۱ء میں شق ج میں داخل کیا گیا۔	عثمانیہ بنک کی معرفت رومیلیا اور مجمع الجزائر کے محصول گوسفندان اور گوشت کی پیداوار اور معادن کی کفالت پر لیا گیا۔

سلہ مجتمع قرضہ کی شق الف سنہ ۱۹۰۳ء میں بیباق ہوگی۔ اور چند سال تک باقی تینوں شقوں کا حساب علیحدہ لگا تا رہے گا۔ سنہ ۱۹۰۳ء میں جب تقسیم قرضہ کی ترمیم ہوئی تو تینوں شقوں کو ملا کر ایک ہی مجموعی رقم بنا دیا گیا اور اب تمام قرضہ ایک ہی قرار دیا گیا ہے۔

سنہ اجرائے قرضہ	اصلی مقدار قرضہ	شرح سود فیصدی	بھاؤ فیصدی	اب اس قرضہ کی کیا حیثیت ہے	کس غرض سے اور کس مقصد کیلئے قرض لیا گیا
سنہ ۱۸۶۵ء	۳۶۳۳۳۳۶۳ پونڈ	۵ فیصدی	½ ۴۷	سنہ ۱۸۹۰ء میں شق د میں داخل کیا گیا	یہ قرضہ سابقہ اجرا شدہ قرضوں کے اجتماع و تبادلہ کے لئے پیرس اور لنڈن کے چند نامی بنکوں سے لیا گیا۔
سنہ ۱۸۶۷ء	سوا ۱۱ لاکھ پونڈ	۶	½ ۶۵	ایضاً	پیرس کی سوسائٹی ڈی جنرل اور مسیرو ڈیس کوہین و لیسر اور لنڈن کی مہاجنان ڈنٹ پالمر کمپنی سے مختلف موجودہ و استقبالیہ محاصل و عشرات کی کفالت پر قرض لیا گیا۔
سنہ ۱۸۶۹ء	۲۲۴۰۰۰۰ پونڈ	-	-	اکتوبر سنہ ۱۸۷۶ء میں بیباق کیا گیا۔	
سنہ ۱۸۶۹ء	۲۲۱۷۷۲۴ پونڈ	۵ فیصدی	½ ۶۰	سنہ ۱۸۹۰ء میں شق ج میں داخل کیا گیا	ایضاً
سنہ ۱۸۷۰-۷۲ء	۳۱۶۸۰۰۰۰ پونڈ	۳ فیصدی	۴۵	سنہ ۱۸۹۰ء میں شق د میں داخل کیا گیا	مطابق قرضہ ثانی سنہ ۱۸۶۵ء
سنہ ۱۸۷۱ء	۵۷۰۰۰۰۰ پونڈ	۶	۷۳	سنہ ۱۸۹۲ء میں ½ ۳ فیصدی سود کے قرضہ میں تبدیل کیا گیا۔	خراج مصر کی کفالت پر لیا گیا
سنہ ۱۸۷۲ء	۱۱۱۲۶۲۰۰ پونڈ	۹	½ ۹۸	سنہ ۱۸۸۱ء میں قرضہ شق ب میں داخل کیا گیا	یہ قرضہ اگست سنہ ۱۸۷۲ء میں لنڈن کے مسیرز رافیل و پسران کی معرفت سابقہ قرضوں میں کے قبول شدہ محاصل کی ضمانت پر جاری کیا گیا۔ اور اوسکے حصہ داران کے لئے یہ خاص رعایت رکھی گئی کہ وہ پانسو پچاس پونڈ کی تمسکوں کو پانچ فیصدی سود والے عام قرضہ مجریہ سنہ ۱۸۶۵ء و ۱۸۷۳ء کے ایکہزار پونڈ والی تمسکات سے بدل سکیں گے۔
سنہ ۱۸۷۳ء	۲۷۷۷۷۸۰ پونڈ	۹	½ ۵۸	سنہ ۱۸۸۱ء میں شق ج میں داخل کیا گیا	یہ قرضہ ستمبر سنہ ۱۸۷۳ء میں جاری کیا گیا مگر اوس وقت اوسکا چوتھا حصہ بھی نہ بکا۔

سنہ اجرائے قرضہ	اصلی مقدار قرضہ	شرح فیصدی	وصول فیصدی	اب کیا حیثیت ہے	کس سے اور کیوں لیا گیا
سنہ ۱۸۵۴ء	چار کروڑ پونڈ	۵	۴۳ ½	سنہ ۱۸۸۱ء میں مشترکہ قرضہ میں داخل کیا گیا	سنہ ۱۸۵۴ء کو قرضہ فرانس کی طرح انتباع و انتہا دار قرضہ اندرونی کے لئے لیا گیا۔ اور اسکے بعد قرضہ سنہ ۱۸۵۵ء و سنہ ۱۸۶۰ء تمام قرضہ سلطنت عثمانیہ کے نام رکھا گیا۔
سنہ ۱۸۵۵ء	۵۰ لاکھ پونڈ	۵	۵۳	سنہ ۱۸۹۱ء میں مشترکہ قرضہ میں تبدیل کیا گیا	یہ قرضہ علانیہ سوداگروں سے خراج مصر کی کفالت پر حفاظت ملک کے لئے لیا گیا۔
سنہ ۱۸۵۸ء	۱۰۲۴۴۹۰ پونڈ	ایضاً	ایضاً	سنہ ۱۸۹۰ء میں فیصدی سود کے قرضہ میں تبدیل کیا گیا۔	یہ قرضہ پہلی مرتبہ محاصل در آمد کی کفالت پر علانیہ سوداگروں کی قرضوں کی حفاظت کے لئے لیا گیا مگر سنہ ۱۸۸۱ء میں سیر حاصلی قرضوں کا انتظام ہوا تو اس قرضہ کو دوسرا قدم قرار دیکر کمشنر پر عاید کردیا چنانچہ کمیٹی انتظام قرضہ علانیہ سوداگروں کو سالانہ کمشنری سے سنہ اول ۲۴۹۳۵ پونڈ بابت سود ۳۰ سال کی خوردی ادا کی ہے سالانہ ادا کرتی ہے سنہ ۱۹۰۲ء میں ان کا قرضہ بیباق ہو جائیگا

جدول قرضہ جات جدید بعد انتظام سنہ ۱۸۸۱ء

سنہ اجراء	تعداد قرضہ	شرح سود فیصدی	اب کیا حیثیت ہے	کس لئے لیا گیا
سنہ ۱۸۸۵ء	۹۳۰۰۰۰ پونڈ	۷	بیشتر ادا ہو چکا ہے	تعمیر ریلوے کے لئے لیا گیا
سنہ ۱۸۸۶ء	۸۰۹۰۹۵ پونڈ	۵	ایضاً	عثمانیہ بنک کا تقریباً ۵۰ لاکھ پونڈ قرضہ تھا مگر ان قرضوں کے ادا کرنے اور خزانہ عامرہ کے لئے ریلوے کی آمدنی پر قرض لیا گیا
سنہ ۱۸۸۷ء	۱۰ لاکھ پونڈ	۵	ایضاً	یہ اور اسی قسم کا قرضہ علانیہ کی قرضہ کی طرح محاصل کی کفالت پر لیا گیا ایک قسم کی ادا کی جاتی ہے جو حفاظت کے لئے ہے

۱؎ سنہ ۱۸۹۶ء کے قرضہ میں بیباق کیا گیا ۲؎ سنہ ۱۹۰۲ء میں جدید قرضہ کی صورت میں کم شرح سود پر بدلا گیا۔
۳؎ سنہ ۱۹۰۳ء میں جدید قرضہ کی صورت میں کم سود پر بدلا گیا۔

سنہ اجراء	تعداد قرضہ	شرح سود فیصدی	اب کیا حیثیت ہے	کس لئے لیا گیا
سنہ ۱۸۹۰ء	۴۵۸۴۰۰۰ پونڈ	۴	الیضاً	برائے اجتماع قرضہ سابقہ و سود و ابلیہ و سہیم
سنہ ۱۸۹۰ء	۴۳۲۴۷۸۲ پونڈ	۴	الیضاً	برائے تبادلہ قرضہ سنہ ۱۸۶۹ء
سنہ ۱۸۹۱ء	۶۳۱۶۹۲۰ پونڈ	۴	الیضاً	برائے تبادلہ قرضہ سنہ ۱۸۶۳ء
سنہ ۱۸۹۳ء	۱۰۰۰۰۰۰ پونڈ	۴	الیضاً	تمباکو کمپنی کو دینے کے لئے
سنہ ۱۸۹۴ء	۸۳۱۲۳۴۰ پونڈ	۳½	الیضاً	برائے تبادلہ قرضہ سنہ ۱۸۵۵ء و سنہ ۱۸۷۱ء
سنہ ۱۸۹۴ء	۱۶۰۰۰۰۰ پونڈ	۴	الیضاً	تعمیر ریلوے

دائرہ قرضہ جات سنہ ۱۹۰۶ء سے سنہ ۱۹۰۸ء تک کے آخری قرضہ سولہ لاکھ پونڈ کے بعد سے حسب ذیل قرضے لئے گئے۔

سنہ اجراء	قسم قرضہ	شرح سود فیصدی	اب کیا حیثیت ہے	کس لئے لیا گیا
سنہ ۱۸۹۶ء	[illegible]	[illegible]	[illegible]	مالی اخراجات کے لئے
سنہ ۱۹۰۱ء	۱۱۴۰۰۰۰ پونڈ	"	سنہ ... میں ادا کیا گیا	الیضاً
سنہ ۱۹۰۲ء	۸۱۸۱۲۰۰ پونڈ	۴ فیصدی	قائم ہے	چند سابقہ قرضوں کی تبدیلی و ادائیگی کے لئے
سنہ ۱۹۰۳ء	۴۰۰۰۰۰ پونڈ	۴ "	"	" "
سنہ ۱۹۰۳ء	۲۷۶۹۲۵۲۰ پونڈ	۴ "	"	سنہ ... قرضوں کی ... بقایا کو یکجا جمع کر کے نیا قرضہ قرار دیا گیا
سنہ ۱۹۰۳ء	۳۳۳۳۴ پونڈ	۴ "	"	چند سابقہ قرضوں کی تبدیلی و تجدید کے لئے۔

سنہ ۱۸۵۵ء و سنہ ۱۸۷۱ء و سنہ ۱۸۷۷ء کے قرضوں میں مصری خراج مکفول تھا۔ اور سنہ ۱۸۹۱ء کے قرضے میں جو غلطا کے ساہوکاروں سے قرضہ تھا اتباع ... دیکھا کر دینے کے لئے جاری کیا گیا تھا پہلے محاصل پر ... مکفول تھی مگر بعد میں اس کو اون بلاد کے محاصل پر جو کہ ادارۂ قرضہ عمومی کو تفویض کئے گئے منتقل کیا گیا۔ سنہ ۱۸۵۵ء کا قرضہ فرانس و انگلستان کی ضمانت پر تھا اور سنہ ۱۸۹۶ء کا قرضہ بتعدادی ۳۲۸۰۰۰ پونڈ آلتی پر سنہ ۱۸۷۷ء میں بیباق کیا گیا۔ عثمانیہ گورنمنٹ نے قرضوں کے سود و اصل کی ادائیگی کے قابل ہونے کی وجہ سے اپنے قرض خواہوں سے ... انتظام کیا جو یہ تھے

له عثمانیہ گورنمنٹ نے ۶ اکتوبر سنہ ۱۸۷۵ء کو حکم نافذ کیا تھا کہ کچھ عرصہ کے لئے مقررہ سود کا نصف ادا کیا جاویگا مگر نصف سود بھی تاریخ ... مقررہ پر ادا نہ کیا گیا۔ بلکہ ۹ جولائی سنہ ۱۸۷۶ء کو دوسرا فرمان جاری کیا گیا کہ جب تک سلطنت کی اندرونی حالت درست نہ ہوجائے تب تک سود مطلق ادا نہیں کیا جاویگا۔ اس فرمان سے نہ صرف یورپ میں ... ہوگیا ... سنہ ۱۸۸۱ء ... پہنچے تو سلطنت بالکل ویوالیہ ہوچکی تھی۔ مترجم

فرمان شاہی مورخہ ۲۰ دسمبر ۱۸۸۱ء مشتہر ہو گیا۔ اوس وقت جسقدر قرضہ غیر مودی تھے ریاست نے شمار اون کے
جنکا جدول میں ذکر کر دیا گیا ہے) اونکو بمعہ سود کے بقایا اون کے بہت کچھ گھٹا کر چار سلسلوں یا شقوں موسوم
الف۔ب۔ج۔د میں تقسیم کر دیا گیا۔ قسطنطنیہ میں انتظام قرضہ و سود کے لئے ایک کونسل قایم کیگئی۔ اونکے اور اون کے
سود و اصل کی جزو ادا کرنیکے لئے محاصل آبکاری ۔ بلگیریا ۔ مشرقی رومیلیا اور قبرص کا خراج اور ایرانی تمباکو کے
محصول کی آمدنی اوسکو تفویض کیگئی۔ ان آمدنیوں میں سے ۱۸۷۷ء کے قرضہ کے ۵ فیصدی سود اور اصل کی جزوی
ادائیگی کے لئے بائیس برس تک ۳۳۳۶۲۳۵ پونڈ کی رقم پہلے وضع کرلیجانے کا اقرار ہوا۔ اور باقیماندہ آمدنی
کے لئے یہ قرار پایا کہ وہ قرضوں کے چاروں سلسلوں کے کام آئے۔ اس کا ۳/۴ حصہ سود کی ادائیگی میں پہنچے
اور ۱/۴ حصہ اصل کے ادا کرنے میں۔ سود چار فیصدی سے کبھی زیادہ ادا نہ کیا جاوے۔ اور اگر محاصل مفوضہ کی آمدنی
اسقدر بڑھ جاوے کہ وہ زیادہ سے زیادہ شرح سود یعنی چار فیصدی اور زیادہ سے زیادہ سالانہ شرح بیباقی قرضہ یعنی
ایک فیصدی جملہ ۵ فیصدی سے بڑھ جاوے تو فاضل رقم عثمانیہ گورنمنٹ کو ادا کر دیا کرے۔ اس مجلس نے
تخفیف شدہ مقدار قرضہ کو چار شقوں الف۔ب۔ج۔د کے تمسکوں میں ۲۰ نومبر ۱۸۸۲ء کو جاری کیا۔ اور سابق
کی یہ کارروائی ۱۳ مئی ۱۸۸۸ء کو بند کیگئی جس تاریخ تک ۴۰۹۹۵۸ پونڈ کے تمسکات جو پیش نہ کئے جانے کی وجہ
سے منسوخ کئے گئے۔ اور فقط ۴۲۲۹ پونڈ کے تمسکات بدل سکے۔ اس کونسل میں اسوقت سات ممبر ہیں جو
انگلستان۔ فرانس۔ جرمنی۔ آسٹریا۔ اٹلی کے تمسکداروں اور قدیم عثمانیہ تمسکداروں و غلاطہ کے ساہوکاروں کی طرف سے
جو دین مقدم کے قرضخواہ ہیں نامزد ہوتے ہیں۔ انگلستان کے تمسکداروں کا نائب ہالینڈ اور بلجیم کے تمسکداروں
کی بھی نیابت کرتا ہے۔ انکے علاوہ عثمانیہ گورنمنٹ کیجانب سے ایک امپیریل کمشنر کونسل کے اجلاسوں میں شریک ہوتا
ہے مگر وہ مباحثوں میں فقط مشورہ دے سکتا ہے رائے دینے کا اختیار نہیں رکھتا۔ فرانس اور انگلستان کے ممبر
باری باری پریسیڈنٹ ہوتے ہیں۔ سود اور اصل کی جزوی ادائیگی سال میں دو دفعہ ۱۳ مارچ اور ۱۳ ستمبر کو عمل میں آتی
ہے۔ اب تک سود فقط ایک فیصدی کے حساب سے تقسیم ہوتا ہے مگر ریزرو فنڈ میں ۳۰۸۲۹۰ پونڈ جمع ہو
چکے ہیں۔ کونسل انتظام قرضہ اون قرضوں کے جنمیں مصری خراج مکفول ہے اور ۱۸۸۵ء کے قرضہ ضمانتی اور ۱۸۸۶ء
کے قرضہ کے جسمیں محاصل [illegible] مکفول ہیں۔ اور ۱۸۹۴ء کے (نو لاکھ پونڈ کے) قرضہ تنباکو کی اور سب ترکی [illegible]
کا اب انتظام و اہتمام کرتی ہے۔ جیسا کہ پہلے لکھا گیا ہے شق الف کی دستاویزات ۹۸-۱۸۹۷ء میں بیباق ہو گئیں
اور شق ب۔ج۔د کی ۱۹۰۳ء میں یکجائی کرکے ایک قرضہ کی صورت میں بدل دی گئیں۔ اس تبادلہ سے سلطنت
کو کئی لاکھ پونڈ کی بچت ہو گئی ہے۔

سنہ ۱۹۱۱ء سے شرح ۱ فیصدی ادا ہو رہا ہے ۱۹۱۵ء اب اس فنڈ میں ۳۲۰۷۶۵۵ پونڈ جمع ہیں۔

کونسل انتظام قرضہ کو مدات مکفولہ سے بعد وضع خرچ جو خالص آمدنی ہوتی وہ حسب ذیل ہے:۔

سنہ ۱۸۸۵-۸۶ء	۱۶۰۴۹۳۸ پونڈ	سنہ ۱۸۸۶-۸۷ء	۱۶۰۴۲۷۷ پونڈ
سنہ ۱۸۸۷-۸۸ء	۱۶۵۹۸۸۹	سنہ ۱۸۸۸-۸۹ء	۱۷۳۲۵۱۰
سنہ ۱۸۸۹-۹۰ء	۱۸۶۰۰۳۳	سنہ ۱۸۹۰-۹۱ء	۱۸۰۸۲۹۴
سنہ ۱۸۹۱-۹۲ء	۱۸۷۸۹۲۵	سنہ ۱۸۹۲-۹۳ء	۱۹۸۹۸۳۸
سنہ ۱۸۹۳-۹۴ء	۱۹۷۰۴۵۶	سنہ ۱۸۹۴-۹۵ء	۱۹۶۷۶۸۶

سنہ ۱۸۹۳-۹۴ء و سنہ ۱۸۹۴-۹۵ء میں جو رقوم وصول ہوگئیں وہ حسب ذیل ہیں:۔

نام مد	سنہ ۱۸۹۳-۹۴ء	سنہ ۱۸۹۴-۹۵ء	نام مد	سنہ ۱۸۹۳-۹۴ء	سنہ ۱۸۹۴-۹۵ء
نمک، اسٹامپ، شکار ماہی، بقایا تنباکو	۹۹۴۲۲۵ پونڈ	۴۸۳۹۹۳ پونڈ	خراج مشرقی رومیلیا	۱۳۶۸۹۳ پونڈ	۱۳۶۸۹۳ پونڈ
			خراج قبرس	۹۲۳۳۶	۹۲۳۳۶
			محصول تنباکو	۴۵۰۰۰	۴۵۰۰۰
			میزان	۲۰۶۲۵۰۳	۲۰۶۸۴۷۸
عشر تنباکو	۸۵۸۲۳	۹۲۸۰۴	اخراجات	۹۲۰۳۸	۹۱۷۹۰
اجارہ تنباکو	۷۰۸۳۷۵	۷۱۶۵۲۲	خالص آمدنی	۱۹۷۰۴۶۵	۱۹۷۶۶۸۶

(دائرہ اڈیشن سنہ ۱۹۱۰ء) سنہ ۱۹۰۲-۳ء و سنہ ۱۹۰۳-۴ء میں کونسل انتظام قرضہ کو مدات مفوضہ سے حسب ذیل آمدنی ہوئی:۔

نام مد	سنہ ۱۹۰۲-۳ء	سنہ ۱۹۰۳-۴ء
پانچ مدات آمدنی محولہ بالا	۱۱۸۵۱۳۲ پونڈ	۱۲۹۵۹۳۵ پونڈ
عشر تنباکو۔	۱۶۵۶۶۶ پونڈ	۲۴۶۶۰۰ پونڈ
حصہ اجارہ تنباکو۔	۷۶۰۹۵۷ پونڈ	۸۰۸۵۸۵ پونڈ
جزیرہ قبرس کے پرمٹ کا حصہ معہ خراج	۱۰۲۵۹۶ پونڈ	۱۰۲۵۹۶ پونڈ
تنباکو کے پرمٹ کا حصہ۔	۵۰۰۰۰ پونڈ	۵۰۰۰۰ پونڈ
متفرقات	۲۱۳۹ پونڈ	۱۱۷۳ پونڈ
میزان	۲۲۶۰۸۵۴۹ پونڈ	۲۶۱۹۵۰۹ پونڈ

اس کونسل کی آمدنی کے سالانہ اعداد اور ان کی تدریجی ترقی سے ناظرین کو معلوم ہو سکتا ہے کہ

سلطنت عثمانیہ کی تجارت۔ صنعت و حرفت۔ زراعت اور رعایا کی خوشحالی میں کسقدر ترقی ہو رہی ہے۔ ۱۸۸۵ء میں کل ہم سترہ لاکھ پونڈ آمدنی ہوتی۔ اور ۱۹۰۳ء کچھ اوپر ۲۶ لاکھ یعنی ڈیوڑھے سے کچھ زیادہ ہوتی ہے یعنی ۱۸ سال میں سلطنت عثمانیہ کی ثروت اور طاقت میں ڈیوڑھی سے زیادہ اضافہ ہو گیا ہے۔ للہ الحمد علیٰ ذالک۔ اسیقدر اضافہ یقیناً سلطنت کی آبادی میں ہوا ہوگا جسکو سکاٹ کلنی پہلے سے بھی کم دکھاتا ہے۔ اور اسیقدر سلطنت کے ان محاصل کی آمدنی میں جو قرضوں میں مکفول نہیں طبعاً پیشتر ہونی چاہئیں۔ گو یہ حساب اب بھی تقریباً اوسیقدر بتاتا ہے جسقدر کہ آج سے بیس سال پیشتر تھے۔

۱۸۹۵ء کے وسط میں عثمانیہ قرضہ کی حالت حسب ذیل تھی:۔

جن کا معاملہ لندن میں ہوا

سلسلہ الف۔ (جسکی مقدار ابتداءً یعنی ۱۸۸۱ء میں ۱۷۱۸۳۸۷۲ پونڈ تھی) باقی غیر مودی تھا	۱۴۳۲۱۷۶۲ پونڈ
سلسلہ ب۔ (جسکی مقدار ابتداءً یعنی ۱۸۸۱ء میں ۱۰۲۴۰۴۸ پونڈ تھی) باقی غیر مودی تھا	۸۴۶۰۳۰۵ "
سلسلہ ج۔ (ایضاً " " " ۳۰۸۳۲۵۱۱ ") ایضاً	۲۹۴۷۷۱۷۱ "
سلسلہ د۔ (ایضاً " " " ۳۳۹۶۸۳۹۶ ") ایضاً	۳۲۷۴۴۴۹۵ "
۱۸۸۵ء کا قرضہ ۵ فیصدی سود والا	۱۳۰۱۳۱۸ "
۱۸۹۰ء کا قرضہ تبادلہ	۷۴۱۷۳۱۸ "
۱۸۹۰ء کا قرضہ چار فیصدی سود والا	۴۳۸۰۷۹۰ "
۱۸۹۱ء کا قرضہ چار فیصدی سود والا	۶۳۱۹۹۲۰ "
۱۸۹۴ء کا ساڑھے تین فیصدی سود والا قرضہ	۸۳۱۲۳۴۰ "
۱۸۹۴ء کا پیرین الا قرضہ (چار کروڑ فرینک کا)	۱۵۸۴۰۰۰ "
میزان	۱۱۰۳۱۹۳۵۹

جن کا معاملہ لندن میں نہ ہوا

تمسکات لاٹری	۱۳۳۲۵۰۱۳
۱۸۸۵ء کا سات فیصدی سود والا قرضہ	۷۷۰۹۰۶
۱۸۹۶ء کا پانچ فیصدی سود والا قرضہ	۵۲۷۵۹۸۸
۱۸۹۴ء کے چار فیصدی سود کے تمسکات تنباکو	۸۸۶۶۳۵
میزان	۲۰۲۵۸۵۴۲

(رانہ اڈیشن سنہ ۱۹۱۱ء) جو قرضہ سنہ ۱۹۰۴ء کے وسط میں سلطنت عثمانیہ کے ذمہ واجب تھا۔ اوس کی مجموعی میزان حسب ذیل ہے:-

بکفالت مصری خراج۔	۱۹۲۵۹۷۶۸ ترکی پونڈ
بکفالت مختلف محاصل سلطنت۔	۶۶۲۹۱۳۰۶ "
متفرق قرضہ۔	۱۱۱۰۲۹۵۷ "
میزان	نو کروڑ ۶۶ لاکھ ۵۴ ہزار اکتیس پونڈ ترکی

سنہ ۱۸۹۵ء کے وسط میں سلطنت عثمانیہ کے ذمہ جیسا کہ اوپر درج ہے تقریباً ۱۳ کروڑ ۷ لاکھ ترکی پونڈ قرضہ واجب تھا۔ یعنی نو سال کے عرصہ میں تقریباً ساڑھے تین کروڑ پونڈ ترکی (پینتالیس کروڑ روپیہ) کا بار سلطنت کے سر سے ہلکا ہو گیا ہے۔ اور محض حضرت خلافت پناہی کی تدابیر صائبہ اور لیاقت خداداد سے۔ لیکن یہ ظاہر ہے کہ فی الحقیقت اسقدر روپیہ نقد ادا نہیں ہوا۔ جو روپیہ عملاً ادا ہوا ہے۔ وہ نسبتاً بہت تھوڑا ہے۔ زیادہ تر حصہ تخفیف شدہ قرضہ کا اسطرح ادا ہوا کہ پرانے قرضوں کو جو بہت خسارہ پر لئے گئے تھے نئے قرضوں کی صورت میں بدل دیا جاتا رہا۔ اور اس تبادلہ میں معقول بچت ہو جاتی رہی۔

نہ صرف یہی نہیں کہ قرضہ کی تعداد ایک تہائی کم ہو گئی ہے۔ بلکہ شرح سود بھی اب بہت ہلکی ہو گئی ہے۔ اور محض سود کی مد میں سلطنت کو کئی کروڑ روپیہ سالانہ کی گنجایش نکل آئی ہے۔

اِن رقوم کے علاوہ تین کروڑ بیس لاکھ پونڈ کا روسی تاوان جنگ ہے جو بلا سود تین لاکھ بیس ہزار پونڈ کی سالانہ اقساط میں ادا کیا جاتا ہے۔ (سنہ ۱۸۹۸ء میں اس تاوان سے ابھی ۲۴۵۱۲۰۰۰ پونڈ ترکی واجب الادا تھے۔ ہر سال ۱۴ جنوری کو ۳۲ لاکھ بیس ہزار پونڈ ترکی واجب الادا ہوتے ہیں)

اندرونی قرضہ کی تفصیل اب حسب ذیل ہے:-

گیارہ لاکھ چالیس ہزار پونڈ ترکی جو سیونگز بنکوں کے یافتنی ہیں۔ پانچ لاکھ پونڈ ترکی جو محکمہ پنشن فنڈ نے قرض دئیے ہیں۔ ایک لاکھ تیس ہزار پونڈ ترکی جو زراعتی بنکوں سے قرض لئے گئے ہیں آٹھ لاکھ اڑتیس ہزار پونڈ ترکی کے تمسکات ہیں۔ اور پانچ لاکھ پونڈ ترکی قدیم جبریہ قرضوں کی بابت واجبی ہیں اِن قرضوں کا سود باقاعدگی سے ادا نہیں ہوتا (اب یہ تمام قرضے بیباق ہو چکے ہیں۔ اور مندرجہ بالا نو کروڑ ۶۶ لاکھ پونڈ ترکی کی رقم کے علاوہ سلطنت کے ذمہ اور کوئی قرضہ نہیں ہے۔ مؤلف)

حفاظت ملک

اوّل حدود (۱) ترکی یورپ کے جنوب مشرقی کونہ اور ایشیا کے مغربی حصہ میں واقع ہے۔ اوسکی حدود

کچھ برسوں سے بہت کچھ ترمیم ہوگئی ہے[1]۔ یوروپی ٹرکی کے شمال میں ریاست ہائے مانٹی نیگرو (جبل اسود) بوسنیا، سرویا، بلگیریا اور مشرقی رومیلیا واقع ہیں مشرقی سرحدیں پہاڑی ہیں۔ مگر کئی مقامات سے اُنپر عبور کرنا آسان ہے۔ مغربی سرحد پر بحیرۂ اڈریاٹک اور بحیرہ جزائر ایونین ہیں جنوبی حد پر تھسلی بحیرہ مجمع الجزائر، ڈارڈنیلز، بحیرہ مارمورا اور باسفورس ہیں جنکی سواحل پر بڑے مضبوط قلعے بنے ہوئے ہیں۔

ایشیائی ٹرکی کے شمال میں بحیرہ اسود، باسفورس، بحیرہ مارمورا اور ڈارڈنیلز ہیں مغرب میں بحیرہ مجمع الجزائر، بحیرہ روم، سنگلاخ عرب اور بحیرہ قلزم۔ جنوب میں وسطی عرب اور خلیج فارس۔ مشرق میں ایران اور روس کا صوبہ ٹرانس کاکیشیا ہے۔

روسی حد کے نزدیک سب سے مضبوط قلعہ ارض روم ہے۔ ترکی صوبہ یمن اور انگریزی علاقہ عدن کی حد بندی سنہ ۱۹۰۴ء میں پختہ کردی گئی۔

دوم۔ فوج بری

ٹرکی میں تمام مسلمان جو بیس برس سے اوپر ہوں فوجی خدمت کے مستوجب ہیں اور یہ ذمہ داری ۲۰ برس تک قائم رہتی ہے۔ غیر مسلم مستوجب نہیں۔ بلکہ وہ بدل عسکریہ یا محصول بریت ادا کرتے ہیں جو ہر عمر کے مردوں سے فی کس چھ شلنگ (۳ روپیہ) کے حساب سالانہ لیا جاتا ہے۔ خانہ بدوش عرب گو مستوجب ہیں۔ مگر ان سے کوئی رنگروٹ حاصل نہیں ہوتا۔ اور اکثر خانہ بدوش کرد بھی اس خدمت سے پہلو تہی کرجاتے ہیں۔

فوج کی اقسام یہ ہیں۔ اول نظام یا فوج آئین اور اسکا ریزرو۔ دوم فوج ردیف اور سوم فوج مستحفظ۔ نو بھرتی شدہ دو جماعتوں میں تقسیم کئے جاتے ہیں۔ جماعت یا ترتیب اول والے چھ برس فوج نظام میں رہکر (چار برس مستعد خدمت اور دو برس ریزرو میں) آٹھ برس ردیف میں (یعنی چار برس صنف اول و چار صنف ثانی میں) اور چھ برس فوج مستحفظ میں۔ یعنی جملہ بیس برس فوجی خدمت ادا کرتے ہیں۔ جماعت یا ترتیب ثانی والے[2]

---

[1] اس کتاب کی اشاعت کے بعد دو مرتبہ اور ترمیم ہوئی ہے۔ ایک جنگ ٹرکی و یونان کے بعد سنہ ۱۸۹۷ء میں جسکا اختتام پر ٹرکی کو تھسلی کا کچھ سرحدی علاقہ ملا۔ دوسری یہ کہ سنہ ۱۸۹۸ء میں کریٹ کا جزیرہ نیم خودمختار حالت میں کردیا گیا۔

[2] اس ترتیب میں اب ترمیم ہوگئی ہے۔ ترتیب ثانی اور تحسین سنروں مختلف جماعتیں قرار دیگئی ہیں ہر سال جن پر فوجی خدمت لازم ہوتی ہے۔ وہ سب کے سب فوج نظام میں نہیں لئے جاتے۔ انمیں صرف حسب ضرورت شامل کئے جاتے ہیں جو عموماً سالانہ تعداد کا تیسرا حصہ ہوتے ہیں۔ باقی دو ثلث نوجوان اپنے اپنے علاقہ کی چھاونیوں میں جمع کئے جاتے ہیں اور پہلے سال انکو ۶ سے ۹ ماہ تک چھاونی میں قواعد سکھائی جاتی ہے۔ اور اس کے بعد انکو ہر سال اپنے مساکن ہی میں ایک ماہ مشق کرائی جاتی ہے۔ یہ نوجوان اب ردیف فوج ہی میں بنام ترتیب ثانی شمار ہوتے ہیں

فوج میں شامل نہیں کیئے جاتے۔ وہ معین نفر کہلاتے ہیں۔ اور ردیف فوج میں داخل کئے جاکر پہلے سال ۸ یا ۹ مہینے متواتر قواعد سیکھتے ہیں۔ اور پھر سالہا سال تک ہر سال تین دن اپنے اپنے گھروں میں مشق کرتے ہیں۔ کل سلطنت سات جنگی اضلاع میں منقسم ہے۔ جنہیں سات کورڈی آرمی یعنی اوردو کہتے ہیں اور ان اضلاع اور حصص فوج کے صدر مقام یہ ہیں۔ ۱ قسطنطنیہ۔ ۲۔ ایڈریانوپل۔ ۳۔ مناسطر۔ ۴۔ ارزنجان۔ ۵ دمشق۔ ۶ بغداد۔ ۷ صنعا واقع یمن) ساتویں ضلع کی فوج چھٹے اور پانچویں ضلع سے اور کریٹ اور طرابلس الغرب کی فوجیں پہلے دوسرے اور پانچویں ضلع سے بھرتی ہوتی ہیں۔ مگر کریٹ کو اب محذوف سمجھنا چاہیئے۔ کیونکہ وہاں سنہ ۱۹۰۹ء کے بعد کوئی ترکی فوج نہیں رکھی جاتی۔ مؤلف)۔

نظام کی فوج پیدل کمپنیوں بلٹنوں، رجمنٹوں، بریگیڈوں، اور ڈویژنوں پر منقسم ہے اور اس میں ۴۶ رجمنٹیں صف کی ہیں۔ اور سوائے تین رجمنٹوں کے باقی میں تین تین بلٹنیں ہیں۔ اور ان میں چار چار بلٹنیں ہیں۔ دو رجمنٹیں زوالعوزنکی ہیں جنہیں دو دو بلٹنیں ہیں۔ ایک رجمنٹ چار بلٹنوں کی آگ بجھانے والے پیادوں کی ہے۔ اور ۲۹ بلٹنیں رائفل برداروں کی ہیں انکے علاوہ مقامی خدمت کے لئے طرابلس الغرب کی بارہ ایشیا ردیفی بلٹنیں ہیں ہر صف آرا اور باقاعدہ بلٹن اور رائفل برداروں دو اضافی بلٹنوں میں چار کمپنیاں ہوتی ہیں۔ دو صف آرا رجمنٹوں کا ایک بریگیڈ اور دو بریگیڈ اور ایک بلٹن رائفل برداروں کا ایک ڈویژن اور دو ڈویژنوں کا ایک اردو ہوتا ہے۔ ہر صف آرا یا رائفل برداروں کی ایک بلٹن میں بصورت کامل بوقت جنگ ۲۴ افسر ۱۲ نان کمیشنڈ افسر اور ۹۳۶ سپاہی۔ جملہ ۹۷۲ آدمی مع ترتیب کے اور ۱۵ گھوڑے ہوتے ہیں۔ بحالت امن مقام تعیناتی کی حیثیت کے مطابق ہر بلٹن میں ۲۵۰ سے ۵۰۰ تک آدمی ہوتے ہیں۔ بحالت جنگ یعنی بصورت کامل

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۸۔ اور ان نوجوانوں کی طرح جو فوج نظام میں لئے گئے ہوں پوری میعاد تک سالانہ مشق کرنے اور فوجی خدمات ادا کرنے کے پابند ہوتے ہیں۔

جو نوجوان مستثنیات میں آ جانے یا دیگر وجوہ سے فوجی خدمت سے مستثنی کئے گئے ہوں وہ معین نفر کہلاتے ہیں۔ گو فوجی قواعد انکو بھی پہلے سے ہی لازمی تھی۔ اب یہ اضافہ ہوا ہے کہ وہ ردیف صنف ثانی میں داخل کرلئے جاتے ہیں اور باقاعدہ بلٹنوں۔ رجمنٹوں۔ بریگیڈوں اور ڈویژنوں میں منقسم کئے جاتے ہیں۔ انکو ہر سال ایک ماہ فوجی قواعد سکھائی جاتی ہے۔ اور اگر بوقت ضرورت میدان جنگ کے لئے طلب کئے جاتے ہیں۔ انکی بلٹنیں پہلے علاوہ کے نام سے موسوم تھیں مگر اب باقاعدہ ردیف قسم دوم کہلاتی ہیں یعنی اسوقت سلطنت عثمانیہ کے ان مقبوضات کے مسلمانوں میں سے جنکا انتظام باقاعدہ ہو ایک مسلمان بھی ایسا نہیں۔ جو فن جنگ سے بے بہرہ ہو اور ضرورت پر دین و ملت کی قابل قدر خدمت نہ کر سکے۔

چار پلٹنوں کی ہر رجمنٹ میں ۲۶۷۲ آدمی کل مراتب کے اور ۲۰۴ گھوڑے ہوتے ہیں۔ فوج پیدل ہنری پی باڈی رائفل سے مسلح ہے۔ دو لاکھ بیس ہزار اسٹر قسم کی میگزین رائفلیں[۱] ۳/۱۰ انچ قطر کی نالی والیاں ذخیرہ میں موجود ہیں۔ مگر ان میں سے ابھی کوئی تقسیم نہیں کی گئی۔ البتہ ۱/۴ انچ قطر کی نالی والی ماسر میگزین رائفلیں[۲] تقسیم ہو رہی ہیں۔

فوج ردیف دو اصناف پر منقسم ہے۔ ان دونوں کو ملا دینے کی تجویز پر ابھی جزوی عملدرآمد ہوا ہے۔ صنف اول میں چار چار پلٹنوں کی ۸۴ رجمنٹیں ہیں جو پہلے چھ اردوں سے آٹھ آٹھ رجمنٹوں کے حساب سے لگی ہیں۔ صنف ثانی میں ۴۰ رجمنٹیں چار چار پلٹنوں کی ہیں۔ یہ پہلے پانچ جنگی اضلاع سے بحساب آٹھ رجمنٹ فی ضلع تیار کی گئی ہیں۔ جنگ کے وقت ردیف کی رجمنٹ میں بھی نظامیہ رجمنٹ کے برابر سپاہیوں کی تعداد رکھنے کی تجویز ہے۔ مگر ردیف کی پلٹنوں میں سردست بالعموم بارہ بارہ سو آدمی ہوتے ہیں۔

(انتظام ڈویژن سنہ ۱۹۰۸ء) پہلے پانچ اردو یا جیوش میں سے ہر ایک میں ردیف فوج کے چار چار ڈویژن ہیں اور ہر ڈویژن سولہ سولہ پلٹنوں کا ہے۔ چار پلٹنوں کی ایک رجمنٹ اور دو رجمنٹوں کا ایک بریگیڈ اور دو بریگیڈ کا ایک ڈویژن ہے۔ ردیف قسم دوم کی ترتیب بھی یورپین ٹرکی میں اسی طرح ہے۔ اس قسم کے اڑھائی ڈویژن دوسرے اردو میں ہیں اور ساڑھے سات ڈویژن تیسرے اردو میں۔ ایشیائی ٹرکی میں ردیف فوج کی ترتیب عملاً ابھی پلٹنوں تک ہی محدود ہے۔ گو کاغذات میں اعلیٰ جماعت بندی (رجمنٹ بریگیڈ اور ڈویژن) کا بھی انتظام او عملدرآمد دکھایا جاتا ہے۔ ردیف قسم اول میں ۳۳۶ اور قسم دوم میں ۲۶۴ پلٹنیں ہیں۔

نظام کی فوج سواران کی طاقت حسب ذیل ہے۔ ۳۸ رجمنٹیں صف آراء۔ دو رجمنٹیں گارڈ یا محافظین کی اور دو دستے گھوڑچڑھے فوج پیدل کے جو یمن میں متعینات ہیں۔ ردیف میں کوئی فوج سواران تیار نہیں کی گئی۔ باقاعدہ صف آراء اور محافظ رجمنٹ میں پانچ سکواڈرن (دستے) ہوتے ہیں۔ ہر پانچواں دستہ ڈپو کا کام دیتا ہے۔ محافظ رجمنٹیں قسطنطنیہ میں ہوتی ہیں۔ اور پہلے اردو سے متعلق ہیں۔ صف آرا رجمنٹوں

---

[۱] میگزین رائفل اسے کہتے ہیں جس میں ایک ہی دفعہ پانچ سات یا دس کارتوس بھر سے جاتے ہیں۔ اور وہ ایک ایک ہو کر چلتے ہیں۔ [۲] پہلے۔ دوسرے اور تیسرے اردو کی فوجوں میں یہ رائفلیں سنہ ۱۸۹۰ء میں بانٹ گئیں جو چھوٹی نالی کی تھیں۔ اس کے بعد جلد ہی چوتھے اور چھٹے اردو کی افواج کو بھی یہ رائفلیں دی گئیں۔ مگر بڑی نالی کی سنہ ۱۹۰۹ء تک تقریباً ساڑھے چار لاکھ میگزین رائفلیں سپاہ کے ہاتھ میں پہنچ چکی تھیں اور ڈھائی لاکھ قسطنطنیہ کے فوجی ڈپو میں تھیں جنکے علاوہ اڑھائی لاکھ اور حال میں خریدی گئی ہیں۔

ہیں سے ۲۴ چھ کیولری ڈویژنوں (مختص فوج سواران) میں منقسم ہیں۔ اور ہر ایک اُن میں ایک ایک ڈویژن متعین ہے۔ باقی دو رجمنٹیں طرابلس الغرب میں بنتی ہیں پس کل تعداد میں ۲۰۲ ہیں جنمیں سے چالیس ڈیپو سکوڈرن ہیں۔

بحالت جنگ ہر رجمنٹ سواران میں ۲۹ افسر اور ۵۴۳ سوار علاوہ ۸۰۶ آدمی اور اگر ڈیپو دستہ بھی شامل کیا جاوے تو علاوہ ۵۵۴ آدمی کل مراتب کے ہوتے ہیں۔ ہر رجمنٹ میں کل ۸۰۰ گھوڑے ہوتے ہیں چوتھی۔ پانچویں اور چھٹی اردو میں ۳۸ رجمنٹیں ایشیا یعنے حمیدیہ کیولری تیار کرنے کی تجویز ہے جنکے افسران ہی کرد یا ان قبایل ہوں اور انکو باقاعدہ فوج میں شامل کیا جاوے قبیلے سوار گھوڑے اور ساز و سامان مہیا کرینگے اور سرکار اسلحہ عطا کریگی۔ ہر رجمنٹ میں ۵۱۲ سے ۱۱۵۲ تک آدمی ہونگے اور دستے چار سے چھ تک۔ (یہ رجمنٹیں تقریباً سب تیار ہو چکی ہیں چند گروہ بطلب فوجی خدمت کے ستمبر ۱۸۹۱ء میں قسطنطنیہ بھی آئے تھے جہاں سے جنوری ۱۸۹۲ء کو واپس کردستان کو گئے۔ مترجم)

(از اڈیشن ۱۹۰۰ء) نظامیہ کیولری میں ۳۸ رجمنٹیں فوج صف آرائی۔ دو رجمنٹیں گارڈ سپاہ کی دو رجمنٹیں خاص حمیدیہ ہزار سوار ونکی جو ایڈریانوپل میں مامور ہیں۔ اور کچھ گھوڑ چڑھی پیدل فوج کے رسالے ہیں جو حلب۔ بغداد۔ نجد۔ اور یمن میں متعین ہے پہلے تین اردو یا جیوش میں ہر ایک میں کیولری کی چار چار رجمنٹیں بھی مرتب ہو چکی ہیں جنمیں سے ہر رجمنٹ چار چار رسالونکی ہے صف آرا اور گارڈ رجمنٹوں میں سے ہر ایک میں پانچ پانچ رسالے ہیں۔ گارڈ رجمنٹیں قسطنطنیہ میں رکھی جاتی ہیں اور پہلے اردو سے متعلق ہیں۔ صف آرایانہ تین رجمنٹوں میں سے ۳۶ چھ کیولری ڈویژنوں میں منقسم ہیں۔ اور ہر ایک ڈویژن ہر اردو سے مختص ہے۔ باقی دو رجمنٹیں طرابلس الغرب میں رکھی جاتی ہیں کلہم باضابطہ فوج کیولری میں ۲۰۳ رسالے ہیں۔ اور ہر رجمنٹ میں بوقت جنگ ۲۳-۱ افسر اور ۵۸۹ سوار علاوہ کے کام کرتے ہیں۔ اور ۶۹۷ گھوڑے ہیں چوتھے اور پانچویں اردو میں ایشیا کیولری کی ۶۳ رجمنٹیں بنام حمیدیہ مرتب ہو چکی ہیں۔ انکی افسر قبیلہ انکو سردار ہیں مگر ان رجمنٹوں کو ہر جگہ باقاعدہ فوج کے ساتھ رکھا جاتا ہے۔ عرب کرد قبایل ان رجمنٹوں کے لئے بلا معاوضہ سوار گھوڑے۔ اور ساز و سامان بہم پہونچاتے ہیں۔ سرکار صرف اسلحہ دیتی ہے۔ ہر حمیدیہ کیولری رجمنٹ میں ۴ سے لیکر چھ تک رسالے اور چار سو سے لیکر آٹھ سو تک آدمی ہوتے ہیں

میدانی توپ خانہ کا اوس تجویز کے مطابق جو ۱۸۹۱ء میں منظور ہوئی از سر نو انتظام ہو رہا ہے۔ اس سے توپ خانہ مذکور کی طاقت بہت ہی مضبوط اور زبردست ہو جائے گی۔ (یہ انتظام مکمل ہو چکا ہے۔ جیسا کہ آگے ظاہر ہو جاوے گا)۔

تجویز یہ ہے کہ پہلے پانچ اردوؤں میں سے ہر ایک میں ایک ایک پلٹن تین تین اسپی باتریوں کی اور چھ چھ رجمنٹیں کوہی اور میدانی توپ خانہ کی ہوں جنہیں تین تین باتریاں میدان اور چھ کوہی توپخانہ کی ہوں - اور ہر باتری میں بصورت کامل چھ چھ توپیں ہوں - ان چھ چھ رجمنٹوں کے ہر ایک مجموعہ کے تین بریگیڈ ہوں گے جنمیں سے ایک فوج نظام کے متعلق - دوسرا ردیف صنف اول اور تیسرا ردیف صنف ثانی کے متعلق ہوگا - چھٹے اردو میں دو رجمنٹیں توپخانہ جنمیں بارہ میدانی اور دو کوہی باتریاں ہونگی ساتویں اردو میں ۳ میدانی اور ۹ کوہی باتریاں - کریٹ میں چار کوہی باتریاں اور طرابلس الغرب (تریپولی) میں چار میدانی اور دو کوہی باتریاں ہوں گی - اس طرح ٹرکی کے پاس پندرہ اسپی توپ خانہ کی باتریاں ۱۶۹ میدانی اور ۴۱ کوہی باتریاں یعنی کل ۱۲۵۶ توپوں کے موجود ہو جائیں گی پہلے اردو میں رسد و سامان حرب اوٹھانے کے لئے گاڑیوں کے دو سلسلے یا ٹرینیں ہیں اور دوسرے پانچ اردوؤں میں ایک ایک - باربرداری کا کام عموماً بارکش جانوروں سے لیا جاتا ہے - بحالت جنگ یعنی بصورت کامل ایک میدانی باتری میں ۱۳۷ افسر اور آدمی اور سو گھوڑے ہوتے ہیں قلعجاتی توپخانہ کی فوج ۳۸ پلٹنیں ہیں جنمیں سے ۱۸ قسطنطنیہ اور ارض روم کے اردوؤں سے تعلق رکھتی ہیں - اور بیس محکمہ توپخانہ سے - انمیں سے بارہ کمپنیاں باسفرس کی باتریوں پر ۲ موضع بولیر (جو گیلی پولی کے قریب جنگی حیثیت سے ایک نہایت کار آمد مقام ہے) کے مورچوں پر اور باقی بحیرۂ روم کے قلعوں پر مامور ہیں -

(انرا ڈیشن سنہ ۱۹۰۶ء) میدانی توپخانہ کی تجدید و ایزادی سنہ ۱۸۹۱ء میں عمل میں آئی - اور سنہ ۱۹۰۲ء جدید ترین قسم اور کروپ ساخت کی جلد چلنے والی توپوں کی باتریاں بھی اسمیں بڑہائی گئیں - پہلے پانچ اردوؤں میں ہر ایک میں اسپی توپخانہ کی ایک ایک پلٹن جنمیں تین تین باتریاں ہیں - اور چھ چھ رجمنٹیں میدانی و کوہی توپخانہ کی ہیں - ہر رجمنٹ میں پانچ باتریاں میدانی توپخانہ کی اور ایک باتری کوہی توپخانہ کی ہے - بوقت جنگ ہر باتری چھ توپ کی ہوتی ہے - ہر اردو کی چھ رجمنٹیں بوقت جنگ تین بریگیڈ میں منقسم ہو جاتی ہیں - ایک بریگیڈ فوج نظام کے ساتھ مختص کر دیا جاتا ہے - اور باقی دونوں ردیف فوج کے دونوں ڈویژنوں کے ساتھ چھٹے اردو میں توپخانہ کی دو رجمنٹیں ہیں جنمیں ۱۲ میدانی اور دو کوہی باتریاں ہیں ساتویں اردو میں تین میدانی اور چار کوہی باتریاں ہیں (تحریر ہذا کے وقت زیدی امام یحیی کی بغاوت کی وجہ سے یمن یعنی ساتویں جیش میں تقریباً پچاس ہزار فوج اور ایک سو توپیں موجود ہیں جنمیں چند قلعہ شکن ہیں۔ مؤلف) طرابلس الغرب میں چار میدانی اور دو کوہی باتریاں ہیں. الغرض ٹرکی کے پاس کل ۱۸ باتریاں اسپی توپخانہ کی ۱۹۴ باتریاں میدانی - ۵۱ باتریاں کوہی - اور ۱۲ باتریاں ہوا شکن (غبارہ توپوں) کی ہیں جن کل میں

۱۶۵۰ توپیں ہیں۔ پہلی اردو کی فوج توپخانہ کے ہمراہ گولہ بارود کی باربرداری کے لئے گاڑیوں وغیرہ کی دو قطاریں ہیں اور باقی پانچ اردو کی افواج توپخانہ کے ہمراہ ایک ایک قطار گولہ بارود کی باربرداری کا کام بجائے گاڑیوں کے زیادہ تر بارکش جانوروں سے لیا جاتا ہے۔ بوقت جنگ ہر میدانی باتری میں ۱۳۰ افسر و توپچی اور ۹۰ گھوڑے ہوتے ہیں۔ قلعوں کے مقیمی توپخانہ کی ۸۰ پلٹنیں ہیں جنمیں سے ۸ مندرجہ بالا جیوش سے متعلق ہیں۔ اور زیادہ تر قسطنطنیہ اور ارض روم میں مامور ہیں۔ ۱۰ اور باقی ۳۰ صدفیلق کے ماتحت ہیں۔ انہیں سے ۱۲ کمپنیاں باسفورس کی باتریوں پر مامور ہیں۔ آٹھ ڈارڈانلز کی یورپین ساحل کے عقب میں خط بولیر کے قلعوں میں اور باقی ساحل بحر روم کے قلعوں میں ہیں۔

۹ کمپنیاں انجینیروں کی اور چار[1] کمپنیاں سلسلہ تار برقی بچھانے والوں کی بھی سات اردوؤں میں بٹی ہوئی ہیں اور دوسری اردو میں کشتیوں کا پل تیار کرنے والی ایک بٹالین بھی ہے جنکے پاس کل سامان مکمل ہے۔ بارہ کمپنیاں انجینیروں کی اور چار کمپنیاں تار پیڈو اڑانے والوں کی بھی محکمہ توپخانہ کی ماتحت ہیں۔ صیغہ سپلائی تقریباً بالکل بے شان کے لئے ہے۔ اوکسپیڈیشن کے گوداموں کے لئے زائد باربرداری کی ضرورت ہوگی۔ صیغہ طبی میں صرف طبی افسر اور جراحین ہیں۔ نہ تو کوئی حمال موجود ہیں اور نہ میدانی شفاخانوں کے لئے کوئی انتظام ہے۔ مسلح جنگی پولیس کی ۱۷ پلٹنیں ہیں جو صلح و امن کے وقت ملکی حکام کی ماتحت رہتی ہیں۔ ترکی فوج کی قابل جنگ فوجی صنافت کی تعداد و طاقت حسب ذیل ہے:-

		سنہ ۱۸۹۶ء	سنہ ۱۹۰۶ء
فوج پیدل	۴۳۸ پلٹنیں	۵۸۳۲۰۰ آدمی	۸۵۶۵۰۰ آدمی
فوج سواران	۲۰۲ دستے	۵۵۳۰۰ ”	۶۱۰۰۰ ”
توپ خانہ	۱۳۵۶ توپیں	۵۴۷۲۰ ”	۶۳۰۰۰ ”
انجینیر	۳۹ کمپنیاں	۷۳۰۰ ”	۷۳۰۰ ”
میزان		۷۰۰۵۲۰ ”	۹۸۷۹۰۰[2] ”

مستحفظ فوج علاوہ بریں ہے۔ جو چنداں قواعد دان نہیں۔

---

[1] اب آٹھ کمپنیاں ہیں [2] سلطنت عثمانیہ میدان جنگ میں ۱۸ لاکھ فوج بلا تکلف لا سکتی ہے۔ سکاٹ کلٹی نے مستحفظ فوج کو جبکا شمار نہیں کیا صرف فوج نظام و ردیف لی ہے۔ اور اگر خدانخواستہ سلطنت کی جان پر آبنے تو اسکا ہر مسلمان باشندہ جان دینے کو تیار ہوگا۔ اور اس طرح پچاس ساٹھ لاکھ جانبازوں کا سرفروشی کے لئے جمع ہو جانا بعید از قیاس نہ ہوگا۔ مؤلف

سوم بحری فوج

ترکی بحری طاقت تقریباً بالکل بیکار ہے اور اسمیں جنگی قابلیت[1] بالکل معدوم ہو گئی ہے۔ اور اسکی موجودہ حالت پر غور و مطالعہ کرنے سے بحری طاقت سابقہ کی بہت کم شہادت ملتی ہے۔

چند برس ہوئے عثمانیہ بحری طاقت کے چند عمدہ ترین جہاز دیگر سلطنتوں کے پاس فروخت کر دیئے گئے جس سے اوسکی طاقت بہت کمزور ہو گئی۔ اور بیکار ہو گئی ہیں اوسکی طرف سے تغافل شعاری برتنے کے بعد تھوڑے عرصے سے اوسکی درستی کی طرف توجہ کی گئی ہے۔ موجودہ جہاز [illegible] کے واسطے بنائے گئے اور سب ممالک غیر میں اور زیادہ تر انگلستان میں تیار ہوئے۔ اسوقت صرف تین جہاز [illegible] کردہ [illegible] میں دور دراز سفر کرنے والے اور جنگی قابلیت رکھنے والے زرہ پوش جہاز ہیں۔ [illegible] اس قدر کم وزن ہیں اور نہایت پرانے ہیں [illegible] کا بنا ہوا ہے کہ ابتدائی حفاظت یا تجارتی بیڑہ کی حفاظت کرنیوالے جہازوں کے زمرے میں شمار کئے جانے کے قابل ہیں۔

ترکی بحری طاقت کی حالت [illegible] جہاز جنگی [illegible] کہاں تک [illegible] ہے [illegible] بالکل معلوم نہیں ہے تاہم [illegible] اصلاح [illegible] اسکی [illegible] چند [illegible] ہے [illegible] سکتے ہیں [illegible] ظاہر [illegible] چھوٹے جہاز غالباً ناکارہ ہیں۔

(۱) جنگی جہاز درجہ اول	(یعنی جنکا وزن [illegible] ہزار ٹن سے اور [illegible] زیادہ پرانا نہ ہو اور [illegible] میل فی گھنٹہ سے کم رفتار نہ ہو)	[illegible]	۳
(۲) جنگی جہاز درجہ سوم	(یعنی جنکا وزن پانچ ہزار ٹن سے کم اور [illegible] برس سے زیادہ پرانا نہ ہو اور رفتار [illegible] میل فی گھنٹہ سے کم نہ ہو)	تیار ہے	۱
(۳) جہازات محافظ بنادر	۔	تیار	۷
(۴) زرہ پوش کی نو قسم کا جہاز درجہ اول شق الف	(یعنی جنکا وزن پانچ ہزار ٹن اور رفتار [illegible] میل فی گھنٹہ سے کم نہ ہو)	[illegible]	۱
(۵) ایضاً شق ب	(موصوف بصفت بالا مگر جن کے ساتھ پرانے جنگی جہاز بھی شامل کر دیئے گئے ہیں)	تیار	۹

[1] مسٹر سکاٹ کلٹی بھی مسٹر [illegible] اپنی کتاب [illegible] کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ عثمانیہ بحری طاقت کو کمزور ناکارہ بتاتی ہیں۔ ان [illegible] کی کتاب [illegible] میں مفصل تردید کر دی ہے یہاں اسکا اعادہ فضول ہے۔ مترجم

(۶) کروزر جہاز درجہ سوم } جو زرہ پوش نہیں اور جن کا وزن دو ہزار ٹن سے کم ہے اور رفتار ۱۸ میل فی گھنٹہ سے کم نہ ہو۔ } دسمبر ۱۸۹۵ء میں زیر تعمیر تھے ۔ ۲

(۷) کروزر جہاز درجہ سوم شق الف } جن کا وزن ۱۴۰۰ ٹن سے کم ہے جو زرہ پوش نہیں ہیں اور انمیں ہیڈ گئیر ہے اور دوسری آگ بنانے کی کل ہے } دسمبر ۱۸۹۵ء میں زیر تعمیر تھے ۔ ۸ } ۳۰
تیار ۲۲

(۸) کروزر جہاز درجہ سوم شق ب } جن میں صرف بادبان ہیں اور ۱۰۰۰ ٹن سے زیادہ ہیں رفتار ۱۲ میل سے کم ہو } دسمبر ۱۸۹۵ء میں تیار تھے۔ ۲۹

(۹) تارپیڈو کشتیاں دستہ تارپیڈو غرق کرنیوالے جہازات درجہ اول } یعنی جنکا طول ۱۵۰ فیٹ سے کم نہ ہوں } دسمبر ۱۸۹۵ء میں تیار تھیں ۱۹ } ۳۰
" زیر تعمیر ۱۱

(۱۰) تارپیڈو کشتیاں درجہ دوم۔ } یعنی جنکی لمبائی ۱۰۰ فیٹ سے ۱۵۰ فیٹ کے درمیان ہو } دسمبر ۱۸۹۵ء میں تیار ۔ ۷

(۱۱) ایضاً درجہ سوم (" ۸۲ و ۱۰۰ فیٹ کے درمیان ہو)

میزان ...... دسمبر ۱۸۹۵ء میں زیر تعمیر ۲۲۔ دسمبر ۱۸۹۵ء میں تیار ۹۵۔ کل ۱۱۷

(دسمبر ۱۸۹۵ء میں جو تعداد تھی اسمیں ۱۸۹۶ء میں آٹھ تارپیڈو کشتیاں اور چار کروزر جہاز زیادہ ہو گئے)

عثمانیہ آہن پوش جہازات کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ اسمیں پہلے بندرگاہ کی حفاظتی جہاز پھر جنگی جہاز۔ اور بعد میں زرہ پوش کروزر جہاز تاریخ تعمیر کی ترتیب سے درج کئے گئے ہیں۔ توپوں کے خانہ میں ہلکی اور مشین (کلدار) توپیں شامل نہیں درج کی گئیں۔

جدول آہن پوش جہازات

۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷		۸	۹	۱۰
نمبر شمار	طرز ساخت۔ اور باتریاں کس قسم کی چڑھی ہیں	نام جہاز	تاریخ جس میں اتارا گیا	وزن ٹن	طاقت گھوڑوں کی	تعداد توپ ہاء معظم		[illegible]	[illegible]	[illegible]
						تعداد	قسم توپ			
۱	زرہ پوش گن بوٹ	فتح الاسلام بندرگاہ کی حفاظتی جہاز	۱۸۶۳ء	۲۳۰۰ ٹن	۳ انچ	۲ عدد انگریزی	۷ انچ قطر کی	..	۲۹۰	۸ میل

ملہ چونکہ آہن پوش جہاز مسٹر ہیکلاٹ کی تالیف میں درج نہیں ہیں تو وہ کتاب ... دول ... حاشیہ میں درج کر دیئے گئے ہیں ... جہاز کے وزن سے یہ مراد ہوتی ہے کہ وہ ... ذاتی وزن ... جہاز کی قابلیت ...

۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷		۸	۹	۱۰
۲	زرہ پوش اگنبوٹ	ممدوحیہ	۱۸۶۴ء	۲۳۰۰ ٹن	۳ انچ	۲-آرمسٹرانگ	۷-انچ قطر کی	۰	۲۹	۸ میل
۳	باربٹ طرز کا ہے (یعنی جنگی توپیں جہاز کے درمیانی حصہ میں چوکی بیچ سے تختۂ جہاز کا اوپر آہنی فیلوں پر چڑھی ہوتی ہیں)	عزیزیہ	۱۸۶۴ء	۶۴۰۰	۵½	۲ (کروپ) ۸ (کروپ) ۶ (کروپ)	۱۱-انچ قطر کی ۵¾ ″ ۳¾ ″	۳	۱۲۴۳۰	۱۲
۴	ایضاً	محمودیہ	ایضاً	۶۴۰۰	۵½	ایضاً	ایضاً	۳	۳۴۳۰	۱۳
۵	ایضاً	عثمانیہ	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً
۶	ایضاً	ارخانیہ	۱۸۶۵ء	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً
۷	زرہ پوش اگنبوٹ	[illegible]	۱۸۶۵ء	۳۰۰	۳	۲ کروپ	۵¾ انچ قطر کی	۰	۴۰۰	۷
	سنٹرل باٹری (یعنی جنگی توپیں جہاز کے درمیانی حصہ میں قطار وار رکھی ہوں)	جنگی جہاز مسعودیہ (مسعودیہ دوم)	۱۸۷۴ء	۸۹۹۰	۱۲	۱۲-آرمسٹرانگ ۳ (کروپ)	۱۰ انچ [illegible] ۸ انچ قطر کی ۵¾ انچ قطر کی	۰	۷۸۰۰	۱۳
۹	ایضاً	حمیدیہ (دو حصہ اول)	۱۸۸۵ء	۶۷۰۰	۹	۱۰ (کروپ) ۲ (کروپ)	۱۰⅘-انچ کی ۶⅘-انچ کی	۲	۶۸۰۰	۱۳
۱۰	باربٹ طرز کا	عبدالقادر کروزر نیم زرہ پوش جہاز درجۂ اول شق الف	زیر تعمیر	۸۰۰۰	۱۲	۴ (کروپ) ۶ (کروپ)	۱۱-انچ قطر کی ۵¾ انچ کی علاوہ چھوٹی توپوں کے	۱۰	۱۱۵۰۰	۰
۱۱	سنٹرل باٹری طرز کا	کروزر جہاز درجہ اول شق ب آثار شوکت	۱۸۶۸ء	۳۰۵۰	۶	۱-آرمسٹرانگ ۴ (″)	۹-انچ قطر کی ۷-انچ کی	۰	۱۶۵۰	۱۱ ۳/۱۰
۱۲	ایضاً	نجم شوکت	۱۸۶۸ء	۲۰۵۰	۶	ایضاً	ایضاً	۰	۱۹۰۰	ایضاً
۱۳	سنٹرل باٹری طرز کا	آثار توفیق	″	۴۶۰۰	۸	۸ کروپ	۹ ⅖ انچ کی	[illegible]	۳۵۹۰	۱۳ ۲/۱۰

۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷		۸	۹	۱۰
۱۴	ٹریٹ قسم کا ریتیلے جن کی توپیں برج نما فصیلوں پر چڑھی ہوں	حفظ الرحمن	۱۸۶۸ء	۳۵۰۰	۵ ۳/۴	۲-۲ آرمسٹرانگ / " / ۱-کروپ	۹ انچ کی / ۷ انچ کی / ۵ انچ کی	۰۰	۲۲۰۰	۱۲
۱۵	سنٹرل باٹری	عون الله	۱۸۶۹ء	۴۳۱۰	۶	۴ آرمسٹرانگ	۹ انچ قطر	۱	۴۲۰۰	۱۲ ۱/۵
۱۶	ایضاً	اوج اللہ	۱۸۷۰ء	۲۲۳۰	۶	۳ آرمسٹرانگ / ۲ (") / ۱ (کروپ)	۹ انچ کی / ۷ انچ کی / ۴ انچ کی	۰	۱۸۰۰	۱۱
۱۷	ایضاً	فتح بلند	۱۸۷۰ء	۲۷۶۰	۹	۴ آرمسٹرانگ	۹ انچ قطر	۱	۴۲۰۰	۱۳
۱۸	ایضاً	معین ظفر	۱۸۷۱ء	۲۳۳۰	۶	۴ " / ۱ (کروپ)	" / ۴ انچ کی	۰	۲۲۰۰	۱۲ ۱/۲
۱۹	ایضاً	مقدم خیر	۱۸۷۲ء	۲۶۸۰	۹	ایضاً	ایضاً	۰۰	۳۰۰۰	۱۲ ۱/۲

جہازات عزیزیہ محمودیہ ارخانیہ اور عثمانیہ (ہر ایک ۶۴۰۰ فی ٹن) جو جدول بالا میں پیدا ہونے کے باعث غلطی حفاظتی جہازات درج کئے گئے ہیں ایک ہی قسم کے پرانے جنگی جہاز ہیں۔ اب دیکھیں امید کہ اونکو مقامی حفاظت سے زیادہ کام دینے کے قابل بنایا جاوے) اونکی باٹریوں کے دونوں طرف گراں وزن کروپ توپوں کے لئے تنا ریٹ ٹرٹ یا (فصیلدار برج) بنائے جا رہے یا بنائے جا چکے ہیں۔ آہن پوش حمیدیہ وزن فی ۶۷۰۰ ٹن جو خاص عثمانیہ سرکاری کارخانہ واقع قسطنطنیہ میں تیار ہوکر ۱۸۸۵ء میں سمندر میں اوتارا گیا مگر عام خیال ہے کہ اوسکی تمام توپیں ابھی تک اوسپر نہیں چڑھی ہیں۔ یہ جہاز مسعودیہ اور نامکمل زرہ پوش کروز موسومہ عبدالقادر عثمانیہ جنگی بیڑے کے سب سے بڑے جہاز ہیں۔ مسعودیہ ۳۳۰ فیٹ طویل اور اوسکا درمیانی عرض ۵۹ فیٹ ہے۔ وہ سنٹرل باٹری کے اصول پر انگریزی جہاز سرقلیس کے نمونہ پر بنا ہوا ہے۔ اوسکی درمیانی منزل منکسطر فیے ہونے والی آرمسٹرانگ قسم کی اٹھارہ اٹھارہ ٹن وزن کی بارہ توپوں کی باٹری موجود ہے۔ اور اوس کی اطراف پر سطح آب پر بارہ انچ دبیز فولادی چادریں منڈھی ہوئی ہیں۔ عبدالقادر ۸۰۰۰ ٹن وزن کی اور ۳۴۰ فیٹ لمبا ہے۔ اور اوس کے انجن ساڑھے گیارہ ہزار گھوڑوں کی طاقت کے ہونگے جس سے اوسکی رفتار بہت تیز ہوگی۔ اوسکی بڑی بڑی توپیں چار گیارہ انچ قطر والی ہونگی۔

جہاز شداد ہونگا اور ایک اوسی طرز جسامت کا جہاز زیر تعمیر ہے۔ اونمیں ہر ایک کا وزن ۵۰۰۰ ٹن

ٹن ہوگا۔ اور رفتار فی گھنٹہ ۲۲ میل ہوگی۔ یہ کروزر قسم کے جہاز ہیں۔ اور اونکی ضرورت ثابت ہے۔ [illegible] زرہ
پوش ہونگی کہ جہازوں کا [illegible] کہ انکی [illegible] اور جہاز [illegible] پیچھے بھیجنے والے ہیں۔ تین [illegible] قسم کے جہاز بھی
اتنی جسامت کے وزن فی [illegible] سو [illegible] ٹن [illegible] تعمیر ہیں۔ ایک [illegible] درجہ کا کروزر [illegible] اور [illegible]
جہاز فی [illegible] تیرہ سو ٹن [illegible] ایک [illegible] پیچھے لے [illegible] جہاز [illegible] میل فی گھنٹہ ۲۲ ہوگی
سنہ ۱۸۹۴ء میں سمندر میں اوتارے گئے تھے۔ [illegible] جرمنی [illegible] جہاز [illegible]
البنک [illegible] میں [illegible] داخل ہوگئی [illegible] پیچھے [illegible] مقتدر [illegible]
کے بیڑہ کی قدر و منزلت [illegible] قسطنطنیہ کا [illegible] کام میں [illegible]
گیا ہے۔ وہ ابھی تک نامکمل ہے [illegible] جہاز [illegible] انجنوں کے بائلر [illegible] ہیں۔
سنہ ۱۹۰۶ء کے [illegible] میں مسٹر [illegible] نے سلطنت کی بحری فوج کے متعلق چند سطریں لکھی ہیں جو تفصیل
اور صحیح ہے اور بالکل صداقت پر مبنی ہے۔ یہ چند سطور حسب ذیل ہیں:-

پچھلے تین سالوں میں ترکی بیڑہ جہازات کی اصلاح [illegible] کی گئی ہے۔ اور [illegible]
اور انگریزی کارخانہ [illegible] میں دو جنگی جہاز تعمیر کرائے گئے ہیں یہ دونوں زرہ پوش کروزر ہیں۔ ہر ایک کا
وزن ۳۲۵۰ ٹن ہے۔ جہازوں کے [illegible] انچ موٹی زرہ ہے۔ اور ہر ایک پر دو دو [illegible] انچ قطر کی
اور سات سات توپیں [illegible] انچ قطر کی ہیں۔ رفتار ۲۲ میل فی گھنٹہ ہے۔ پرانے آہن پوش [illegible]
کامل مرمت و تجدید کرائی گئی ہے۔ [illegible] انچ قطر کی۔ بارہ توپیں [illegible] انچ قطر کی۔ اور دس
توپیں [illegible] پونڈ وزنی گولہ چلانے والی نصب ہیں۔ بوقت امتحان اوسکی رفتار [illegible] میل فی گھنٹہ پائی گئی ہیں
اور پرانے آہن پوشوں کی بھی ایک اطالین کارخانہ نے خاص قسطنطنیہ کے سرکاری کارخانہ میں مرمت [illegible]
کی۔ ان آہن پوشوں پر بھی [illegible] قدر توپیں نصب ہیں۔ اور اسی طرح اب [illegible] کارآمد ہوگئے
ہیں جنمیں سے ہر ایک کا وزن ۲۳۰۰ ٹن ہے۔ ترکی بیڑہ میں علاوہ بریں اور بھی چند پرانے آہن پوش ہیں
مگر وہ لڑائی میں کچھ کام دینے کے قابل نہیں ہیں۔

١ پہلے چند آہن پوش [illegible] سے ترکی کا [illegible] اس کام میں [illegible] کرانے کی غرض سے [illegible] کیا
گیا کہ باقی [illegible] زرہ پوش ہیں۔ [illegible] اصلاح اطالین انجنیر اور کاریگر ترکی انجنیروں [illegible]
خاص قسطنطنیہ میں ہوا کہیں [illegible] اونکی [illegible] نہیں رہے۔

٢ وزن میں [illegible] کی [illegible] استعمال ہوگیا ہے۔ ہر دو [illegible] جہاز [illegible] وزن ہے مگر مسعودیہ۔ اور
عثمانیہ۔ محمودیہ وغیرہ جن پرانے آہن پوشوں [illegible] ہیں۔ اونکا وزن [illegible] ۹ ہزار ٹن سے لیکر نو ہزار ٹن تک ہے۔

کروزروں کے علاوہ دو تارپیڈو گنبوٹ بھی ہیں جو ۱۸۹۸ء میں [illegible] اور چار کلاں تارپیڈو کشتیاں جنہیں دو ابھی حال ہی میں تیار ہوئی ہیں جنکا سوا اکیس تارپیڈو کشتیاں پرانی بھی ہیں مگر زمانہ حال کی ضروریات جنگ کو وہ پورا نہیں کر سکیں گی۔

بحری فوج میں بری فوج کی طرح یعنے کچھ جبریہ قاعدہ ملازمت سے اور کچھ بھرتی خود رضامندی سے بھرتی ہوتے ہیں۔ بحری فوج میں میعاد ملازمت بارہ سال ہے پانچ برس متعد ملازمت میں [illegible] اور اوس کے بعد [illegible] ردیف میں۔ بحری فوج کی تمام تعداد طاقت حسب ذیل ہے۔

وائس ایڈمرل (نائب امیر البحر) ۱۹ ریر ایڈمرل (دوسرے درجہ کا نائب امیر البحر) جو تعینات ہیں ۱۱ کپتان ۱۰۳ کمانڈر ۹۸ ۲۰۲ لفٹنٹ ۲۲۸ افسران وارنٹ سے نیچا درجہ و عملہ [illegible] ۱۸ ملاح ۳۰ ہزار بحری سپاہی تقریباً نو ہزار

پیداوار و صنعت و حرفت ٹرکی میں اراضی مندرجہ ذیل پانچ مختلف اقسام میں منقسم ہیں۔ (۱) میری یعنے اراضیات سرکاری (۲) وقف اراضیات برائے مقاصد مذہبی و خیراتی (۳) ملک یعنے عطیات شاہی (۴) [illegible] یعنی اراضیات الاخراج۔ ٹرکی کی اراضیات کا بہت سا حصہ میری ہے۔ اور وہ براہ راست سرکار سے برائے کاشت لیجاتی ہیں۔ گورنمنٹ [illegible] یعنی خالی قطعات زمین پٹہ کا کسی کو استحقاق یعنی مقررہ رقم لیکر عطا کردیتی ہے۔ مگر اراضی مذکورہ پر اوسکا استحقاق ملکیت برابر قائم رہتا ہے کیونکہ عطاء اراضی کی ایک یہ بھی شرط ہوتی ہے کہ اگر مالک [illegible] تین برس تک اوس کی کاشت نہ کرے تو ضبط ہوجائیگی۔ وقف کا طریقہ قائم ہوا تھا اس لیئے کہ مساجد و مدارس کی [illegible] شاہی [illegible] کے لیئے [illegible] کا انتظام کیا جاوے۔ مگر کئی پشتوں سے [illegible] پشت ڈالدیا گیا یا اوس سے [illegible] کر دیا گیا ہے۔ اور اکثر اراضیات وقف کو سرکاری حکام نے ضبط کر لیا ہے۔

نتیجہ حاشیہ صفحہ ۳۰ [illegible] جیسا کہ جدول مندرجہ بالا سے ظاہر ہوتا ہے ٹرکی سلطنت بحری طاقت کے لحاظ سے ابھی بہت کمزور ہے۔ اوس کے پاس اپنی ضروریات یا سلطنت کی شان کے مطابق ہی کافی جہازات نہیں۔ بلکہ دنیا کی عظیم بحری طاقتوں کے مقابلہ میں ابھی ٹرکی کا بیڑہ بالکل صفر کا حکم رکھتا ہے۔ ٹرکی کی یہ کمی بھی انشاء اللہ عنقریب جلد پوری ہو جائیگی [illegible] کے بن جانے کی دیر ہے۔ پھر سلطنت کے تمام وسائل سے اس کمی کو پورا کرنیکا [illegible] کام لیا جائیگا۔ تاہم گذشتہ دس سال میں اس صیغہ میں بھی کچھ کم ترقی نہیں کی۔ ۱۸۹۷ء کی جنگ یونان میں ٹرکی ایک جہاز بھی [illegible] نہیں بھیج سکی تھی۔ اب اوس کے دو بیڑے بحیرہ روم میں مامور ہیں۔ اور سواحل [illegible] پر ٹرکی جنگی جہاز ہر وقت گشت کرتے دیکھے جاتے ہیں۔ مؤلف ۱۲

تیسری قسم یعنی ملکانہ قسم کی وہ اراضیات وہ ہیں جو پچھلے زمانہ میں صرف اُنہیں کو فوجی خدمت کے عوض عطا ہوتی تھیں۔ وہ موروثی ہیں اور اُنکی عشر سے مستثنٰی ہیں۔ چوتھی قسم (مالک) یا اراضی الخراج کچھ بہت زیادہ موجود نہیں۔ قصبات کی کچھ زیر عمارت اراضی اور آبادیہائے دیہات کی متصلہ ملحقہ اراضیات جنکو دہقان وقتاً فوقتاً گورنمنٹ سے خرید لیتے ہیں۔ ملک قسم کی ہیں۔

قابل زراعت اراضی کا بہت تھوڑا حصہ زیر کاشت ہے جسکی بڑی وجہ سڑکوں[1] اور وسائل باربرداری کی کمی ہے کیونکہ ایسی صورت میں غلہ کے باہر لیجانے میں اتنا خرچ پڑتا ہے کہ کوئی فایدہ نہیں پہنچتا علاوہ بریں چونکہ ہر پیداوار[2] کا عشر لے لیا جاتا ہے اسلئے دہقان اپنی ذاتی یا بدرجہ غایت مقامی ضرورت سے زیادہ کاشت کرنے کی کوشش نہیں کرتا۔ ان اسباب کے ماسوا زراعتی پیداوار کے بڑھنے میں یہ امر بھی مانع ہے کہ اگر غلہ ایک صوبہ سے دوسرے صوبہ میں جائے تو بھی محصول درآمد لے لیا جاتا ہے (اعلیحضرت نے یہ محصول معاف کردیا ہوا ہے۔ دیکھو واقعات روم مترجم)

طریقہ کاشت نہایت ہی سادہ[3] اور وہی ہے جو صدیوں سے چلا آتا ہے زمین عموماً نہایت ہی زرخیز ہے۔ بڑی بڑی پیداواریں یہ ہیں۔ تمباکو۔ ہر قسم کی اجناس خوردنی کپاس۔ انجیر۔ اخروٹ۔ بادام۔ انگور زیتون۔ اور جملہ اقسام کے میوہ جات و پھل۔ قہوہ۔ چقندر۔ افیون اور مختلف گوند جن میں سے اکثر ممالک غیر کو جاتی ہیں۔ اندازہ لگایا گیا ہے کہ یورپ و ایشیا دونوں حصوں میں سلطنت عثمانیہ کے چار کروڑ چالیس لاکھ ایکڑ زیر کاشت ہیں۔ جب سے مرض فلاکسیرا (کرم انگور) نے فرانس میں انگوروں کی بیلوں کا ستیاناس کردیا ہے تب سے ٹرکی سے فرانس کو انگوری شراب بکثرت جانی شروع ہوگئی ہے۔ سال ۱۸۸۹ء میں ۲۰۳۸۵۲۱ لیٹر[4] شراب گئی اور فی ہکٹو لیٹر ۱۴ فرینک (۲۵ فرینک کا ایک پونڈ) قیمت وصول ہوئی۔ عثمانیہ قوانین جنگلات فرانس کے قوانین کے مطابق ہیں مگر انکی تعمیل کما حقہ نہونے سے ملک کے قیمتی درخت اور

[1] اس نقص کو بسرگرمی تمام رفع کیا جارہا ہے تفصیلی حالات اخبار وطن لاہور میں شائع ہوتے رہتے ہیں۔ مؤلف

[2] اب یہ حالت نہیں رہی ہے کہ کپاس ایسی قیمتی جنس کو عشر سے کچھ برسوں کے لئے مستثنٰی کردیا گیا ہے۔ مزید برآن اکثر علاقوں میں عشر کی بجائے مستقل مالگذاری نقدی مشخص کردیگئی ہے۔ زمیندار خواہ کسی زمین کو سال بھر میں کتنی ہی فصلیں برداشت کرے۔ اوسے وہی مقررہ معاملہ دینا پڑتا ہے۔

[3] یہ فقرہ بھی اب صحیح نہیں رہا۔ جابجا جدید آلات زرعی کلیں رائج ہوگئی ہیں۔ زرعی مدارس ہزاروں کی تعداد میں کھل گئے ہیں۔ اور حکومت اپنی طرف سے کوئی دقیقہ ترقی زراعت و خوشحالی مزارعین کے لئے فروگذاشت نہیں کرتی۔ مؤلف

[4] لیٹر ایک فرانسیسی پیمانہ ہے سو لیٹر کا ایک ہکٹو لیٹر ہوتا ہے جو ۲۲ ½ گیلن کے برابر ہوتا ہے۔ مترجم

لکڑی دن بدن کم ہو رہی ہے۔ محفوظ جنگلات کا رقبہ تقریباً دو کروڑ دس لاکھ ایکڑ ہے۔ جنمیں سے ۳۵ لاکھ یورپین ٹرکی میں ہیں۔ ریشمی کیڑوں کی پرورش اور ریشمی پیداوار کیڑوں میں وبا پھیلجانے سے بہت کم ہوگئی تھیں مگر اب پھر روبہ ترقی ہے۔ سنہ ۱۸۹۷ء میں چار کروڑ (یا ستر چار لاکھ پونڈ) کے ریشمی کوئے۔ اور دس کروڑ بیس لاکھ (یا ستر دس لاکھ بیس ہزار پونڈ) کا ابریشم خام ملک سے باہر گیا۔ ریشم کی پیداوار کا بہت سا حصہ باہر جاتا ہے مگر کسیقدر دیسی ریشمی پارچات بنانے کے لئے ملک میں بھی خرچ ہوتا ہے۔

(انسائکلوپیڈیا اڈیشن سنہ ۱۹۱۱ء) سنہ ۱۹۰۱ء میں افیون کی پیداوار ۵۰۰۰ صندوق یعنی ۱۰۵۸۰۰ پونڈ (۸۲ پونڈ کا ایک من انگریزی) ہوئی۔ سلطنت کے سرکاری جنگلات میں عموماً قیمتی لکڑی کے درخت پائے جاتے ہیں (حجاز ریلوے کے لئے اب تک جسقدر سلیپر (شہتیریاں) لائین بچھانے کے لئے درکار ہوئے۔ وہ صوبہ سمرنا کے جنگلات سے ہی باسانی بہم پہونچگئے۔ اگر سلطنت عثمانیہ کو سلیپر خرید کرنے پڑتے۔ تو لائین کا خرچ بہت بڑھجاتا۔ مؤلف) سنہ ۱۹۰۳ء میں کل سلطنت میں انگور کی کاشت کرنیوالوں کی تعداد ۱۳۲۲۳۰۴ تھی۔ اور ۲۶۷۵۵۹۱۵ کیلوگرام شراب انگریزی تیار ہوئی۔ اس سال شراب کشید کرنیوالوں کی تعداد ۱۵۵۸۵۶ تھی۔ جنہوں نے ۱۲۵۱۶۳۱ کیلوگرام مختلف قسم کی دیگر شرابیں کشید کیں۔ صرف دو صوبجات بروصہ و آیدین میں سنہ ۱۹۰۳ء میں ریشم کے ۰۹۴۴۳۴ کوئے قیمتی دس کروڑ ۵۴ لاکھ ۸ ہزار ۸۳ قرش تیار ہوئے۔ اور سنہ ۱۹۰۳-۴ء میں ریشم کے کیڑوں کے انڈے ۹۸۹۴۳۰۳۰ اونس کی مقدار میں ممالک غیر کو بغرض فروخت بھیجے گئے۔ (ایک زمانہ وہ تھا کہ یہ انڈے باہر سے خریدے جاتے تھے۔ مؤلف) سنہ ۱۹۰۱ء میں ساڑھے پانچ لاکھ مثقال (۲۶۴۲ کیلوگرام) عطر گلاب تیار ہوا۔

مزارعین کی امداد اور زراعت کی ترقی کے لئے ٹرکی میں ایک زرعی بنک بھی موجود ہے جس کی سلطنت کے مختلف مقامات میں ۸۸ شاخیں ہیں۔ یہ بنک مزارعین کو عموماً جائیداد اراضی کی کفالت پہ روپیہ قرض دیتا ہے۔ شرائط بہت نرم رکھی گئی ہیں۔ بنک کا سرمایہ ۲۶۲۹۹۰۰ پونڈ (تقریباً چار کروڑ روپیہ) ہے۔ جو زرعی اراضیات پر ایک نہایت ہی خفیف سا ٹیکس لگانے سے بہم پہونچایا گیا ہے۔ یہ ٹیکس اب بھی موجود ہے۔ اور اس طرح اسکی آمدنی سے بنک کا سرمایہ ہر سال بڑھتا رہتا ہے (اڈیٹر وطن نے عرصہ ہوا گورنمنٹ ہند کو توجہ دلائی تھی کہ اگر وہ سرکاری روپیہ سے زرعی بنک جاری نہیں کرسکتی یا نہیں کرنا چاہتی تو اس اصول پر اسے قائم کردے۔ اور کسی نئے ٹیکس کے لگانے کی بھی ضرورت نہ ہوگی۔ خالصہ مالگزاری کی علاوہ اوس کے ۲۵-۳۰ فیصدی کے برابر جو زائد محاصل بنام جوبت یہی وسوائے زمیندار ادا کرتے ہیں اونمیں ایک سے بلا یا گاؤں خرچ کی بھی ہے۔ جو عموماً مالگزاری کے ۴-۵ فیصدی کے برابر ہوتی ہے۔ مگر عموماً مالگزاری کے ۴-۵ فیصدی کے برابر ہوتی ہے۔ سکے عموماً یا تو نمبرداروں کی جیب میں رہتا ہے۔ یا ادنیٰ

ملازمان کی نذر ہو جاتی ہے۔ کل ہندوستان کے مالیہ کی مقدار کے لحاظ سے ملبہ کی بالاتر مقدار تقریباً ڈیڑھ کروڑ روپیہ ہوتی ہے۔ اگر صرف دس سال کے لئے یہ ملبہ کی قسم سرکار اوس سے خود وصول کرکے اپنے پاس جمع کرتی جائے تو زرعی بنک کے لئے پندرہ کروڑ روپیہ کا سرمایہ بلا تردد جمع ہو جاتا ہے۔ بیشک یہ رقم زمینداروں کو واپس نہیں ملیگی۔ سرکار کو مفت حاصل ہوگی۔ مگر اس بنک سے زمینداروں کو جو بے انتہا فوائد حاصل ہونگے انکے مقابلہ میں اس رقم کا مفت سرکار کی ملکیت ہو جانا کسی کو دوبھر نہیں گذر سکتا۔ زمینداروں کی نزدیک تو اب بھی یہ رقم یوں ہی ضایع جا رہی ہے۔ مزید برآں سرکار کی ملکیت سرمایہ بھی برای نام ہوگی۔ یہ روپیہ درحقیقت تو زمینداروں کے ہی کام آتا رہیگا۔ (مؤلف) عثمانیہ زرعی بنک نے ۹۹-۱۸۹۸ء میں ۹۰۵۳۶ دہقانوں کو بحساب اوسط فی کس چھ پونڈ روپیہ قرض دیا۔ ۳۱ مارچ ۱۸۹۹ء سے ۲۲ لاکھ ۸ ہزار ۸ سو پونڈ بنک کی مزارعین پر واجب ہے۔

گو عام ملک خاصکر ایشیائی مقبوضات معدنیات سے مالامال ہیں۔ مگر قوانین کان کنی بہت سخت ہیں۔ کوئلہ تانبہ سیسہ۔ چاندی۔ لوہا۔ میگنیشیا۔ رانگ۔ طوطیا۔ گندھک۔ نمک۔ پھٹکری اور خاصکر کوئلہ بافراط موجود ہے مگر ان کے نکالنے کے لئے چنداں کام نہیں ہوتا۔ جو دھات باہر جائے۔ اوسپر ۱۰ فیصدی محصول لیا جاتا ہے۔ ملکی ضروریات خانہ داری کے لئے پیتل اور تانبے کے برتن دیسی محنت سے بکثرت تیار ہوتے ہیں کارخانجات شیشہ آلات۔ کاغذ کی کلیں اور پارچہ بافی کے کارخانے بھی جاری ہوگئے ہیں۔ قالین جو سال میں تقریباً ڈیڑھ لاکھ پونڈ کے باہر جاتے ہیں۔ وہیں کرگیوں پر تیار ہوتے ہیں۔ اسیطرح ملکی قسم کے پارچات پوشیدنی کا حصہ کثیر ہاتھ سے بنا جاتا ہے۔ ترکی میں مچھلی کی بڑی بڑی شکارگاہیں موجود ہیں۔ کھلی آبنائے باسفرس کی شکارگاہوں سے اڑھائی لاکھ پونڈ سے زیادہ مالیت کی مچھلی پکڑی جاتی ہے۔ بحیرہ روم کے ساحل پر نہایت عمدہ اسفنج پیدا ہوتا ہے۔ بحیرہ قلزم سے سیپ اور خلیج فارس سے موتی برآمد ہوتے ہیں ٭

(ایڈیشن سنہ ۱۹۰۶ء) سنہ ۱۸۹۸ء میں تمام سلطنت میں ۴۸ کانوں پر کام جاری تھا۔ اب یہ تعداد بہت بڑھ گئی ہے۔ کوٹاہیہ کی کانوں سے دھات کروم ہر سال پندرہ ہزار ٹن برآمد ہوتی ہے۔ یہ تمام چینی بنانے کے کام آتی ہے اور رنگ بھی بنتی ہے۔ نقرہ آمیز سیسہ ۲۰ ہزار ٹن سالانہ کی مقدار میں اسمہ سیواس۔ طرابزون۔ بروصہ و خداوندگار کی کانوں سے نکلتا ہے۔ آیدین اور ہرواسہ کے بندرگاہ قرہ صو کی کانوں سے ۴ ہزار ٹن جست نکلتا ہے۔ سالونیکا۔ قونیہ اور آیدین میں ۴ ہزار ٹن دھات میگنیشیا برآمد ہوتی ہے۔ بروصہ کی کانوں طوطیا سے دو سو ٹن سالانہ سرمہ برآمد ہوتا ہے۔ صوبہ آیدین کے کردلارس۔ ترابلی (قریب طرابزون) ارغانہ (قریب دیاربکر) اور وادی پتاج سالونیکا ریلوے سٹیشن زانتی کی کانوں سے ہر سال ۱۵۰ ٹن تانبا

حاصل ہوتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ارغانہ کی کان مسن - دنیا کی چند وسیع ترین اور زرخیز ترین معادن میں سے ایک ہے۔ پاندامہ کی کان سے سالانہ ۸ ہزار ٹن سوہاگہ ملتا ہے۔ ولایت میرشام جس سے تمباکو پینے کے پائپ بنائے جاتے ہیں اسکی شہر کی کان سے سالانہ ۱۵۰ ٹن برآمد ہوتی ہے۔ سالونیکا کے قریب چقماق کی کانیں ہیں۔ اور سمرنا۔ آیدین۔ قونیہ۔ اطنہ۔ اور مجمع الجزائر میں کرنڈ پتھر کی۔ اور ایشیا۔ شام اور کنار فرات پر معدنی رال کی۔ ہرقلیہ (واقع بحیرہ اسود) کی کانوں سے سالانہ چار لاکھ ٹن کوئلہ نکل رہا ہے مٹی کے تیل کے چشمے وادی وسط دجلہ۔ ایشیا کوچک کے مختلف مقامات اور بحیرہ مارمورا کے شمالی ساحل پر برآمد ہو چکے ہیں۔ ضلع سمرنا میں سونے اور چاندی کی کانیں ملی ہیں۔ پارہ کی کانیں صوبہ سمرنا میں۔ وہاں کاولن جس سے ظروف چینی بنتی ہیں۔ جزیرہ رہوڈس۔ سنکھیا کی کان ضلع آیدین میں۔ اوپر کی کانیں صوبجات آیدین۔ قونیہ اور ادانہ میں برآمد ہوتی ہیں۔ مگر انہیں پر اکثر ابھی جزئی کام شروع ہے۔ سنہ ۱۹۱۰ء میں ۱۶ افراد اور کمپنیوں کو مختلف کانوں پر کام کرنے کے اجارے عطا کئے گئے تھے جنمیں سے ساٹھ پر عملی کام جاری ہوا۔ بروصہ کے متصل جہاں تک پتھر کی وسیع کانیں ملی ہیں جنمیں سے اب یہ پتھر بکثرت نکالا جاتا ہے۔ تمام و کمال غیر ممالک کو بھیج جاتا ہے حق شاہی ۵ فیصدی لیا جاتا ہے۔ خانگی ضروریات کے لئے پیتل اور تانبے کے ظروف بکثرت بنتے ہیں شیشہ۔ بلور۔ کاغذسازی اور کتان بنانے کے کارخانوں کی قیام و اجراء کے لئے بھی کئی اجارے عطا ہو چکے ہیں۔ صرف دمشق میں پانچ ہزار کرگہوں پر دس ہزار آدمی ریشمی سوتی اور بانی کپڑے بننے کا کام کرتے ہیں۔ قالین جو بافراط ممالک غیر کو جاتے ہیں وہ بھی کرگہوں پر تیار ہوتے ہیں۔ ٹرکی کے سواحل پر مچھلی بھی بکثرت پکڑی جاتی ہے۔ بحیرہ روم کے ٹرکی سواحل کے قریب نہایت اعلیٰ اسفنج حاصل ہوتا ہے۔ بحیرہ قلزم سے صدف اور خلیج فارس سے موتی۔

تجارت ملکی تمام برآمد شدہ و درآمد پر بحساب مالیت ۸ فیصدی محصول لیا جاتا ہے۔ سوائے تمباکو اور نمک کے جنکا حق فروخت فقط گورنمنٹ کو حاصل ہے۔ اور اوس نے ایک کمپنی کو دے رکھا ہے جو ملکی پیداوار ممالک غیر کو جاتی ہے اوس پر ایک فیصدی محصول برآمد لیا جاتا ہے۔ لیکن اگر ایک صوبہ سے دوسرے صوبہ میں لیجایا جائے تو ۸ فیصدی محصول لیا جاتا ہے۔ اس اندرونی محصول کو کلیتاً موقوف کردینے کا ارادہ ہے اور سنہ ۱۸۹۱ء سے گندم اور دیگر اجناس خوردنی سے ہٹایا جا چکا ہے۔ جو تیا مدارس۔ گرجوں۔ سفارت خانوں و قنصل خانوں کے لئے اشیا اور مشینری زراعتی کلیں اور سامان ریل محصول سے بری ہیں۔ مندرجہ ذیل جدول سے جو ٹرکی پوسٹ خانوں کے نقشوں سے تیار کیگئی ہے ۱۳ مارچ سنہ ۱۸۹۱ء لغایت ۱۲ مارچ سنہ ۱۸۹۲ء و ۱۳ مارچ سنہ ۱۸۹۲ء لغایت ۱۲ مارچ سنہ ۱۸۹۳ء میں مختلف ممالک کے ساتھ ٹرکی کی جسقدر تجارت ہوئی اوسکی مالیت کا اندازہ معلوم

ہوجائے گی۔ مالیت سکہ پیاستر میں درج کیگئی ہے۔

ملک	درآمد		برآمد	
	سنہ ۱۸۹۱-۹۲ء	سنہ ۱۸۹۲-۹۳ء	سنہ ۱۸۹۱-۹۲ء	سنہ ۱۸۹۲-۹۳ء
	پیاستر	پیاستر	پیاستر	پیاستر
برطانیہ کلان	۱۰۳۰۱۱۲۸۹۶	۹۷۸۱۵۰۸۰۴	۸۸۶۳۰۲۳۲۱	۷۰۱۹۳۹۲۲۲
آسٹریا	۴۵۹۷۱۸۱۳۰	۵۰۹۹۱۹۶۶۴	۱۲۳۲۲۶۹۹۷	۱۵۱۱۷۹۸۸۳
فرانس	۳۰۲۱۳۷۲۷۵	۲۹۶۲۹۰۶۷۴	۴۵۰۷۰۰۲۱۶	۳۸۰۰۳۵۷۷۸
روس	۱۸۶۸۹۸۹۲۵	۱۲۸۹۳۴۷۹۱	۲۵۳۳۱۳۳۱	۳۲۱۷۶۳۲۷
اٹلی	۵۷۶۹۸۷۲۰	۵۸۰۰۵۰۱۶	۵۴۳۶۵۴۴۱	۷۸۴۴۹۵۵۹
بلگیریا	۹۴۰۱۰۴۱۸	۱۲۴۴۸۴۳۹۸	۴۰۲۶۵۶۷۰	۴۲۹۷۸۵۶۴
ایران	۶۵۳۲۱۱۵۹	۵۵۸۶۳۶۹۹	۱۵۲۵۶۴۸	۲۰۲۵۳۸۸
یونان	۴۲۲۸۵۴۴۱	۳۷۲۸۰۲۷۷	۵۴۷۷۹۴۳۸	۴۱۳۷۱۳۳۵
بلجیم	۶۴۶۷۶۴۲۳	۶۶۷۹۰۲۸۲	۳۱۱۰۶۶۶	۳۸۸۲۲۳۴
رومینیا	۴۵۹۷۸۴۳۱	۵۷۷۰۳۲۲۲	۲۹۱۱۷۸۸۶	۲۳۶۲۴۸۸۶
صوبجات متحدہ امریکا	۳۲۴۵۳۹۲	۸۷۶۵۴۰	۲۳۲۸۱۳۳۳	۱۶۳۶۷۸۸۷
ٹیونس	۶۱۳۹۱۹۳	۹۱۷۲۷۷۶	۲۱۶۹۹۷۳	۷۱۷۰۷
سرویا	۷۲۵۱۸۴۳	۷۰۵۰۵۳۸	۵۱۵۱۱۰۴	۷۴۶۲۸۸۸
ہالنڈ	۱۲۱۷۲۳۱۳	۱۲۴۸۳۳۱۳	۲۲۵۹۲۲۱	۲۴۹۴۲۶۶۶
جرمنی	۱۸۴۳۳۹۲۷	۲۷۹۷۸۴۹۱	۱۳۹۹۶۲۱۸	۳۶۷۷۳۲۰
مصر	۶۱۷۱۴۱۶۸	۶۶۴۲۶۴۶۸	۰	۰
سویڈن	۶۶۶۱۴۰۲	۸۰۶۴۲۶۵	۵۵۵	۰
مانٹی نیگرو (جبل اسود)	۸۳۲۱۶۵	۷۹۵۵۵۴	۴۶۷۴۹۶	۲۶۸۴۸۷
جزیرہ سموس	۱۰۱۷۳۶	۷۳۱۲۳	۲۸۶۵۰۱	۲۸۱۸۷۵
ڈنمارک	۱۳۳۴۷	۳۱۶۱۰	۳۱۸۲۲۱	۶۸۲۳۳۲

درآمد		برآمد	
۱۸۹۸-۹۹ء	۱۸۹۹-۱۹۰۰ء	۱۸۹۸-۹۹ء	۱۸۹۹-۱۹۰۰ء
پیاسٹر	پیاسٹر	پیاسٹر	پیاسٹر
۱۰۲۸۴۹۷۳۳۳	۸۳۲۰۰۰۱۴۰	۴۶۳۹۵۸۷۷۷	۵۵۱۴۶۸۳۳۲
۵۲۳۱۳۱۰۱۲	۴۸۰۱۹۷۷۳۵	۱۲۰۲۳۵۲۲۲	۱۴۸۱۷۷۳۳۲
۲۴۷۴۰۲۹۸۴	۲۹۶۹۵۱۷۳۷	۴۲۹۸۹۷۴۴۴	۴۷۶۲۳۳۶۶۶
۱۷۵۱۶۱۵۱۴	۱۹۹۱۷۷۹۸۶	۴۶۸۳۰۳۲۴	۵۴۵۴۲۰۰۱
۱۳۸۶۹۴۵۴۲	۱۴۲۸۱۱۷۲۳	۵۴۰۷۳۶۶۶	۷۰۹۱۵۶۶۶
۹۱۰۹۶۷۲۱	۱۱۴۴۱۲۷۷	۳۱۲۹۹۷۷۷	۲۵۸۸۹۰۲
۶۳۱۴۲۶۷۸	۶۲۵۵۴۸۵۹	۱۹۳۶۶۸۳	۱۰۳۳۴۵۱
۴۴۰۲۴۹۵۹	۳۴۲۶۱۷۶۴	۴۶۸۰۷۴۴۴	۴۰۵۵۶۳۳۵
۷۳۸۵۹۶۴۰	۶۶۰۳۶۴۴۵	۵۶۲۹۸۸۸	۹۲۱۴۷۷۸
۹۶۲۸۹۶۲۴	۷۶۱۳۲۰۴۳	۲۹۱۱۲۵۵۵	۲۵۶۲۳۲۲۲
۴۳۸۳۷۹۲	۳۱۰۱۷۲۱	۵۰۵۰۴۳۲	۵۷۲۱۳۶۶۶
۱۰۸۷۴۸۰۵	۱۰۷۱۱۲۵	۸۶۵۲	-
۸۰۷۴۸۰۵	۵۴۳۹۵۸۴	۵۵۶۴۳۳۴	۵۸۳۱۹۹۹
۳۱۹۵۹۲۶۳	۲۹۳۵۰۷۳۸	۲۸۲۷۳۸۹۰	۴۵۹۶۳۱۱۰
۴۳۶۴۶۹۴	۴۸۶۹۳۶۴۰	۲۷۵۰۷۷۷	۴۵۱۷۵۸۹۰
۷۵۰۲۴۹۰۳	۶۲۰۶۲۸۰۵	-	-
۱۲۷۶۴۶۹۴	۷۴۲۳۳۳۳	-	۵۸۳۱۹۹۹
۶۹۴۳۳۳	۶۹۱۰۰۱	۸۰۵۷۳۷	۵۰۴۸۴۷
۱۷۴۸۲۰	۱۲۹۵۹	۶۳۴۲	۵۴۲
۴۵۰۰	۳۵۹۷	۲۱۹۸۸۹	۷۷۷۷

نام ملک	درآمد ۱۸۹۱-۹۲ء	درآمد ۱۸۹۲-۹۳ء	برآمد ۱۸۹۱-۹۲ء	برآمد ۱۸۹۲-۹۳ء	درآمد ۱۸۹۸-۹۹ء	درآمد ۱۸۹۹-۱۹۰۰ء	برآمد ۱۸۹۸-۹۹ء	برآمد ۱۸۹۹-۱۹۰۰ء
ہسپانیہ	پیاستر ۵۸۳	پیاستر ۷۱۱۱	پیاستر ۴۰۶۳۳۳	پیاستر ۲۸۲۰۱۱۱	پیاستر -	پیاستر ۳۴۳۱	پیاستر ۸۶۵۰۰۰	پیاستر -
جاپان	-	۳۳۱۶۱۶۷	-	-	۲۰۱۱۶۳۹	۳۲۳۴۱۸۰	۶۱۱۰	-
میزان	۲۲۵۵۳۹۳۹۸۸	۲۴۳۴۶۹۸۵۴۲	۱۵۳۷۰۰۵۰۲۴	۱۵۵۷۲۰۴۲۰۰	۲۶۶۲۱۲۵۲۲۵	۲۴۴۹۶۵۳۷۹۳	۱۳۴۲۵۴۳۹۵۶	۱۵۵۹۱۴۰۶۱۶

شش سالہ میزان درآمد و برآمد حسب ذیل ہے۔

سال	درآمد	برآمد	سال	درآمد	برآمد
	ترکی پونڈ	ترکی پونڈ		ترکی پونڈ	ترکی پونڈ
۱۸۹۵ء	۲۴۰۷۵۴۹۰	۱۳۷۵۳۸۰۵	۱۸۹۸ء	۲۳۴۳۴۰۳۵	۱۴۷۴۴۴۹۸
۱۸۹۶ء	۲۰۵۷۵۶۷۰	۱۵۵۳۵۶۲۵	۱۸۹۹ء	۲۶۶۲۱۲۵۲	۱۳۴۲۵۴۳۰
۱۸۹۷ء	۲۱۳۵۹۴۰۶	۱۵۴۲۸۴۵۸	۱۹۰۰ء	۲۴۴۹۶۵۳۸	۱۵۵۹۱۴۰۶

۱۸۹۲-۹۳ء میں کل اسباب تجارتی ۲۲۵۵۳۹۳۹۸۸ پیاستر کا داخل ہوا۔ اور ۱۵۳۷۰۰۵۰۲۴ پیاستر کا ممالک غیر کو گیا۔ جو مراعات بعض دیگر ممالک کو عطا کیگئی تھیں وہ ۱۶۷۵ء میں سلطنت عثمانیہ نے انگلستان کو بھی عطا کیں اور ۱۸۹۰ء میں اس عطیہ کی باضابطہ عہدنامہ سے تصدیق کیگئی۔

۱۸۹۲-۹۳ء میں کل سلطنت کے چنگی خانوں میں محصول درآمد کی بابت ۹ کروڑ پچاس ۱۹ ہزار ۶ سو ۸۷ پیاستر داخل ہوئے جنمیں سے ۸ کروڑ ۸ لاکھ ۲۷ ہزار ۸ سو ۵۷ پیاستر محصول درآمد کی بابت تھے اور ایک کروڑ بیالیس لاکھ ۹۱ ہزار ۸ سو ۳۰ پیاستر محصول برآمد کی بابت تھے۔ ۱۸۹۹-۱۹۰۰ء میں محصول درآمد سے ۱۷۸۸۰۲۶ پونڈ اور محصول برآمد سے ۱۴۲۶۶۵ پونڈ جملہ

۳۰ ہزار ۶ سو ۲۹ پونڈ ترکی آمدنی ہوئی - ۱۱ ترکی پونڈ دس انگریزی پونڈ کے برابر ہوتے ہیں۔

سلطنت عثمانیہ کی تجارت درآمد میں سے ۳۹ فیصدی اور تجارت برآمد میں ۴۵ فیصدی برطانیہ کلاں کے ساتھ ہے ہر دو مندرجہ بالا عددوں میں جنس تمباکو کی درآمد برآمد شامل نہیں۔ سال سنہ ۸۷-۱۸۸۶ء میں ایک کروڑ ۱۶ لاکھ ۸۸ ہزار باون کیلوگرام (کیلوگرام = ۲٫۲۰۴۶ پونڈ تخمیناً ایک سیر ۳/۴ ۶ چھٹانک) تمباکو باہر گیا۔ سنہ ۸۸-۱۸۸۷ء میں ایک کروڑ تین لاکھ ۷۳ ہزار ۳ سو ۷۱ کیلوگرام۔ سال سنہ ۹۰-۱۸۸۹ء میں ایک کروڑ چار لاکھ ۴۵ ہزار ۴ سو ۷۲ کیلوگرام۔ سنہ ۹۲-۱۸۸۹ء میں ایک کروڑ دو لاکھ ۷۳ ہزار ۴ سو ۹ کیلوگرام اور سال سنہ ۹۳-۱۸۹۲ء میں ایک کروڑ ۳۸ لاکھ ۲۶ ہزار ۲۱ کیلوگرام باہر گیا۔ سنہ ۱۹۰۰-۱۸۹۹ء میں ۲۴۲۵۷۳۹۴ سگار یا میں ۳۳۹۸۱۳ پیاستر۔ ۷۶۳۳ کیلوگرام سگاری تمباکو مالیتی ۸۰۳۷۱ پیاستر۔ ۵۳۹۹ کیلوگرام مین مالیتی ۲۰۵۰ پیاستر اور ۴۸۰۱۳۰۱ کیلوگرام خام تمباکو مالیتی ۴۳۰۰۱۳۲ پیاستر ممالک غیر سے ٹرکی میں آیا۔ اور ۴۴۷۹۸۶۹ کیلوگرام سلطنت کے اپنے ہی مقبوضات یا باجگذار ممالک کو اور ۶۷۶۴۴۷ کیلوگرام ممالک غیر کو گیا۔

سنہ ۹۲-۱۸۹۱ء میں تجارت درآمد و برآمد کی بڑی بڑی اجناس یہ تھیں:۔

درآمد سنہ ۹۲-۱۸۹۱ء		برآمد سنہ ۹۲-۱۸۹۱ء	
نام جنس	مالیت پیاستروں میں	نام جنس	مالیت پیاستروں میں
سفید پارچات چھینٹ وغیرہ	۲۲۷۳۵۲۱۳۵	گندم	۱۷۶۲۱۴۳۳۰
توشک چادریں لحاف وغیرہ	۱۳۵۲۶۵۸۲۴	جو	۷۱۶۶۴۷۸۷
قند	۱۲۹۹۵۰۵۲۳	پیغمبری گندم	۲۱۵۳۴۷۷۹
سوت	۱۲۷۹۹۷۷۸۱	تل	۱۶۹۸۹۱۲۵
قہوہ	۹۷۷۲۶۷۷۸	جوار	۱۳۸۶۴۶۲۵
چاول	۸۷۷۶۴۴۸۸	مکی	۱۲۲۹۵۶۸۰
مداقولم	۶۸۳۲۳۶۹۴	اوٹ (پیغمبری جو)	۱۳۴۵۰۷۹۱
مٹی کا تیل	۶۵۷۹۹۲۹۲۰	دیگر غلے	۱۹۹۷۸۵۵۴
سوجی	۶۴۸۰۴۶۷۵	خشک انگور کشمش و منقے	۱۶۶۴۹۰۹۴۱
اونی پارچات	۶۴۲۳۲۴۱۱	ریشم	۱۰۹۱۲۰۰۰۱
کپڑا	۴۴۱۷۴۸۲۰	ریشم کے کوئے	۴۴۴۲۹۸۸۸
لوہا	۴۳۹۰۷۵۴۳	زیتون کا پھل	۸۴۰۵۹۱۱۱

درآمد سنہ ۹۲-۱۸۹۱ء		برآمد سنہ ۹۲-۱۸۹۱ء	
نام جنس	مالیت پیاسٹر میں	نام جنس	مالیت پیاسٹر میں
چمڑا (دباغت شدہ)	۴۹۰۷۹۷۵	روغن زیتون	۲۳۵۴۸۰۸۴
قالین اور دریاں	۳۹۰۶۳۲۴۰	انجیریں	۴۳۳۸۴۱۳۴
کشمیرا	۳۸۳۷۲۵۸۴	خرما و کھجوریں	۲۳۷۳۲۲۴۵
گیہوں	۳۸۳۶۵۴۲۲	سنگترے و چکوترے	۱۰۹۶۵۰۴۹
مکی۔ جو۔ پیغمبری جو	۲۱۸۸۳۴۵۱	دیگر پھل	۵۰۶۶۶۸۴
سوتی و اونی پارچات	۳۶۳۲۶۰۱۳	اخروٹ بادام وغیرہ	۲۵۷۱۶۶۸۶
لکڑی	۳۱۹۶۶۵۶۴	موہیر بکریونکی پشم	۵۳۷۴۲۷۱۹
بھیڑیں اور بکریاں	۲۸۶۳۵۱۴۲	دلونیا (رنگنے کا مصالحہ)	۵۲۷۹۳۶۱۲
سلے سلائے کپڑے	۲۸۳۳۲۱۲۴	قہوہ	۵۲۲۵۱۰۱۳
آہنی اسباب	۲۷۸۱۹۹۸۹	اون	۴۶۹۳۸۷۳۷
ریشمی پارچات	۲۶۹۵۸۲۹۵	کپاس	۴۱۱۲۷۴۵۸
ریشم	۲۵۵۲۲۵۲۹	کھالیں بھیڑوں اور بکریونکی	۳۷۱۸۵۴۱۵
اسپرٹ (روح شراب)	۲۵۶۲۳۷۰۸	غیر مصفی معدنیات	۳۳۰۷۳۸۸۸
ادویہ (نباتاتی)	۲۴۷۸۹۱۰۵	دالیں	۲۸۷۵۰۶۵۱
بوریاں اور تھیلے (ٹاٹ کے)	۲۵۰۳۶۲۱۶	قالین	۲۵۲۹۹۰۸۲
چمڑا (کچا)	۲۳۸۵۴۱۴۶	سکھلائی ہوئی مچھلی	۱۸۲۸۶۱۳۸
ٹوپیاں اور کلاہ	۲۳۰۵۵۴۴۱	گھوڑے و خچریں	۱۳۹۳۴۳۳۷
کاغذ مختلف اقسام کا	۲۲۶۹۳۷۰۹	شراب انگوری	۱۳۰۷۶۳۶۱
کاغذ سگریٹ بنانے کا	۱۰۷۵۰۵۰۰	حلفی شراب	۱۲۲۶۸۶۵۳
کوئلہ پتھر کا	۲۲۲۵۵۶۵۴	مویشی	۹۴۱۱۴۹۳
مکھن	۲۲۱۰۲۶۳۵	الپسٹ ۔	۹۲۲۸۳۳۳
ململیں	۱۸۶۲۴۷۳۲	بھیڑیاں وبکریاں	۷۸۸۶۵۱۳
دھاگہ	۱۸۰۹۴۶۶۹	انڈے	۷۷۶۵۷۲۲

نام جنس	مالیت پیاسٹروں میں	نام جنس	مالیت پیاسٹروں میں
درآمد ۱۸۹۱-۹۲ء		برآمد ۱۸۹۱-۹۲ء	
نیم سوتی	۱۸۳۳۵۲۰۸	مربع وغیرہ	۷۶۲۵۵۵۳
آہنی اوزار	۱۷۶۲۹۹۹۶	سکیمن	۷۱۳۷۲۱۰
تانبے کی چادریں اور تھلیاں	۱۷۲۳۴۷۶۴	سنگھاڑے	۷۰۴۹۸۹۵
اولنے یا نہ پہننے کا کپڑا	۱۵۴۴۸۰۵۰	اسفنج	۶۸۷۲۲۲
روغن زیتون	۱۵۱۳۷۷۲۳	گوند	۵۳۱۷۷۸۹
تمباکو (تمبیٹی)	۱۵۱۴۸۳۰۹	چاول	۵۴۳۷۲۷۰
پنیر	۱۴۸۰۲۱۷۴	وقتی کاک نلوں یا پیسوں کے لئے	۵۷۹۹۴۴۵
مویشی	۱۴۵۱۷۴۲۰	عطر	۶۲۲۰۵۵۵
نیل	۱۴۲۲۷۴۷۹	۔	۔

گزشتہ پانچ برسوں میں برطانیہ کلاں اور کل سلطنت عثمانیہ واقعہ یورپ و ایشیا کے درمیان انگریزی تجارت کے نقشہ کے رو سے حسب ذیل مالیت کی تجارت ہوئی۔

	۱۸۹۰ء	سنہ ۱۸۹۱ء	۱۸۹۲ء	۱۸۹۳ء	۱۸۹۵ء	سنہ ۱۸۹۹ء	سنہ ۱۹۰۰ء	سنہ ۱۹۰۱ء	سنہ ۱۹۰۲ء	سنہ ۱۹۰۳ء
ٹرکی سے برطانیہ کلاں میں داخل ہوا	پونڈ ۴۸۸۴۸۱۷	پونڈ ۴۸۳۳۲۸۱	پونڈ ۵۵۶۴۴۸۱	پونڈ ۴۲۷۴۷۱	پونڈ ۴۷۸۹۴۱	پونڈ ۵۶۹۵۵۵۷	پونڈ ۵۶۲۱۳۴۶	پونڈ ۵۲۷۷۳۸	پونڈ ۶۱۱۵۱۳۴	پونڈ ۵۸۶۰۸۴۶
ٹرکی میں برطانیہ کلاں سے گیا۔	۴۶۳۶۷۰۱	۴۹۵۳۵۳۸	۴۱۱۰۰۱۱	۵۶۲۷۷۲۸	۴۵۲۱۰۱۵	۵۲۴۹۸۱۲	۵۳۸۵۸۳	۴۶۹۴۵۵۶	۴۵۰۸۹۵۵	۵۵۲۳۶۱۸

ٹرکی سے سلطنت متحدہ (انگلستان، سکاٹ لینڈ، ویلز اور آئرلینڈ) میں بڑی بڑی اجناس حسب ذیل آئیں۔ غلہ[1] سنہ ۱۸۹۲ء میں ۵۵۰۸۵۰۱۷ پونڈ کا۔ سنہ ۱۸۹۳ء میں ۱۵۳۹۱۰۴ پونڈ کا۔ سنہ ۱۸۹۴ء میں ۱۳۸۱۲۴۲ پونڈ کا۔ سنہ ۱۹۰۲ء میں ۲۲۸۵۳۶ پونڈ کا اور سنہ ۱۹۰۳ء میں ۱۱۹۷۸۰۳ پونڈ۔

اونی سامان، اون اور ریشم سنہ ۱۸۹۲ء میں ۱۰۲۰۸۳۰ پونڈ کی۔ سنہ ۱۸۹۳ء میں ۸۳۶۰۹۹ پونڈ کی۔ سنہ ۱۸۹۴ء میں ۸۱۳۹۲۸ پونڈ کی۔ سنہ ۱۹۰۲ء میں ۱۲ لاکھ ۹۰ ہزار پونڈ کی اور سنہ ۱۹۰۳ء میں ۱۳ لاکھ ۸۲ ہزار پونڈ کی۔

والونیا اور زنگار کا مصالحہ سنہ ۱۸۹۲ء میں ۳۴۹۱۳۴ پونڈ کا۔ سنہ ۱۸۹۳ء میں ۸۳۶۰۹۴ پونڈ کی سنہ ۱۸۹۴ء

[1] غلہ وغیرہ جو ٹرکی سے انگلستان کو جاتے ہیں۔ غلات

میں ۸۱۳۹۳۴ پونڈ کی۔ سنہ ۱۹۰۲ء میں ۱۲ لاکھ ۶۰ ہزار پونڈ کی اور سنہ ۱۹۰۳ء میں ۱۳ لاکھ ۸۲ ہزار پونڈ کی۔

(ولونیا یا دھنی کا مصالحہ) سنہ ۱۸۹۲ء میں ۳۴۳۹۴۰۴ پونڈ کا۔ سنہ ۱۸۹۳ء میں ۴۸۷۹۹۳ پونڈ کا سنہ ۱۸۹۴ء میں ۲۹۱۰۸۰ پونڈ کا۔ سنہ ۱۹۰۲ء میں ۲۷۷۲۶۵ پونڈ کا اور سنہ ۱۹۰۳ء میں ۲۳۲۷۵۰ پونڈ کا۔

افیون۔ سنہ ۱۸۹۱ء میں ۲۰۰۵۵۶ پونڈ کی۔ سنہ ۱۸۹۲ء میں ۱۹۲۸۲۲۲ پونڈ کی۔ سنہ ۱۸۹۳ء میں ۱۳۳۳۶۰ پونڈ کی۔ سنہ ۱۸۹۴ء میں ۱۶۹۷۶۳ پونڈ کی۔

پھل (جسمیں زیادہ تر انجیریں اور کشمش و منقے ہوتے ہیں) سنہ ۱۸۹۲ء میں ۷۳۹۰۸۶ پونڈ کے۔ سنہ ۱۸۹۳ء میں ۱۴۸۳۶۶ پونڈ کے۔ اور سنہ ۱۸۹۴ء میں ۴۸۳۰۲۸ پونڈ کے۔ سنہ ۱۹۰۲ء میں ۷۲۲۶۹۲ پونڈ کے۔ اور سنہ ۱۹۰۳ء میں ۶۸۲۳۲۸ پونڈ کے۔

برطانیہ کلاں سے زیادہ ترکل کا بنا ہوا کپڑا جاتا ہے۔ سنہ ۱۸۹۴ء میں سوتی پارچات ۴۰۹۱۳۳۲ پونڈ کے جرابیں۔ تمونے وغیرہ ۱۲۹۳۱۲۰۸ پونڈ کے۔ اونی کپڑے ۲۸۵۳۷ ۴ پونڈ کے۔ لوہا (گھڑا اور ان گھڑا) ۷۱۴۳۵ پونڈ کا۔ تانبا (گھڑا اور ان گھڑا) ۵۱۹۵ ۴۸ پونڈ کا۔ پتھر کا کوئلہ ۲۲۰۵۶۵ پونڈ کا۔ اور مشینری (کلیں) ۶۶۲۴۵ پونڈ کی گئیں۔

(انڈیشن سنہ ۱۹۰۶ء) برطانیہ کلاں سے ۳-۱۹۰۲ء میں حسب ذیل بڑی اجناس ایشیائی ٹرکی کو گئیں۔

	سنہ ۱۹۰۲ء	سنہ ۱۹۰۳ء
کوئلہ۔	۳۰۹۵۸ پونڈ	۲۹۶۵۵۹ پونڈ
سوتی پارچات و سوت۔	۴۴۴۹۵۲ "	۳۱۵۹۴۱۸ "
اونی سامان۔	۳۳۲۴۵۹ "	۳۸۸۴۴۹ "
آہنی سامان۔	۱۱۵۴۰۶ "	۱۱۶۱۳۲ "
کلیں۔	۱۱۴۹۳۵ "	۱۳۵۲۷۹ "
تانبہ۔	۱۰۹۵۱۸ "	۱۰۸۴۰۲ "

ایشیائی ٹرکی کے بندرگاہ طرابزون میں جو بحیرہ اسود پر واقع ہے۔ سنہ ۱۸۹۴ء میں ۱۵۲۴۸۹۰ پونڈ کا مال داخل ہوا جسمیں سے ۶۳۵۴۹۰ پونڈ کا ایران کو گیا۔ ۶۶۰۲۴۰ پونڈ کا مال اس بندرگاہ سے باہر گیا۔ جسمیں سے ۳۱۳۶۴۰ پونڈ کا ایران سے آیا۔

سنہ ۱۸۹۴ء میں مقامات مندرجہ ذیل میں درآمد و برآمد حسب تفصیل ذیل ہوئی:

حلب میں ۱۸۲۸۶۶۷ پونڈ کا مال آیا۔ اور ۹۵۱۵۳۹ پونڈ کا وہاں سے گیا۔ حیفہ ۳۲۳۳۰ ۷ پونڈ کا آیا۔ اور ۴۰۳۸۵۶ کا گیا۔ تبریز ۵۶۹۹ ۱۱۵ پونڈ کا آیا۔ اور ۱۷۳۶۱۵۶ پونڈ کا گیا۔ دمشق ۱۱۴۳۹۰ پونڈ

کا آیا۔ اور ۳۷۱۰۰۰ پونڈ کا گیا۔ جدہ ۔ ۷۷۱۹۰۰ پونڈ کا آیا۔ اور ۷۵۷۴۷۰ پونڈ کا گیا۔ طرابلس الغرب میں
۳۷۱۵۰۰ پونڈ کا آیا اور ۳۹۲۹۹۰ پونڈ کا گیا۔

(انڈین سنہ ۱۹۰۲ء) سنہ ۱۹۰۱ء میں ایشیائی ترکی کے مختلف بنادر و حصار کی تجارت درآمد و برآمد حسب ذیل تھی

نام بندرگاہ	درآمد	برآمد	نام بندرگاہ	درآمد	برآمد
طرابزون جہاں ترکی علاقہ کے لئے آیا	پونڈ ۱۰۲۶۵۸۰	پونڈ ۵۳۰۹۴۰	یافہ	پونڈ ۴۳۹۷۷۵	پونڈ ۳۲۲۳۳۵
جہاں سوداگری ایران کو اس بندر کے راستہ گیا یا آیا	پونڈ ۶۸۲۱۴۰	پونڈ ۱۶۰۷۰۰	بغداد	پونڈ ۱۹۲۴۰۳۵	پونڈ ۷۲۳۲۳۵
سمسون	۵۹۴۵۰۰	۱۲۳۵۶۵۰	بصرہ	۱۲۵۵۴۲۳	۱۲۹۶۷۲
قراسون	۱۹۵۹۳۰	۲۲۱۱۳۰	ارض روم	۲۹۲۷۰۰	۱۹۵۳۱۰
ادانہ	۶۲۹۴۵۰	۱۸۰۲۳۹۴	وان	۱۷۵۲۹۰	۱۳۸۰۷۰
حلب یا اسکندریہ	۲۴۰۳۷۰	۱۳۲۱۷۲۵	بطلیس	۴۱۴۵۰	۳۲۰۰۰
بیروت	۱۲۵۸۹۵۰	۹۹۲۲۷۵	دیار بکر	۲۷۴۵۶۵	۱۳۴۷۱۴

بندر بصرہ میں سنہ ۱۹۰۲ء میں ۳۸۰۴۷۷۴۳ پونڈ کا مال باہر سے آیا اور ۴۲۷۵۲۳۳ پونڈ کا وہاں سے ممالک غیر کو گیا

تجارتی جہازات اور جہاز رانی

لائڈ ایجنسی کے رجسٹر کے مطابق سنہ ۱۸۹۴ء[1] میں سلطنت عثمانیہ کے تجارتی بیڑہ میں ۹۸ دخانی جہاز (جنمیں سے ہر ایک کا وزن سو ٹن یا سو ٹن سے متجاوز ہے) وزنی ۱۳۷۵۰ ٹن اور ۹۸۰ بادبانی جہاز وزنی ۱۹۴۹۹۴ ٹن تھے۔

مارچ سنہ ۱۸۹۴ء سے فروری سنہ ۱۸۹۵ء تک ترکی کی کل بندرگاہوں میں ۱۹۲۲۶۹ جہاز وزنی ۳۶۱۸۵۴۹ ٹن کے آئے اور گئے۔ خاص قسطنطنیہ میں سنہ ۱۸۹۴ء میں ۱۸۵۷۲ جہاز ۱۳۵۵۹۲۸۸ ٹن وزن کے داخل اور وہاں سے روانہ ہوئے۔ انمیں سے ۹۶۷۴ جہاز وزنی ۹۳۲۳۸۱۳ ٹن۔ بیرونی تجارت اور باقیماندہ ساحلی تجارت میں مصروف ہے۔ بیرونی تجارت کرنیوالوں میں سے ۲۸۹۵ جہاز وزنی ۶۰۱۷۸۶ ٹن بادبانی تھے۔ ۵۶۲۵ وزنی ۸۷۸۳۷۹ ٹن دخانی تھے۔ اور ۱۷۲۵ جہاز وزنی ۱۸۹۳۰۷۴ ٹن ایسی کمپنیوں کے تھے جنھوں نے باقاعدہ طور پر قسطنطنیہ سے سلسلہ آمد و رفت قائم کیا ہوا ہے۔ انگریزی جہاز تعداد میں ۱۲۵۱ وزنی ۱۸۳۶۴۰۵۱ ٹن تھے۔

سنہ ۱۸۹۶ء میں ۲۳۹۲ جہاز وزنی ۱۰۷۹۸۶۵ ٹن (جنمیں سے ۷۸۶ جہاز وزنی ۱۴۲۴۲۳ ٹن انگریزی تھے)

[1] سنہ ۱۸۹۵ء میں اس بیڑہ میں ہر دو قسم کے جہازات کی جو تعداد تھی وہ بمعہ وزن و تعاقب رقم میں درج کردی گئی ہے

سمرنا کے بندرگاہ میں داخل ہوئے اور ۱۳۰۴ جہاز وزنی ۷۹۵۳۵۷ ٹن (جنمیں سے ۱۵۰ جہاز وزنی ۱۰۹۴۶ ٹن انگریزی تھے) بیروت کے بندرگاہ میں داخل ہوئے جو جہاز اس بندرگاہ میں داخل ہوئے انمیں سے ۲۳۴۲ جہاز وزنی ۳۵۲۴۰۴۱ ٹن عثمانیہ تھے۔

(از اڈیشن سنہ ۱۹۰۶ء) سلطنت عثمانیہ کے تجارتی بیڑہ میں سنہ ۱۹۰۱ء میں ۱۰۷ دخانی جہاز وزنی ۵۸۸۶۱ ٹن اور ۱۶۷۹ بادبانی جہاز وزنی ۲۹۸۸۲۷ ٹن تھے۔ مارچ سنہ ۱۹۰۰ء سے فروری سنہ ۱۹۰۱ء تک ایک سال کے عرصہ میں سلطنت کی تمام بنادر میں جو جہاز تجارتی اسباب اور سواریاں لیکر داخل ہوئے اور وہاں سے گئے انکی تعداد ۱۸۰۳۴ تھی۔ اور وزن ۲۸۷۷۴۳۳۴ ٹن تھا قسطنطنیہ کے بندر میں سنہ ۱۹۰۲ء میں ۱۰۷۹۶ جہاز وزنی ۷۵۱۶۴۶۱۲۲ ٹن داخل ہوئے اور روانہ ہوئے انمیں سے ۲۴۱۲ جہاز وزنی ۲۱۴۶۷۷۳ ٹن انگریزی تھے اور ۳۰۷۳ جہاز وزنی ۳۲۸۲۴۱۸۳ ٹن یونانی میل سٹیمروں کی کمپنیوں کے جہازات باقاعدہ قسطنطنیہ پہونچتے ہیں وہ بھی تعداد مندرجہ بالا میں شامل ہیں۔

سلسلہ خط وکتابت ووسائل آمد ورفت اندرون ملک میں

سنہ ۱۸۸۵ء کے موسم بہار میں ترکی اور باقیماندہ یورپ کے درمیان براہ راست ریلوے لائن کے ذریعہ سے آمد ورفت کا سلسلہ قائم ہوگیا ہے۔ یورپ کیطرف جانیوالی بڑی بڑی لائنیں قسطنطنیہ اور سالونیکا سے شروع ہوتی ہیں۔ آخرالذکر بندرگاہ کا راستہ انگلستان کو مصر جانے کیلئے اب سب سے قریں تر ہے۔ (مگر وہاں سے سٹیمروں کی باقاعدہ روانگی کا کوئی انتظام نہیں)

سلطنت عثمانیہ واقع یورپ و ایشیا میں ۱۳ اگست سنہ ۱۸۹۵ء تک جو لائنیں جاری ہوچکی تھیں اون کے نام حسب ذیل ہیں:-

نام لائن	کتنے میل جاری ہے	نام لائن	کتنے میل جاری ہے
۱۔ قسطنطنیہ۔ ایڈریانوپل مصطفیٰ پاشا	۲۲۳	۲۔ سالونیکا۔ اسکیب۔ متروویزا۔	۲۲۷
۳۔ وادی ارغاچ۔ ایڈریانوپل۔	۹۳	۴۔ اسکیب۔ زبیفچہ۔	۵۳
۵۔ سالونیکا۔ وادی آنجاچ (مع شاخونکی)	۲۰۸	۶۔ سالونیکا۔ مناسطر۔	۱۳۶
۷۔ سمرنا۔ دینار (مع شاخوں کی)	۳۴۴	۸۔ سمرنا۔ الہ شہر (مع شاخوں کے)	۱۶۵
۹۔ موادنہ۔ بروصہ	۲۶	۱۰۔ مرسینا۔ ادانا۔	۴۰
۱۱۔ جافہ۔ یروشلیم۔	۵۴	۱۲۔ حیدرپاشا۔ انگورا۔	۳۶۰
۱۳۔ بیروت۔ دمشق۔ حوران	۱۳۲	۱۴۔ عسکی شہر قونیہ۔	۱۰۸

میزان کل . . . . ۲۱۴۸ میل

سالونیکا سے وادی آغلاج تک ۱۰۶ میل لمبی ریلوے لائن تیار ہوگی۔ جو قسطنطنیہ اور ادرینا کی درمیانی بڑی لائن کو بمقام کلیلی برغاس جا ملیگی۔

(انڈ اڈیشن ۱۹۰۶ء) سنہ ۱۹۰۴ء میں سلطنت کے یورپین و ایشیائی مقبوضات میں جاری ریلوے لائنوں کی لمبائی حسب ذیل تھی:۔

(۱) یورپین ٹرکی:۔		سمرنا قصبہ (الف)	۳۲۱ میل
اورینٹل ریلوے یعنی قسطنطنیہ ایڈریانوپل مع مصطفیٰ پاشا کی شاخوں کے	۸۱۵ میل	مرسینا۔ ادانہ۔	۴۲ میل
سالونیکا مناستر (الف)۔	۱۳۷ میل	یافہ یروشلیم	۵۴ میل
سالونیکا وادی آغلاج (الف)۔	۳۱۷ میل	دمشق مکہ ریلوے کا تیار حصہ (جو ۱۹۰۴ء میں معان تک مکمل ہوگئی)	۱۰۵ میل
میزان	۱۲۶۹ میل	بیروت دمشق	۹۶ میل
(۲) ایشیائی ٹرکی:۔			
بغداد ریلوے کا حصہ از قونیہ تا ارگلی	۱۲۵ میل	دمشق مزیریب (مکہ ریلوے کی جزو)	۶۴ میل
اناطولین ریلوے (الف)	۶۴۰ میل	حیفہ درعہ (مکہ ریل کی شاخ)	۲۸ میل
موو انیہ بروسہ	۲۵ میل	میزان ایشیائی ٹرکی۔	۱۸۳۰ میل
سمرنا۔ آیدین	۳۳۰ میل	میزان کل سلطنت۔	۳۰۸۹ میل

جرمن کمپنی کو بغداد ریلوے کا جو اجارہ ملا ہے اوسکا مقصود یہ ہے کہ اناطولین لائن کو قونیہ سے براہ اوانہ موصل، بغداد و بصرہ خلیج فارس کے ساحل تک بڑھایا جائے۔ کمپنی کو بڑی لائن سے بہت سی شاخیں نکالنے کا بھی اختیار دیا گیا ہے۔ اور اناطولین ریلوے کا پرانا اجارہ بھی اس نئی کمپنی کو منتقل کر دیا گیا ہے یعنی پرانی کمپنی بھی اوسمیں شامل ہوگئی ہے۔ بغداد لائن کا پہلا حصہ از قونیہ تا ارگلی (۱۲۵ میل لمبا) اکتوبر سنہ ۱۹۰۴ء میں عام آمد و رفت کے لئے کھول دیا گیا تھا۔ بیروت دمشق ریلوے حمص و حما تک بڑھائی جا چکی ہے۔ اور حلب تک لیجانیکی اوسے تجویز ہو رہی ہے۔ (یہ تجویز عمل میں آ چکی ہے۔ اور ستمبر سنہ ۱۹۰۶ء تک حلب تک لائن مکمل ہوگئی ہوگی۔ مؤلف) حیفا لائن کا اجارہ ترکی حکومت نے انگریزی کمپنی سے واپس خرید کر خود اسپر کام جاری کرا دیا ہے چنانچہ ستمبر سنہ ۱۹۰۴ء تک حیفا کی طرف سے اس لائن کے ۸۰ میل عام آمد و رفت کے لئے کھل چکے تھے۔ یہ لائن آخر کار مکہ دمشق لائن کے سٹیشن درعہ سے ملا دی جائیگی۔ اور حیفا مکہ لائن کا گویا شمالی بندرگاہ ہوگا۔ (یہ لائن دسمبر سنہ ۱۹۰۵ء کو بالکل مکمل ہو کر درعہ تک پہنچ گئی۔ مؤلف) حمیدیہ حجاز یعنی مکہ دمشق ریلوے آغاز پر فرانسیسی کمپنی کی دمشق مزیریب لائن کے متوازی

جائے گی جس سے فرنچ کمپنی کی لائین ایک طرح سے بیکار و معطل ہو جائیگی مگر خیال ہے کہ سلطنت عثمانیہ اس لائین کو خرید کر ریل میں ملا لیگی ۔ اور دمشق سے مزیریب تک خود جدا لائین نہ بنائے گی ۔ دبشیک سلطنت کا پہلے یہی خیال تھا اور اس لئے اونسے ریل پر دمشق کی بجائے مزیریب سے کام شروع کیا تھا ۔ مگر جب فرنچ کمپنی نے مناسب شرائط پر بیچنا منظور نہ کیا تو سلطان المعظم کے حکم سے دمشق سے مزیریب تک بھی جداگانہ ترکی لائین حجاز ریلوی فنڈ سے بنا دیگئی ۔ (مؤلف) یکم ستمبر ۱۹۰۴ء کو معان تک کہلگئی ۔ اس تاریخ تک کی لائین کے تیار شدہ حصہ کی لنبائی ۲۵۰ میل تھی ۔ ۴ ۔ اکتوبر ۱۹۰۴ء کو سلطان المعظم نے بطور شاخ حمیدیہ حجاز ریلوی بکہ وجدہ کے درمیان لائین بنانے کی بھی منظوری صادر کردی ۔

فہرست میں جن لائینوں پر الف کا نشان ہے ۔ اونکے اجارہ داروں سے حکومت نے معاہدہ کر رکھا ہے کہ فی میل اگر اسقدر سالانہ آمدنی نہ ہو ۔ تو کمی خزانہ سرکاری سے پوری کر دیجائے گی ۔ چنانچہ ترکی حکومت نے ۱۹۰۲ء میں یورپین ٹرکی کی ریلوی کمپنیوں کو ۱۵۹۳۳۳ ترکی پونڈ اور ایشیائی ٹرکی کی کمپنیوں کو ۸۱۸۴۴۳ ترکی پونڈ جملہ ۹۷۸۷۶۹ پونڈ ترکی کمی منافع کے معاوضہ میں ادا کئے ۔ ۱۹۰۲ء میں کل ریلوی لائینوں کو ۱۵۰۲۱۱۷ پونڈ کرایہ وغیرہ سے آمدنی ہوئی ۔

(از مؤلف) لندن کے اخبار مارننگ پوسٹ نے ماہ مئی ۱۹۰۶ء میں سلطنت عثمانیہ کے ایشیائی حصہ کی جاری و زیر تعمیر و زیر تجویز لائینوں کی حسب ذیل فہرست شایع کی ۔

(۱) جاری لائینیں :-

اجارہ داران لائین کی قومیت ۔	نام لائین مع راستہ	لنبائی
جرمن	اناطولین ریلوی ۔ از حیدر پاشا تا قونیہ و انگورہ ۔	۵۷۴ میل
ایضاً	اناطولین ریلوے ۔ انگورا ۔	۲۶۶ میل
فرنچ	مدانیہ ۔ بروسہ ۔	۲۶ میل
ایضاً	سمرنا ۔ قصبہ ۔ عشاق	۳۱۱ میل
انگریزی	سمرنا ۔ آیدین ۔ چشمہ ۔	۲۲۶ میل
ایضاً	مرسینا ۔ اذانہ ۔ طرسوس	۴۰ میل
فرنچ	بیروت دمشق دحما ۔ ریاق وحمص	۳۲۵ میل
ر	یافہ ۔ رملہ ۔ یروشلیم	۵۱ میل
ترکی	حیفہ ۔ درعہ ۔ مزیریب	۱۴۴ میل

اجارہ داران لائین کی قومیت۔	نام لائین مع راستہ	لنبائی
ترکی	دمشق ملہ معان۔ مدورہ۔ تبوک	۵۰۳ میل
	میزان	۲۴۰۵ میل

(۲) زیر تعمیر و زیر تجویز۔

جرمن	انگورا۔ قیصریہ۔ قسطاس۔	۲۴۶ میل
ایضاً	سون۔ یواس۔ اماسیا۔ ٹوکٹ۔	۲۲۵ میل
ایضاً	طرابزون۔ ارض روم قرہ دلغ۔	۳۵۷ میل
ایضاً	ارض روم۔ وان۔ خان جاقلہ۔	۲۲۵ میل
ایضاً	سیواس۔ دیار بکر۔ خرپوت۔ ارغانہ۔	۳۰۹ میل
ایضاً	ارگلی۔ اوہنہ۔ بغداد۔ نجف۔ بصرہ۔	۱۱۴۳ میل
فرینچ	حما تا حلب	۱۸۰ میل
ترکی	از تبوک تا مدینہ و مکہ۔	۶۳۰ میل
	میزان	۳۳۰۵ میل

ملہ حجاز ریلوے کی مفصل رپورٹ جو ۱۹۰۸ء کے شروع میں سرکاری طور پر شایع ہوئی تھی اسکا خلاصہ اخبار وطن لاہور سے ذیل میں درج کیجاتی ہے۔

خدا جانے مسلمانوں کی قسمت میں آیندہ کیا کیا انقلاب ہونے لکھے ہیں۔ اونہوں نے قعر ذلت میں گرنا ہے یا بام اوج پر پہونچنا ہے۔ مگر اسمیں شک نہیں اونکی موجودہ حالت سخت ردی اور قابل افسوس ہے۔ مگر اس گردش کے زمانہ میں بھی اس قوم میں ایسے آثار باقی ہیں جو ہونہار ہیں۔ اور بجھی ہوئی امیدوں میں جان ڈالدیتے ہیں۔ اور سب سے مبارک بات یہ ہے کہ مسلمانوں کے قبضہ قدرت میں ابھی تک ایسے قدرتی وسایل موجود ہیں کہ اگر وہ اونکو ٹھیک طور پر استعمال میں لائین تو پھر زمانہ سلف کے مسلمانوں کی طرح ترقی کے فلک الافلاک کے چمکتے ہوئے ستارے بنجائیں۔ اگر آجکل رونا ہے تو یہی کہ مسلمان اون وسایل کو کام میں لانا نہیں جانتے۔ اور اونکو نہ جاننے کی وجہ ہے زمانہ کی رفتار سے بیخبر ہونا۔ اور اس بیخبری کا باعث لاعلمی ہے۔ جو اپنی حالت سے بے پروا ہونیکا نتیجہ ہے۔ قوم میں اپنی حالت کا احساس پیدا کرنا۔ اور پھر اوسمیں علمی روح کا پہونکنا۔ اور بعد اوسکے زمانہ کی رفتار سے باخبر ہو کر اپنی حالت کو سنوارنیکی کوشش کرنا کرانا۔ اور اون وسایل سے کام لینا دنوں۔ مہینوں یا سالونکا کام نہیں۔ بلکہ اس غرض کیلئے کئی صدیاں درکار ہیں۔ ایک بچہ ۲۵۔ ۳۰ سال سے پہلے جسطرح مرد نہیں بن سکتا اسیطرح قومیں صدیوں سے ادہر نہیں بن سکتیں۔ الا ماشاء اللہ۔ اور بڑی مشکل یہ ہے کہ پیشتر اسکے کہ ہماری قوم قوم بنے

کل سلطنت میں ۱۳۲۲ ترکی ڈاکخانجات ہیں۔ سنہ ۹۰-۱۸۸۹ء میں ڈاکخانوں نے اندرون ملک میں
۹۴۷۵۱۰۰ لفافے اور پوسٹ کارڈ اور ۵۴۰۰۰۰ نمونے اور مطبوعہ کاغذ ایک جگہ سے دوسری جگہ بھیجے اور ۲۶۵۰۰۰۰
لفافے و پوسٹ کارڈ اور ۳۳۰۰۰۰۰ نمونے و مطبوعہ کاغذ ممالک غیر کو بھیجے یا وہاں سے آئے ہوؤں کو تقسیم کیا۔

ترکی میں سلسلہ تار برقی کا طول تقریباً ۲۳۰۰۰ میل اور اسکی تاروں کی لمبائی ۴۹۰۱۰ میل ہے۔ ایشیائی
اور یورپین ترکی میں ۷۰۰ تار گھر ہیں۔ سالانہ آمدنی پانچ کروڑ ۱۶ لاکھ پندرہ ہزار ۵ سو ۶۲ پیاستر اور
تنخواہ پر ایک کروڑ ۷۶ لاکھ ۹۶ ہزار ۴ سو پیاستر خرچ ہوتا ہے۔

(از اڈیشن سنہ ۱۹۱۰ء) سلطنت میں اسوقت ۷۲۶ ڈاکخانے ہیں۔ سال ۱۱-۱۹۱۰ء میں ملک کے
اندر محکمہ ڈاک نے ۱۶۹۴۰۰۰ خطوط اور پوسٹ کارڈ اور ۵۹۶۷۰۰۰ نمونے اور پیکٹ تقسیم کئے۔ اور ممالک غیر سے
۳۴۸۰۲۰۰۰ خطوط و کارڈ اور ۲۵ لاکھ ۲۰ ہزار نمونوں اور پیکٹوں کی آمد و برآمد ہوئی۔ ترکی محکمہ ڈاک نے
پارسلوں کی تقسیم و روانگی کا بھی کام شروع کر دیا ہے جو بخوبی چل رہا ہے۔ اکثر بڑے بڑے ساحلی قصبات میں
ممالک غیر کی تجارتی اقوام نے اپنے ڈاکخانے کھولے ہوئے ہیں۔ انگریزی حکومت کچھ عرصہ سے ان کے
اٹھوا دینے کے درپے ہے۔ مؤلف)

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۵) ایسا نہ ہو۔ یا لوگ ہمکو اون وسایل سے بھی محروم کر دیں جنکے ذریعے ہمیں زندہ قوم کی طرح عمل کرنا
ہے۔ زمانہ بری طرح مسلمانوں کی بیخ کنی کے درپے ہے۔ اور عرصہ روز کا دائرہ تنگ ہوتا جاتا ہے۔ پس یہ امر نہایت ضروری اور
لازمی ہے۔ کہ ہم سب سے پہلے کم از کم اون وسایل کو اپنے قبضہ میں رکھنے کا انتظام کریں۔ پھر جوں جوں ہوش آتی جائیگی
توں توں اون سے کام لیتے جائیں گے۔ ایک چیز پر قبضہ رکھنا اور بات ہے اور اوس سے کام لینا اور بات۔ مگر قبضہ رکھنے کے
بھی ڈھنگ ہوتے ہیں۔ اور مسلمان ہیں کہ یہ بھی نہیں جانتے اور جو جانتے ہیں اونکا کہا سنتے نہیں۔ بہرحال ہم میں
ایسے بھی ہیں۔ جو اون وسایل پر نہ صرف قبضہ رکھنا بلکہ اون سے کام لینا بھی جانتے ہیں۔ اور موجودہ صورت میں مسلمان
اگر اپنی بھلائی چاہتے ہیں تو اونکا فرض ہے کہ اونکے پیچھے ہو کر چلیں۔ اور جو کچھ وہ کہیں کریں۔ اور آج کل سارے اسلامی دنیا میں
اگر کوئی ذات اس قابل ہے کہ عالم اسلام اسکی اور اسکے اشاروں پر چلیں۔ تو وہ ذات سلطان عبدالحمید خان کی ہے اور یکو
جامع الصفات سلطان کی فہم و فراست۔ انکا قومی احساس اور زمانہ سے انکی باخبری کا قایل ہونا پڑتا ہے۔ اور یہاں بانسبت
سلطان مسلمانوں کو اس قابل کرنے کے لئے کہ وہ موجودہ وسایل پر ایک حد تک قبضہ رکھ سکیں۔ [illegible]
[illegible] حجاز ریلوے کی تعمیر کا بیڑا اٹھایا ہے۔ اس لائن کے فوائد اب [illegible]
پیش [illegible] دماغ اور دل میں عقل ہے۔ وہ اس لائن کی اہمیت اور ضرورت پر کبھی بھی اعتراض نہیں کریگا بلکہ
[illegible] کہ جہاں تک ممکن ہو موجودہ ریلوے کو درجہ تکمیل پر پہنچانے کے لئے حتی المقدور [illegible] ہاتھ بٹائیں

[illegible]

سلطنت میں اسوقت سلسلہ تار کی لنبائی ۲۵ ہزار ایکسو میل ہے۔ اس سلسلہ پر جو تار ہیں اونکا طول ۳۹ ہزار ۸ سو میل ہے۔ دیہ تفاوت اسلئے ہے کہ بعض لائنوں پر ایک سے زیادہ تار ہوتے ہیں۔ اور بعض پر صرف ایک (مؤلف) تار گھر تعداد میں ۹۰۷ ہیں۔ سال ۱۹۰۸ء میں ۷۰۷۰ ۹۴ پیغام تار بھیجے گئے۔

ترکی سکے۔ اوزان و پیمانجات

۳۱ جولائی ۱۸۹۵ء کو امپیریل عثمانیہ بنک کی مالی حالت حسب ذیل تھی:-

رقوم یا جائیداد گرفتنی و جمع	ترکی پونڈ	بنک کی ذمہ داریاں یعنی رقوم دادنی	ترکی پونڈ
سرمایہ غیر وصول شدہ	۵۵۰۰۰۰۰	سرمایہ وصول شدہ	۱۱۰۰۰۰۰۰
نقدی اور بل (ہنڈیات)	۳۴۹۵۲۲۸	بنک کے جاری کردہ نوٹ	۱۰۸۵۳۲۷
سرکاری فنڈ۔	۹۷۹۰۴۴	بل قابل ادائیگی	۳۲۶۶۲۳۰
ضمانتیں اور کفالتیں۔	۳۷۱۴۵۱۸	مختلف چلتے حساب۔	۱۰۶۱۲۴۱۰
سرکاری خزانہ کا چلتا حساب	۱۵۹۳۳۵۲	مقررہ میعاد و نیز جمع شدہ رقوم	۱۴۸۰۷۵۷
دیگر مختلف چلتے حساب	۶۶۷۴۱۲۱	محفوظ سرمایہ بروئے قانون	۵۷۸۶۴۲
قرضے۔	۶۴۲۱۷۷۸	منافع حصہ داران قابل الادا	۷۲۵۷۰
املاک	۱۳۱۳۱۳	مختلف۔	۵۰۲۳۴۶
مختلف	۸۹۸۷۰		
میزان	۲۸۵۹۹۲۸۴	میزان	۲۸۵۹۹۲۸۴

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۶) جس سے دنیا کی بھی عزت اور آبرو ہے۔ اور عاقبت کا بھی بھلا ہو۔

یہ لائن چار پانچسال سے زیر تعمیر ہے۔ اوسکا بہت سا حصہ مکمل ہو چکا ہے۔ مگر زیادہ حصہ ابھی باقی ہے۔ اور اوسکا جلد یا دیر سے تیار ہونا مسلمانوں کے ہاتھ میں ہے۔ اگر مسلمانوں نے کھلے دل سے حجاز ریلوے فنڈ میں چندہ دیا۔ تو ریلوے بفضلہ جلد حد تکمیل کو پہونچ جائے گی۔ اور اگر آئندہ کی مسلمانوں کی نسلیں موجودہ نسل کے کسی کارنامے کو فخر سے یاد کرینگی۔ تو وہ حجاز ریلوے ہی ہوگی۔ اگر مسلمانوں نے مالی امداد میں سستی کی جیسا کہ اب کر رہے ہیں۔ تو یاد رہے خدا کو جو کام منظور ہے وہ انجام کو تو بہر حال پہونچکر رہے گا۔ بلکہ مسلمانوں کے ماتھے پر کلانک کا ٹیکہ لگ جائیگا۔ جو فدایان ملت اس کار خیر میں اپنا مال خرچ کرتے ہیں۔ وہ گویا مفت میں ثواب اور سعادت کے مستحق بنتے ہیں۔ ہم ناظرین کی آگاہی کے لئے ذیل میں وہ رپورٹ درج کرتے ہیں۔ جو دنیا کے مشہور عالم جرمن انجینیر میراکو وان کیپ کو سلطان ذی حجاز ریلوے کے تیار شدہ حصہ کا ماہ نومبر ۱۹۰۸ء میں ملاحظہ کرنے کے بعد حجاز ریلوے کمیشن کو ارسال کی ہے:- (بقیہ نمبر صفحہ ۵۸)

لہ ڈائریکٹر انچیف سلطنت عثمانیہ

(اضافہ ڈیبٹ سنہ ۱۹۰۶ء) عثمانیہ بنک کا سرمایہ ۱۱ لاکھ ترکی پونڈ ہے - ۳۱ جولائی سنہ ۱۹۰۳ء کو بنک کے جاری کردہ نوٹ بالیتی ۰۹ ۳ ۳ ۲ ۲ ۱ پونڈ ترکی ملک میں مروج تھے - اور ۲۶ لاکھ ۲ ہزار ۵ ۷ پونڈ ترکی بنک کی تحویل میں نقد تھے -

سنہ ۱۸۹۱ء سے سنہ ۱۹۰۳ء تک سلطانی ضربخانہ نے دھات یا پرانے سکے گلا کر بتفصیل ذیل سکے مضروب کئے - طلائی سکے بالیتی ۰۹ ۲۶ ۱۴ ۱۴ ۲ ترکی پونڈ - نقرئی سکے - ۱۴۲ ۵۹۳ بالیتی ترکی پونڈ - سنہ ۱۹۰۳ء سے سنہ ۱۹۰۳ء تک بالیتی ۰۹ ۵۸ ۴ ۴ ۲ ترکی پونڈ - جدید طلائی سکوں کی تیاری میں ترکی طلائی سکے بالیتی ۵۰ ۳ ۴ ۲ ۱ ترکی پونڈ اور انگریزی پونڈ بالیتی ۱۴ لاکھ ۶۹ ہزار ۹ پونڈ بھی گلائے گئے ہیں - تمام جدید نقرئی سکے پرانے مجیدی بالیتی ۲۰ قرش گلانے سے بنائے گئے - سلطنت میں جدید طلائی و نقرئی سکے موجود ہیں - انکی مالیت حسب ذیل اندازہ کیجاتی ہے - طلائی سکے بالیتی ۳۰ ارب ۱۴ کروڑ ۶۹ لاکھ ۹ ہزار ۶ سو قرش - نقرئی سکے بالیتی ۶۹ کروڑ ۷ ۴ لاکھ ۱۳ ہزار پانسو پچاس قرش

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۷) تین نے ہزایکسیلینسی کاظم پاشا ڈائریکٹر جنرل حجاز ریلوے اور مسٹر میسنر چیف انجینیر کی درخواست اور حجاز ریلوے کی ہائی کمیشن کے حکم اور والئے بیروت کی اجازت سے حیفہ ریلوے اور حجاز ریلوے کے کل حصے (دمشق تا معان) کا ملاحظہ کیا - معان سے جنوب کیطرف ۵۰ کیلو میٹر کے فاصلہ پر جو کام ہو رہا ہے اوسکو بھی دیکھا - علاوہ ازیں ۳۳۰ کیلو میٹر لائن کا معائنہ کیا - پچھلے دنوں یہ لائن مدورہ تک تیار ہوگئی ہے - اور اسوقت بشمول حیفہ لائن ۴۴۰ کیلو میٹر پٹڑی بچھائی جاچکی ہیں - سنہ ۱۹۰۰ء میں ایک شاہی فرمان حجاز ریلوے کے پہلے حصہ کی پیمایش کرنے - نقشے بنانے اور تخمینجات تیار کرنے اور ہائی کمیشن کے سامنے ایک مفصل رپورٹ پیش کرنے کے لئے صادر ہوا - دولت عثمانیہ میں تعمیر ریلوے کے ڈائرکٹر ہونے کی حیثیت سے میں نے ۱۸۸۹ء سے اب تک ۰۰ ۸ کیلو میٹر ریلوے تیار کی ہے - اور اپنے سابقہ تجربہ کی بناء پر میں کہتا ہوں کہ ریلوے کا کام نہایت تسلی بخش ہو رہا ہے - میں نے یہ خیال کرکے کہ حجاز ریلوے کے متعلق میری رائے اور مشاہدہ شاید کار آمد و مفید ثابت ہو مندرجہ ذیل رپورٹ تیار کرکے ہائی کمیشن کے پیش کرنیکا ارادہ کیا - اصلی رپورٹ [illegible] کرنے سے پیشتر حجاز ریلوے کے انتظام کی بابت چند الفاظ حوالہ قلم کرنے مناسب معلوم ہوتے ہیں - قسطنطنیہ کی ہائی کمیشن کے انتظام مستعدانہ - دمشق کمیشن کی مستعدی - اور ہزایکسیلینسی کاظم پاشا ڈائرکٹر جنرل حجاز ریلوے کی تندہی اور محنت اور مسٹر میسنر کی لیاقت و قابلیت سے ریلوے کا کام شاہی منشاء کے مطابق باقاعدہ ہو رہا ہے -

لوکل کمیشن کی کوشش و کوشش اور اوس کے پریزیڈنٹ کاظم پاشا کا جد و جہد ہر طرح قابل تعریف ہے علاوہ بریں جس خوش اسلوبی سے سول انجینیر اور انکے افسروں کے ماتحت فوجی سپاہی کام کر رہے ہیں - اوس سے کاظم پاشا کی انتظامی قابلیت و لیاقت کا بین ثبوت ملتا ہے - حجاز ریلوے کا چیف انجینیر [illegible] مسٹر میسنر میری تعریف کا محتاج نہیں - وہ میری ہدایات کے

(باقی حاشیہ صفحہ آئندہ)

عثمانی سکے

ترکی لیرہ یعنے طلائی مجیدی = ۱۸ شلنگ - ۸/۱۲۵ پنس کے۔

مجیدی پیاستر (۱۰۰ پیاستر کا ایک لیرہ) = - - ۲ ۴/۲۵ پنس کے۔

بیش لق المتلق (یعنی کاغذ کا) اور ہنیر تانبے کا پیاستر (۱۲۵ پیاستر = ایک لیرہ کے) = - - ۲ ۳/۵ پنس کے۔

بڑے بڑے حساب اور سرکاری حساب ۵-۵ سو مجیدی پیاستروں کی تھیلیوں یعنے ۵-۵ ترکی لیروں میں شمار کئے جاتے ہیں۔ ایک ترکی تھیلی انگریزی سکہ کے ساڑھے چار پونڈوں کے برابر ہوتی ہے طلائی لیرہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۸) مطابق کام کرتا ہے۔ اور میں اوسکے کام سے از بس خوش ہوں۔ حجاز ریلوے پر وہ نہایت جانفشانی اور قابلیت سے کام کر رہا ہے۔ ۵ سال متواتر اور پے در پے کام کرنے کے سبب اوسکی صحت میں فرق آگیا ہے۔ اور اب اوسکو کچھ عرصہ آرام کرنیکی ضرورت ہے میں ریلوے کمیشن سے سفارش کرتا ہوں کہ اوسکو اگلے موسم بہار میں ضرور چند ماہ کی رخصت دیجائے تاکہ وہ تازہ دم ہو کر پھر اوسی مستعدی سے کام کرنے کے قابل ہو جائے۔ تیرہ شعبدہ جو بارہ سال تک میسنر کے ماتحت کام کر رہا ہے۔ اوس نے چیف انجنیئر کو نہایت قابل قدر مدد دی ہے۔ اور میرا خیال ہے کہ وہ ہیر[1] میسنر کی غیر حاضری میں چیف انجنیری کا کام بخوبی انجام دے سکیگا۔

دمشق - قدم شریف - درعا اور عمان کے ماسوا تو دیگر اسٹیشنوں پر ابھی تک گودام گھر وغیرہ تیار نہیں ہوئے ہیں مزدوروں کے لئے پتھر کی عمارتیں تیار کیگئی ہیں - اور وہ جرمنی کی طرز ریلوں کی عمارتوں کی طرح ہیں - ان عمارتوں میں ہی ایک اسٹیشن ماسٹر کے لئے مخصوص ہوتی ہے عمان سے پرے اس قسم کی مختصر عمارت ضرورت کیلئے کافی ہو جاتی ہے۔

۸-۱۰ کیلومیٹر کی مسافت پر اسٹیشن ہیں۔ دمشق اور درعا کے درمیان جو اسٹیشن ہیں - اونمیں ۱۰ سے ۱۲ کیلومیٹر تک کا فاصلہ ہے۔ اور یہی درعا اور عمان کے درمیان ہے - انمیں ۱۱ سے ۲۶ کیلومیٹر کا۔ مندرجہ ذیل اسٹیشنوں پر ورکشاپ موجود ہیں۔ دمشق - درعا - عمان - المعان اور تبوک وغیرہ۔

آجکل پانی گاڑیوں کے ذریعہ بہم پہنچایا جاتا ہے۔ جیسا کہ میں نے ۱۹۰۱ء کی رپورٹ میں ذکر کیا تھا۔ قلت آب کا انتظام اس طرح ہو سکتا ہے کہ ہر پچاس یا ساٹھ کیلومیٹر کے فاصلہ پر چاہات تیار کئے جائیں۔ یا مسقف حوض بنائے جاویں ابھی تک اس طرف توجہ نہیں کیگئی۔ اور اسکی وجہ یہ ہے کہ ہر شخص کی کوشش یہی ہے کہ جہاں تک ہوسکے لائن عمارتیں اور دیگر ضروری کام جلد انجام کو پہنچیں۔ تاہم ہز امپیریل میجسٹی سلطان المعظم کی توجہ گرامی اس طرف مبذول ہے۔ اور امید ہے کہ یہ ضرورت جلد پوری کردیجائے گی۔ وہ کچے تالاب جنمیں سے خانہ بدوش لوگ اپنے اونٹوں کو پانی پلاتے ہیں اگر اونہیں صاف نہ کیا گیا تو وہ ریلوے کے کام نہیں آسکتے۔ مگر ان تالابوں میں پانی بہت کم ہے۔ اور وہ خود ہی تھوڑے اور

[1] ہیر جرمن میں مسٹر کا مرادف ہے۔

وزن میں $\frac{۲۷}{۱۲۵}$ ۷ گرام اور $\frac{۹۱۶}{۱۰۰۰}$ حصہ یعنی $\frac{۶۱۴۷}{۱۰۰۰۰}$ ۶ گرام اوسمیں خالص سونا ہوتا ہے۔ چاندی کے ۲۰ پیاسٹر والے سکے کا وزن $\frac{۱}{۱۲}$ ۲۴ گرام ہوتا ہے۔ اور اوسمیں $\frac{۹۶۵}{۱۰۰۰}$ ۱۹ گرام خالص چاندی اور باقی آمیزش ہوتی ہے۔ کھوٹی چاندی کے سکے بھی بمقدار کثیر رائج ہیں۔ مگر یہ بتدریج خزانہ میں لیکر جا کر گلائے جا رہے ہیں۔ سنہ ۱۸۷۶ء اور سنہ ۱۸۸۱ء کے درمیان ساڑھے کروڑ پیاسٹر کی مالیت کے کرنسی نوٹ جاری کئے گئے جنکا نام قایمہ تھا۔ مگر کساد نرخ کے باعث گورنمنٹ نے اونکو خزانہ میں لینے سے انکار کر دیا۔ اور آخر میں اونکی قیمت صرف برائے نام رہگئی۔ اور بالآخر لین دین میں انکا چلن موقوف ہو گیا۔ تانبے کے سکے بھی کساد نرخ کے باعث ایک طرح سے چلنے بند ہو گئے۔ اور گورنمنٹ نے کاغذی (کرنسی نوٹ) اور تانبے کے سکوں کی قیمت مضروبی مالیت سے نصف کر دی۔ اول الذکر تو سنہ ۱۸۸۹ء میں کلیۃً خزانہ میں واپس لیکر جا کر تلف کر دئیے گئے۔ چاندی ضروریات تجارت سے وافر موجود ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۹) فراخ ہیں کہ انپر سایہ کرنے میں بہت سا روپیہ صرف ہو جائیگا۔ پس اگر ہر چھ یا آٹھ کیلو میٹر کے فاصلہ پر حوض بنا لئے جائیں تو فایدہ رہیگا۔ قطران کے تالاب ... ۲۰ مکعب میٹر اور جیزہ کے ... ۷ مکعب میٹر پانی رکھ سکتے ہیں مگر چونکہ وہ کھلے ہیں۔ تمازت شمس سے اونکا پانی جلد بخارات بنکر اڑ جاتا ہے۔ اور وہ کئی مہینوں تک خشک پڑے رہتے ہیں۔

۲ نومبر سنہ ۱۹۰۵ء کو لائین ۷۵۲ کیلو میٹر تک مکمل اور ۱۰۱۷ کیلو میٹر تک نقشہ تیار ہو گیا تھا۔ یکم جنوری سنہ ۱۹۰۶ء کو ۹۰۵ کیلو میٹر تک پٹری بچھ چکی تھی۔ اور امید ہے ماہ ستمبر سنہ ۱۹۰۸ء تک ۱۹۰ کیلو میٹر یعنی تبوک تک کا کام مکمل ہو جائیگا۔ دیر کیپٹن پک ٹک کہتے ہیں۔ مگر ہمارا خیال ہے۔ اسوقت تک لائین مداین صالح تک تیار ہو جائے گی۔ ایڈیٹر لیوانٹ ہیرلڈ)

حیفہ شاخ۔ حجاز ریلوی کی ایک شاخ سمندر تک خود بنانے کی تجویز کا یہ اثر ہوا کہ جو اجارہ پہلے دیا جا چکا تھا۔ اوسکو فسخ کر کے واپس خرید لیا گیا۔ یہ خیال کر کے کہ یہ ریلوی مزیریب سے مفارق تک دوست بحر سیہ اور بحر قطر کے حصہ بنا کر جائیگی۔ چنانچہ اپنی سنہ ۱۹۰۱ء کی رپورٹ میں بتایا تھا کہ اسکو براہ آرمتہ بحر سیہ اور وادی عرب حیفہ سے ملانا چاہیے۔ اسطرح ۱۶۵ کیلو میٹر کی بچت ہو جائیگی۔ یعنی مزیریب سے مفارق تک ۸ + ۱۴ + ۱۲۳ = ۱۴۵ اور راستہ حوبین تک ۲۰ کیلو میٹر علاوہ برآں وادی عرب بھی ۲۵۰ میلی میٹر زمیلی میٹر کا ہزارواں حصہ ہوتا ہے) سو زیادہ سطح میں ڈھال چڑھائی کیلو نہیں ہے۔ مگر صرف لائن یرموک میں سے ہو کر گذرتی کیونکہ کام اسی نہج پر شروع ہو چکا تھا۔ ادہر دو دریا عبور کرنے پڑے۔ ۲ میلی میٹر نشیب فراز ہیں اور بعض بعض جگہ ۱۱۲۵ - ۱۰۰ میٹر تک کے خم دینے پڑے۔ وادی یرموک کو عبور کرنے کیلئے دو آہنی پل بنائے گئے۔ جو پچاس پچاس میٹر لمبے ہیں۔ چند پتھر کے پل بھی تیار کئے گئے جنکے چار چار شہتیر ہیں۔ اور اونکا طول ۳۰ + ۵۰ + ۳۰ میٹر اور چوڑائی ۱۲ میٹر ہے۔ اون پلوں کی پتھر سے بنیادیں بنانے پر بہت روپیہ خرچ کیا گیا۔ اور پانی نکالنے کیلئے دو مخراج الماکلون کی ضرورت پڑی۔ آٹھ ٹنل ۱۰۰ میٹر طویل بنائے گئے۔ ایک اخیری آہنی پل کے سوا سب عمارتیں اور پل ۱۸ ماہ کے عرصہ میں مکمل ہوئیں۔ یکم ستمبر سنہ ۱۹۰۲ء اور یکم ستمبر سنہ ۱۹۰۵ء کے درمیان حیفہ شاخ

لہ تعمیر ریلوی کا اجارہ ایک کمپنی کے پاس تھا جس سے ترکی حکومت نے زر معاوضہ دیکر واپس لے لیا +

اور بالعموم ۸ فیصدی گھٹوتی پر بکتی ہے۔ اس کمی کی ایک یہ بھی بڑی وجہ ہے کہ تجارت کا موازنہ ٹرکی کے برخلاف ہے۔ تجارت درآمد زیادہ اور برآمد اوس سے کم ہے۔ اور تجارت درآمد کے فاضل حصہ کی قیمت سونے کے سکہ میں ادا کرنی پڑتی ہے۔ علاوہ بریں بیرونی قرضہ کے سود اور جزوی ادائگی اور نیز جنگی سامان کی قیمت کی بابت ہر سال سونے کی کثیر مقدار میں ملک سے باہر جاتی ہیں۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۰) پر ۶۵۰۰۰ مکعب میٹر پتھر کی عمارت کا کام کیا گیا اور معان لائن پر ۳۰۰۰ مکعب میٹر پتھر کا اور ۰۰۰ ... مکعب میٹر پشتے کا کام تیار کیا گیا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ کام نہایت پھرتی سے کیا جا رہا ہے۔ حیفہ لائن کی اہمیت کا خیال کر کے اسکا کام ٹھیکہ داروں کے سپرد کیا گیا۔ اور جب اونہوں نے اپنا کام پورا کر لیا۔ اونکا کوڑی کوڑی حساب چکا دیا گیا۔ ریلوے کا پہلا حصہ اسدریلون سے گذرتا ہے اور ۶۰ کیلو میٹر لنبا ہے۔ دوسرا حصہ وادی اشبریا میں سے گذرتا ہے۔ اور ۳۰ کیلو میٹر لنبا ہے۔ تیسرا حصہ وادی یرموک میں سے ہو کر جاتا ہے۔ اور طول ۷۰ کیلو میٹر ہے۔ اس حصہ میں نشیب فراز ہے۔ چوتھا حوران کی تختی میں سے گذرتا ہے۔ اگرچہ حیفہ بندر میں چھوٹے چھوٹے جہازوں کی گنجایش ہے۔ مگر اس کے گھاٹ کو وسیع کرنے کی تجویز زیر غور ہے۔ جو ۱۹ میٹر لنبی ہوگی۔ اور اسکا سنگین محافظ پشتہ ۵۰۰ میٹر لنبا ہوگا۔ اور اوس پر ۸ لاکھ فرینک خرچ ہوں گے۔

حجاز مکہ ریلوے۔ درعہ اور حیفہ یا معان اور عقبہ کے درمیان اس غرض سے جنکشن بنانا کہ بڑی لاین سمندر سے ملحق ہو جائے۔ بڑے روپیہ کا کام تھا اور ہے۔ مگر مکہ کو بحیرہ قلزم کے بندرگاہ سے ملانا چنداں مشکل نہیں۔ احمد مختار بے انجنیر کے قول کے مطابق اس لاین کے رستہ میں ۲۰ ملی میٹر نشیب فراز۱؎ رہیں گے۔ اور ۳۰۰ میٹر سے خم ہوں گے۔ اور اسکا طول ۷۵ کیلو میٹر ہوگا۔ اس لاین کے ہر کیلو میٹر پیچھے ۵۰۰۰ مکعب میٹر پشتہ ہوگا۔ ۱۰۰ مکعب میٹر پر عمارتیں بنانی پڑینگی۔ ۱۰۰۰ مکعب میٹر روڑا کنکری کے لیے درکار ہوں گے۔ پشتوں اور کنکری کا کام پانسو جوانوں کی دو پلٹنیں ۸ ماہ میں کر لیں گی۔ بمعہ عمارتوں کے اس لائن پر ۱۵۰۰۰ فرینک فی کیلو میٹر خرچ ہونگے۔

گویا کہ ساری لائن پر ۱۱۲۵۰۰۰ فرینک صرف ہوں گے۔ اسکے علاوہ مندرجہ ذیل مدوں پر مزید خرچ یہ ہوگا:-

لائن کا خرچ ۱۱۲۵۰۰۰ فرینک۔ ایک سال کے عام اخراجات ۲۰۰۰۰۰ فرینک۔ دو پتھر کے پل اور تین تالاب ۱۲۰۰۰۰ فرینک۔ جدہ کی گھاٹ کی وسعت کا خرچ ۱۲۵۰۰۰ فرینک۔ ریلوے میٹریل (سامان) لوہا۔ لکڑی وغیرہ کا خرچ ۲۰۰۰۰ فرینک فی کیلو میٹر کے حساب سے ۱۵۰۰۰۰۰ فرینک۔ ٹنڈر کے چار انجن ۱۶۰۰۰۰ فرینک۔ ۵ ٹن کے پچاس چھکڑے ۲۰۰۰۰۰ فرینک۔ پچاس گاڑیاں۔ فی ہزار فرینک ۲۴۰۰۰۰ فرینک۔ میزان ۳۷۵۰۰۰۰ فرینک۔ (فرنک = ۱۰؍)

ان تخمینہ جات کے مطابق فی کیلو میٹر ۵۰۰۰۰ فرینک خرچ ہونگے۔ اور میں نے بہت سی سوچ بچار کے بعد اندازہ لگایا ہے کہ کرایہ وغیرہ سے ۸ فیصدی کے قریب سالانہ منافع ہو جائے گا۔ (بقیہ حاشیہ بر صفحہ ۶۲)

۱؎ یعنی فی کیلو میٹر ۲۰ ملی میٹر کی ڈھال ہوگی۔ میٹر = ۳۹ انچ۔ کیلو میٹر = ہزار میٹر یا تخمیناً ۳/۵ میل۔

پرانے اوزان اور پیمانے

اوقیہ (وزن کرنے کا بانٹ) = چار سو ڈرام (درہم)	=	۲ ۸۲۶/۱۰۰۰ پونڈ
المد (سیال اشیا ناپنے کا پیمانہ)	=	۱ ۱۵/۱۰۰۰ گیلن امپیریل
کیلہ (غلہ ناپنے کا پیمانہ)	=	۹۱۲/۱۰۰۰ بوشل (بوشل ع ۱۸ پونڈ گیہوں)
قنطر یا قنطال = ۴۴ - اوقیہ	=	۱۲۵ پونڈ
۳۹ ۱۱/۲۵ - اوقیہ -	=	ایک ہنڈرڈ ویٹ (ہنڈرڈ ویٹ ۲/۵ من)
چقی = ۸۰ - اوقیہ	=	۱۱۵ ۱۹/۵۰ پونڈ
کیلہ = ۲۰ - اوقیہ	=	۱۹/۲۵ امپیریل کوارٹر (۸ بشل کا ایک کوارٹر)
۱۱۶ کیلہ -	=	۱۰۰ - امپیریل کوارٹر (۱۳ کوارٹر = ایک ٹن وغیرہ)
اندازہ - (کپڑے ناپنے کا پیمانہ) -	=	۲۷ - انچ
عرشین (زمین ناپنے کا پیمانہ)	=	۳۰ انچ
دونیم (ایضاً)	=	۴۰ مربع قدم

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۱) جیسا کہ میں نے اوپر کہا ہے یکم جنوری ۱۹۰۶ء تک ٹری لائن ۵۹۰ کیلومیٹر تیار ہو جائیگی - چونکہ دمشق سے ابن صالح سے ۵۹۰ - مدینہ سے ۱۴۰۰ - اور مکہ سے ۱۸۰۰ کیلومیٹر کے فاصلہ پر ہے - اس فاصلہ کا خیال کرکے مندرجہ ذیل ریمارکس کئے جاسکتے ہیں - ریلوی کا کام جنوری ۱۹۰۱ء میں جب ہم پسر دمشق میں پہونچا شروع ہوا اور یکم جنوری ۱۹۰۶ء تک - ۵۹۰ کیلومیٹر ٹری لائن یعنی ۱۶۰ کیلومیٹر حیفہ لائن - گویا کل ۷۵۰ کیلومیٹر لائن تیار ہوئی - گویا کہ ایک سال میں ۱۵۰ کیلومیٹر لائن بالاوسط مکمل ہوئی - اور بمقابلہ دوسری ریلوں کے یہ سالانہ اوسط نہایت ہی تسلی بخش ہے - اس لائن پر جس سرگرمی اور تندہی سے کام ہو رہا ہے - اسکو دکھانے کے لئے میں ان ریلوں کی فہرست درج کرتا ہوں - جو میری زیر نگرانی دولت عثمانیہ میں جاری ہوئیں -

نام	طول	مدت تکمیل	سالانہ اوسط
اسمد انگورا ریلوے	۴۸۶ کیلومیٹر	۴ سال	۱۲۱ کیلومیٹر
سالونیکا مناستر	۲۲۰ "	۳ "	۷۳ "
سالونیکا ذاونیاچ	۵۱۰ "	۳ "	۱۷۰ "
الاشہر افیون قرہ حصار	۲۵۲ "	۲½ "	۱۰۰ "
ریاق حلب "	۳۳۲ "	۲½ "	۱۳۳ "
	۱۸۰۰	۱۵	۱۲۰

کیلو غلہ ناپنے کا عام مروج پیمانہ ہے۔ اس سے چھوٹے پیمانے بجائے پیمانہ ہونے کے زیادہ تر بند ہو گئے اور ان کی جگہ ایک سو چالیس کیلہ $\frac{128}{1000}$ ۱۲۔ انگریزی امپیریل کوارٹر یا $\frac{266}{1000}$ ۵ ۳ ہیکٹو لیٹر کے برابر ہوتے ہیں۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۲) پہلی چار لائنیں جنوری ۱۸۹۶ء میں شروع ہوکر بارہ سال میں ختم ہوئیں۔ اور کام کی سالانہ اوسط ۴۴ کیلومیٹر رہی۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حجاز ریلوے کی ۱۵۰ کیلومیٹر سالانہ اوسط کافی اور تسلی بخش ہے۔ اور یہ خیال کہ سالانہ ۲۰۰ کیلومیٹر لائن تیار کیجائے۔ ابتک جو نتائج حاصل ہوئے ہیں۔ اونکی برخلاف ہے مختار بے کی رپورٹ کے مطابق حجاز لائن کے رستہ میں بڑی روکاوٹیں حائل نہیں۔ مگر جوں جوں لائن دمشق اور حیفہ سے دور ہوتی جائیگی تعمیر کے کام میں زیادہ مشکلات پیش آئیں گی۔ اور قلت آب سے سخت تکلیف ہوگی قدرتی چشمے ملجائیں تو خیر ورنہ چاہات تیار کرنے پڑیں گے۔ جیسا کہ معان کے شمال میں پل گئی یکم جنوری ۱۹۰۶ء کو مندرجہ ذیل کام کرنا ابھی باقی تھا۔

حجاز لائن کے حصوں کے نام	طول	مدت تکمیل	تاریخ تکمیل
مداین صالح	۶۰۰ کیلومیٹر	۳ سال	یکم جنوری ۱۹۰۸ء
مدینہ	۸۰۰ ”	۵ سال	” ۱۹۱۱ء
مکہ	۱۲۰۰ ”	۸ سال	” ۱۹۱۴ء

دمشق تا معان و حیفہ تا درعا لائنوں کی فی کیلومیٹر خرچ کا اندازہ لگانا سخت مشکل ہے۔ کیونکہ حیفہ شاخ کا رستہ ناہموار تھا۔ اور اوسط سے زیادہ خرچ کرنا پڑا تھا۔ اور کل لائن کے خرچ پر اوسط نکالنے سے ٹھیک نتیجہ نہیں نکلتا۔

حجاز ریلوے سے متعلق اسوقت حسب ذیل انجن اور گاڑیاں ہیں تین دھروں والے کراس قسم کے انجن۔ ۱۱ فی وزنی ۳۰ ٹن کا۔ چار دھروں والے ۹۔ انجن ہر ایک چالیس ٹن کا۔ ۴ بی قسم کے انجن $\frac{1}{2}$ ۳ ٹن وزنی۔ دو دھروں کے کئی چھکڑے جو ۱۵ ٹن بوجھ اوٹھا سکتے ہیں۔ ۱۵ تیسرے درجہ کی۔ ایک پہلے درجہ کی اور ایک نماز پڑھنے کی گاڑی ہے۔ جو بحری کارخانہ میں تیار ہوئی ہے کمیشن نے ۶۔ انجنوں کے لیے جنکی رفتار ۴۵ کیلومیٹر ہے اور تیرہ مال گاڑیوں کے انجنوں کے لئے فرمایش کی ہے۔ اگر انکو ملالیا جاوے تو حجاز ریلوے سے متعلق ۴۳۔ انجن ہیں جنمیں ۹ ۳ نئی قسم کے ہیں اور ۴۰۶ چھکڑے ہیں۔

آجتک اس لاین پر فی کیلومیٹر ۵۰۰۰ فرینک کی حساب سے خرچ ہوا ہے مگر اسمیں سپاہیونکا سرکاری مشاہرہ شامل نہیں ہے۔ ریلوے کمیشن سپاہیوں کو نصف راشن اور کبھی کبھی کپڑوں کے لئے کچھ روپیہ دیدیتی ہے۔ اس کے علاوہ سپاہیوں اور افسروں کو فی مکعب میٹر کے پیچھے $\frac{1}{2}$ ۴ ۵ پارے دئیے گئے۔ نیز انکو فی کیلومیٹر کے حساب سے بھی کچھ انعام دیا گیا۔ (یہ رقوم ریلوے کے اخراجات میں شامل کرلیگئی ہیں) اس مندرجہ بالا خرچ سے آیندہ خرچ کا بآسانی تمام اندازہ ہوسکتا ہے ۱۹۰۶ء کے آغاز پر ۲۰۰ کیلومیٹر لاین مکہ تک باقی رہجائے گی۔ اور اسپر ۵۰۰۰ فی کیلومیٹر کے حساب سے ۱۰ ملین فرینک خرچ ہوں گے۔ فی سال ۱۵۰ کیلومیٹر لاین تیار کیجائے تو ۹ سالوں تک فی سال $\frac{1}{2}$ ۷ ملین فرینک خرچ ہونگے پہلی پانچ سالوں

ــــــ ۵ پارہ = دو پیسہ و فرق ۴ پہر

مارچ ۱۸۸۲ء سے ترکی پیمانے اور بٹّے میٹرک سسٹم (یعنی فرانسیسی پیمانوں وغیرہ) کے مساوی کر دیئے گئے ہیں۔ مگر انکے نام وہی پرانے ہیں سوٹری وزن ولی جتی ہے۔ اور ابھی تک نئے قاعدہ کا بالعموم رواج بھی نہیں ہوا۔ اوقیہ کو کلوگرام کے برابر بنا دیا گیا ہے تیمن کو دس کیلوگرام کے برابر۔ قنطر = کیلوگرام چیقی = ۰۰۰ اکیلوگرام۔ شق = ڈیکا۔ (۰۱) لیٹر کیلہ = ہیکٹا (۱۰۰ لیٹر یعنی ۳/۴ ۲ شل انگریزی کے)۔ اولق = ایر کے۔ جریل = ہیکٹر (یعنی سو ٹیر کے جو انگریزی ۲۴/۱۰۰ ۲-ایکڑ کے برابر ہے)۔ عرشین = میٹر کے۔ نل = کیلومیٹر (۱۰۰۰ اسٹیر) کے۔ فرسنگ = ۱۰ کیلومیٹر کے۔ ۱۸۸۹ء میں اجناس خوردنی کے لئے میٹرک سسٹم کے اوزان وبٹّے لازمی کر دیئے گئے اور ۱۸۹۲ء میں ہر ایک چیز کے وزن کے لئے اونکو لازمی کر دیا گیا لیکن اس حکم کی ابھی تعمیل نہیں کرائی گئی۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۳) میں حجاز ریلوے فنڈ میں ½ ۷ ملین یا ۳۵۰۰۰۰ سالانہ رقم چندوں سے وصول ہوئی۔ مزید برآں عید الضحی کی قربانی کی کھالوں اور حجاز ریلوے کے خاص شام سے چار سالوں میں ۱۶۰۰۰۰ فرینک سالانہ ۴۰۰۰۰ فرینک وصول ہوئے یعنے ریلوے فنڈ کی سالانہ آمدنی ½ ۷ ملین فرینک ہوئی۔ گویا کہ سالانہ خرچ کے برابر آمدنی ہو رہی ہے۔ جن چھکڑوں کی اوپر تعداد بتائی گئی ہے۔ اونمیں سے بعض کھلے اور بعض بند ہیں۔ چونکہ ۸ سالوں تک ریلوے سامان کی ہی بھرمار رہے گی۔ لہذا یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ۳۰ ٹن کے چھکڑے خریدے جائیں۔ ان چھکڑوں پر دوسرے چھکڑوں کی نسبت مقابلتاً زیادہ خرچ نہیں آئیگا۔ اور مرمت پر اتنا ہی صرف ہوگا۔ جو پندرہ ٹن وزنی چھکڑوں پر خرچ ہوتا ہے۔ یہ بالکل ٹھیک ہے کہ جو چھکڑے پہلے آئے۔ وہ بیروت۔ دمشق۔ حوران لاین کی چھکڑوں جیسے تھے۔ مگر یہ نقص جلد معدوم ہو گیا اور نئے چھکڑوں کے لئے فرمایش کی گئی۔ اور نئے چھکڑے تیار ہو کر آرہے اور پرانوں کی جگہ لے رہے ہیں۔

دمشق:۔ اس کے متعلق اختلاف آراء کی خبر سنکر کہ آیا ہیڈ آفس بڑا کارخانہ اور شیڈ دمشق میں ہونے چاہئیں یا کہ درعہ اور حیفہ میں میں اپنی رائے کو ظاہر کرنا مناسب سمجھتا ہوں۔ اس بات کو زیر نظر رکھکر کہ اس لاین کے منیجر کو صوبہ کے افسروں اور بیروت دمشق ریلوے کے حکام اور سوداگروں سے ہمیشہ سابقہ پڑتا ہے میں رائے دیتا ہوں کہ دفاتر اور شیڈ دمشق میں قایم ہونے چاہئیں (حجاز ریلوے بورڈ کی بھی یہی رائے ہے۔ حیفہ میں عارضی طور پر دفاتر قایم کئے گئے ہیں) کارخانہ اور شیڈ کے لئے ۸۰۰۰۰ مکعب میٹر کی ضرورت ہوگی۔ اور اونپر مع مشینوں کے ایک ملین (۱۰ لاکھ) فرینک کے قریب صرف ہوں گے حیفہ کی آب وہوا اچھی نہیں۔ اور درعہ میں کاریگروں کو اشیائے خوردنی اور پارچات کے حسب منشاء نہ ملنے سے سخت تکلیف ہوگی۔ ہاں چھوٹے چھوٹے شیڈ جیسے کہ اب بھی متعان حیفہ اور درعہ میں ہیں۔ مدائن صالح۔ مدینہ اور مکہ میں بھی بنانے چاہئیں۔

المختصر یہ کہ حجاز ریلوے نہایت عمدہ بنی ہے۔ اور سالانہ ۱۵۰ کیلومیٹر لاین کا تیار ہونا تسلی بخش اوسط ہے۔ ٹیکنی کمیشن نے ۱۵۰ کیلومیٹر لاین سال میں تیار کرنے کا ذمہ لیا ہے۔ اور حجاز ریلوے ۸ سالوں میں بہمہ وجوہ مکمل ہو کر ہیڈ ریل

بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ

سنہ ۱۹۰۶ء کے اڈیشن میں مسٹر کلٹی طرابلس الغرب کا جدا عنوان قایم کرکے اس ترکی صوبہ کے متعلق حسب ذیل معلومات ایزاد کرتا ہے:-

طرابلس معہ صوبہ بنغازی سولھویں صدی میں ترکی سلطنت میں شامل ہوا۔ اور گو ۱۷۱۴ء میں وہاں کے عرب باشندوں نے کسیقدر آزادی حاصل کرلی۔ مگر ۱۸۳۵ء میں ترکی حکومت نے پھر اپنا دخل مضبوط کرکے اسے باضابطہ طور پر سلطنت عثمانیہ کا ایک صوبہ قرار دیدیا۔ اس سے اندازاً چالیس سال بعد بنغازی (بارقہ) کو طرابلس کی گورنری سے نکالکر ایک جدا گورنر کے ماتحت کردیا گیا۔ طرابلس میں سول اور فوجی دونوں صیغے والی یا گورنر جنرل کے سپرد ہیں جو متصرفوں (کمشنروں) قایمقاموں (ڈپٹی کمشنروں) اور مدیروں (تحصیلداروں) کے ذریعہ دیگر صوبجات کی مانند ملک کا انتظام کرتا ہے۔ مگر عرب شیوخ تا حال اپنے اپنے قبایل پر خاصہ اقتدار رکھتے ہیں۔ اور یہ قبایل سے انہی کے مشایخ کے ذریعہ محاصل جمع کئے جاتے ہیں بنغازی ایک متصرف (کمشنر) کے ماتحت ہے جو براہ راست بابعالی کے تابع ہے۔ تمام ذمہ داری کے عہدے ترکوں کے ہاتھ میں ہیں۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۴) سلطان المعظم کے ان کارناموں میں شمار ہوگی جو کبھی نہیں مٹنے والے ہونگے۔ یہ ریلوے جلالتمآب کے نام کو تا قیامت نیکی اور عزت سے یاد کرائیگی۔ اور انکی ایک بیبہا یادگار رہجائے گی۔

شاہی فوجوں نے جو کام کیا ہے۔ وہ انتہا تسلی بخش ہے۔ اور اسپر کسی پہلو سے کوئی اعتراض وارد نہیں ہوسکتا۔ اگر سپاہی ہمت نہ کرتے تو ایسے بڑے کام کا درجہ تکمیل کو پہنچنا ناممکن تھا۔ اس عظیم الشان ریلوے لاین کی تکمیل ہمارے شہنشاہ نامدار ہز امپیریل مجسٹی کے سر پر شہرت دوامی کا تاج رکھدیگی۔

مختار بے جو چھ سال تک میرے ساتھ کام کرتا رہا ہے۔ اور جسنے ٹک تک پیمایش کا کام ابھی ابھی مکمل کیا ہے۔ انہوں نہ صرف فن انجنیرنگ میں مہارت تامہ رکھنے کا ثبوت دیا ہے۔ بلکہ اپنے آپکو ایک قابل اور کارگذار منیجر ثابت کردکھایا ہے۔ چند اور ترک انجنیر بھی میرے ہمراہ تھے۔ اور میں نہایت خوشی سے اسبات کا اظہار کرتا ہوں کہ ترکی سول سکول آف انجنیرز کے گریجوایٹوں میں ایسے نوجوان بھی ہیں۔ جو اسسٹنٹ انجنیر کے فرائض بخوش اسلوبی ادا کرسکتے ہیں۔ اور ڈویژنوں کے چیف انجنیر کا کام بھی کرسکتے ہیں۔ کچھ تجربہ حاصل کرلینے کے بعد وہ بہترین انجنیر بنجائیں گے۔ اس لاین پر سپاہیوں کی نہایت ہی قابل قدر مدد ملی ہے۔ بیشک یہ اگر عمان اور معان تک تو مزدوروں سے کام لے سکتے تھے۔ مگر ان مقاموں کے بعد انکو مزدوروں کا ملنا ناممکن تھا۔ لاین پر انتہا محنت سے کام ہونیکا سارا کریڈٹ سپاہیوں کو حاصل ہے۔ انکی آزوقہ۔ وردی اور تنخواہ [illegible] دیکھا جاوے۔ یہ ریلوے قابل تعریف ہے۔ عمارتوں کا کام تسلی بخش طور پر ہوا ہے۔ اور سارا کام اعلیٰ درجہ قسم کا لگایا گیا ہے۔ چونکہ لاین ہموار ملک میں ہوکر گذرتی ہے پل اور پل

طرابلس کی مغربی سرحد ملحقہ تونس کی تعیین ہی شمال میں ساحل بحر روم سے لیکر جنوب میں مقام غدامس تک سنہ ۱۹۰۲ء میں فرانس اور ترکی کے مابین کمیشن کے ذریعہ ہوگئی ہے۔ مگر جنوبی سرحد ابھی غیر معین ہے۔ فرانس کا دعویٰ ہے کہ تمام صحرائے اعظم اس کے دائرہ اقتدار میں ہے۔ مگر ترکی نے اسکو کبھی تسلیم نہیں کیا۔ چنانچہ حال میں طرابلس سے چار مختلف ترکی مہمیں بھیجی گئی ہیں۔ جنہوں نے صحرائے اعظم کو عبور کرکے ایکطرف بجانب مشرق شرقی سوڈان انقاضر کفرا پر اور دوسری طرف بجانب غربی سوڈان و مغربی افریقہ جھیل چاڈ کے ریاست پر ترکی علم جا نصب کیا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ فرانس نے اعتراض کیا ہے لیکن پھر اسکے متعلق کچھ سننے میں نہیں آیا۔ جولائی سنہ ۱۹۰۸ء تلخیص

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۵) نسبتاً تھوڑی ہیں۔ تاہم عمان کے پرے وادی الزرقا کی ڈھلوان پر ۲ میل میٹر کی ڈھال رکھنی پڑی ایسی ۰۰ میٹر کے خم دینے پڑے۔ ۳ کیلو میٹر فلاشی ڈالکر ہی کٹ گئے۔ ۳۰ میٹر بلند دس دس محرابوں والے تین پل بنائے گئے ہیں۔ کہ لائن کا لیول ٹھیک ہو۔ لائن کی اس حصہ پر تین گنا زیادہ روپیہ خرچ ہوا ہے۔ اور دوسرے حصوں کی نسبت وقت بھی زیادہ لگا ہے۔ عمان کی دوسری طرف ۵۰ میٹر ڈھال سے کہنیدار علاقہ ہے جسکو بطن الغول کہتے ہیں۔ یہاں ۱۰ میل میٹر کی ڈھال قائم کرلی اور ۱۰۰ میٹر کا چکر دینا پڑا۔ اور ۸ کیلو میٹر تک سطح ہموار کیگئی مٹی کا کام سپاہیوں نے کیا۔ انہوں نے ۵ لاکھ میں ۰۰۰ مکعب میٹر زمین بھی کھودی۔ یہ اتنا کام ہے کہ عام انسان کی طاقت سے باہر ہے۔ کام کی رفتار کا انحصار سپاہیوں۔ انجنیروں۔ کاریگروں اور مزدوروں کو خوراک اور پانی پہونچانے پر ہے۔ چونکہ یہ چیزیں اونٹوں کے ذریعہ پہونچانی مشکل ہیں۔ یہ کام ریل سے لیا جاتا ہے۔

ریلوے لائن چند وادیوں میں ہو کر گذرتی ہے۔ اور لیول کو ٹھیک رکھنے کے لئے ۳ سے ۹ میٹر تک لمبے پل بنائے گئے ہیں مگر چونکہ پلوں کی بنیاد چٹانی زمین پر ہے۔ سیلاب کا خطرہ نہیں کہ طغیانی میں انکی بنیادوں کو پانی کوئی نقصان پہونچا سکیگا چنانچہ پل بغیر وقت کے تیار ہو سکتے۔ اور ان کے لئے زیادہ جد و جہد نہیں کرنی پڑی۔

اسی رپورٹ کے متعلق یہ تازہ خبر مسرت تمام پڑھی جائے گی کہ جلالتماب خلیفۃ المسلمین حامی حرمین الشریفین سلطان الغازی عبد الحمید خان خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ کا فرمان قضا توامان یکم محرم سنہ ۱۳۲۶ھ کو دن انجمن علیائے تعمیر حجاز ریلوے کے نام بہ مضمون صادر ہوا ہے کہ اس دن سے پورے ایک سال کے اندر جسطرح ممکن ہو ریلوے کی تکمیل مدینہ منورہ[1] تک کر دی جائے یعنی سنہ ۱۳۲۶ھ میں جسقدر حصہ مدینہ منورہ تک پہونچنے میں باقی رہ گیا ہے۔ اور جسکی مسافت ۳۰۰ میل سے کچھ ہی کم ہے وہ ہر طرح سے مکمل ہو جائے۔ گویا جتنا کام تین سال سے زاید مدت میں ہوا ہے اب اتنا ہی ایک سال میں کیا جائیگا۔ انجمن کے کارکنوں نے اس فرمان کو منظور کر لیا ہے۔ اور نہایت سرگرمی سے تمام کام جاری کردیئے۔ مدد بڑھا دی گئی۔

[1] وطن کا قیاس ہے کہ مصری اخبارات نے جو اس خبر کے ماخذ ہیں مداین صالح کو غلطی سے مدینہ سمجھ لیا ہے کیونکہ ایک سال میں ۳۰۰ کیلو میٹر چودہ سال کا کام ہے تیار ہونا محال ہے۔ ہاں دو سال کا کام ایک سال میں بجد و جہد مکمل ہو سکتا ہے۔

طرابلس بنغازی - اور صوبہ فزان تینوں کا رقبہ چار لاکھ میل مربع ہے - فزان طرابلس کا جنوبی صوبہ ہے اور اسکی جنوبی سرحد آجکل تقریباً خط سرطان پر قرار دیگئی ہے - آبادی ان تینوں کی ۸ لاکھ سے لیکر ۱۳ لاکھ تک قیاس کیگئی ہے - اس مردم شماری کا ۱/۵ حصہ بنغازی میں آباد ہے - باشندے عموماً بربر قوم کے ہیں مگر یہودی بھی بکثرت آباد ہیں - یورپین آباد کار زیادہ تر اطالین اور یونانی ہیں - یہاں بجز اعلیٰ ترک عہدہ داروں کے سوائے آجکل کوئی ترک وہاں مقیم نہیں - عام زبان عربی ہے - لیکن سرکاری زبان ترکی ہے - اب کچھ عرصہ پہلے تک فرقہ سنوسیہ کا صدر مقام اس صوبہ کے قصبہ جغبوب میں تھا - چند سال ہوئے سنوسی شیخ وسط افریقہ کے علاقہ کفرا کو چلا گیا تھا جہاں سے وہ آجکل مغربی افریقہ کی طرف جانیکا قصد کر رہا ہے - بہ غرض کہ سلطنت عثمانیہ کے اثر کو وہاں بھی پہیلائے - جولائی ۱۹۰۶ء مؤلف)

ساحل پر حسب ذیل بڑے قصبے ہیں: طرابلس ۳۰ ہزار باشندے - بنغازی ۱۵ ہزار - درنہ اور خمیس - اندرون ملک میں غدمس - مرزوق اور غات بڑے قصبے ہیں - اور عموماً کاروان یہاں ٹھیرتے ہیں -

طرابلس الغرب اب قسطنطنیہ سے ڈاک کی تار برقی سے ملا دیا گیا ہے - طرابلس الغرب میں اسکا اسٹیشن

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۲) تبوک ریلوے کی شاخ تیار ہو جانے سے سامان تعمیر جلد سے جلد موقع پر پہونچانا آسان ہو گیا ہے - اور خدا کو منظور ہے تو یکم محرم ۱۳۲۶ھ کی تاریخ یہ مژدہ سنا دیگی کہ زائرین دیار رسول کے واسطے بندرگاہ حیفہ سے مدینہ منورہ تک ۳ دن میں ریلوے کے ذریعہ سفر کرنا معمولی بات ہو گئی ہے - اہل دل مسلمان اور فدایان اسلام اس وقت کو غنیمت تصور کریں - اور جسطرح حامی دین حضرت سلطان المعظم بعجلت تمام اونکے حج و زیارت کے رستہ کو آسان بنا رہے ہیں - وہ بھی جلد سے جلد اس کار خیر میں مالی امداد پہونچانے سے دریغ نہ کریں - جلالت مآب نے یہ بھی حکم صادر کیا ہے کہ جدید محصولات کے جو ٹھیکے دیئے گئے ہیں اور اونکی آمدنی مصارف حجاز ریلوے کے لئے خاص کی گئی ہے - انپر جلد تر کام شروع ہونا چاہیئے گزشتہ ماہ جنوری میں حجاز ریلوے فنڈ کو ۱۲۰۷۹۱ اقرش کی امدادی رقمیں موصول ہوئیں (یعنی ۲۲۳۶۰ روپے تخمیناً) سلطان المعظم نے یہ بھی حکم دیا ہے کہ حجاز ریلوے کے سامان جو بذریعہ آرڈر یورپ میں بن رہے ہیں جلد بتاکید تیار کرائے جائیں - اور ضروری مقامات پر پہونچائے جائیں - یہ خبر بھی چھپ کر شایع ہو چکی ہے کہ جدہ و مکہ کے درمیان بھی کام شروع ہونے والا ہے - اور ایک جرمن انجینیر جدہ پہونچ گیا ہے - اس لائن کی سہولت حجاج اور مالی منفعت کے لحاظ سے بہتر یہ ہے کہ جتنی جلدی تیار ہو مناسب ہے مگر پولیٹکل مشکلات و خطرات شاید اس لائن کو جلد اور اصل لائن سے پہلے تیار کرنیکی اجازت نہ دیں *

بندر دارنہ پر بنایا گیا ہے۔ درمیانی سٹیشن بحیرہ روم میں جزیرہ رہوڈس میں ہے۔ اور تیسرا اسٹیشن ایشیا کوچک کے ساحل پر ہے جہاں سے قسطنطنیہ تک سمعولی تار پہونچ سکتے ہے۔ اور دارنہ سے خاص طرابلس الغرب تک اور طرابلس سے فزان و بنغازی تک معمولی تار کے سلسلے موجود ہیں۔ چار سال سے طرابلس الغرب کے باشندوں پر بھی فوجی خدمت اسطرح سے لازمی کردیگئی ہے۔ کہ وہ باضابطہ فوج میں لئیے جاتے۔ بلکہ قواعد سکھا کر گہروں کو واپس کردئیے جاتے ہیں۔ اور والنٹیر سمجھے جاتے ہیں۔ اور اب وہاں کوئی بالغ مسلمان نہیں جو فوجی قواعد سے بخوبی آگاہ نہو۔ مرد تو مرد۔ ہزارہا عورتوں تک نے کمال ذوق وشوق سے مرہم پٹی اور تیمارداری کے فن میں کافی دستگاہ حاصل کرلی ہے۔ کہ بوقت ضرورت اپنے ملک کی حفاظت کرنیوالی شوہروں بہائیوں اور بڑے بزرگونکی میدان جنگ میں خدمت ادا کرسکیں۔ اب خاص سلطانی فوجکے علاوہ حملہ آوروں کے مقابلہ کے لئے تقریباً ایک لاکھ جانباز خود ملک سے بہم پہونچ سکتے ہیں۔ اٹلی کا دست سو طرابلس پر دانت ہے۔ اوسکی روک تہام کے لئے یہ انتظام ہورہا ہے۔ تمام ساحل پر مضبوط قلعے اور توپخانے قایم ہوچکے ہیں۔ اسلحہ کا کافی ذخیرہ ہروقت جمع رہتا ہے اور اونکی تیاری و درستی کے کارخانے بھی جاری کردئیے گئے ہیں۔ (مولف) پولیس انتظام قرنطینہ کو جو پانچ مدیں تفویض ہوچکی ہیں۔ ان وسے طرابلس الغرب میں بھی جو آمدنی ہوتی ہے۔ وہ کونسل ہی لیتی ہے۔ انکے علاوہ آمدنی کی بڑی مدیں یہ ہیں: پرمٹ۔ عشر۔ اور شخصی خراج۔ جو سوسہ داغی یا ویرکو کہتے ہیں۔ عموماً فی مرد پچہ سالانہ لیا جاتا ہے لیکن متمولین کو اس سے زیادہ دینا پڑتا ہے۔ واضح ہو کہ انکم ٹیکس یا جزیہ کے مثابہ سمجھنا چاہئیے۔ جزیہ بھی دراصل انکم ٹیکس ہی تھا جو اسلامی عہد میں چونکہ مسلمان زکوٰۃ دیتے تھے اسلئے جزیہ سے وہ مستثنیٰ کردئیے گئے تھے ورنہ جزیہ درحقیقت ویسا ہی ہے بلفظہ انکم ٹیکس نہیں ہے۔ جیسا کہ خطاً اوسے اسلامی مذہبی قرار دیکر رکھا ہے (مولف) احکام سرکاری صدر ریاست کے لئے ممبران اور سرکاری کارندوں کی غیرحاضری میں قرضے لیتی رہتی ہیں محاصل پرمٹ سے سالانہ تقریباً ۷۰ ہزار پونڈ آمدنی ہوتی ہے۔ دیگر مدوں کی سہ سالہ آمدنی اور عام خرچ حسب ذیل مدوں سے معلوم ہوجاسکے گی۔

سال	آمدنی: داغی یا ویرکو	آمدنی: عشر	آمدنی: متفرقات	آمدنی: میزان	خرچ: سول	خرچ: فوجی	خرچ: میزان
	پونڈ	پونڈ	پونڈ	پونڈ	پونڈ	پونڈ	پونڈ
سنہ ۱۹۰۰ع	۷۶۸۸۱	۲۰۳۵۹	۱۳۳۹۲	۱۱۰۶۳۲	۹۱۱۶۴	۱۰۸۳۲۰	۱۷۴۸۴۸
سنہ ۱۹۰۱ع	۸۱۲۱۴	۱۱۸۴۴	۱۸۷۹۵	۱۱۱۸۵۳	۵۰۴۶۳	۱۲۱۳۲۱	۱۷۱۷۸۴
سنہ ۱۹۰۲ع	۸۵۴۲۰	۳۰۳۵۰	۱۶۳۸۹	۱۳۲۱۵۹	۶۴۴۷۰	۱۰۵۹۶۴	۱۷۰۴۳۴

محاصل کے طریق فراہمی میں کئی نقص موجود ہیں۔ مگر کہا جاتا ہے کہ صوبہ کے مالی انتظام کی عنقریب کامل اصلاح ہونیوالی ہے۔ عشر برابر قایم رکھی جائیں گے۔ مگر داغی کی بجائے ٹیکس یعنی ٹیکس گھر داری اور انکم ٹیکس مقرر کئے جائیں گے۔ اور جو اشخاص داغی سے اب مستثنیٰ رکھے گئے ہیں وہ جدید ٹیکسوں سے مستثنیٰ نہ رہیں گے

طرابلس میں تقریباً دس ہزار سلطانی فوج مامور رہتی ہے۔ کچھ مدت ہوئی صوبہ کے مقام طرابلس کے قرب وجوار میں قل اوغلو کے نام سے ایک جماعت آباد تھی۔ جو کئی ہزار مرد و شہر پر مشتمل تھی۔ ان لوگوں کو فوجی خدمت کے عوض جو رفتہ رفتہ محض برائے نام رہ گئی۔ جاگیرداروں کی طرح چند خاص مراعات حاصل تھیں۔ مگر اب یہ قاعدہ منسوخ ہو گیا ہے۔ اور یہ لوگ فوج سے کچھ تعلق نہیں رکھتے۔ یہ صوبہ ابھی تک لازمی فوجی سے آزاد ہے لیکن ملکی حفاظت کے لئے کچھ عرصہ سے یہ ایک سلسلہ شروع کیا گیا ہے۔ کہ بالغ مردوں کو قواعد سکھا کر گھروں کو واپس بھیج دیا جاتا ہے۔ وہ جبراً نہیں طلب کئے جاتے۔ بلکہ ملکی و دینی حمیت کی تحریک کافی سمجھا گیا ہے جسے زیادہ موثر بنانے کے لئے والنٹیروں کے لئے چند خاص رعایتیں بھی مقرر کر دی گئی ہیں۔

طرابلس کی پیداوار صرف زراعت پر منحصر ہے۔ اور وہ بھی بہت ہی مختصر ہے۔ باشندوں کی عام خوراک جو ہے لہٰذا جو کی بکثرت اور قدرے گندم کی کاشت ہوتی ہے۔ پھلوں میں یہاں خرما۔ زیتون۔ نارنگی اور لیموں ہوتے ہیں۔ اسپر تو گھاس برآمد کے لئے جمع کی جاتی ہے۔ مویشی اور بھیڑیں بھی پالی جاتی ہیں۔ مگر یہاں کی تجارت برآمد میں ہاتھی دانت۔ شتر مرغ کے پر۔ بکری کی کھال اور دیگر اجناس بھی شامل ہیں۔ جو سوڈان سے کاروان لاتے ہیں۔ ۱۹۰۳ء میں بنغازی اور درنہ کے بندرگاہوں میں ۲۱۴۳۴۸۹ پونڈ کا تجارتی مال آیا جسمیں سے ایک تہائی برطانیہ سے آیا۔ اور ۱۵۴۹۱۹۴ پونڈ کا باہر گیا جسمیں سے نصف مال برطانیہ کو گیا۔ ۱۹۰۳ء میں جو تجارتی جہازات بنغازی میں آئے انکا وزن ۳۴۳۹۷۸ ٹن تھا۔ ۱۶۷۶۱ ٹن وزنی جہازات اطالین تھے۔ اور ۱۶۰۵ ٹن وزنی انگریزی۔ اندرون ملک میں باہمی رسل و رسائل اور خط و کتابت کاروانوں کے ذریعہ ہوتی ہے۔ کاروانی رستے صدیوں سے قایم ہیں۔ شہر طرابلس سے مالٹا تک بحری تار ہے۔ اور شہر زوق (واقع فزان) اور غدامس (واقع ٹونس) تک بری تار۔ طرابلس میں انگریزی قونصل جنرل مسٹر جے سی الوار رہتے ہیں بنغازی میں قونصل رہتا ہے۔ جو اس وقت مسٹر ای۔ ایس۔ ہیپ ہے اور مسٹر اے۔ ایس۔ ایلن قونصل جو اس وقت مشرقی ٹیٹ ہے۔

ریاستہائے باجگذار

اوّل بلگیریا حکمران شہزادہ۔ فرڈینینڈ ڈیوک آف سیکسنی۔ پرنس آگسٹس مرحوم ڈیوک آف سیکسنی اور شہزادی کلیمنٹائن آف اورلینز دختر لوئیس فلپ مرحوم شاہ فرانس کا بیٹا

چھوٹا بیٹا ۲۶ فروری ۱۸۹۱ء کو پیدا ہوا۔ بلگیریا کی نیشنل اسمبلی (مجلس قومی) نے ۷ جولائی ۱۸۸۷ء کو اوسی باتفاق رائے بلگیریا کا شہزادہ منتخب کیا۔ اور اوسی شہزادہ الیگزینڈر کے بعد جسنے ۷ ستمبر ۱۸۸۶ء کو تخت چھوڑ دیا تھا۔ ۱۴ اگست ۱۸۸۷ء کو عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔ پرنس فرڈینینڈ (پاشا) کا انتخاب[1] دول یورپ و باب عالی نے اب تک منظور نہیں کیا۔ ۱۲ جنوری ۱۸۸۶ء کو پرنس الیگزینڈر صوبہ مشرقی رومیلیا کا بھی گورنر مقرر کیا گیا۔ چونکہ اسطرح بلگیریا کے ساتھ ملحق ہو گیا۔ تاہم دول نے اس الحاق کو ہنوز تسلیم نہیں کیا۔

بتاریخ ۲۰ اپریل ۱۸۹۳ء فرڈینینڈ (پاشا) نے پارما کے ڈیوک رابرٹ کی بڑی لڑکی میری لوئیسا سے جو ۱۷ جنوری ۱۸۷۰ء کو پیدا ہوئی شادی کی۔ وہ ۳۱ جنوری ۱۸۹۹ء کو مر گئی۔ فرڈینینڈ ابھی تک زندہ ہے۔ اولاد حسب ذیل ہے: (۱) شہزادہ بورس ۳۰ جنوری ۱۸۹۴ء کو متولد ہوا (۲) شہزادہ سیرل ۱۷ نومبر ۱۸۹۵ء کو پیدا ہوا (۳) یوڈوکسی ۱۷ جنوری ۱۸۹۸ء کو پیدا ہوا (۴) نڈیدہ ۳۰ جنوری ۱۸۹۹ء کو پیدا ہوا۔

۱۸۷۹ء کی کانسٹی ٹیوشن (آئین) کے رو سے یہ قرار دیا گیا کہ "پرنس کو لازمی طور پر بالاستقلال ریاست میں رہائش پذیر رہنا پڑے گا۔" عدم موجودگی کی صورت میں وہ اپنا ایک قائم مقام (ریجنٹ) مقرر کریگا جسکے اختیارات اور فرائض کی تشریح ایک خاص قانون کے ذریعہ کیجاویگی۔ خطاب شہزادگی موروثی ہے۔ کانسٹی ٹیوشن کی ۱۸۸۳ء والی ترمیمات سے بشرط ضرورت ریجنسی (قائم مقامی نیابت) کے قیام۔ انتظام اور اوسکے اختیارات وغیرہ کی توضیح کیگئی۔ اور ۱۸۹۳ء میں گرینڈ سوبرانجی (مجلس قومی) نے مزید ترمیم کرکے حکمران شہزادہ اور اوس کے ولیعہد کے لئے "رائل ہائی نس" کا خطاب مقرر کیا گیا۔ شہزادہ رومن کیتھولک کا پابند ہے مگر اوسکا وارث ۱۴ فروری ۱۸۹۶ء کو آرتھوڈاکس گریک چرچ (کلیسائے یونانی) میں داخل کیا گیا۔

آئین حکومت عہدنامہ برلن نے جو ۱۳ جولائی ۱۸۷۸ء کو دستخط ہوا ریاست بلگیریا کو قائم کیا ہے جسکے دفعہ اول میں یہ کہا گیا کہ بلگیریا کو شہزادہ کے ماتحت جو سلطان المعظم کی ماتحت خود حکومت کرنیوالی باجگذار ریاست بنایا جاوے۔ اوسکی حکومت مسیحی ہوگی اور اپنا قومی لشکر (فوج) رکھیگی۔ دفعہ سوم کا حکم یہ ہے کہ بلگیریا کے شہزادہ کو ریاست کی آبادی آزادی کے ساتھ منتخب کریگی۔ اور باجازت دول باب عالی اوسکو منظور کریگا۔ یورپ کی دول عظام کے حکمران خاندانوں کا کوئی فرد بلگیریا کا شہزادہ منتخب نہیں ہو سکیگا۔ عہدہ شہزادگی کے خالی ہونے پر نیا شہزادہ انہی شرائط اور انہی قواعد کی پابندی کے ساتھ منتخب کیا جاویگا۔ ۱۳ جنوری ۱۸۸۶ء کو بلگیریا اور مشرقی رومیلیا ایک ہی گورنمنٹ کے ماتحت کر دیئے گئے۔

---

[1] فروری ۱۸۹۶ء میں باب عالی اور دول عظام نے اس انتخاب کو منظور کر لیا۔ زیادہ تشریح کیلئے دیکھو واقعات روم کا حاشیہ متعلق اسمضمون کے مؤلف کے۔ اسے باب عالی اور روس نے بھی اپریل ۱۸۹۶ء میں منظور کیا۔

صوبہ مشرقی رومیلیا جو بلگیریا کے ساتھ ملحق ہونے کی تاریخ سے جنوبی بلگیریا بھی کہلاتا ہے۔ بروئے عہدنامہ برلین قایم کیا گیا تھا۔ اور اوس کو انتظامی خود مختاری عطا کر کے سلطان المعظم کے براہ راست پولٹیکل (ملکی) اور جنگی اقتدار میں رہنے دیا گیا تھا۔

دفعہ اسکے الفاظ یہ ہیں "مشرقی رومیلیا کے گورنر جنرل کو منظوری دول ۵ برسونکی میعاد کے لئے باب عالی نامزد کیا کریگا"۔ استمبر ۱۸۸۵ء کو بغاوت ہوکر موجودہ حکومت موقوف کر دیگئی۔ گورنر کو معزول کر کے صوبہ سے نکالدیا گیا۔ اور صوبہ مشرقی رومیلیا کے بلگیریا کے ساتھ ملحق ہوجانیکا اعلان دیدیا گیا۔ اسپر ۱۸۸۵ء کے آخری مہینوں میں عہدنامہ برلین پر دستخط کرنے والی سلطنتوں کے قایمقامونکی ایک کانفرنس قسطنطنیہ میں منعقد ہوئی۔ اور سلطان المعظم نے بروئے فرمان شاہی مورخہ ۶۔ اپریل ۱۸۸۶ء صوبہ کی حالت میں مندرجہ ذیل تغیرات کو منظور فرمایا:۔

(۱) مشرقی رومیلیا کی حکومت شہزادہ بلگیریا کی تحویل میں کر دی جاوے (۲) قرجالی اور ریحیس (رہدوب) کے ضلع جنمیں مسلمانونکی آبادی زیادہ ہے باب عالی کو واپس دیئے جاویں (۳) ہردو صوبونکی بنیادی قانون کو مقامی ضرورتوں اور تقاضائے وقت کے مطابق ترمیم کرنے کی غرض سے پڑتالنے کے لئے ایک کمیشن مقرر کیا جاوے (۴) وہ کمیشن ساتھ ہی خزانہ عثمانیہ کے اغراض و مفاد پر بھی غور کرے یعنی کہ باب عالی کو ہردو صوبوں کی کسقدر رقم بطور خراج اور کسقدر رقم قومی قرضہ کے حصہ رسدی کی بابت وصول ہو (۵) عہدنامہ برلن کی باقی شرایط قایم رہیں۔

شرایط و احکام مندرجہ بالا کے مطابق ایک ترکی و بلغاری کمیشن نے صوفیا میں جلاس منعقد کر کے بنیادی قانون کی ترمیم اور خاصکر محاصل و آمدو برآمد اور خراج کے مسایل کا تصفیہ کرنا شروع کیا مگر اس کمیشن کی کارروائی کا ابھی اختتام نہ ہوا تھا کہ ۲۰۔ اگست ۱۸۸۶ء کی رات کو پرنس الیگزینڈر کو تخت سے معزول کر دیا۔ اچانک ختم کر دیا۔

یہ صوبہ اوسوقت سے جنوبی بلگیریا کا جزو اور صوفیا کی حکومت کا ماتحت ہے۔ فلپ پولی (سابق دارالخلافہ مشرقی رومیلیا) اب فقط ایک ضلع کا صدر مقام ہے۔ اور دونوں صوبونکا دارالریاست صوفیا ہی کو تسلیم کیا جاتا ہے۔

۱۸۷۹ء کی کانسٹی ٹیوشن یا دستور میں ۱۸۹۳ء میں جو اسکی ترمیم ہوئی اوس کے رو سے وضع قوانین کا اختیار ایک ہی چیمبر (ہیئت) کو جو بلگیریا کی نیشنل اسمبلی (مجلس قومی) کہلاتا ہے تفویض کیا گیا۔ تمام بالغ مردونکو اوس کے ممبروں کے انتخاب میں رائے دینے کا حق حاصل ہے۔ اور آبادی کو ہر بیس ہزار آدمیونکے پیچھے ایک ممبر منتخب ہوتا ہے۔ جو ممبر اوس شہر میں رہایش رکھتے ہوں جہاں اسمبلی اجلاس کرتی ہے اونکو بدوران اجلاس پندرہ فرینک (بارہ شلنگ) یومیہ کے حساب سے اور دوسرے ممبرونکو ۲۰ فرینک (۱۶ شلنگ) یومیہ

اور سفر خرچ ملتا ہے۔ اسمبلی کی میعاد پانچ برس ہے مگر شہزادہ جب وقت چاہے اوسکو توڑ سکتا ہے اور اس صورت میں نیا انتخاب چار مہینوں کے اندر ہو جانا لازمی ہے۔ اسمبلی نے ایک دوسرا چیمبر (سینیٹ) قایم کرنے کی تجویز کو سنہ ۱۸۸۳ء میں منظور کیا۔

عاملانہ اختیار زیر فرمان شہزادہ حسب ذیل آٹھ وزراء کی کونسل کو حاصل ہے۔

(۱) وزیر صیغہ خارجیہ و عبادت عامہ۔
(۲) وزیر صیغہ اندرونی۔
(۳) وزیر تعلیم عام۔
(۴) وزیر مال۔
(۵) وزیر عدالت عامہ۔
(۶) وزیر جنگ۔
(۷) وزیر تجارت و زراعت۔
(۸) وزیر تعمیرات عامہ۔

اسلامی اوقاف کی نگرانی و حفاظت اور حساب کتاب کی پڑتال عثمانیہ کمشنر کے متعلق ہے جو بالعموم کیطرف سے صوفیا میں رہتا ہے۔ اوسکی اصلی پوزیشن ان ریذیڈنٹوں کے مشابہ ہے جو ہندوستان کی دیسی ریاستوں میں سرکار برطانیہ کی طرف سے مامور رہتے ہیں۔ (از اڈیشن سنہ ۱۹۰۶ء)

رقبہ و آبادی بلگیریا خاص کی ریاست کا رقبہ اندازاً ۲۴۳۶۰ - انگریزی مربع میل اور جنوبی بلگیریا (یعنی مشرقی رومیلیا) کا ۱۳۵۰۰[1] مربع میل ہے یکم جنوری سنہ ۱۸۹۳ء کو مردم شماری کیگئی اوسمیں کل ریاست کی آبادی ۳۳۰۹۸۱۶[2] متحقق ہوئی جنمیں سے ۹۹۲۳۸۶ مشرقی رومیلیا کی آبادی تھی۔ بلگیریا کی از سر نو ترتیب ہو کر اوسکو ۲۲[3] ضلعوں میں تقسیم کیا گیا ہے جنمیں سے چھ مشرقی رومیلیا کے ہیں۔ سنہ ۱۸۹۳ء کی کل آبادی میں سے ۲۵۰۴۳۳۶ کس بلغر - ۵۶۵۷۲۸ ترک ۶۰۰۱۸ یونانی - ۴۵۷۱۵ جپسی - ۲۷۵۳۱ یہودی - ۳۶۲۰ جرمنی اور ۱۳۴۹ روسی تھی۔ دسمبر سنہ ۱۹۰۰ء کی مردم شماری کی قوم وار تفصیل یہ ہے۔ بلغر ۲۸۸۷۶۹۸ - ترک ۵۳۰۲۷۵ - رومانوی ۷۱۰۴۴ - یونانی ۶۸۴۵۷ - جپسی ۸۹۰۸۳ - یہودی ۳۳۶۶۵ - جرمن ۳۴۹۱ - روسی ۱۰۲۰ - دیگر اقوام ۴۱۹۸۵ - مذہب وار تفصیل یہ تھی:-

۳۶۰۵۹۰۵ کس آرتھوڈاکس گریک چرچ جو سرکاری مذہب ہے ۶۴۳۳۴۲ مسلمان ۲۲۶۱۷ رومن کیتھولک

---

[1] اڈیشن سنہ ۱۹۰۶ء میں ۳۷۲۰۰ مربع میل درج ہیں۔

[2] بعد کی مردم شماری بماہ دسمبر سنہ ۱۹۰۰ء ۳۷۴۴۲۸۳ کی آبادی پائی گئی جسمیں ۱۰۹۹۹۸۴ مشرقی رومیلیا کی ہے۔

[3] جدید ترتیب میں صرف ۱۲ ضلعے رکھے گئے ہیں جنمیں تین مشرقی رومیلیا کے ہیں۔

سنہ ۱۹۰۰ء کی مردم شماری کی مذہب وار تفصیل یہ ہے۔ گریک چرچ ۳۰۲۰۸۴۰۔ مسلمان ۶۴۳۲۵۸۔ یہودی ۳۳۶۶۳۔ کیتھولک ۲۷۰۰۴۔ آرمن کلیسا ۱۳۷۹۶۔ پروٹسٹنٹ ۴۵۲۴۔ مسلمان زیادہ تر شمالی اور مشرقی صنلاع میں آباد ہیں۔ انکی مردم شماری آگے نہیں بڑھی۔ کہ ہر سال ہزارہا ریاست سے ترکی علاقوں کو ہجرت کرتے رہتے ہیں۔ صوفیا کا موجودہ صدر مقام صوفیا ہے۔ اوسکی آبادی ۴۷ ہزار ہے۔ موجودہ آبادی ۶۸ ہزار ہے۔ دوسرے بڑے بڑے شہر یہ ہیں۔ فلپ پولی (روملیا کا صدر مقام) آبادی ۴۳۰۳۳۔ وارنا آبادی ۲۸۱۷۴۔ شوملا ۲۳۱۶۵۔ رسچک ۲۸۱۲۱۔ سلیونو ۲۳۲۱۰۔ ستارازاگورا ۲۰۶۳۹۔ تاتار بازارجیک ۱۵۶۵۹۔ سسٹووا ۱۲۴۸۲۔ پلیونا ۱۴۳۰۷۔ سلسٹریا ۱۱۴۱۴۔ ترنووا (بلگیریا کا قدیم صدر مقام) ۱۲۱۱۳۔ ویڈن ۱۴۷۷۲۔

بعد کی مردم شماری سنہ ۱۹۰۵ء بڑے شہروں کی آبادی یہ ہے:۔ فلپ پولی ۴۸۳۴۹۔ رسچک ۳۳۶۶۱۔ وارنا ۳۳۴۴۳۔ شوملا ۲۲۹۲۸۔ سلیونو ۲۴۵۴۸۔ پلیونا ۱۸۷۰۹۔ نکاح و اموات و پیدائش کا پنجسالہ نقشہ حسب ذیل ہے:۔

سال	شادیان	پیدائش	مردہ پیدا ہونیوالے بچے	اموات	اضافہ پیدائش
سنہ ۱۸۹۸ء	۲۸۲۳۲	۱۴۱۰۶۴	۸۹۰	۸۲۷۲۵	۵۸۳۲۱
سنہ ۱۸۹۹ء	۳۲۰۲۷	۱۴۹۰۰۶	۸۳۴	۹۰۳۲۴	۵۸۶۸۲
سنہ ۱۹۰۰ء	۳۰۶۶۱	۱۵۷۷۹۴	۰	۸۳۶۶۷	۷۴۱۲۷
سنہ ۱۹۰۱ء	۳۲۸۱۳	۱۴۲۲۵۹	۰	۸۷۲۳۳	۵۲۰۲۶
سنہ ۱۹۰۲ء	۳۶۰۴۱	۱۴۹۵۴۲	۰	۹۱۰۹۳	۵۸۴۴۹

بلغاری ارتھوڈکس گریک چرچ کے تابع ہیں مگر سنہ ۱۸۷۰ء میں انکی درخواست پر باب عالی نے انکو یونانی بطریق کی ماتحتی سے نکالکر اپنا ایک جداگانہ چرچ یا کلب قایم کرنے کی اجازت دیدی۔ اس کلیسا کا انتظام بشپوں کی ایک جماعت کے سپرد ہے۔ اور اوسکا اعلی مقتدا "اکسارک" قسطنطنیہ میں رہتا ہے "اکسارک" کو جماعت بشپان منتخب کرتی ہے مگر جبتک سلطان المعظم اس انتخاب کو پسند و منظور نہ فرمالیں وہ پختہ نہیں ہوتا۔ بلگیریا میں جسقدر پادری مقرر ہوتے ہیں انکو مشورہ مجلس اکسارک ہی نامزد کرتا ہے۔ مگر ہر نامزدگی کے لئے بلغاری حکومت کی پسندیدگی لازمی ہے۔ بلغاری کلیسا اور دیگر عیسائی فرقوں کے پادریوں کو سرکاری خزانہ سے تنخواہ ملتی ہے جسکے علاوہ انکو شادی بیاہ اور موت پیدائش پر بھی نذرانے ملتے رہتے ہیں (مسلمان علماء کے لئے حالانکہ مسلمان لاکھ کے قریب آباد ہیں اور ریاست ایک اسلامی سلطنت کے تابع ہے خزانہ سے کوئی گذارہ نہیں ملتا۔ مولف)۔

آبادی کا حصہ کثیر زراعت اور انچہ پوٹرے میں اور بکلونکی پیداوار پر گذر کرتا ہے ۱۸۹۳ء میں ۴۰۲۶۶ شادیاں ہوئیں ۱۳۲۰۱۴ پیداوار اور ۹۲۱۰۰ فوت ہوئے یعنی پیدائش بہ نسبت اموات ۴۹۲۲۰ زیادہ رہی +

تعلیم ۱۸۹۰ء میں بلگیریا میں ۴۳۱۴ ابتدائی مکاتب تھے جنمیں ۱۱۳۹۷۷ لڑکے اور ۴۲۳۰۶ لڑکیاں زیر تعلیم تھیں سکول جانے کی عمر کے لڑکوں کی تعداد ۲۷۵۵۹۶ اور لڑکیوں کی ۲۶۱۹۶۸ ہے تعلیم کے سررشتہ کو سرکاری خزانہ سے ۳ لاکھ لیور (لیو = فرانک = ۹ پنس شلنگ کے) کی امداد سالانہ ملتی ہے تعلیم مفت ملتی ہے اور بظاہر چار برس کی میعاد کیلئے کل پر لازمی ہے۔ آبادی کا تقریباً ۸۰ فیصدی حصہ لکھ یا پڑھ نہیں سکتا۔ صوفیا میں یونیورسٹی ہے۔ اور بڑے بڑے شہروں میں اعلیٰ مدارس کے ساتھ ورزش گاہیں بھی ہیں جنمیں سے چار لڑکیوں کے لئے ہیں کئی ادنیٰ درجہ کے درمیانی مدارس بھی ہیں۔ صوفیا میں ایک پبلک لائبریری (کتب خانہ عام) بھی ہے جہاں کوئی فیس نہیں لیجاتی +

دار الفنون (۱۹۰۴ء) صوفیا میں ایک یونیورسٹی یا اعلیٰ دار العلوم ہے جسمیں تاریخ و فلاسفی (علم السنہ) طبعیات و ریاضی۔ اور قانون تین مضامین کی تعلیم ہوتی ہے۔ سال ۱۹۰۰-۰۱ء میں وہاں ۹۵۳ طلبا زیر تعلیم تھے اور ۴۳ پروفیسر اور لکچرار تھے۔ سال ۱۸۹۹-۱۹۰۰ء میں حسب ذیل مدارس تھے۔ دیگر مدارس کی مد میں ترکی۔ یونانی۔ یہودی۔ امریکن اور فرنچ مدارس شامل ہیں۔

قسم مدرسہ	تعداد مدارس	مدرس		شاگرد	
		مرد	عورتیں	لڑکے	لڑکیاں
اعلیٰ مدارس	۱۶	۸۴۴	۱۳۱	۷۴۴۰	۵۱۱۹
ادنیٰ مڈل اسکول	۱۹۳	۳۹۳	۱۶۳	۱۳۰۴۶	۵۶۸۴
صنعتی و حرفتی	۳۸	۲۱۷	۳۶	۳۵۱۹	۱۰۷۲
دیگر مدارس	۹۶	۱۷۳	۴۱	۳۱۳۹	۸۱۱

۱۸۹۹ء میں ۲۸۵۹ ابتدائی مکاتب تھے جنمیں ۸۰۰۴ استاد اور ۸۷۸ استانیاں تھیں ۳۴۳ متعلم تھے ۲۳۳۰۲۳ لڑکے اور ۱۱۲۸۶۴ لڑکیاں۔

سرکاری خزانہ سے تعلیم کا نصف خرچ دیا جاتا ہے یعنی ابتدائی مدارس کے کل خرچ کا ⅓ حصہ اور اعلیٰ مدارس کے کل خرچ کا کچھ حصہ باقی خرچ مقامات میں میونسپلٹیاں دیتی ہیں اور دیہات میں دیہی مجالس تعلیم کیلئے کوئی فیس نہیں لیجاتی۔ اور قانوناً والدین پر جبر ہے کہ وہ سات سال کی عمر کے درمیان چار سال کیلئے تعلیم دلانا لازمی ہے مگر قانون پر کافی طور پر عمل نہیں ہوتا۔ اور اعلیٰ مدارس میں متمول والدین سے تعلیم کی فیس لیجاتی ہے۔ صوفیا۔ فلپ۔

یولی۔ ریچیک اور ودارنا میں عوام الناس کے فایدے کے لئے کتب خانے بھی کھل چکے ہیں۔

مالی حالت ۱۹۰۵ء کے بجٹ کے تخمینی یہ تھے۔ آمدنی ۹۸۴۷۹۴۲۵ لیو خرچ ۹۸۳۰۹۶۹۸ لیو۔ آمدنی کی بڑی مدات یہ تھیں۔ محاصل بالواسطہ (یعنی محصول آبکاری چنگی اسٹامپ وغیرہ یعنی ایسے محصول جنکا بوجھ رعایا پر براہ راست نہیں پڑتا ہو) ۳۴۳۰۰۲۰۰ لیو۔ محاصل بلاواسطہ (مالگذاری اور اسی قسم کے دیگر ٹیکس محصول جنکا بوجھ رعایا پر براہ راست پڑتا ہو) ۳۵۲۷۳۱۰۰۰ لیو خرچ کی بڑی مدیں یہ تھیں محکمہ قرضہ قومی ۲۷۳۰۴۲۲۹ لیو محکمہ مال و خزانہ ۵۲۹۰۲۵۵ لیو محکمہ وزیر اندرونی ۹۶۰۲۰۸ ۷ لیو تعلیم عامہ ۳۹۳۴۹۸۴ جنگ ۲۲۴۷۷۰۸ لیو۔ قرضہ قومی ایک کروڑ لیو ہے۔ اور اس کے علاوہ دیگر قرضے یہ ہیں:۔

چار کروڑ ساٹھ لاکھ لیو ودارنا۔ ریچیک ریلوے کے خریدنے کے لئے ۱۸۸۸ء میں لیا گیا۔ تین کروڑ لیو کا قرضہ جو ۱۸۸۹ء میں لیا گیا۔ اور پچیس کروڑ ۹۰ لاکھ لیو کا قرضہ جو ۱۸۹۲ء میں جاری کیا گیا۔ مگر اسمیں سے ابھی تک صرف سات کروڑ بیس لاکھ لیو حاصل ہوئے ہیں۔

سالانہ خراج اور ترکی قومی قرضہ کے اوس حصہ رسدی کے متعلق جو بلگیریا کو ادا کرنا چاہیئے۔ عہدنامہ برلن میں یہ قرار دیا گیا تھا کہ دستخط کنندہ سلطنتیں دونوں فریقوں کی رضامندی سے باہمی قرارداد سے معین کرینگی مگر اب تک کوئی قسم معین نہیں کی گئی۔

بلگیریا کی پچھلے پانچسالہ آمدنی و خرچ کا نقشہ حسب ذیل ہے۔ جو لیوا میں دکھایا گیا ہے۔ ۲۵ لیوا یا فرانک مساوی ہیں ایک پونڈ یا پندرہ روپیہ کے۔

	۱۹۰۱	۱۹۰۲	۱۹۰۳	۱۹۰۴	۱۹۰۵
آمدنی	لیوا ۹۵۲۸۶۹۰۰	۹۵۹۵۵۴۰۰	۹۸۰۱۷۹۰۰	۱۰۹۱۴۳۷۰۰	۱۱۱۵۷۰۰۰۰
خرچ	۹۵۳۲۳۵۳۵	۹۸۸۹۰۳۳۴	۹۷۷۵۳۹۱۰	۱۰۹۱۴۹۶۰۰	۱۱۵۵۳۴۵۶

۱۹۰۵ء کی آمدنی کی بڑی مدیں یہ ہیں۔ محاصل بالواسطہ چار کروڑ لیوا۔ محاصل بلاواسطہ ۲ کروڑ ۸۰ لاکھ لیوا اور خرچ کی بڑی مدیں یہ ہیں:۔ قومی قرضہ کا سود وغیرہ ۲ کروڑ ۱۳ لاکھ جنگی صیغہ ۲ کروڑ ۶۵ لاکھ صیغہ داخلیہ ۷۳ لاکھ تعلیم ایک کروڑ ۴ ہزار صیغہ تعمیرات ایک کروڑ ۴ لاکھ۔

۱۹۰۴ء میں بلگیریا کے ذمہ ۱۶ کروڑ ۳۰ لاکھ لیوا قرض تھا جسکے علاوہ اوسے رومیلیا مشرقی کی بابت ترکی کو ۲۹ لاکھ ۱۵ ہزار لیوا خراج ادا کرنا پڑتا ہے۔ اس سالانہ خراج کا اگر حساب ۴ فیصدی سالانہ سود سے سرمایہ محسوب کیا جائے تو سوا سات کروڑ لیوا کی قسم قرض کی میزان میں بڑھ جاتی ہے۔ مندرجہ بالا قرضہ کی تفصیل یہ ہے

مشرقی رومیلیا کے تصفیہ کی بابت (علاوہ سالانہ خراج مقررہ) بلگیریا کے ذمہ ترکی قومی قرضہ کا جو حصہ ڈالا گیا تھا۔ اوسکا ابتدایا ۹۳ لاکھ ۱ ہزار ۲۰۹ لیوا۔ سنہ ۱۸۸۸ء میں ۶ فیصدی سود پر قرض لیا ۳ کروڑ ۲۲ لاکھ ۲ ہزار لیوا۔ سنہ ۱۸۸۹ء کا قرضہ اوسی سود پر ۳ کروڑ ۳۵ لاکھ ۵۰ ہزار۔ سنہ ۱۸۹۲ء کا قرضہ اسی شرح پر دس کروڑ ۶۲ لاکھ ۹ ہزار۔ سنہ ۱۹۰۲ء کا قرضہ ۵ فیصدی سود پر دس کروڑ ۱۵ لاکھ ۵۵ ہزار۔ سرکاری کرنسی نوٹ ۸۹۳۴۶۲۸۰۲۴۔ خزانہ کی عارضی دستاویزات ۳۱۱۳۲۱۹۔

حفاظت بلگیریا کی شمالی سرحد پر دریا ڈینوب ہے۔ جو سوائے مشرق یعنی صوبہ ڈوبروڈشا کی سرحد کے بلگیریا کو رومانیا سے جدا کرتا ہے۔ اس سرحد پر وڈین۔ رسچک اور سلسٹریا تین مشہور جنگی قلعے ہیں وارنا کا قلعہ بحیرہ اسود پر ہے۔ اور قلعہ شوملا بجانب مغرب اندرون ملک میں بلگیریا کے مغرب جنوب ترکی خاص واقع ہے۔

فوجی خدمت لازمی ہے۔ سنہ ۱۸۸۵ء کی بغاوت فلپ پولی کے وقت سے مشرقی رومیلیا کی فوجیں بھی بلگیریا کی فوج میں شامل ہو گئی ہیں۔ اسوقت کل فوجی طاقت حسب ذیل ہے:-

۲۴ رجمنٹیں فوج پیدل کی۔ ہر رجمنٹ تین بٹالینوں کی۔ دو بٹالین جو ست آباد اور ایک بٹالین ڈپو ذخیرہ کا کام دینے والی۔ ۴ رجمنٹیں فوج سواران کی۔ شہزادہ کا ذاتی باڈی گارڈ سواروں کا۔ ۶ رجمنٹیں توپخانہ کی۔ ہر رجمنٹ میں چار میدانی باٹریاں اور ہر باٹری میں بوقت صلح چار توپیں۔ اور ایک سو بیس آدمی اور بوقت جنگ آٹھ توپیں۔ دو ڈپو (گودام۔ ذخیرے) توپخانے کے اور ایک باٹری قلعہ شکن توپوں کی۔ ایک رجمنٹ انجنیروں کی جسمیں تین بٹالینیں ہیں۔ اور ایک کمپنی قواعد سکھلانے والوں کی۔ بوقت صلح چھ رجمنٹیں توپخانہ میدانی کی ہر رجمنٹ میں ۶ باٹریاں اور فی باٹری چار توپیں اور ایک ڈویژن (دستہ) پہاڑی توپ خانہ کا۔ چھ ریزرو رجمنٹیں یعنی بوقت صلح ۱۴۴ میدانی توپوں کی ۳۶ باٹریاں اور بارہ کوہی توپوں کے چھ ڈویژن۔ اور بوقت جنگ چھ رجمنٹیں چھ چھ باٹریوں کی۔ فی باٹری ۸ میدانی توپیں۔ جملہ ۲۸۸ میدانی توپیں اور چھ کوہی باٹریاں چھ چھ توپوں کی یعنی جملہ ۳۶ کوہی توپیں۔ فوج تین ڈویژنوں پر منقسم ہے۔ ہر ایک ڈویژن میں دو بریگیڈ ہیں پیدل فوج منلیچر پیٹنگ رائفل سے مسلح ہے۔ بلگیریا کے پاس جہاز مندرجہ ذیل ہیں:-

(۱) شہزادہ کی تفریحی کشتی موسومہ الیگزینڈر اول وزنی ۸۰۰ ٹن (۲) دخانی جہاز موسومہ آہن وزنی چار سو ٹن (۳) دخانی جہاز موسومہ کروم وزنی ۱۵۰ ٹن (۴) دخانی جہاز موسومہ میدین لیکی وزنی چھ سو ٹن۔ انکے علاوہ سات بہت سی چھوٹی چھوٹی دخانی کشتیاں ہیں اور دریائے ڈینوب کی حفاظت کیلئے دو زرہ پوش گنبوٹ ہیں۔

(انڈیپنڈنس سنہ ۱۹۰۶ء) بلگیریا کی فوج بحکم جدید سنہ ۱۹۰۶ء کے قانون کے رو سے از سر نو مرتب کی گئی ہے اس کے رو سے تمام صحیح الجسم مرد جنکی عمر ۲۰ اور ۴۶ برس کے درمیان ہے بشمول ہر دو سنین فوج میں

شامل کر لیئے گئے ہیں۔ اور دو اقسام پر منقسم کیئے گئی ہیں۔ اول فوج نظام مع ریزرو۔ دوم فوجی ملیشیا جسکی صنف اول ہیں فوج پیدل کی چھ سنتیں ہیں ۲۰ تا ۳۲ سال کی عمر والے اور دیگر اقسام فوج کی صد سنتیں ہیں ۲۰ تا ۳۴ سال والے داخل ہیں۔ اور صنف دوم میں باقی دو سال گذارتے ہیں یعنی ۳۲ تا ۳۸ سال عمر والے داخل ہیں جنگ کیوقت صنف دوم کے سوا باقی تمام سپاہ کو ریاست کی حدود کے باہر بھی کام لیا جاسکتا ہے۔ فوج نظام کی پیدل میں دو سال اور باقی اقسام میں تین سال خدمت کرنی پڑتی ہے۔ ریزرو فوج کے سپاہی ہر سال تین ہفتوں کیلئے قواعد سیکھنے کیواسطے اور علاوہ بریں بشرط ضرورت مشق جنگ و قواعد کیواسطے بھی طلب کیئے جاسکتے ہیں۔ اور دونوں صنف کے نن کمیشنڈ افسر ہر سال خاص تعلیم و تربیت کی غرض سے ایکماہ کے لئے بلائے جاسکتے ہیں۔ چند مستثنیات و شرائط کیساتھ فوجی خدمت ہر ترکی پر لازمی ہے۔ جو اشخاص کچھ بھی جسمی نقص رکھتے ہوں وہ دس لیرا کیلئے حسب حیثیت ... تک سالانہ کا خاص ٹیکس ادا کرنے سے بری الخدمت ہوسکتے ہیں معلمونکو صرف ایک سال فوجی خدمت ادا کرنی لازمی ہے۔ اور جو اشخاص ... سند اور ڈپلومے حاصل کرلیں انکو بھی فقط ایک سال خدمت دینی پڑتی ہے۔ بشرطیکہ وہ فوجی امتحان پاس کر لیتے پر افسروں کے ریزرو حصہ میں شامل ہوسکتے ہیں۔ مذہبی تعلیم پانیوالے طلبا جبتک کہ ... پاسکنے کی عمر تک پہونچیں۔ فوجی خدمت سے بری رہتے ہیں۔ جن خاندانوں کے اکثر افراد پیرانہ سال کمزور یا نابالغ ہوں۔ اور معاش کے لئے دوسروں کی معاونت پر انکا دارومدار ہو۔ انکی فوجی ... فوج نظام میں صرف ۶ ماہ خدمت دینی پڑتی ہے۔ اور وہ بھی صرف بحالت امن۔ مسلمان باشندے سالانہ ٹیکس ادا کرکے خدمت سے بری ہوسکتے ہیں۔ فوج نظام اور ریدیف و ملیشیا فوج کے مستقل پیشہ نہیں بحالت امن کل مرد باشندوں کا ایک فیصدی رکھا جاتا ہے۔ رنگروٹ بھرتی کرنے کے ... زیادہ ... سالانہ ٹیکس ادا کرنے سے بری الخدمت ہوسکتے ہیں۔ جن باشندوں کے ملکی و شہری حقوق سلب کیئے گئے ہوں یا جو اشتہاری مجرم و مفرور ہوں۔ وہ فوجی خدمت سے بھی خارج سمجھے جاتے ہیں۔ جو لوگ ... بھرتی ہوں۔ اون سے باجہ نوازی ملاحی یا کوچی اور ... کام چار سال کے لئے لیا جاتا ہے۔

وزارت جنگ میں وزیر جنگ کے تابع یہ محکمے ہیں۔ جنرل اسٹاف۔ انتظامی محکمہ۔ فوجی عدالت۔ محکمہ مقدمات۔ کیولری انسپکشن۔ آرٹلری انسپکشن اور ملٹری کونسل ان میں سے ہر صیغہ وزیر کے ماتحت اپنے جداگانہ فرائض و سررشتہ رکھتا ہے۔ وزیر قانوناً فوجی افسر ہوتا ہے۔ اور ... کی عدم موجودگی میں تمام افواج کا اعلیٰ کمانڈر افسر وہی ہوتا ہے۔ ۱۹۱۰ء میں فوج ... ہر سال تقریباً ۳۰ ہزار افراد پر فوجی خدمت لازمی ہوتی ہے جنمیں سے اندازاً ۲۰ ہزار شخص ... رنگروٹ لیئے جاتے ہیں۔

بحالت امن بلغاریہ کی فوج کا شمار ۵۰ ہزار کے قریب ہوتی ہے بہ تفصیل ذیل :-

اوّل کیولری (رسالہ) (۱) باڈی گارڈ رجمنٹیں چار ہو سوم صوفیا۔ دوم۔ فلپ پولی و یمبولی۔ (۲) چھ ڈویژنل رسالے جنمیں سے ایک ایک پہلی چھ انفنٹری ڈویژنوں کے ساتھ ہوتا ہے۔

دوم۔ آرٹلری۔ (توپخانہ) (۱) میدانی۔ نو رجمنٹیں۔ تین تین کے مجمع ہیں۔ فی رجمنٹ تین باتریاں ایک ایک رجمنٹ ہر انفنٹری ڈویژن کے ساتھ رہتی ہے۔ (۲) قلاعی۔ تین پلٹنیں (صوفیا۔ شوملا۔ اور ویدن میں) فی پلٹن تین کمپنیاں۔

سوم۔ انجنیر۔ (۱) نو پلٹن عام انجنیرنگی۔ ہر پلٹن میں دو کمپنیاں پانیر کی اور نصف کمپنی ٹکنیکل دستکاروں کی ہے۔ ہر انفنٹری ڈویژن کے ساتھ ایک ایک پلٹن رہتی ہے (۲) ایک ریلوے پلٹن دو کمپنیوں کی۔ (۳) ایک کمپنی پل بنانے والوں کی۔

چہارم۔ انفنٹری (پیدل) کل نو ڈویژن۔ فی ڈویژن دو بریگیڈ۔ فی بریگیڈ دو رجمنٹیں۔ فی رجمنٹ دو پلٹنیں۔ ان ڈویژنوں کے صدر مقام حسب ذیل ہیں: صوفیا۔ فلپ پولی۔ یامبولی۔ شوملا۔ رستچک۔ دالمیرا۔ ودین۔ ستارا زاگورا۔ پلیونا۔

پنجم۔ ٹرین (بار برداری) کا انتظام ہر ڈویژن کے ساتھ ایک ایک ٹرین کمپنی ہے۔ ہر کمپنی پیدل کے ساتھ کم از کم ایک گاڑی بہم پہنچانا ان ٹرین کمپنیوں کا فرض ہے۔

ششم۔ فوجی مدارس وغیرہ۔ ایک ملٹری کالج اعلیٰ فوجی تعلیم کے لئے۔ ایک کیڈٹ سکول ادنیٰ افسروں کے لئے۔ ایک سکول نان کمیشنڈ افسروں کے لئے جو بعد ازاں فوجی افسری کے لئے خواہاں ہوں۔ تین تعلیمی پلٹنیں نان کمیشنڈ افسروں کی اعلیٰ عملی تعلیم و تربیت کے لئے۔ میگزین اسلحہ۔ ایک کارتوس بنانیکا محکمہ۔ ایک فوجی کارخانہ۔ جو افسر جنرل اسٹاف کی ملازمتوں کے متمنی ہوں۔ وہ تعلیم کی تکمیل عموماً سینٹ پیٹرزبرگ۔ پیرس اور ٹیورن کی فوجی یونیورسٹیوں میں کیا کرتے ہیں۔ تقریباً ہر قسم کا جنگی سامان ممالک غیر سے خرید کیا جاتا ہے۔ صوفیا کے متذکرہ بالا کارخانہ میں صرف چند ایک اشیاء تیار ہوتی ہیں۔

اقسام اسلحہ۔ پیدل فوج مینلیکر میگزین رائفل سے جو ۱۸۸۸ء و ۱۸۹۵ء کے نمونہ کی ہیں مسلح ہے۔ توپخانہ میدانی میں انہی سالوں کے نمونہ کی کروپ توپیں فولاد ۷½ سنٹی میٹر قطر کی ہیں۔ کوہی توپخانہ میں ۷½ سنٹی میٹر قطر کی کروپ توپیں ہیں۔ قلعی توپخانہ میں کروپ ساخت کے ۱۲ سنٹی میٹر قطر کے غبارہ تیر بلندی پر ۱۵ سنٹی میٹر کی کینیٹ اور کروپ دو بیگا توپیں ہیں۔ سوار ۸ ملی میٹر کاربین سے اور انجنیر مینلیکر سے مسلح ہیں۔ میدانی توپخانہ میں سنہ ۱۹۰۴ء میں بہ پانسو شنیڈر کی جلد جلد چلنے والی باتریاں

ایڈاوکیں۔ ٹرکی نے زیادہ تر اسی کے جواب میں تقریباً ۳۲ باتریاں اپنی توپوں کی آک زمانہ میں کروپ سے تیار کرائی تھیں۔ مؤلف)

بوقت جنگ بلگیریا کی فوجکی جمعیت تین لاکھ ۲۰ ہزار کی پہونچتی ہے جسمیں سے دو لاکھ ۸۸ ہزار آدمی انفنٹری کی ۳۶ رجمنٹوں میں ہونگی جو بڑھا کر ۷۲ رجمنٹیں (فی رجمنٹ چار پلٹن) ہوجائیں گی۔ مگر ان سب پلٹنوں کے لئے ابھی مطلوبہ تعداد افسروں کے بہم پہونچانے کا انتظام نہیں ہوسکا۔ باربرداری کے بیلوں کے چھکڑے رعایا سے لئے جائیں گے۔ اور ملک کا ہر ڈاکٹر سرجن سلوتری اور دواساز جنگ کے موقعہ پر فوجکی خدمت پر مجبور کیا جاسکتا ہے۔ دیسی گھوڑے اچھے نہیں۔ کیولری کے لئے عموماً ہنگری سے اور توپخانہ کے لئے روس سے خریدے جاتے ہیں۔

فوجی ترتیب اوسی طرز پر ہے۔ رائفل نشانہ بازی کی باقاعدہ مشق کرائی جاتی ہے۔ فرنچ طریقہ کا بھی کہیں کہیں کچھ اثر دکھائی دیتا ہے۔ مختلف سرحدی اہم ناکوں پر عارضی اور بعض جگہ مستقل مورچے اور قلعے بنائے جارہے ہیں۔ وارنا اور برغاس کو مستحکم طریقہ سے محفوظ کرنے کے لئے بحری توپیں بنانے کا قصد ہو رہا ہے۔

بلگیریا کی بحری طاقت حسب ذیل ہے۔ (۱) ہر قسم کی نقل و حرکت کی کشتی کروز وزنی ۸ سوٹن (۲) اسٹیمران (۲) ایک اوّل وزنی ۸ سوٹن (۳) ولیکی (۲ سوٹن) (۴) آسن (چار سوٹن) علاوہ بریں سات اور بہت چھوٹے چھوٹے سٹیمر ہیں اور کچھ بن رہے ہیں (۵) ایک تارپیڈو آگنبوٹ ۶ سو من۔ رفتار ۱۸ ناٹ، جو فرانس میں ۱۸۹۸ء میں تیار ہوا تھا۔ وارنا میں دو تارپیڈو کشتیاں اسوقت فرانس میں بن رہی ہیں سنہ ۱۹۰۵ء میں بحری بیڑہ پہلی مرتبہ قائم ہوا اور ایک امیر البحر مقرر کیا گیا۔

پیداوار و صنعت و حرفت

بڑی زراعتی پیداوار گیہوں ہے جو بکثرت باہر بھیجی جاتی ہے شراب، تمباکو اور ریشم بھی پیدا ہوتا ہے۔ اور عطر گلاب بکثرت تیار کیا جاتا ہے۔ سنہ ۱۸۹۲ء میں ۵۳۷۵۹۹۰۰ ایکڑ اراضی تردد کی ۷۷۰۶۰۰ ایکڑ چراگاہ ۲۲۷۱۲۰ ایکڑ انگورستان ۱۱۱۱۲۰ ایکڑ باغ وغیرہ اور ۳۲۹۱۱۰۰ ایکڑ جنگلات اور لکڑی کے ذخیرے تھی۔ کل مزروعہ رقبہ ۹۰۷۷۰۰۰ ایکڑ غیر مزروعہ مگر قابل زراعت (ممکن) رقبہ ۱۳۶۵۱۳۰۰ ایکڑ اور ناقابل زراعت زمین ۱۰۹۹۱۵۰ ایکڑ ہے۔ مالکان اراضی کی تعداد تقریباً چار لاکھ ہے۔ اور غیر مالک دیہاتی آبادی شمار میں تقریباً ۲۳۲۹۹۰۰ ہے۔ سنہ ۱۸۹۲ء میں بلگیریا میں ستر لاکھ ساٹھ ہزار تین سو بھیڑیں۔ ۱۴ لاکھ ۸۳ ہزار ۵ سو بکریاں اور چار لاکھ ۴۱ ہزار سور تھے۔

(امپیریل گزیٹیر ۱۹۰۶ء) زمین کی مالک عموماً سرکار ہے مگر قابض اوس کے ورثاً دوامی قبیل سمجھے جاتے ہیں۔ اور سرکار اون کو صرف عشر کا مطالبہ کر سکتی ہے۔ اب تک معاملہ اراضی یعنی عشر زیادہ تر جنس میں ہی ادا کیا جاتا ہے۔ چراگاہ اور جنگل پر کچھ سرکاری حامل نہیں۔ وہ بطور شاملات دیہات کے مدامی قبضہ میں ہیں اور باشندے مویشی چرانے اور لکڑی کاٹنے کا حق حاصل ہے۔ آبادی کا ۳/۴ حصہ زراعت پیشہ ہے بلگیریا کا کل رقبہ ۹۵۵۴۸۰۵ ہکٹیر ہے۔ انہیں سے ۲۵۰۴۰۱۴ زیر کاشت ہے اور ۳۰۴۱۱۲۶ چراگاہ اور جنگل ہیں۔ اراضی عموماً چھوٹے چھوٹے کھیتوں میں منقسم ہے جو ایک سو چھ ہکٹار تک بالعموم ہیں۔ گندم تمباکو اور انگور کی عام کاشت ہے۔ اور گلاب عطر گلاب کی تو بلگیریا سب سے بڑی منڈی ہے۔ سنہ ۱۹۰۲ء میں ۳۷۰۰ کیلوگرام اور سنہ ۱۹۰۳ء میں ۶۲۱۰ کیلوگرام عطر ممالک غیر کو گیا۔ مگر وہ قابض نہ تھا بلکہ عموماً آمیزش کر کے بھیجا جاتا ہے۔ کپاس کی کاشت کو رواج دینے کی کوشش ہو رہی ہے۔ سنہ ۱۹۰۰ء میں ۱۵۳۸۵۰۰ بھیڑیں ۔ ۱۹۰۵۸۰ بکریاں ۔ ۴۹۵۰۸۷۷ شاخدار مویشی ۔ ۵۰۲۷۶۳ خنزیر ۔ ۲۵۵۷۹۴ گھوڑے ۱۰۸۲۹۸ اکہنے ۔ اور ۸۸۹۸ خچر ملک میں تھے۔

معادن قانوناً سرکاری ملک سمجھی جاتی ہیں۔ پرنک کی معدن کوئلہ سے سالانہ سوا لاکھ ٹن کوئلہ نکلتا ہے۔ بلقانی ضلع ٹرونا میں بھی عمدہ کوئلہ پایا گیا ہے۔ دس لاکھ کعب میٹر عمارتی پتھر ہر سال کانوں سے نکلتا ہے۔ لوہا سونا چاندی سیسہ وغیرہ دھاتوں کی بھی کانیں موجود ہیں۔ برغاس کی معدن نمک سے سنہ ۱۸۹۹ء میں بارہ ہزار ٹن نمک حاصل ہوا۔ سوتی و اونی پارچات ۔ رسی سازی ۔ سوداگروں کے بہت کارخانے ہیں۔ روشنی انجن اور کھپریل بنانے اور نشاستہ سازی کے کارخانوں کے علاوہ دباغت اور کشید شراب کے بھی کارخانے بکثرت ہیں۔

ریاست کی بڑی معدنی پیداوار میں لوہا اور کوئلہ ہیں۔ برغاس کی متصل نمکین جھیلوں سے سنہ ۱۸۹۱ء میں ۲۵ ہزار ٹن نمک حاصل ہوا۔ تقریباً بیس اونی کارخانے جاری ہیں۔

تجارت

تجارت کی بڑی جنس گندم ہے۔ دوسری اجناس جو باہر جاتی ہیں یہ ہیں۔ اون پنیر مکھن ۔ پنیر کھالیں ۔ سن اور لکڑی۔

درآمد زیادہ تر پارچات ۔ لوہا اور کوئلہ کی ہے۔ سنہ ۱۸۹۳ء میں کل ریاست میں ۹ کروڑ ۸ لاکھ ۶۷ ہزار ۹ سو لیوکا مال باہر سے آیا۔ اور ۱۰ کروڑ ۴ لاکھ ۳ ہزار ۵۴۳ لیوکا باہر گیا۔

مندرجہ ذیل جدول سے سنہ ۱۸۹۴ء میں مختلف ممالک سے جو تجارت ہوئی اوس کی مقدار معلوم ہو جاوے گی۔

نام ملک	مالیت مال تجارتی جو وہاں سے آیا	مال جو وہاں گیا	نام ملک	مالیت مال تجارتی جو وہاں سے آیا	مال جو وہاں گیا
سلطنت متحدہ	لیرہ ۲۰۱۷۳۲۳۶	لیرہ ۱۲۳۰۲۷۹۵	بلجیم	لیرہ ۱۰۱۱۰۸۰	لیرہ ۳۲۵۲۲۰۶
آسٹریا	۳۵۱۰۵۷۸۵	۲۸۸۱۹۰۲	سوئٹزرلینڈ	۱۰۰۰۸۷۸	۳۹۲۹۳
ٹرکی	۱۲۷۸۵۹۰۷	۲۴۷۹۴۸۵۱	سرویا	۱۱۹۷۰۱۴	۱۳۲۱۲۴
فرانس	۲۷۴۰۴۶۴	۸۷۲۳۰۴۵۳	صوبجات متحدہ امریکا	۳۰۰۳۰۳۵	۰
روس	۲۹۴۶۷۲۲	۴۲۹۲۳	یونان	۵۳۵۳۲۲	۱۶۵۶۸۲
جرمنی	۲۰۹۶۵۵۳	۱۱۹۵۱۹۶۰	دیگر ممالک	۲۱۲۹۵۶	۵۲۹۰۷۱۱
رومینیا	۱۸۲۸۲۹۶	۷۲۷۳۷۴	میزان	۹۹۲۲۹۱۹۳	۷۲۸۵۰۶۷۵
اٹلی	۲۶۹۴۶۴۵	۵۴۸۳۹۹	۰	۰	۰

سنہ ۱۸۹۴ء میں درآمد کی بڑی اجناس یہ تھیں:۔

پارچات ۵۷۹۹۳۳۰۳ لیرہ کے۔ نوآبادی ہستے کی اجناس ۳۸۰۰۳۲۴۲۰۱ لیرہ کی۔ دھاتیں ۳۴۲۶۲۵ لیرہ کی۔ مشینری ۵۸ لاکھ ۳۱ ہزار آٹھ سو لیرہ کی۔ رنگا ہوا چمڑہ ۵۵۹۱۳۱۰۰۔ ساب آب اشیاء و لکڑی کا ۵۲ لاکھ ۴۴ ہزار ایک سو لیرہ کا۔ اجناس برآمد میں سب سے زیادہ مالیت گندم کی تھی جو ۵۵۸۷۱۳۰۰ لیرہ کی انگلستان۔ جرمنی۔ فرانس۔ اور ٹرکی کو گئی۔ مویشی ۶۱۱۲۷۴۵۰ لیرہ کے گئے۔

انگلستان کی مجلس تجارت کے نقشوں کے رو سے سنہ ۱۸۹۴ء میں ۱۳۹۱۰۲ پونڈ کا مال بلگیریا سے برطانیہ کلاں میں آیا۔ اور ۲۱۵۷۳۱ پونڈ کا برطانیہ کلاں سے وہاں گیا۔ برطانیہ کلاں میں درآمد زیادہ ان اشیاء کی تھی مکی ۵۰۰۵۰ پونڈ کی اور جو ۱۵۶۸۱ پونڈ کے۔ اور وہاں سے بلگیریا کو نسبتاً زیادہ تر چیزیں گئیں۔ سوتی پارچات ۲۳۱۶۹ پونڈ کے۔ لوہا۔ تانبا اور ٹین ۲۶۶۸۸ پونڈ کی۔

ملک کی تجارت زیادہ تر یونانیوں۔ آسٹریوں۔ رومانویوں اور مختلف ممالک کے یہودیوں کے ہاتھ میں ہے۔ محصول درآمد عموماً ۸ فیصدی مالیت پر لیا جاتا ہے۔ مگر کئی اشیاء مستثنیٰ ہیں اور قیمتی پارچات پر ۱۰ سے ۱۸ فیصدی تک محصول درآمد ہے۔ تمباکو پر ۲۰ فیصدی ہے اور مزید برآں چند دیگر اشیاء کی طرح اس پر محصول آبکاری بھی ہے۔ انجن۔ زرعی کلیں اور کتابیں محصول سے بری ہیں۔

سنہ ۱۹۰۲ء میں سات کروڑ لیرہ مالیت کا مال آیا اور دس کروڑ ۳۳ لاکھ لیرہ مالیت کا گیا۔ سنہ ۱۹۰۱ء میں ۸ کروڑ ۲۰ لاکھ لیرہ کا آیا۔ اور دس کروڑ ۸۰ لاکھ کا گیا۔ سنہ ۱۹۰۳ء میں آسٹریا ہنگری سے ۳ کروڑ ۲۸ لاکھ کا۔ برطانیہ

ڈیڑھ کروڑ کا۔ ٹرکی سے سوا کروڑ کا۔ جرمنی سے ایک کروڑ نو لاکھ کا۔ اور فرانس سے ۴۳ لاکھ لیوا کا مال آیا۔ اور بلگیریا سے ان ممالک کو علی الترتیب۔ ۷۹ لاکھ دو کروڑ۔ دو کروڑ ۱۳ لاکھ۔ ۳۹ لاکھ اور ۷۵ لاکھ لیوا کا مال گیا بلجیم سے ۱۴ لاکھ کا آیا۔ اور دو کروڑ ۶۰ لاکھ کا گیا۔ روس سے ۳۹ لاکھ کا آیا۔ اور اڑھائی لاکھ کا گیا۔ بلگیریا سے گندم کی مقدار کثیر (مالیتی ۷ کروڑ ۴۳ لاکھ لیوا) سالانہ انگلستان بلجیم ٹرکی جرمنی آسٹریا اور فرانس کو جاتی ہے۔

جہازات و جہازرانی بندرگاہ وارنا میں ۱۸۹۷ء میں ۶۸۲ جہاز وزنی ۴۴۴۸۸۳ ٹن (جنمیں سے ۱۹ جہاز وزنی ۱۱۰۴۸۹ ٹن انگریزی تھے) داخل ہوئے اور اسیقدر وہاں سے روانہ ہوئے۔ بندرگاہ برغاس میں ۵۹۰ جہاز وزنی ۲۵۱۵۹۴ ٹن (جنمیں سے ۶۳ جہاز وزنی ۱۷۵۸۶ ٹن انگریزی تھے) داخل ہوئے۔

بلگیریا اور مشرقی رومیلیا میں ۱۸۹۵ء میں ۵۰۲ میل ریلوے جاری تھی جنمیں سے ۳۱۲ میل بلگیریا خاص میں تھے۔ ریلوے لائنیں اس طرح سے تیار کی گئی ہیں کہ صوفیا کو ایک طرف تو قسطنطنیہ سے ملا دیا گیا ہے۔ اور دوسری طرف بلگیریڈ اور یورپ کے عام سلسلہ ریلوے سے۔ ۱۸۹۲ء میں دونوں صوبوں میں سرکاری سلسلہ تاربرقی کا طول ۳۹۵۳ میل اور تار گھر ۷۴ تھے جہاں سے ۵۶۶۱۰۵ پیغام روانہ کئے گئے ۱۸۹۳ء میں ۱۳۲ ڈاکخانے تھے جنہوں نے ۵۲۱۹۷۷۳ خطوط اور اخبارات وغیرہ روانہ اور تقسیم کئے۔ محکمہ تار و ڈاکخانہ سے ۱۸۹۳ء میں ۹۷۹۵۹ پونڈ آمدنی اور ۱۰۳۱۰۳ پونڈ خرچ ہوا۔

بلگیریا کے بڑی بنادر وارنا و برغاس ہیں۔ کل بنادر میں ۱۹۰۲ء میں ۱۰۴۳۱ جہاز وزنی ۵۳ لاکھ ۲۷ ہزار ٹن آئے اور ۱۰۴۲۹ وزنی ۳۳ لاکھ ۱۷ ہزار ٹن گئے۔ ۱۹۰۲ء میں ریاست میں ۱۰۲۰ میل لمبی ریلوے تھی جسمیں سے آٹھ سو میل سرکاری ملکیت تھی۔ ۱۹۰۲ء میں سلسلہ تار ۳۲۷۰ میل لمبا تھا۔ جسپر ۵۴۸۹ میل لمبی تار تھی۔ ۲۳۵ تار گھر تھے۔ اور تقریباً ۱۲ لاکھ پیغام بھیجے گئے۔ اسی سال ۱۱ سلسلے ٹیلیفون کے تھے۔ جنکی لمبائی ۷۰ میل تھی اور ۲۰۳۵ ڈاکخانہ تھے جنکی معرفت ۲ کروڑ ۱۸ لاکھ خطوط و اخبار وغیرہ تقسیم ہوئے۔ صیغہ تار و ڈاک سے اس سال ۱۳ لاکھ ۴۳ ہزار لیوا آمدنی ہوئی اور ۳۲ لاکھ ۱۰ ہزار لیوا خرچ ہوئے۔

سکے اور ساکھ بلگیریا میں ایک نیشنل بنک ہے جسکا صدر مقام صوفیا میں ہے اور فلپ پولی رسچک اور وارنا میں اسکی شاخیں ہیں۔ اسکا سرمایہ چار لاکھ پونڈ ہے جو سرکاری خزانہ کو بہم پہونچایا گیا ہے۔ تیس ہزار پونڈ اسکا ریزرو فنڈ ہے اور ۱۶ ہزار پونڈ کی مالیت کے اس کے نوٹ چلتے ہیں۔

عثمانیہ بنک کی ایک شاخ فلپ پولی میں ہے اور ہر ایک ضلع میں گورنمنٹ کی زیر اہتمام ایک ایک زراعتی بنک ہے۔ عام سکے یہ مروج ہیں۔ سونا تانبا اور نِکل کے سکوں کی جو اکثر سنٹیم (ڈالر کا دسواں حصہ) کے نام سے

چاندی کے سکے یہ ہیں ½-۱-۲-اور ۵ لیوا- لیوا ایک فرانک کے برابر ہے نیشنل بنک کے نوٹ مساوی قیمت چلتے ہیں

صوفیا میں انگریزی ایجنٹ اور قونصل جنرل مسٹر الف-ای ایچ الیٹ ہے- اور اسکے علاوہ صوفیا فلپ پولی- رسچک اور وارنا میں نائب قونصل بھی ہیں ۔

نیشنل بنک کا سرمایہ دس یعنی چار لاکھ پونڈ یا ایک کروڑ لیوا ہے- ریزرو فنڈ سرمایہ کی ½ ہے- بنک ۱ کروڑ ۳۰ لاکھ لیوا کی مالیت کے اپنے نوٹ جاری کرسکتا ہے جنکی کفالت میں اسے ۵۴ لاکھ لیوا ہمیشہ کرنسی فنڈ میں نقد جمع رکھنے پڑتے ہیں عثمانیہ بنک نے اب بلگیریا سے اپنا کل کاروبار اٹھا لیا ہے- کل ریاست میں ۸۵ زرعی بنک ہیں جنکا مجموعی سرمایہ تین کروڑ ۸۰ لاکھ فرانک ہے- وہ ضرورت پر نیشنل بنک سے روپیہ قرض لے سکتے ہیں-

صوفیا میں اسوقت برٹش قونصل جنرل و ایجنٹ مسٹر جی بکنین سی بی ہیں جنکے علاوہ صوفیا فلپ پولی رسچک اور وارنا میں انگریزی وائس قونصل بھی ہیں اور برغاس میں قونصل ایجنٹ ۔

دوسری باجگذار ریاست

پہلے سموس دوسری باجگذار ریاست تھی- وہ اب یورپین ترکی میں تیسری باجگذار ریاست ہو گئی ہے- دوسری ریاست دسمبر ۱۸۹۸ء میں جزیرہ کریٹ کی قائم ہو گئی ہے- اس واقعہ کے متعلق کتاب محاربات ملکی میں مفصل ذکر ہے- کریٹ کے متعلق ۱۹۰۶ء کے اڈیشن میں مسٹر کلٹی یہ تحریر کرتے ہیں:-

جزیرہ کریٹ ۱۲۱۱ء سے ۱۶۶۹ء تک ریاست وینس کے تابع رہا- آخرالذکر سال میں ترکوں نے اسے فتح کیا- اسوقت سے لیکر باستثناء عرصہ دس سال از ۱۸۳۰ء تا ۱۸۴۰ء جبکہ مصری وائسرائے اسکا حکمران تھا- یہ جزیرہ ترکی ولایت محسوب ہوتا رہا- جزیرہ کے عیسائی باشندوں کی تقریباً ستر سالہ بغاوت کے بعد ۱۸۹۸ء میں انگلستان- روس- فرانس- اور اٹلی نے بالجبر جزیرہ کو ایک مستقل ریاست بنوا دیا- جو اگرچہ باب العالی کے زیر فرمان رکھی گئی- لیکن خراج کچھ نہ مقرر کیا گیا- اور ۲۶ نومبر ۱۸۹۸ء کو جزیرہ کی حکومت بحیثیت ہائی کمشنر شاہ یونان کے فرزند دوم پرنس جارج کو تین سال کے لیے دیگئی- دسمبر ۱۹۰۱ء میں پہلی میعاد ختم ہونے پر پھر اسکی تجدید کیگئی- جارج نے جو ۲۴ جون ۱۸۶۹ء کو پیدا ہوا تھا- ۲۱ دسمبر ۱۸۹۸ء کو کمشنری کا چارج لیا- اسکو دو لاکھ طلائی درہم سالانہ مشاہرہ ملتا ہے-

شاہزادہ ایک قومی مجلس کے ذریعہ حکومت کرتا ہے- مجلس کے منتخب ممبروں کی تعداد ۲۸- اپریل ۱۸۹۹ء کو فی پانچ ہزار باشندوں کے پیچھے ایک ممبر کے لحاظ سے ۶۴ مقرر کیگئی ہے- دس ممبر پرنس نامزد کرتا ہے میعاد ممبری دو سال ہے- اور مجلس دو سال میں ایک دفعہ اجلاس کرتی ہے- ہر ممبر کو بدوران اجلاس دس

درہم یومیہ معاوضہ ملتا ہے۔ انتظامی صیغہ بالکل پرنس کے ہاتھ میں ہے۔ جو اس کام میں تین وزراء سے مدد لیتا ہے۔ جزیرہ کے خارجی تعلقات سر چہار دول متذکرہ بالا کے ہاتھ میں ہیں۔ اور اونکے معتمدین موجودہ رومہ (پایہ تخت اٹلی) کے ذریعہ طے ہوتے ہیں۔ جنکی فوجیں ابتک جزیرہ میں موجود ہیں۔

(اہالی جزیرہ پرنس جارج کی سخت گیری سے سخت نالاں ہیں۔ اور مسلمانوں پر بہت زیادہ سخت جور و ظلم ہوتا ہے اور وہ لگاتار ترکی علاقوں کو ہجرت کئے چلے جا رہے ہیں۔ جزیرہ کو یونان سے ملحق کرنے کی بہر بار کوشش ہو چکی ہے۔ لیکن یورپ نے ابھی اسے خدا معلوم کس مصلحت سے منظور نہیں کیا۔ مؤلف)

جزیرہ ۱۶۰ میل لمبا ہے۔ عرض ۶ سے ۳۵ میل تک ہے۔ کل رقبہ ۳۳۲۶ مربع میل ہے۔ جو پانچ اضلاع - ۲۳ تحصیلوں اور ۱۷۰ پرگنوں میں منقسم ہے۔ سرکاری مردم شماری ۱ جون سنہ ۱۹۰۰ء آبادی ۳۰۳۵۴۳ ہے جنمیں ۲۶۹۳۱۹ یونانی عیسائی ۳۳۴۹۶ مسلمان۔ اور ۷۲۸ یہودی ہیں۔ سنہ ۱۸۸۱ء و سنہ ۱۹۰۰ء کے درمیان آبادی میں ۲۲۸۹۰ کا اضافہ ہوا۔ عیسائی ۶۲۲۵۶ بڑھے۔ اور اسلامی آبادی میں ۳۹۹۵۵ کی کمی ہوئی۔ سنہ ۱۹۰۰ء کی مندرجہ بالا مردم شماری میں ۶۰۹۶ اجنبی شامل نہیں۔ جنمیں ۳۵۹۳ یونانی رعایا تھے۔ اور ۱۷۰۱ ترکی رعایا۔ تمام باشندوں کی زبان یونانی ہے۔ خانیہ صدر مقام کی آبادی ۲۴۵۳۷ ہے کنڈیا کی ۲۲۷۷۴۔ اور قصبہ ریتی مو کی ۹۳۱۱۔ جزیرہ میں تین ہزار یونانی گرجے۔ تین کیتھولک گرجے ۲۳ یونانی راہب خانے۔ تین راہبات کدے۔ اور ۵۰ جامع مسجدیں۔ عیسائی بشپ اور مسلمان قاضی و مفتی پرنس کی منظوری سے مقرر ہوتے ہیں۔ مسیحی کلیسا کا انتظام ایک مذہبی مجلس کے سپرد ہے۔ (اسلامی مساجد کے متعلق کوئی سرکاری محکمہ نہیں۔ ہاں باہالی نے انکی اور اسلامی اوقاف کی نگرانی کے لئے اپنا ایک معتمد کمیٹی میں مامور کر رکھا ہے۔ مؤلف)

تعلیم بظاہر لازمی ہے۔ والدین کو ۶ و ۹ سال کے درمیان کے تمام بچوں کو تعلیم دلانا واجب ہے سنہ ۱۹۰۲ء میں ۳۹۰ (۳۷۶ مسیحی - ۱۴ اسلامی) قومی مدارس تھے جنمیں ۴۳۵ (۱۹ مسلمان باقی عیسائی) معلم اور ۲۹۱۵۳ (۲۳۴۳ مسلمان باقی عیسائی) متعلم تھے۔ اعلیٰ مدارس یہ ہیں:- ۱۲ یونانی مڈل سکول ۳ زنانہ مدارس۔ دو ورنش سکول۔ ایک مذہبی مدرسہ۔ ایک نارمل سکول۔ دو اعلیٰ علمی مدرسے۔ جن سب میں ۲۴۴۹ (۷۰ لڑکیاں) متعلم تھے اور ۱۲۲ مدرس۔

یونان کے اصول پر ایک عدالت عالیہ۔ ایک عدالت اپیل۔ پانچ ابتدائی عدالتیں۔ ۲۶ آنریری عدالتیں اور تین فوجداری عدالتیں ہیں۔ ۳۱ دسمبر سنہ ۱۹۰۲ء کو جیل میں ۱۹۴ قیدی تھے۔ پولیس میں ۱۰۸۵ شخص ہیں۔ قومی ملیشیا میں ہر کریٹی کو داخل ہونا واجب ہے۔

سال سنہ ۱۹۰۴-۵ء کی آمدنی ۱۰۳۱۰۲۶۷۴۷ درہم (درہم = فرانک) اور خرچ ۳۸۲۵۵۳۴ درہم اندازہ کیا گیا ہے۔ آمدنی بلاواسطہ محاصل اور دیگر ٹیکسوں سے حاصل ہوتی ہے۔ خرچ کی بڑی مدیں یہ ہیں صیغۂ مال ۱۱ لاکھ درہم صیغۂ داخلیہ و پولیس ۱۲ لاکھ، تعلیم و عدالت و کلیسیا ۱۷ لاکھ درہم۔ ہر چہار دُول نے کریٹی حکومت کو چالیس لاکھ درہم قرض دینے کا وعدہ کیا تھا۔ انگلستان۔ اٹلی اور فرانس نے اب تک اپنے اپنے حصہ کے دس لاکھ درہم ادا کئے ہیں۔ روس نے صرف ۳۵۲۵۰۰ درہم تا حال دئے ہیں۔ اور یہی ۳۳ لاکھ ۵۲ ہزار درہم کی رقم اب تک کریٹ کا قومی قرضہ ہے۔

کریٹ کو نیم آزاد ہو جانے پر اپنے رقبہ و آبادی کے لحاظ سے سلطنت عثمانیہ کا قومی قرضہ بحصہ رسدی اپنے ذمہ لینا چاہئے تھا۔ دول یورپ باغلب جو اس موقعہ پر بھی ٹرکی کے حق میں انصاف کرنا شاید روا نہ رکھتی۔ مگر ترکی قرضہ کی مجلس منتظمہ تاریخ آزادی تک جزیرہ کریٹ سے بھی دیگر ترکی ولایت کی طرح پانچ مدات مفوضہ کی آمدنی لیتی رہی تھی۔ اور اس مجلس منتظمہ کو جو یورپین قرضخواہوں کی نائب ہی رہتا تھا آسان نہ تھا۔ بنا بریں اگست سنہ ۱۹۰۴ء میں ہر چہار دول نے یہ فیصلہ کیا کہ کریٹ کی حکومت اس مجلس کو ۱۵ لاکھ درہم یکمشت ادا کر دے اور بیس سال کے لئے محکمہ نمک اور اس کے محصول کو مجلس کی تحویل میں دیدے۔ اور ان دونوں کے عوض مجلس ان حقوق و واجبات سے دست بردار ہو جائے جو اس کو پانچ مدات مفوضہ کی آمدنی لینے کے متعلق کریٹ میں حاصل تھے۔

کریٹ کی بڑی پیداوار روغن زیتون ہے جو زیادہ تر صابن بنانے کے کام آتی ہے۔ شراب۔ نارنگیاں مٹر۔ اخروٹ اور ریشم کی بھی بہت پیداوار ہے۔ بھیڑ بکری بکثرت ہیں۔ قالین اور پردے بھی بنتے ہیں۔ تجارت زیادہ تر یونان اور ٹرکی کے ساتھ ہے۔ سنہ ۱۹۰۲ء میں پانچ لاکھ پونڈ کا مال آیا۔ اور تین لاکھ پونڈ کا گیا۔ سنہ ۱۹۱۰ء میں ۵ لاکھ ۸۰ ہزار کا مال آیا اور چار لاکھ ۴۰ ہزار پونڈ کا گیا۔ اسی سال نو ہزار پونڈ مالیت کا روغن زیتون برطانیہ گیا۔ اس سال ۱۰۰۵ جہاز جن کی پیمائش تین لاکھ ٹن تھی کینڈیا میں داخل ہوئے جن میں سے نصف آسٹرین تھے۔ اور باقی زیادہ تر یونانی و ترکی۔

ڈاکخانہ کا محکمہ مارچ سنہ ۱۹۰۰ء میں قائم ہوا۔ اور اس سال بماہ ستمبر دیگر ممالک کے ساتھ پوسٹل تعلقات قائم ہو گئے۔ آسٹرین۔ فرنچ۔ اور اطالین ڈاکخانوں کے علاوہ ۵۵ ڈاکخانے کریٹی ہیں۔ ٹیلیفون کا سلسلہ اور ریلوے کی تعمیر شروع ہونیوالی ہے۔

سنہ ۱۹۰۰ء میں ایک کروڑ درہم کے سرمایہ سے کریٹی بنک قائم ہوا۔ تیس سال کے لئے اسکو نوٹ جاری کرنے کا اختیار دیا گیا ہے۔ اس عرصہ میں حکومت یا اور بنک نوٹ جاری نہیں کر سکیں گے۔ کریٹی سکے یونانی سکوں

کی ہو بہو نقل ہیں۔ دسمبر سنہ ۱۹۰۰ء سے نومبر سنہ ۱۹۰۱ء تک ۳۶ لاکھ فرنک مالیت کے کریٹی سکے مضروب ہوئے اجنبی ممالک کے سکوں کے چلن کی ممانعت ہے۔ یورپین طلائی سکوں۔ انگریزی شلنگ اور ترکی نقرئی مجیدیہ کے۔

خانیا میں انگریزی قونصل جنرل رہتا ہے۔ جو اسوقت مسٹر ای ڈبلیو ہوورڈ ہے۔ علاوہ بریں خانیا کنیڈیا اور ریتیمو میں قونصل رہتے ہیں۔

تیسری باجگذار ریاست

جزیرہ سموس یہ جزیرہ ایشیائے کوچک کے ساحل کے قریب ہے۔ ۱۱ دسمبر سنہ ۱۸۳۲ء کو اسے روس۔ فرانس اور برطانیہ کلاں کی زیر ضمانت ٹرکی کے ماتحت ایک ریاست بنایا گیا۔ اسکا رقبہ ۱۸۰ مربع میل اور آبادی (سنہ ۱۸۹۴ء کی مردم شماری کے مطابق) ۴۸۹۶۶ ہے۔ انکے علاوہ اس جزیرہ کے ۱۳۵۰۰ باشندے ایشیائے کوچک کے ساحل پر آباد ہیں۔ اجنبیوں کا شمار ۹۱۴ ہے جنمیں سے ۵۶۵ یونانی ہیں۔

سنہ ۱۸۹۳ء میں یہاں ۳۲۶ شادیاں ہوئیں۔ ۱۵۷۷ پیدا ہوئے اور ۱۲۴۸ آدمی مرے۔

سوائے ۳۶ آدمیوں کے کل باشندوں کا مذہب گریک آرتھوڈاکس ہے۔

سنہ ۱۸۹۴-۹۵ء کی آمدنی کا اندازہ ۳۰۲۹۰۲ پیاسٹر اور خرچ کا بھی اسیقدر لگایا گیا۔ اس ریاست کے ذمہ کوئی قومی قرضہ نہیں۔

سنہ ۱۸۹۴ء میں یہاں سے ۱۰۹۱۵۴۳۶۲۲ پیاسٹر کا مال گیا۔ اور ۳۹۴۵۰۷۹۵۱ پیاسٹر کا آیا۔ بڑی اجناس برآمد یہ تھیں۔ شراب ۳۲۵۲۷۶۳۲۸۱ پیاسٹر کی۔ انگور ۱۸۱۹۵۶۹۷ پیاسٹر کے۔ کھالیں یعنی کچا چمڑا ۱۴۱۵۲۱۳۱ پیاسٹر کا۔ تیل ۱۴۱۳۲۳۰۸ پیاسٹر کا۔ درآمد کی بڑی اجناس یہ تھیں۔ اسپرٹ (روح شراب) ۷۴۱۳۱۹۰۳ پیاسٹر کی۔ سکّی ۳۷۶۳۳۲۶۳ پیاسٹر کی۔ نرلفت ۱۵۷۷۴۵۶ پیاسٹر کی۔

سنہ ۱۸۹۴ء میں ۴۲۳۳ جہاز ۵۷۵۹۰۲ ٹن کے بندرگاہ میں داخل اور وہاں سے روانہ ہوئے۔ ان میں سے ۳۱۸ جہاز ۲۹۷۷۳ ٹن کے انگریزی تھے۔ اہالیان جزیرہ ۲۴۳ جہازوں کے مالک ہیں جن کا وزن ۱۳۸۱۷ ٹن ہے۔

سنہ ۱۸۹۴ء میں ۶۲۴۱۲ خطوط اور ۳۷۹۲۳ مطبوعہ کاغذ ڈاک خانہ سے گذرے۔ پیغامات تار کی تعداد ۲۷۴۹ تھی۔

(انڈیشن سنہ ۱۹۰۶ء) بروئے مردم شماری سنہ ۱۹۰۲ء آبادی ۴۲۳۳۹ ہے جنکے علاوہ ۱۵ ہزار یہاں کے باشندے ایشیائے کوچک کے ساحل پر رہتے ہیں۔ ۱۱۹۷ اجنبی آباد ہیں جنمیں ۱۰۸۰ یونانی ہیں۔ سنہ ۱۹۰۳ء

میں ۶۱۱۲ شادیاں ہوئیں۔ ۲۸۰۷۱ پیدایش اور ۱۳۱۷۰ موتیں ۔

سنہ ۱۹۰۵ء کی آمدنی ۳۲ لاکھ ۵۵ ہزار قرش اور خرچ ۳۲ لاکھ ۱۷ ہزار اندازہ کیا گیا۔ قرض ۲۵ لاکھ ۲۹ ہزار قرش ہے۔ جزیرہ میں طوطیا۔ نقرہ آمیز سیسہ۔ تانبا۔ جست اور سنگ مرمر کی کانیں موجود ہیں مگر کان کنی کا کام نہ ہونے کے برابر ہے۔ سنہ ۱۹۰۳ء میں ۱۹۳۷۵۰ پونڈ کا مال باہر سے آیا۔ اور ۱۸۷۳۸۰ پونڈ کا گیا۔ اس سال ۱۶۱۱۸ اسٹیمر اور ۳۴۷۳ بادبانی جہاز جو زیادہ تر ترکی۔ یونانی اور آسٹرین تھے۔ جزیرہ میں آئے۔ اور ۶۰۵۲۲۴ خطوط اور ۱۱۲۴۳ برقی پیام تقسیم ہوئے ۔

سفراء و قونصلیں

۱۔ ترکی کے برطانیہ کلاں میں ﹜ سفیر قسطاقی آفندی انتھوپولوس (عیسائی) مرگیا سنہ ۱۸۹۶ سنہ ۱۹۰۲ء میں مسٹفانی مسورس پاشا
مشیر سفارت۔ نابل بے سنہ ۱۸۹۶۔ عبدالحمید بک سنہ ۱۹۰۶ء۔

سکرٹری اول۔ رفعت بے سنہ ۱۸۹۶ء۔ فخر الدین بک۔ رومیلی بک اوغلو سنہ ۱۹۰۶ء

دوم سکرٹری " قوینی بک۔

بحری اٹاشی۔ کمانڈر غالب بے۔ محمود بک۔

امام سفارت خانہ۔ " محمد رضاے آفندی۔

قونصل جنرل لنڈن۔ فریداللہ آفندی۔ امین آفندی خسرج اللہ

قونصل جنرل مولیل۔ " کامل بک۔

مقامات مندرجہ ذیل میں ترکی قونصل جنرل مامور ہیں۔ لورپول۔ بمبئی۔ کیپ آف گڈ ہوپ۔ مالٹا۔

مندرجہ ذیل مقامات میں قونصل یا نائب قونصل متعین ہیں۔ برمنگھم۔ ڈبلن۔ جرسی۔ نیوکیسل آن ٹائین۔ کولمبو (واقع سیلون) جبرالٹر۔ سینٹ لوئیس۔ (واقعہ جزیرہ ماریشس) پائینٹ ڈی گیل۔ کارڈف۔ گلاسگو۔ ہارٹل پول۔ ہل۔ لیتھ۔ مانچسٹر۔ سوتھمپٹن۔ سنڈرلینڈ۔ سوین سی۔ کراچی و مدراس ۔

۲۔ برطانیہ کلاں کے ترکی میں ﹜ سفیر رائیٹ آنریبل سرفلپ ایچ ڈبلیو کری[1] جی۔ سی۔ بی جو سنہ ۱۸۸۹ء سے محکمہ خارجیہ کا مستقل نائب وزیر تھا۔ جنوری سنہ ۱۸۹۴ء میں سفیر ترکی مقرر ہوا۔ (مرگیا سنہ ۱۹۰۶ء میں) موجودہ سفیر سر نفلس اوکانر

مشیر و سکرٹری۔ آنریبل ایم ایچ ہربرٹ سنہ ۱۸۹۶ء (یہ اٹلی کو تبدیل ہوگیا ہے مؤلف) الیت ڈبلیو سٹرانگ۔ سنہ ۱۹۰۶ء

جنگی اٹاشی۔ کرنیل ایچ سی چرم سائیڈ سی بی۔ سی ایم جی۔ لفٹننٹ کرنیل مانسل۔

[1] سنہ ۱۸۹۹ء میں اٹلی کو تبدیل ہوگیا تھا۔ وہیں لارڈ بنا۔ اس سال مرگیا ۔

جج برائے مقدمات انگریزی رعایا۔ اوسوقت خالی ہے۔ (سنہ ۱۹۰۶ء)

نائب جج۔ جی بی پگٹ۔ "

تجارتی سکرٹری (برائے ایشیائی ٹرکی) ایڈورڈ فشر جیرلڈ لا۔

تجارتی اٹاچی اور قونصل۔ ڈبلیو ایچ پنچ سی ایم جی (سنہ ۱۸۹۱ء)۔ (سنہ ۱۸۹۶ء میں فوت ہوگیا ہے۔ مؤلف) ای ویکلی سنہ ۱۹۰۶ء

قونصل بمقام قسطنطنیہ۔ ایچ۔سی۔ای۔آبریس۔ سنہ ۱۹۰۶ء

مندرجہ ذیل مقامات میں انگریزی قونصل جنرل مامور ہیں۔ بغداد۔ بیروت۔ بوشاہر۔ سالونیکا۔ سمرنا۔ ٹریپولی ان مقامات میں قونصل یا نائب قونصل متعین ہیں۔ بنغازی۔ (واقعہ ٹریپولی) ایڈریانوپل۔ ملجرہ۔ دمشق (جزیرہ) کریٹ۔ جدہ۔ یروشلم۔ ارض روم۔ بھوس۔ طرابزون۔ بروصہ۔ ڈارڈینلز۔ گیلی پولی۔ سقوطرا۔ سے۔ اوانا۔ انطاکیہ۔ کینڈیا (واقعہ جزیرہ کریٹ) وان۔ رہوڈس۔ سکالانوآوا۔ خرپوت۔ سیواس۔ مناسطر۔ دیاربکر۔ دیطلس۔ یافہ۔ سمرنا۔ قونیہ۔ اسکب۔ وانہ۔ مؤلف)

سلطنت عثمانیہ کے متعلقہ تالیفات سرکاری وغیر سرکاری مختلف زبانوں میں:-

(الف)۔ اردو۔ (۱) تاریخ خاندان عثمانیہ طبع دوم سنہ ۱۹۰۶ء (۲) بست سالہ عہد حکومت سلطان عبدالحمید خان طبع چہارم سنہ ۱۹۰۶ء (۳) مفروضہ مظالم آرمینیا طبع سوم سنہ ۱۹۰۵ء (۴) واقعات روم طبع دوم سنہ ۱۹۰۵ء (۵) محاربات پلیونا طبع سوم سنہ ۱۹۰۵ء (۶) محاربات تھسلی طبع دوم سنہ ۱۹۰۵ء (۷) ترکوں کی موجودہ ترقیات طبع دوم سنہ ۱۹۰۶ء (۸) حالات استنبول وقسطنطنیہ طبع اول سنہ ۱۸۹۸ء (۹) کتاب ہذا طبع دوم۔ (۱۰) روزنامچہ ترک سنہ ۱۹۰۶ء (۱۱) مصر وانگلستان سنہ ۱۹۰۶ء (۱۲) عراق وعرب سنہ ۱۹۰۶ء (۱۳) نجد وعرب سنہ ۱۹۰۶ء یہہ سب کتابیں دفتر وطن لاہور سے ملینگی۔

(ب) سرکاری۔ ترکی و یورپین زبانوں میں (۱) سالنامہ سلطنت عثمانیہ کا سرکاری سالانہ المنک۔ ترکی میں (۲) رپورٹ محکمہ حفظان صحت (ہیلتھ آفس) ہر سال ترکی میں علیحدہ طبع ہوتی ہے (۳) کونسل عثمانیہ کی قرض کی رپورٹ ہر سال طبع ہوتی ہے۔ ترکی و فرانسیسی میں (۴) کپتان کاول کی کتاب عثمانیہ فوج پر جو انگریزی محکمہ خبر رسانی میں تیار ہوئی سنہ ۱۸۹۴ء میں بزبان انگریزی چھپی (۵) جرمن حکومت کی سالانہ رپورٹ قسطنطنیہ کی تجارت پر مطبوعہ برلن (۶) عثمانیہ قرضہ پر سالانہ رپورٹ مطبوعہ لنڈن (۷) انگریزی قونصلوں کی سالانہ رپورٹیں جو سلطنت عثمانیہ میں مامور ہیں۔ اور نیلی کتاب سرکار کیطرف سے ہر سال شائع ہوتی ہیں (۸) عثمانیہ قانون اراضی مؤلفہ اونگلی۔ انگریزی مطبوعہ لنڈن سنہ ۱۸۹۲ء (۹) انگریزی حکومت کی سالانہ رپورٹ برطانیہ و دیگر ممالک کی باہمی تجارت پر۔ (۱۰) سرکار انگریزی کی خط وکتابت جو ارمنی اضلاع کی اصلاحات کے

متعلق مطبوعہ لنڈن ۱۸۸۹ء (۱۳) سرکار انگریزی کی خط وکتابت مسئلہ مقدونیہ کے متعلق لنڈن ۱۹۰۲ء
بلیو بک ٹرکی نمبر ا۔
غیر سرکاری۔ (۱) آرمینین کوسچن مؤلفہ اڈیٹر وطن۔ انگریزی (۲) برٹش چیمبر آف کامرس کی سالانہ
رپورٹ (۳) سفر مقدونیہ کی کہانی مؤلفہ اباٹ۔ انگریزی مطبوعہ لنڈن ۱۹۰۳ء (۴) کتاب سلطنیہ
اطالین سے انگریزی میں ترجمہ مؤلفہ امیسیز مطبوعہ نیویارک ۱۸۹۶ء (۵) بیٹل فیلڈ آف تھسلی مؤلف
سر ایشمیلڈ بارٹلٹ لنڈن ۱۸۹۷ء (۶) جنگ بلقان و مشرقی مسئلہ مؤلفہ بیکر الوچ پیرس ۱۸۹۹ء (۷) مقدونیہ
اور سلطانی پالیسی۔ فرنچ مؤلفہ بیرارڈ پیرس ۱۸۹۷ء (۸) ترکی فوج کے ہمراہ تھسلی میں انگریزی مؤلفہ بکہم۔ لنڈن
۱۸۹۷ء (۹) قسطنطنیہ شہر سلاطین۔ انگریزی مؤلفہ کلیمنٹ لنڈن ۱۸۹۵ء (۱۰) [illegible] طبع دوم
انگریزی مؤلفہ کالفو یولو۔ لنڈن ۱۸۹۹ء (۱۱) ہسٹری آف دی ترکس انگریزی مؤلفہ سر ایڈورڈ
کریسی طبع دوم لنڈن ۱۸۸۲ء (۱۲) دی ترک اینڈ ہز لاسٹ پراونسز مؤلفہ گرین انگریزی۔ لنڈن
۱۹۰۱ء (۱۳) سلطان اینڈ ہز مجلس دو جلدیں۔ مؤلفہ ڈاوی لنڈن ۱۹۰۲ء (۱۴) عبدالحمید ثانی
مؤلفہ جوڈوری پیرس ۱۹۰۱ء (۱۵) کونسٹنٹی نوپل اینڈ اٹس پرابلمز مؤلفہ ڈاکٹر ہیملن ۱۹۰۱ء
(۱۶) ڈائری آف قسطنطنیہ لیڈی ریلیٹ۔ لنڈن ۱۸۹۳ء (۱۷) آوٹ لائن [illegible] مؤلفہ فریمین
لنڈن ۱۸۷۷ء (۱۸) ویلز آف ٹرکی مؤلفہ لوسی گارنیٹ لنڈن ۱۸۹۹ء (۱۹) کونسٹنٹی نوپل مؤلفہ
کرافورڈ لنڈن ۱۸۹۵ء (۲۰) حدیقۃ الشوامی مسافر و مساکن قیصر کے حالات مؤلفہ حافظ حسین آفندی
مطبوعہ قسطنطنیہ ۱۸۹۶ء (۲۱) ڈائری آف اے ترک مؤلفہ خالد خلیل لنڈن ۱۹۰۳ء (۲۲) تاریخ عثمانیہ جرمن
زبان مؤلفہ ہیمر چار جلد طبع دوم پسٹ ۱۸۳۶ء (۲۳) معاہدات ترکی و برطانیہ مؤلفہ سر ہرٹسلٹ انگریزی
(۲۴) یوروپین کنسرٹ اینڈ ایسٹرن کوسچن (مجموعہ معاہدات) انگریزی مؤلفہ ہالینڈ آکسفورڈ ۱۸۸۵ء (۲۵)
کونسٹنٹی نوپل مؤلفہ ملٹن۔ لنڈن ۱۹۰۴ء (۲۶) جرنل ڈی [illegible] کامرس کانسٹنٹی نوپل فرنچ ہفتہ وار
(۲۷) انویژن آف کریمیا مؤلفہ کنگ لیک۔ لنڈن ۱۸۷۵ء (۲۸) عبدالحمید سلطان لاٹرکی۔ فرنچ مؤلفہ
[illegible] پیرس ۱۹۰۱ء (۲۹) دی سلطان اینڈ دی پاورز انگریزی پادری ملکم میکال لنڈن ۱۸۹۶ء
(۳۰) مجلہ یعنی دیوانی قانون سلطنت۔ ترکی مطبوعہ [illegible] ۱۸۹۵ء (۳۱) لائف آف مدحت پاشا انگریزی
مؤلفہ علی حیدر مدحت لنڈن ۱۹۰۳ء (۳۲) لیٹرز فرام کونسٹنٹی نوپل مؤلفہ مسٹر میکسویل لنڈن ۱۸۹۵ء
(۳۳) ٹرکوئز ان ہز ایسٹ مؤلفہ بلز لنڈن ۱۸۹۸ء (۳۴) برٹش پالیسی ان نیئر ایسٹ [illegible] لنڈن
۱۸۹۶ء (۳۵) ہائی لینڈز آف ایشیاٹک ٹرکی۔ لارڈ پرسی۔ لنڈن ۱۹۰۱ء (۳۶) دی پیپل آف ٹرکی

مولفہ لین پول لنڈن ۱۸۷۸ء (۳۷) ٹرکی مولفہ لین پول لنڈن ۱۸۸۹ء (۳۸) دی فال اینڈ دی سکشن آف ٹرکی مولفہ سالمون۔ لنڈن ۱۸۹۶ء (۳۹) و دی کنکرنگ ٹرک مولفہ سٹیونس۔ لنڈن ۱۸۹۷ء (۴۰) برٹش کونسلر جوریسڈکشن ان دی ایسٹ مولفہ ٹارنگ۔ لنڈن ۱۸۸۸ء (۴۱) دی بلقان کویسچن۔ انڈولاری۔ لنڈن ۱۹۰۵ء (۴۲) سمکرز گائیڈ ٹو فلسطین اینڈ سریا۔ لنڈن ۱۸۹۴ء (۴۳) یروشلیم ازبال۔ لنڈن ۱۹۰۱ء (۴۴) سدرن عریبیا۔ از تھیوڈور بینٹ لنڈن ۱۹۰۰ء۔ (۴۵) رائیڈ تھرو ویسٹرن ایشیا۔ از بگہم لنڈن ۱۸۹۷ء (۴۶) جرنی ان کردستان۔ از بشپ لنڈن ۱۸۹۱ء (۴۷) ٹرکی اینڈ آرمینین اٹروسٹیز از بلس۔ لنڈن ۱۸۹۶ء (۴۸) ٹوران پلسٹائن اینڈ سریا از بیٹن لنڈن ۱۸۹۳ء (۴۹) ٹرانس کاکیشیا اینڈ ارارات۔ از جیمز برائیس لنڈن ۱۸۹۶ء (۵۰) پلسٹائن از کونڈر لنڈن ۱۹۰۰ء (۵۱) ان اسیلورڈ سریا۔ از برٹن لنڈن ۱۸۷۲ء (۵۲) ٹریولز ان ایشیا مائنر۔ از ڈیوس لنڈن ۱۸۳۹ء (۵۳) جرنی تھرو یمن از ہیرس لنڈن ۱۸۹۳ء (۵۴) گائیڈ ٹو پلسٹائن اینڈ سریا۔ از میکمان لنڈن ۱۹۰۵ء (۵۵) سنائی اینڈ پلسٹائن از سٹانلی لنڈن ۱۸۵۶ء (۵۶) عریبیا کریڈل آف اسلام از زدیمر اڈنبرا ۱۹۰۰ء (۵۷) دار الاسلام۔ انگریزی و (۵۸) مصر فاتح ترکی صوبجات۔ سرور نیاکیس۔ لنڈن ۱۹۰۱ء (۵۹) ٹو ہیرز ان پلسٹائن اینڈ سریا از تھامس لنڈن ۱۸۹۹ء (۶۰) ہینڈ بک فار ٹریولرز ان ایشیا مائنر۔ ٹرانس کاکیشیا۔ پرشیا اتسٹرا۔ از سروین لنڈن ۱۸۹۵ء (۶۱) شیخ محمد بن ...... الحقائقی کی فصیح کتاب جنوبی فرقد و حالات ٹریپولی پر مطبوعہ پیرس ۱۹۰۳ء (۶۲) ٹریپولی از انگلستان کیفز ابرحیم من اہولٹ کی کتاب مطبوعہ لیپزک ۱۸۸۱ء (۶۳) لالیف ان ٹریپولی از ہیٹاپین مطبوعہ لورپول ۱۸۹۲ء ۔

چوتھی باجگذار ریاست

مصر[۱] **حکمران** خدیو عباس حلمی پاشا۔ پسر محمد توفیق پاشا مرحوم ۱۴ جولائی ۱۸۷۴ء کو پیدا ہوا۔ ۷ جنوری ۱۸۹۲ء کو اپنے باپ کی وفات پر تخت نشین ہوا۔ پرنس اقبال خانم سے شادی کی

لہ انگریزی قبضہ مصر کو وہاں کی عام رعایا جس نگاہ سے دیکھتی ہے وہ مضمون مندرجہ ذیل سے معلوم ہو جائیگا۔

انگریزی قبضہ مصر کے مسئلہ پر ہم کئی دفعہ بالتفصیل بحث کر کے یہ ظاہر کر چکے ہیں کہ معاملات خارجیہ میں انگلستان کو جو مشکلات حادث ہو رہی ہیں یا جن کے پیش آنیکا قوی احتمال ہے اونکی زیادہ حصہ کا باعث یہی قبضہ مصر ہے۔ ٹرکی کو اس ناجائز غصب نے سخت برافروختہ کر رکھا ہے۔ اور روس۔ فرانس و جرمنی وغیرہ کو بھی عنایت انگلستان کے

باقی اگلے صفحہ پر

جس کے بطن سے ۱۲ فروری ۱۸۹۵ء کو شہزادی امینہ خانم متولد ہوئی - خدیو کا ایک چھوٹا بھائی محمد علی ہے جو ۲۸ - اکتوبر ۱۸۷۵ء کو پیدا ہوا - اور دو بہنیں ہیں - خدیجہ خانم ۲ مئی ۱۸۷۹ء کو پیدا ہوئیں اور نعمت خانم ۶ نومبر ۱۸۸۱ء کو -

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۰) مقبوضات میں ہر روز وسعت پیدا ہوتے جانا ہرگز مرغوب نہیں انگلستان کے برخلاف جب چاہیں خطرناک اتفاق کرنے کا موقعہ اور بہانہ دیدیا ہوا ہے -

ہم تسلیم کرتے ہیں کہ انگلستان بھی آمادہ ہو دول یورپ کی توجہ کو ہٹاتے رکھنے کیلئے کچھ کم تدبر و حسن لیاقت ظاہر نہیں کر رہا ہے کیونکہ آئے دن جھگڑے پیدا کرتے رہنے کا بڑا ادعا یہی ہے جس عاقبت کی کامیابی میں سلطنت عثمانیہ کی عیسائی رعایا کی بعض شرارت کن جماعتیں اوسکو کافی مدد دیتی رہتی ہیں - مگر تجربہ کی ماں کبتک خیر منائے گی - اگر انگریزوں نے مصر کو نہ چھوڑا تو آخر ایک دن یہ خوفناک واقعہ پیش آ ہوگا - اس امر کو چند مرتبہ شرح و بسط کو ساتھ بتایا جا چکا ہے کہ اعلیحضرت باوجود طاقت و قابلیت رکھنے کے انگریزوں کو کیوں نہیں مصر سے جبراً نکالدیتے - اوسکا اعادہ نامناسب ہے اور جو لوگ آجکل کے تعلقات بین الاقوام اور ملکی تدبیروں اور چالونکو سمجھتے ہیں - وہ بخوبی جانتے ہیں کہ دول یورپ کا ایکبیک متفق ہوکر انگریزونکو مصر سے نکالنے کیلئے کمر بستہ ہو جانا امر غیر اغلب ہے - اس مواد کے پکنے کیلئے کچھ عرصہ چاہیئے جس کے لئے کل سامان بتدریج مہیا ہو رہے ہیں - جبتک مواد پختہ ہو ہم اس بحث کو ترک کرکے معاملہ کے دوسرے رخ کو جسپر اب تک کچھ تحریر نہیں ہوا لیتے ہیں -

یوروپین اقوام کو بالعموم اور انگریزی اقوام کو بالخصوص جہاں خداوند کریم نے اور قابلیتیں اور اوصاف عطا کر رکھے ہیں - اونکے ساتھ ایک خاص وصف بھی دے رکھا ہے کہ وہ اپنے افعال کو جو از سرتاپا خودغرضی اور ذاتی منفعت پر مبنی ہوں - کمال عبارت سے خالص خیرخواہانہ ظاہر کرتے اور ظاہر کرنے میں اصرار کرنیکی قابلیت رکھتے ہیں - انگلو انڈین پارٹی کو جانے دو - اس جماعت کے افراد سے شاید ہندوستان کی کمبخت آب و ہوا نے اس وصف کو سلب ایل کردیا ہے کہ اونمیں سے اکثر یہ کہنے سے دریغ نہیں کرتے کہ ہمنے ہندوستان کو بزور شمشیر فتح کیا ہے اور بزور شمشیر اسپر حکمران اور قابض رہیں گے - انگلستان کے رہنے والوں سے پوچھو تو سومیں سے نوے لا ریب یہ جواب دیں گے کہ ہم محض ہندیوں کو فائدہ اونکو تہذیب و آدمیت سکھانے کیلئے ہندوستان پر قابض ہیں - ہندوستانی آج خود حکومت کرنے کے قابل ہو جائیں تو ہم ابھی ہندوستان سے چلے آتے ہیں - ہماری کوئی ذاتی غرض اس سے وابستہ نہیں ہے - کوئی ان بزرگواروں سے پوچھے یا تو خود بڑے سادہ لوح ہیں یا مخاطبین کو بیوقوف سمجھتے ہیں - کیونکہ جبتک کوئی قوم اس قابل ہو جائے تو وہ

ملہ جون ۱۸۹۶ء میں عقد ہوا جس کے بطن سے ایک لڑکی ... متولد ہوئی ... ۲۷ نومبر ۱۸۹۹ء ...
محمد عبد المنعم (ولیعہد) ۲۰ فروری ۱۸۹۹ء (۱) شہزادی لطیفہ خانم ۹ ستمبر ۱۹۰۰ء (۲) پرنس عبد القادر ۱۴ فروری ۱۹۰۲ء -

مصر کا موجودہ حکمران محمد علی کے خاندان کا ساتواں فرمانروا ہے۔ محمد علی ۱۸۰۶ء میں مصر کا گورنر مقرر کیا گیا۔ اور ۱۸۱۱ء میں اوسنے جنگی قوت سے اپنے تئین ملک کا مطلق العنان حاکم بنا لیا۔ سلطان محمود ثانی کے زمانہ میں اوس کی یہ روش رہی کہ کبھی سلطان کا تابع فرمانروا رہا۔ اور کبھی باغی ہو گیا۔ حتی کہ

(بقیہ حاشیہ ۹۱) دوسری قوم کو اپنے پر حکومت کرنے دیتی ہے۔ مگر خدا کا شکر ہے کہ ہندوستان کی قدرتی وضع اور ہندوستانیوں کی فطرت ہی کچھ ایسی واقع ہوئی ہے کہ ایسا نامراد وقت جبکہ ہندوستان انگریزی پرامن حکومت کے فیض و برکت سے محروم ہو کبھی نہیں آئیگا۔ خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا مصر پر یہی نقطہ ہر ہی کہا جا سکتا ہے ہم قطعًا مصر اور مصریوں کے مفاد کے لئے تابعین ہیں۔ جو لوگ کہ یہ جانتے والا خدا ہے۔ انسان صرف ظاہر پر حکم لگا سکتا ہے ممکن ہے انگریزوں کی اس سے نیت کچھ اور ہو۔ مگر ہم صرف اونکے زبانی اظہار کو معرض بحث میں لانے کے مجاز ہیں۔ اور اوسکی نسبت یہ فیصلہ کرنا ہے کہ وہ کہاں تک درست ہے یا غلط۔ انگریز اپنے دعوے کی تائید میں اور اونکے مخالفین فرانس جرمنی اوسکی تکذیب میں بہت سی شہادت پیش کرتے ہیں۔ یہ دو فریق اہل الغرض ہیں۔

ہمارے خیال میں خود مصریوں کی شہادت سے بڑھکر کوئی دوسری شہادت اسبارہ میں معتبر نہیں ہو سکتی۔ ہم اوسکو ذیل میں درج کئے دیتے ہیں ناظرین اوسکو پڑھکر خود فیصلہ کر لیں گے۔ کہ انگریز اپنے دعوی میں کہاں تک سچے ہیں۔ پیلن کا اخبار ووسی پوسٹ مورخہ ۱۴ اکتوبر ایک مصری شاہد کا بیان جو ضروری تمہید کے حسب ذیل لکھتا ہے:۔

مصطفی کامل مصری برلن میں وارد ہوا ہے۔ تمام ہمارے اخبار کے ناظرین سے پوشیدہ نہیں ہے ہم اوسکے پولیٹیکل اسکیم یعنی انکا جو اونہوں اپنے وطن مصر سے شایع کئے ہیں پہلے ذکر کر چکے ہیں۔ آج (۱۴ اکتوبر) ہمارا نامہ نگار اوس سے ملنے گیا اور بہت دیر تک اوس سے گفتگو کرتا رہا۔ اس گفتگو میں جو باتیں اوسنے بلاد نیل کے استقبال کے متعلق ظاہر کیں اون سے پایا جاتا ہے کہ اس شخص کو اپنے وطن سے صادق محبت ہے۔ اسلئے ہم اسکا ملفوظ کو جو کہ ہمیشہ کسی آیندہ پرچہ میں پیش کرینگے وہ مضمون بعنوان مصر و انگلینڈ ۱۶ اکتوبر کے پرچہ میں حسب ذیل درج ہیں:۔

یہ پوشیدہ نہیں ہے کہ مسئلہ مصر کا تصفیہ جرمنی کے لئے نہایت ضروری اور فایدہ بخش ہے کیونکہ افریقہ میں ہماری نو آبادیاں قایم او مشرق میں ہماری تجارت کے ترقی ہو جانے سے نہر سویز کا معاملہ ہمارے لئے مہتم بالشان ہو گیا ہے اور ہمارے لئے یہ نہایت ضروری ہو گیا ہے کہ یہ تری کا یہ رستہ آزاد رہے۔ مگر اسمیں کچھ شک نہیں کہ انگلستان ایک دن وادی نیل کے مالک بننے کی سعی کریگا۔ جسکی مراد دوسرے لفظوں میں نہر سویز کی مالکیت ہوگی۔ اسی سبب سے اقتدار مصر پر قبضہ انگریزی کے مسئلہ میں مصروف ہو کر لیتے نفس سے یہ سوال کر رہی ہے کیا قوم اس قبضہ پر راضی ہے اور اوسکو مدت مدید تک ذلت وخواری کے ساتھ برداشت کریگا یا اوسکی غلامی کے رشتہ سے آزاد ہوتا ہے؟

یہ طبعی امر تہا کہ وہ تمام لوگ جو اپنے وطن کی موجودہ حالت کو دیکھکر کڑہ رہے تھے۔ وہ ل یورپ کو اپنی امداد پر کہا

آخر کار انہوں نے بغاوت کر دی جسکا خاتمہ ۱۸۳۹ء میں سلطان عبدالمجید کے زمانہ میں اس شرط پر ہوا کہ سلطان
نے دول یورپ کی پانچ دول عظام کی زیر ضمانت ۱۳ فروری ۱۸۴۱ء کو شہنشاہی فرمان ہمایوں جاری کر کے محمد علی

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۵) اور اہل وطن کو اپنے وطن کی آزادی کی کوشش کرنے کے لئے تیار کر دیا ہے جو مصریوں کی تحریک کے
متعلق [illegible] شائع کر کے تمام یورپ میں اپنے خیالات اور جذبات کو مشتہر کر دیا۔ دو مہینے ہوتے ہیں کہ ہم نے اسی مسئلہ
کے متعلق وہ بے نظیر رسالہ کا ذکر کیا تھا کہ جو مشہور مصری نوجوان مصطفے کامل کے قلم سے نکلا ہے جنہوں نے اپنی زندگی اور عمر کا
حصہ گویا اپنے وطن کی خلاصی اور اپنے ملک کے آزاد کرانے پر وقف کر دیا۔
ہم اپنے اس کام کی تکمیل کے لئے بعد ازیں یہ ضروری سمجھتے ہیں چنانچہ یہاں پر ہم [illegible] کا اداب قلم اور مدبرین مصری
حالت [illegible] کہ انگریزوں کا مصر خالی کر دینے کی ضرورت کا یقین دلانے کے لئے آیا ہے اور وہ دیگر
دار الخلافوں اور شہروں میں بھی ایسا کر چکا ہے۔
ہمکو یقین ہے کہ ہمارے ناظرین آزادی مصر کے مسئلہ کے متعلق اس محب وطن مصری کی رائے معلوم کر کے بہت
استفادہ حاصل کریں گے۔ [illegible] ایسا ہو کہ [illegible] حیات تازہ کی [illegible] پوشاک پہنکر پیدا ہوگی
اور کل جہان کی توجہ عنقریب اپنی طرف مبذول ہوگی۔
آج ہم مصطفے کامل اور اپنی ملاقات کا [illegible] کرتے ہیں۔ وہ لکھتا ہے کہ ہم لوگوں کے دلوں میں یہ خیال [illegible]
سے پیدا ہوا ہے کہ [illegible] آزادی [illegible] مذاہب [illegible] اغراض [illegible] حاصل کرنے جائے جیسی کہ مصریوں کی
غرض [illegible] ہو تو ہم [illegible] جب ہم نے مصطفے کامل مصری کو دیکھا جس نے غلامی سے اپنے ملک کو
آزاد کرانے کے لئے یورپ میں سیاحت کی ہے تو نوعمر جوان پایا تو حیرت زدہ رہ گیا لیکن اوس کے پاس چند منٹ ٹھیرنے
سے [illegible] بھول گیا کہ میں ایک جوان کے پاس بیٹھا ہوا ہوں بلکہ یہ سمجھنے لگ گیا کہ میں ایک عمر رسیدہ سے گفتگو
کر رہا ہوں جسکو تجارب دنیا اور [illegible] نے آزمودہ کار بنا دیا ہوا ہے کیونکہ اوس کا ایک ایک لفظ میں حب وطن
کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ عجیب و غریب استقلال اوسکی بات سے ٹپکتا ہے۔ اور اوسکی آنکھوں کی چمک بتا دیتی ہے کہ وہ اپنے
ارادہ پر راسخ القدم ہے۔ میں نے اوس سے پہلا سوال یہ کیا کہ کس پولیٹکل جماعت نے تمہیں یورپ آنے پر مامور کیا ہے؟ اوس
نے جواب دیا میرے ملک کے فرائض اور میرے نفس نے کیونکہ جب میں نے اپنے ملک کی دردناک حالت کو دیکھا اور میرے نفس نے
مجھکو ہوشیار کیا کہ میرے آبا و اجداد کے وطن مالوف کی مجھ پر حقوق ہیں تو اپنے دوستوں کی صلاح و مشورہ کے بعد میں نے یورپ
کو جانا ضروری سمجھا مجھے یہ کام اختیار کئے تقریباً دو برس ہو گئے ہیں۔ میں انگریزوں کی بدعہدی کے خلاف جو مصر کے متعلق معاہدے
اور بالخصوص علانیہ جلیل القدر [illegible] کیا ہے جو ہمارے ملک پر قابض ہیں۔ [illegible] میں مصروف ہوں۔ اور جہاں کہیں
میں گیا ہوں عدل پسند اشخاص نے میری تائید کی ہے اور خدا کا شکر ہے کہ ایسے لوگوں کی یورپ میں کمی نہیں ہے

(باقی اگلے صفحہ پر)

مصر کو مستقل ولی تسلیم کر لیا - اور مصر کی حکومت اوس کے خاندان کو ہمیشہ کے لئے عطا کرکے وراثت تخت کے لئے وہی قانون اور قواعد مقرر کئے جو تخت قسطنطنیہ کے واسطے مقرر ہیں - اسمعیل پاشا مرحوم سے پہلے حکمران

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۳) میری فریاد خواہ ابھی موثر ہو - یا میرے بعد اسکا اثر میرے مرنیکے بعد ہو - میں جبتک زندہ ہوں اپنے وطن کے حقوق ادا کرتا رہونگا - اور ہر ایک قوم کے آزادی پسند صاحب ضمیر کے پاس مصر کو آزادی دلانے کے واسطے فریاد کرتے جاؤنگا - دوسرا سوال - کیا انگریزوں پر مصریوں کو اعتبار نہیں رہگیا - اور تمکو نا امیدی ہوگئی ہے کہ وہ ایفائے وعدہ نہیں کریں گے ؟

جواب - بیشک مصریوں کو انگریزوں پر اعتبار نہیں رہگیا اور ہم سب کو یقین ہوگیا ہے کہ انگریز ہرگز بھی خود کسی دن بھی اپنے وعدہ کو پورا نہیں کریں گے - اوائل قبضہ میں مصریونکو انگریزوں پر بڑا اعتبار تھا - ہمکو یہ گمان تک نہیں ہوسکتا تھا کہ انگریزوں جیسی مہذب اور بزرگ قوم کے لوگ کبھی نقض عہد کریں گے اور اپنی عزت اور دیگر اقوام کی عزت کو بھی چٹ کر جائیں گے - اور اونکی عزتوں کو مایۂ تجارت بنائیں گے - یہ لوگ جو مصر میں امن قایم کرنے اور مدت قلیل کے بعد واپس چلا جانے کے لئے داخل ہوئے تھے اب اپنے تئیں نیل کے محافظ پکارتے ہیں -

"انگریزوں کے ہماری نسبت جو کچھ برے ارادے ہیں وہ صاف ظاہر ہیں حتی کہ لبرل لوگ بھی جو بظاہر کہتے ہیں کہ وہ تخلیہ کے حامی ہیں خبیث نیت رکھتے ہیں - مسٹر گلیڈسٹون نے پچھلے برس مجھے لکھا تھا کہ کئی برس ہوئے تخلیہ مصر کا وقت پہونچ گیا تھا یعنی کہ اوس وقت انگریزوں کو مصر کا خالی کر دینا واجب تھا - اور اب بھی ہے - ایسا تسلی بخش جواب پاکر میں نے مسٹر مذکور کو دوبارہ لکھا کہ آپ مسئلہ مصر پر تقریر کرکے گورنمنٹ کو ایفاء وعدہ کی تحریک کیجئے - اور گورنمنٹ ٹرکی کو فقط اپنے حقوق کے ایفاء پر جو اوس کے اور اوسکی رعایا کے درمیان ہیں مجبور کرنے کی نصیحت کرنے سے پہلے خود اونکو ایفائے معاہدات کی نصیحت کیجائے - مجھے تو امید تھی کہ مسٹر موصوف میری درخواست کو قبول کریں گے - مگر وہ یہ جواب دیتے ہیں کہ میں اس وقت ایک عام حیثیت کا شخص ہوں - مجھے مسئلہ مصر میں دخل دینا مناسب نہیں مسئلہ آرمینیا میں دخل دینے کے لئے - اور وہ بھی بلا ضرورت - یہ سب عذر غائب ہوگئے - پس جب ان لوگوں کا یہ حال ہے جو تخلیہ مصر کی ضرورت کے قایل ہیں تو دوسرے انگریزوں کی نیت خود بخود معلوم ہو سکتی ہے"

تیسرا سوال - کیا خدیو بھی انگریزونکی نسبت ایسا ہی خیال رکھتے ہیں جیسا کہ اونکی قوم ؟

جواب - بیشک خدیو کسی طرح سے کسی مصری سے کم نہیں - وہ جب سے مسند نشین ہوئے ہیں اونکے خیالات ظاہر کر رہے ہیں کہ وہ اس قبضہ سے سخت ناراض ہیں - اور اوسی دن سے محبت وطن جماعت کو تقویت و طاقت دن بدن پہنچ رہی ہے جو لوگ اونکے اخلاق و شجاعت سے واقف ہیں وہ جانتے ہیں کہ اونکی خاموشی ضعف یا ترک حقوق کیوجہ سے نہیں ہے - بلکہ یہ کہ وہ صابر ہیں اور فرصت و موقعہ کے منتظر ہیں - اونکو اپنے خاندان کی تاریخ بخوبی یاد ہے اور اونکو معلوم ہے

ولی ہی کہلاتے تھے۔ مگر شاہی فرمان مورخہ ۲۷ مئی سنہ ۱۸۶۶ء کے روسے ولی کی جگہ خدیو المصر کا خطاب عطا کیا گیا اور اوسی فرمان کے روسے مصر کا خراج تین لاکھ ساٹھ ہزار پونڈ سالانہ کی جگہ ۷ لاکھ ۲۰ ہزار پونڈ ہو کر تخت مصر کی

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۵) کہ اس عیسوی صدی کے شروع میں جب انگریزوں نے اونکے جد امجد محمد علی پاشا سے مصر لینا چاہا تھا تو اونھوں نے اونکو مار کر باہر نکال دیا تھا۔ عباس پاشا بھی اس عزت کے حصول کے لئے بیتاب رہتے ہیں اور وہ اپنے حقوق کی محافظت کے مقابلہ میں جبکہ محافظت حقوق محبت امت اور شرف خاندانی سے بھی مرتبط ہے جان کی کوئی حقیقت نہیں سمجھتے۔

چوتھا سوال۔ کیا انگریزوں سے مصریونکو جو نفرت ہے وہ سب یوروپین لوگونکی طرف سے بھی ہے جو مصر میں مقیم ہیں؟

جواب۔ نہیں۔ محمد علی پاشا کے وقت سے مصری اور یوروپین لوگوں میں کمال اتحاد اور موافقت رہی ہے اور قبضہ انگریزی کے بعد تو ہم دونوں کی اغراض انگریزوں کے برخلاف اور زیادہ متحد ہو گئی ہیں۔ ہاں اگر یوروپ نے ہماری دادرسی نہ کی اور مسئلہ مصر کا تصفیہ مدت تک نہ کیا گیا تو ہم لوگ خیال کرنے لگ جائیں گے کہ کل یوروپ اس قبضہ کو چاہتی ہے اور وہ کل مسلمانوں سے مذہبی بغض رکھتا ہے۔ اسوقت البتہ مصری یوروپین لوگوں سے بھی متنفر ہو جائیں گے"۔

برلن سے روانہ ہو کر ۱۹۔ اکتوبر کو مصطفےٰ کامل وائنا پہنچے۔ اور اکثر کبار دولت اور معزز اخبارات کے رپورٹروں سے ملاقات کی۔ پارلیمنٹ کی دارالامراء کے پریسیڈنٹ اور شہنشاہ آسٹریا کے مشیر خاص نے اون سے خاص طور پر ملاقات کی۔ وائنا کا سربرآوردہ اخبار نیو فریز پریس مورخہ ۲۲۔ اکتوبر اپنے پرچہ میں مصطفےٰ کامل کا مفصل مکالمہ درج کرتا ہے۔

(۱) کیا مصریوں کو قبضہ انگریزی سے رنج پہنچ رہا ہے؟

جواب۔ ہاں۔ دو وجہ سے۔ ایک تو یہ کہ انگریزی قبضہ سے باعتبار قوم ہماری عزت زایل ہو گئی ہے۔ دوم اس لئے کہ قبضہ سے ہمکو ظاہری اور معنوی نقصان پہنچ رہے ہیں۔ انگلستان نے یوروپ سے تخلیہ مصر کا وعدہ کیا اور وزرائے انگلستان نے اپنی تقریروں میں کئی دفعہ اسکا اقرار کیا۔ پس یوروپ کو لازم ہے کہ دولت علیہ عثمانیہ سے احترام معاہدات کی درخواست کرنے سے پہلے انگلستان سے ایسا سوال کرے۔

مصریونکو چونکہ صدمہ پہنچا تھا اون کو انگریزی ماتحتی سے نکلنے کا حق حاصل ہو گیا۔ اس غرض کے حصول کے دو طریق تھے طریق بغاوت و طریق امن۔ پہلے طریق کو ہمنے اپنی جبلی امن پسندی اور یوروپین صلح کی حفاظت کے لئے پسند نہ کیا۔ اور دوسری سبیل اختیار کرکے یوروپ کے کانوں تک اپنی فریاد پہنچانی شروع کی۔ انگلستان کے لئے مناسب تھا کہ وہ اپنے وعدوں اور عہود کا ایفاء اور تخلیہ مصر سے اپنی انسانی محبت اور عدالت کا ثبوت دیتا نہ کہ ارمنیوں سے اظہار محبت اور اونکی حالپر شفقت ظاہر کرنے سے۔ ہم ہر طرح دیکھ رہے ہیں کہ مصر کو انگریزوں سے سخت نقصان پہنچا ہے۔

۲۔ سوال۔ کیا انگریز اپنے قبضہ سے مصر میں امن کو قایم نہیں رکھ رہے؟

جواب۔ ہرگز نہیں۔ امن تو مصر میں عربی پاشا کی قید سے تھوڑے دنوں کے بعد ہی قایم ہو گیا تھا۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

وراثت ترکی قانون کی بجائے کہ خاندان کا سب سے بڑا رکن وارث ہو انگلستانیہ [illegible] کر دی گئی ہے

سلطان عبدالعزیز نے ۱۸۶۶ء میں [illegible] فرمان عطا کر کے خدیو اسمٰعیل اول کو [illegible] اجنبیوں سے تجارتی

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۵) اور کیا یہ انگریزوں کے لیے شرم کی بات نہ ہوگی۔ اگرچہ کہیں کہ ہم مصر میں چھتیس برس تک قابض رہنے کے باوجود بھی امن قائم نہیں کر سکے [illegible]

۳ سوال - تو پھر کیا انگریز اس وقت خدیو کی حکومت کی تقویت کے لیے مصر پر قابض ہیں؟

جواب - ہرگز نہیں مصر کے امراء میں سے رعایا میں کچھ بھی عباس پاشا جب معزول نہیں کیا گیا انگریز یہی وہ لوگ ہیں جو آج اونکی حکومت کے خلاف مصر میں عمل کر رہے ہیں وہ کسی شاہی [illegible] نہیں پہنچ سکتا کل اختیار وزراء کو حاصل ہے جو انگریزوں کے نامزد کردہ ہوتے ہیں [illegible] قصہ مختصر خدیو انگریزوں کے [illegible] کوئی کام نہیں کر سکتا بلکہ اوسکی [illegible] کوشش کی جاتی ہے کہ مصر میں چند اخبار انگریزوں نے جاری کر رکھے ہیں [illegible] خدیو کو [illegible] بدنام کیا جاتا ہے تاکہ اوس کا احترام رعایا کی نگاہ میں کم ہو [illegible]

۴ سوال - تو پھر کیا انگریز مصریوں کی [illegible] تاکہ وہ اپنے ملک کا کاروبار چلانے کے قابل ہو جاویں [illegible]

جواب - ہرگز نہیں سال گذشتہ کل اقبال انگریز [illegible] کرتے ہیں [illegible] کو طالب علموں کے [illegible] کرتے جاتے ہیں - طبی مدرسہ اس امر کی بین مثال ہے [illegible] آج ۹ سے زیادہ نہیں وہ طالب علموں کے اخلاق فاسد کر رہے ہیں - اونکو [illegible] انگریزی اخبار پڑھنے کی ترغیب دی جاتی ہے جنمیں امراء وطن المصری پر طعن و تشنیع ہو [illegible] اور تاریخ کی ایسی کتابیں پڑھائی جاتی ہیں جن میں [illegible] اور اسلامی عقیدہ و مذہبی [illegible] اڑائی گئی ہے - القصہ وہ لڑکوں کی اس طرح سے تربیت کرتے ہیں کہ [illegible] اور وطنیت کا نشان نہ رہ جائے - اور وہ انگریزوں کے غلام اور [illegible] بن جاویں [illegible] کے اعلیٰ عہدوں پر انگریز مامور کر کے وطنیوں کو ہٹا دیا گیا ہے - [illegible] سرکاری عہدہ پر مقرر کیا جاتا ہے - اور کبھی کبھی کسی خائن اور ناقابل وطنی کو بھی مامور کر دیا جاتا ہے تاکہ [illegible] ثابت کیا جاوے کہ مصر اس قابل نہیں کہ خود حکومت کر سکے

۵ سوال - تو پھر کیا انگریز فلاحین (زراعین) کی بہتری اور فائدہ کے لیے مصر پر قابض ہیں؟

جواب - حاشا و کلا - انگریز [illegible] کو بھی تو ایسا نہیں سمجھا [illegible] مصر [illegible] حال میں ایک واقعہ سناتا ہوں - ایک [illegible] تار گھر کا چپراسی ایک انگریز کے پاس تار لیکر گیا - (باقی اگلے صفحہ پر)

معاہدے کرنے اور فوجیں قایم رکھنے کے حقوق بھی جو ہنوز وقت تک مصر کے حکمرانوں کو نہیں دیئے گئے تھے عطا کر دیئے۔ ۱۸۷۹ء میں سلطان المکرم عبدالحمید نے فرانس اور انگلستان کے زور دینے پر اسمٰعیل کو معزول کر دیا۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۶ - اور جب تار حوالہ کر دی تو رسید پر دستخط کر دینے کے لئے کہا۔ انجنیر نے دستخط کرنے سے انکار کیا چپراسی نے فرض منصبی سے لاچار ہو کر مکرر عرض کیا۔ اس کے جواب میں انگریز بہادر نے بندوق اٹھا کر غریب مصری پر جھونک دی جو خون میں لت پت ہو کر بیہوش زمین پر گر پڑا۔ انگریز افسروں نے اس انجنیر کو یہ سزا دی کہ اسکو ہندوستان میں تبدیل کر دیا۔ محکمہ (عدالت) مخصوص کی کارروائیاں جنہیں مصریوں اور انگریز سپاہیوں کے جھگڑوں کی تنازعات فیصل ہوتے ہیں۔ اس سے بھی عجیب ہیں وہ پھانسی تک کا حکم بلا قانون صادر کر دیتا ہے۔ اور تعمیل حکم کی فوراً کئے جانے کا حکم دیتا ہے جو فوراً کر دی جاتی ہے۔

مالی حالت کے لحاظ سے سن لو۔ انگریز اپنے ذات بہا شیوں کو بیش قرار شاہرے دینے کے لئے بیقرار تھے اونہوں نے تنخواہوں کی تعداد بڑھا دی حتیٰ کہ انتظامی محکمہ کا خرچ ستر لاکھ پونڈ ہو گیا۔ حالانکہ معاہدہ لندن کے رو سے دو لاکھ پونڈ خرچ کی حد مقرر کی گئی تھی فلاحین کا قرضہ قبضہ انگریزی سے پہلے ستر لاکھ پونڈ کے قریب تھا۔ اب کروڑ ۲۰ لاکھ پونڈ کی قریب ہے۔

سوال۔ تو پھر کیا انگریز یورپ کی مصلحت و بہتری کے لئے مصر پر قابض ہیں؟

جواب۔ ہرگز نہیں۔ ہرگز نہیں۔ قبضہ مصر سے انگریزوں کی پہلی غرض یہ ہے کہ یوروپین اقتدار کو توڑ دیا جاوے اس لئے نہیں کہ مصر زمانہ آئندہ میں کامل آزاد ہو۔ بلکہ کل قوت کو اپنے ہاتھ میں لینے کے لئے۔ کیا تم نہیں دیکھ رہے کہ مختلط محاکم (عدالتوں) کی موقوفی کے لئے جو مصر میں یورپ کے مفاد کے لئے سب سے بڑی ضمانتیں ہیں کیا زور لگا رہے ہیں اور کیا تمہیں معلوم نہیں کہ جنگی قانون اور پرمٹ گھروں میں انگریزی تجارتی اسباب کے لئے علیحدہ وزن اور معیار رکھے ہوئے ہیں اور انگریزی تجارت کو خاص رعایتیں ملی ہوئی ہیں؟

قصہ مختصر یورپ پر واجب ہے کہ انگریزوں کو بہت جلد ہمارے وطن سے نکل جانے پر آمادہ کرے۔ (اسلام)"

وائنا کا ایک دوسرا اخبار الاکسترا بلاط مصطفےٰ کامل کی نسبت یہ کلمات لکھتا ہے:-

"ہمارے شہر وائنا میں چند دنوں سے ایک مہمان عزیز صاحب شہرت و عزت مشہور مصری لیکچرار (مصطفےٰ کامل) وارد ہے۔ وہ غیور نوجوان ہے۔ اور دو برس سے اوسنے اپنے ملک کو انگریزی تصرف سے آزاد کرانیکا واجب السعی کام اپنے ذمے لے رکھا ہے۔ اس نوجوان کی عمر ۲۳ برس سے زیادہ نہیں ہے مگر اوس کے وطن کی مصیبت نے اسکو خبردار اور آزمودہ کار بنا رکھا ہے۔ وہ مصر سے نکلکر یورپ کے اون تمام شہروں میں پھر رہا ہے کہ باشندے وادی نیل کی حقیقت حال سے آگاہی دے سکتا ہے۔ یورپ کے تمام نامور فضلاء و علماء اور مدبرین و امراء سے اوسکی خط و کتابت یا ملاقات ہے۔ اس سال کے شروع میں یہ جوانمرد کمال دلیری سے یورپ سے وطن مالوفہ کو واپس گیا تھا۔ جہاں اوسکے ہموطنوں نے اوس کا

مصر کے خدیووں کی فہرست یہ ہے :-

نام	تولد	وفات	میعاد حکومت
۱- محمد علی بانی خاندان	سنہ ۱۷۶۹ء	سنہ ۱۸۴۸ء	سنہ ۱۸۱۱ء لغایت سنہ ۱۸۴۸ء
۲- ابراہیم ولد محمد علی	سنہ ۱۷۸۹ء	سنہ ۱۸۴۸ء	جون لغایت نومبر سنہ ۱۸۴۸ء
۳- عباس نبیرہ محمد علی	سنہ ۱۸۱۳ء	سنہ ۱۸۵۴ء	سنہ ۱۸۴۸ء لغایت سنہ ۱۸۵۴ء
۴- سعید بن محمد علی	سنہ ۱۸۲۲ء	سنہ ۱۸۶۳ء	سنہ ۱۸۵۴ء لغایت سنہ ۱۸۶۳ء
۵- اسمٰعیل بن ابراہیم	سنہ ۱۸۳۰ء	سنہ ۱۸۹۵ء	سنہ ۱۸۶۳ء لغایت سنہ ۱۸۷۹ء
۶- محمد توفیق بن اسمٰعیل	سنہ ۱۸۵۲ء	سنہ ۱۸۹۲ء	سنہ ۱۸۷۹ء لغایت سنہ ۱۸۹۲ء
۷- عباس حلمی	سنہ ۱۸۷۴ء	زندہ	سنہ ۱۸۹۲ء

موجودہ خدیو کو ذاتی خرچ کے لئے ایک لاکھ پونڈ سالانہ ملتا ہے ٭

(بقیہ حاشیہ) کمال تزک و احتشام سے استقبال کیا - اونہوں نے اپنا وطن کو بھی ایک لکچر دیا - جو بڑی گرمجوشی کے ساتھ سنا گیا - انگریزوں نے اس عبارت کا بدلہ بڑی کینہ طرزی میں لیا کہ اونکو بھائی کو جو فوج میں عہدہ دار تھا موقوف کردیا - مگر خدیو نے جو رعیت میں اپنے عدل و انصاف سے بہت محبوب ہے - اوسکو پھر بحال کردیا - اس انگریزی انتقام نے مصطفےٰ کامل کو مصریوں کی نگاہوں میں اور عزیز کردیا ٭

یورپ سے رخصت ہوکر مصطفےٰ کامل بوداپسٹ ہوتا ہوا آستانہ علیہ پہنچا - جہاں حضرات ترکوں نے اونکی کمال تپاک سے آؤبھگت کی - بڑے بڑے عہدہ داروں نے ملاقات کی - اور آخر کار بارگاہ حضرت خلافت پناہی میں شرف اندرونہ ملازمت ہوا - اعلیحضرت امیر المومنین نے کمال لطف و مہربانی سے اس نیک نہاد مصری نوجوان کو تمغہ شیر مرصع بالماس مع طرہ شریف مع نیزہ جواہر عنایت کیا - جو ایک طلائی مرصع کار صندوقچی میں بند تھا - یہ خاص الخاص عطا اور تمغہ و امتیازات کئی حصہ زیادہ موجب عزت و شوکت ہے - آستانہ علیہ سے روانہ ہوکر مصطفےٰ کامل ۱۹ نومبر کو اسکندریہ اور ۲۰ نومبر کو المویلحی کا مقدمہ سننے کے لئے القاہرہ پہونچگیا - اس مقدمہ نے جو گورنمنٹ انگریزی اور اوسکے طرفدار اخبار ویکر کو پیدا کیا گیا تھا نہ صرف انگریزوں کی طرف سے اور زیادہ نفرت مصریوں کے دل میں پیدا کردی ہے بلکہ اس سے انگریزی حکام کے طریق عمل کی بھی کیفیت منکشف ہوجاتی ہے مختصر حالات اس مقدمہ قائم کئے جانے کے حسب ذیل ہیں :-

لارڈ کرومر صاحب انگریزی ایجنٹ کی حالات کسی گذشتہ پرچہ میں بتفصیل درج ہوچکے ہیں - اونکو مصر میں ایسا اقتدار حاصل ہے کہ درحقیقت حکومت وہی کرتے ہیں وزرا بھی محض برائے نام ہیں اصل میں تمام وزارتیں بھی انگریزی سکرٹریوں یا افسروں کے زیر اہتمام ہیں مصری قومی تنبہ ہی سے برافروختہ ہورہے تھے کہ اس اندرونی

آئین و حکومت

مصر کا انتظام خدیو کے زیر فرمان وزرا کرتے ہیں ۱۸۷۹ء سے ۱۸۸۳ء تک انگلستان اور فرانس کی طرف سے دو کنٹرولر جنرل مقرر رہے جنکو معاملات ملک کے انصرام میں بہت اختیارات حاصل تھے خدیو کی ڈگری مورخہ ۱۰ نومبر ۱۸۷۹ء جس کے

(بقیہ حاشیہ) وطن پرستوں نے اونکو اور زیادہ بھڑکا دیا۔ نوجوان محبان وطن کی ایک جماعت قایم ہو گئی۔ اور چند اخبار مصر کی آزادی کو طلب کرنے کیلئے جاری ہو گئے جنمیں سے کئی کسی نہ کسی طرح بند ہو گئے مگر زمانہ کی رفتار کے مطابق ویسے ہی اور بھی پیدا ہوتے رہے۔ المؤید بھی انہی آزاد اخباروں میں سے ہے اور اسکو جاری ہوے [illegible] ہوا ہے۔ اکثر مصری اور انگریزی حکام پر یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ چند دشمن ملک اور غدار اخباروں مقطم وغیرہ کو رشوت دیکر انہوں نے اپنا طرفدار بنا رکھا ہے۔ اور یہ اخبار آزاد روش ہیں اونکو دبیچ آزاد رہتے ہیں۔
چنانچہ المؤید نے بھی جو مدت سے کچھ [illegible] ہیں اور یہ پالیسی انگریزی کی مخالفت شروع کر دی تھی۔ اور اونکی آنکھوں میں کانٹا ہو گیا۔ جنکو یہ ایسی اوسپر یہ مقدمہ بھی کھڑا کیا گیا۔ الزام یہ لگایا گیا کہ ۲۶ جولائی ۱۸۹۶ء کو سردار کچنر کیطرف سے وزیر جنگ کو ایک تار موصول ہوئی تھی جو بالکل خفیہ تھی۔ مگر ۲۹ جولائی کے المؤید میں شایع ہو گئی۔ اسیطرح انہی دنوں میں اخبار مقطم کو ایک تار موصول ہوئی تھی جسے المؤید نے بھی اسی وقت بجنسہ چھاپ دیا۔ یہ دونوں تاریں شیخ علی یوسف ایڈیٹر المؤید نے تارگھر کے ملازم توفیق آفندی [illegible] کے ذریعہ حاصل کی ہیں۔ توفیق آفندی پر تار کا افشا کرنے اور شیخ علی یوسف پر جرم مذکور میں شرکت کا الزام لگایا گیا۔ اس الزام کی پولیس نے تحقیقات کر کے لکھدیا تھا کہ المؤید کے ایڈیٹر کے برخلاف کوئی ثبوت نہیں مگر پھر خود بخود ہی ان دونوں ملزموں پر مقدمہ دایر کر دیا۔ جو ۱ نومبر کو قاہرہ کے محلہ عابدین کی عدالت فوجداری میں پیش ہوا۔ محمود بک [illegible] قاضی یا جج تھے۔ سرکار کیطرف سے [illegible] بیرسٹر کار اور ملزموں کی طرف سے ابراہیم بک ھلباوی اور سید احمد حسینی بیرسٹر تھے۔
المؤید کل مصر میں نہایت مقتدر اور ہر دلعزیز پرچہ ہے۔ اس مقدمہ کا دور دور تک شہرہ پہنچ گیا تھا۔ اور صوبجات بعیدہ سے بھی سینکڑوں آدمی مقدمہ سننے کیلئے قاہرہ پہنچ گئے تھے۔ مقدمہ تین دن پیش رہا شہادت استغاثہ کے بعد دونوں بیرسٹروں نے ایسی موثر و نہایت فصیح و بلیغ تقریریں کیں کہ اجراے مقدمہ کے اسباب اور انگریزی عمال کی خصومت کی قلعی کھول دی۔ عدالت نے ۹ نومبر کو حکم سنا دیا توفیق آفندی سرکاری تار کے افشا کے جرم میں تین ماہ قید کا سزایاب ہوا۔ اور سرکاری [illegible] کا چوتھا حصہ اوسپر جرمانہ کیا گیا۔ ساتھ ہی پانچ برس کیلئے ممنوع الملازمت کر دیا گیا۔ اخبار مقطم کی تار کے افشا کے جرم سے اوسکو بری کیا گیا شیخ علی یوسف دونوں جرموں سے بری کئے گئے۔
عدالت نے جس وقت یہ حکم سنایا چاروں طرف سے خوشی کے نعرے بلند ہو گئے۔ اور شیخ صاحب کے دوست اونکو ہاتھوں ہاتھ اٹھا کر عدالت سے گاڑی تک لے گئے۔ شیخ علی یوسف کی عمر ۳۵ برس کی ہے۔ اور مصر کے شہر جرجا کے باشندے ہیں

(باقی اگلے صفحہ پر)

رہنے اونکی تقرری کی اجازت دیگئی۔ کتاب پسنیلہ عہد حکومت کی حاشیہ میں درج ہے کہ ۱۸۸۲ء کے موسم بہار میں عربی پاشا وزیر جنگ کے بغاوت کر دینے پر انگلستان نے مداخلت کی اور بغاوت کو فرو کرکے خدیو کا اقتدار

توفیق آفندی قبطی عیسائی قاہرہ کا باشندہ اور عمر میں ۲۲ سال کا ہے۔ توفیق آفندی نے حکم سزا اور گورنمنٹ نے حکم بریت شیخ علی یوسف کی ناراضگی سے عدالت اپیل میں مرافعہ کیا ہے۔ اس مقدمہ نے انگریزوں کی طرف سے مصریوں کو ایسا بدظن کر دیا ہے کہ تمام محب ملک اخبارات میں انکی ناجائز کارروائیوں کی صاف صاف پردہ دری کی جارہی ہے چنانچہ ایک عربی اخبار نے اپنے مضمون کا عنوان ہی یہ رکھا۔

واذا قیل لهم لا تفسدوا فی الارض قالوا انما نحن مصلحون اور پھر الفاظ کے انگریز مصلحین ومفسدین کے حق میں یہ آیت تحریر کرتا ہے۔ الا انهم هم المفسدون ولکن لا یشعرون۔

ناظرین کو سطور مندرجہ بالا سے مصریوں کا عندیہ بخوبی واضح اور معلوم ہو گیا ہو گا کہ ہماری طرف سے کسی اضافہ کی ضرورت نہیں۔ البتہ یہ سوال کرنے سے باز نہیں رہ سکتے کہ ایسی حالت میں اندرونی بیرونی مخالفت کے مقابلہ میں انگریزی گورنمنٹ کا قبضہ مصر پر مصر رہنا کیا انکے حق میں مضر تو نہیں ہو سکتا؟

۱۹۰۶ء کے شروع میں انگلستان نے ترکی سے جھگڑا کیا۔ کہ مقام عقبہ کو جسے ترکی نے غالباً جزیرہ نمائے سینا میں ہے کیوں قبضہ کر لیا ہے۔ رفتہ رفتہ معاملہ بہت طول کھینچ گیا۔ مگر آخر بصلح وصفائی طے ہو گیا۔ اس سے چند ماہ بعد جون ۱۹۰۶ء میں چند انگریز فوجی افسروں کا طنطا کے قریب دہقانوں سے دنگا ہوا۔ ایک انگریز مر گیا چند زخمی ہوئے دہقانیوں میں سے بھی ایک ہلاک اور چند زخمی ہوئے۔ آخر الذکر کی تو کچھ فریاد نہ سنی گئی۔ مگر انگریزوں کے قصاص میں چار کو پھانسی اور کئی کو حبس دوام یا قید سخت یا بید کی فوراً سزا دی گئی جسکو خود انگلستان کے انصاف پسندوں نے بھی وحشیانہ انتقام قرار دیا۔ ان سے گلو خلاصی کرانے کو انگریزی وزیر خارجہ نے پارلیمنٹ میں کہا کہ مصر میں انگریزوں اور یورپینوں کے برخلاف سخت مذہبی جوش پھیل رہا ہے۔ یہ فساد بھی اوسیکا ایک نتیجہ تھا۔ اگر انگریزی فوج نے جلد تدارک نہ کیا تو نتیجہ اچھا نہ ہو گا۔ کیونکہ یہ جوش صرف مصر ہی میں نہیں بلکہ کل شمالی افریقہ میں پھیل رہا ہے۔ ان دونوں واقعات ومعاملات کی اصلیت اور واضح کیفیت اخبار وطن لاہور کے مندرجہ ذیل مضامین سے معلوم ہو جائے گی:۔

تنازعہ عقبہ شروع تو اس بنا پر ہوا کہ ترکی فوج اوسکے متصل قصبہ طابہ پر کیوں قابض ہوئی۔ مگر اس ہفتہ کی ایک تار سے واضح ہوتا ہے کہ جس طرح سیاسی لحاظ سے یہ معاملہ اصل فریقین یعنی تابع ومتبوع تک محدود نہیں ہے انگلستان دخل دہی کا خود کو نہ صرف مجاز بلکہ حقدار سمجھ رہا ہے۔ اسی طرح علاقہ تنازعہ کی حدود میں بھی دن بدن اضافہ ہوتا گیا ہے بحیرہ روم کی جانب ترکی و مصری سرحد بندر العریش کے قریب سے شروع ہوتی ہے۔ بعض نقطہ آغاز کو ترکی بندر غزا اور مصری بندر العریش کے مابین بتاتے ہیں۔ اور بعض اوسکا محل وقوع بندر العریش کے مابین بتاتے ہیں۔ (باقی اگلے

پھر قائم کرادیا۔ اس مداخلت میں فرانس نے انگلستان کا ساتھ نہ دیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ (انگریزوں نے) ۸ جنوری ۱۸۸۳ء کو خدیوی ایک حکم جاری کرا کر انگلستان اور فرانس کے مشترکہ اقتدار کا خاتمہ کرادیا۔ اور اسکی جگہ خدیو نے

اور بعض اوسکا محل وقوع بندر العریش کے متصل قرار دیتے ہیں۔ اس سرحد کا دوسرا سرا موجودہ قابضان مصر کے موجودہ بیان کے مطابق عین ترکی بندر عقبہ کے مغربی مضافات پر ختم ہوتا ہے جسکی رو سے کل جزیرہ نما سینا مصر کی طرف چلا جاتا ہے مگر خود مصر ہی کے اسلامی اخبارات کے بیان کے مطابق یہ سرا نہر سویز کے مشرقی سرے پر بندر سویز کے محاذ ختم ہو جاتا ہے جسکی رو سے جزیرہ نما سینا کا بڑا حصہ ترکی قلمرو میں محسوب ہوتا ہے۔ حد کی اصل موقعہ کے متعلق مزید بحث آگے چلکر کیجائے گی۔ پہلے اوس معاملہ کا ذکر کیا جاتا ہے۔ جس نے اس تنازعہ کو بقول رائٹر زیادہ سنگین بلکہ توحش خیز بنا دیا ہے۔

کہا جاتا ہے کہ ترکی فوج نے سرحد کی شمالی سرے یعنی العریش کے متصل جو روشنی کے مینار ساحل کے قریب تھے اونکو ہٹا دیا ہے۔ مخبر یہ نہیں بتاتا کہ کیوں ایسا کیا گیا۔ اور یہ مینار اب تک کس کے اہتمام میں تھے۔ تاہم اس خبر سے کم از کم یہ ضرور مترشح ہو رہا ہے کہ ترکی حکومت اس سرحد کے جنوبی حصہ کیطرف یعنی بجانب عقبہ وطابہ ہی فوجی مستعدی نہیں دکھا رہی۔ بلکہ شمالی حصہ کیطرف بھی۔ جو خاص سرزمین مصر اور بحر روم سے نسبتاً بہت قریب ہے کچھ نہ کچھ مزید فوج جمع کر دیگئی ہے۔ اور یہی دو طرفہ مستعدی کشیدگی کے بڑھانے کا باعث ہوئی ہے۔ گو ٹائمز اصلیت کو چھپا کر صرف روشنی کے میناروں کے مفروضہ انہدام کو ایک لمبی چوڑی دغا اور زہر آلود دھمکیوں کی بنا قرار دیتا ہے۔ وہ لکھتا ہے سلطان نے بلا وجہ موجودہ صورت قائم کر رکھی ہے۔ وہ اندنوں نازک تر ہو گئی ہے ہمیں خبر پہونچی ہے کہ ترکوں نے العریش کی سرحد پر جو روشنی کے مینار تھے وہ ہٹا دیے ہیں۔ انحالات میں یہ ناممکن ہے کہ ہم اس قسم کے واقعات سے جو براہ راست اس ہم آہنگی کو برباد کرنے والے ہیں چشم پوشی کر سکیں جبکہ مصر میں بعض سازشی جنمیں بعض اہل وجاہت رکھنے والے بھی ہیں از راہ بیوقوفی پیدا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔"

ٹائمز کی نسبت یہ مسلم ہے کہ ترکوں اور سلطنت عثمانیہ کے متعلق اوسکی رائے تو درکنار۔ اوسکے بیان کردہ واقعات بھی بالعموم صداقت اور راستی سے معرا ہوتے ہیں۔ وہ یا اوس کا نامہ نگار بارہا ٹرکی کی نسبت بالکل بے سر پیر کی خبریں گھڑنے کے مرتکب ہو چکے ہیں۔ ممکن بلکہ اغلب ہے کہ یہ خبر بھی اسی قسم کی ہو۔ اور وہ انگریزی قوم میں جوش پیدا کرنے اور سلطان کے برخلاف ایک نیا طومار لکھنے کے لئے کوئی بہانہ ہاتھ میں لانے کی واسطے وضع کی گئی ہو لیکن جیسا کہ اوپر لکھا جا چکا ہے اسمیں شک نہیں کہ ترک ضرور اسطرف بھی کچھ نہ کچھ مستعدی دکھا رہے ہونگے۔ یہ ممکن نہیں کہ وہ ایک ایسے موقع کی استحکام کے لئے تو ہزارہا فوج بے آب و گیاہ اور لق و دق ریگستان میں جمع کر دیں۔ جو مصر سے سینکڑوں میل پرے ہے اور نسبتاً بہت قریب کے علاقہ کی حفاظت و محفوظیت کے لئے کچھ اہتمام نہ کریں۔ لیکن جبتک وہ اپنی حد کے اندر رکیں

انگلستان کی سفارش پر ایک انگریز کو مالی مشیر مقرر کیا جسکو متفق الرائے ہوئے بغیر مالی معاملات کے متعلق کوئی فیصلہ نہیں ہو سکتا۔ اس مالی مشیر کو کونسل وزراء میں شامل ہونیکا استحقاق حاصل ہے۔ مگر وہ عاملانہ اختیارات

یہ انتظام کریں کسیکو معترض ہونیکا کوئی حق حاصل نہیں ہو سکتا تھا۔ خواہ کوئی دوراندیشی اس امر کی کیسی ہی متقاضی کیوں نہ ہو کہ انکو اس اہتمام میں کامیاب ہونے دیا جائے۔ پس ممکن ہے کہ کسی اچھی ہی دور اندیشی نے یہ غلط تدبیر سجھائی ہو۔ کہ روشنی کے میناروں کے اصل یا فرضی واقعہ کو چھیڑ چھاڑ کا بہانہ بنالیا جائے۔ اگر یہ مدعا نہ ہوتا تو تاجر کی تحریک کے دوش بدوش ہی یہ خبر سننے میں نہ آتی کہ انگریزی وزراء نے جزیرہ نما سینا کے مسئلہ پر باہم جمع ہو کر غور کیا ہے۔ اور اصلاح و مشورہ سے یہ فیصلہ کیا ہے کہ انگریزی جنگی جہاز تباہ شدہ روشنی کے میناروں کے معاملہ کی تفتیش کے لئے العریش بھیجا جائے۔ اور کہ گورنمنٹ برطانیہ اس امر کا عزم بالجزم کر چکی ہے کہ مصری سرزمین پر سے ترکی افواج کے ہٹائے جانے پر وہ پورا پورا اصرار کریگی۔ جس عزم کو مدنظر رکھکر عام رائے صورت حال کو بہت اہم اور نازک تصور کر رہی ہے۔

ایک انگریزی جنگی جہاز خلیج عقبہ میں طابہ کی نگرانی کے لئے پہلے سے ہی موجود تھا۔ اب ایک اور اس سرحد کی عین دوسرے سرے پر جا رہا ہے۔ ادھر خاص مصر میں انگریزی فوج کی جمعیت برابر بڑھائی جا رہی ہے۔ پچھلے سال سے وہاں صرف ساڑھے تین ہزار فوج موجود تھی۔ جو کلیم پیدل تھی۔ سوار اور توپخانہ نہ رکھے گئے تھے۔ پہلا دوسری فوج بھیجنے کا فیصلہ ہوا۔ اور حال میں ایک اور رسالہ بھیجنے کا جسمیں توپخانہ اور فوج سواران بھی ہوگی۔ اس دوسرے اضافہ سے انگریزی فوج مصر میں پانچ ہزار ہو جاویگی۔ ہر ایک کو معلوم تھا کہ اس اضافہ کی وجہ تنازعہ عقبہ ہے۔ مگر گورنمنٹ اب تک امر مخفی کنایتاً ظاہر کرتی رہی صراحت کو خلاف مصلحت سمجھتی رہی۔ لیکن اب معاملہ کچھ ایسا پیچیدہ ہو گیا ہے۔ کہ اس خفیف سی پردہ داری کی بھی ضرورت نہیں سمجھی گئی۔ اور وزیر خارجیہ انگلستان نے صاف صاف اعتراف کیا ہے کہ مصر میں بے چینی بڑھ رہی ہے جسکا ایک بڑا باعث وہ کارروائی ہے۔ جو بالفعل سرحد مصر پر کی گئی ہے۔ اس بیان میں یہ امر صاف نہیں کیا گیا کہ بے چینی کی نوعیت کیا ہے۔ آیا مصری ترکی کے برخلاف ناراض ہو رہے ہیں یا اس معاملہ میں انگلستان جو کچھ حصہ لے رہا ہے اسپر چین بہ جبیں ہو رہے ہیں۔ مگر وزیر موصوف کی یہ خاموشی اصلیت کو نہیں چھپا سکتی۔ گزشتہ ہفتہ کا یہ تار کہ مصر کے اسلامی اخبار ترکی کو حق بجانب سمجھتے ہیں۔ اصل کیفیت کو ظاہر کرتا ہے۔ اور مسٹر ایڈورڈ گرے کا اغماض اس خیال کو تقویت پہنچا رہا ہے۔

خلاصہ کلام اس معاملہ کی تمام اصلیت سے یہ معلوم ہوتی ہے کہ ترک نہ صرف طابہ کو خالص ترکی علاقہ بتاتے ہیں۔ بلکہ کل جزیرہ نما سینا کو۔ اور چاہتے ہیں کہ اس علاقہ پر آئندہ قرار واقعی اپنا عمل دخل رکھیں۔ ساحل بحر روم کی طرف بھی وہ سابقہ لاپروائی کی تلافی کر رہے ہیں۔ اور چاہتے ہیں کہ اس افواج کو بھی فوجی لحاظ سے خاص مستحکم بنالیں

رکھنے والا عہدہ دار نہیں ہے۔ (خدیو نے سنہ ۱۹۰۴ء میں ایک فرمان صیغہ مال کے متعلق نافذ کیا جو ۸ اپریل سنہ ۱۹۰۴ء کے معاہدہ میں فرانس اور انگلستان میں تسلیم کیا گیا اور بطور ضمیمہ اوس کے ساتھ لگایا گیا ہے۔ اس کے رو سے صیغہ مال کو کئی موجودہ پابندیوں سے سبکدوش کیا گیا ہے۔ اور جب وہ پورا پورا نافذ ہو گیا تو پھر کوئی ترمیم سنہ ۱۸۸۵ء کے معاہدہ لنڈن پر دستخط کنندہ دول کی بلا اجازت نہیں ہو سکے گی۔)

مصری حکومت بہ انتظام خود یا انگریزی حکومت کی ایما سے اپنی سرحد کے متصل اپنی شہنشاہی طاقت کے جدید اہتمام کو اطمینان کی نگاہ سے نہیں دیکھتی۔ اور کل جزیرہ نما سینا کو اپنا حق بتاتی ہے اور اس حق کو محفوظ رکھنے کے لئے جسکی جنگی لحاظ سے اہمیت حجاز ریلوے نے ظاہر کر دی ہے وہ طابہ ایسے چھوٹے سے خطہ پر بھی ترکوں کے قابض ہو جانے پر معترض ہو رہی ہے کیونکہ اسے خطرہ ہے کہ ایک جزو کے متعلق خواہ وہ کیسا ہی قلیل کیوں نہ ہو۔ اس کے خاموش رہنے سے یہ نتیجہ نکال لیا جائے کہ وہ کل سے دستبردار ہو گئی ہے۔ لیکن مصر کے سلطان بانفسہ اس معاملہ میں مصری حکومت سے اتفاق نہیں رکھتے۔ اور خود خدیو بھی ابھی کوئی قطعی فیصلہ نہیں کر سکے۔ ورنہ غازی مختار پاشا اب تک انکے ساتھ سلسلہ گفتگو جاری نہ رکھتے۔ ٹائمز نے بعض اعلیٰ وجاہت رکھنے والے اشخاص کی طرف جو اشارہ کیا ہے ممکن ہے وہ خود خدیو کے ہی متعلق ہو۔ تیسرا فریق اس معاملہ میں انگلستان ہے جو بظاہر تو خود ساختہ حامی کی حیثیت سے مصری حقوق کی حفاظت کا مدعی ہے اور محض اسی ادعا کی وجہ سے ہر طرح کے اعتراضات کا آماجگاہ بن رہا ہے۔ کیونکہ ترکی تو جدا ہی رہے۔ خود مصری بھی جنکی حمایت کا وہ دعویدار ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ انگلستان شرعاً قانوناً اور اخلاقاً کسی ایسے معاملہ میں جو ترکی اور مصر کے درمیان متنازعہ فیہ ہو ہرگز ہمارے محافظ بننے کا ادعا نہیں کر سکتا۔ ترکی اور مصر مذہباً و عہداً ایک ہی شے ہیں۔ مصر کا کسی غیر سے کوئی جھگڑا ہو تو ہم خود اس سے بخوشی طالب امداد کی درخواست کریں۔ جب مدعی و مدعا علیہ عملاً ایک ہی شخص ہوں تو گواہ کیسے اور حامی کیسے۔

لیکن دوسری طرف دنیا سازی اور سیاسی مصلحت انگلستان کو اپنی اصل پوزیشن کی صاف وضاحت سے مانع ہے وہ خود اور کل دنیا جانتی ہے کہ انگلستان سب سے اول اپنی اغراض کی بہتری اور ہندوستان و انگلستان کے رستہ کو اپنے قابو میں رکھنے کے لئے مصر پر قابض ہے۔ اور جبتک اسکا بس چلیگا قابض رہے گا۔ اور یہ ایسے امر کا حتی الامکان انسداد و تدارک کریگا۔ جو اس قبضہ میں مخل ہو سکتا ہے۔ یا ہونے والا ہو مگر دنیاداری اوسے کبھی زبان سے اوسکا اقبال نہ کرنے دیگی۔ زبانی وہ یہی کہیگا کہ ہم مصر کی بہتری کے لئے وہاں متصرف ہوں۔ اور اوسکی حفاظت و صیانت اور اوسکے حقوق کی نگہداشت کے لئے اسے ترکی سے بھی جھگڑنا ہوں۔ یہ ایسا بدیہی التصنع اور بے حس گراوٹ کا نقشہ ایسا مضحکہ ہے کہ معاملہ پر اس پہلو سے کچھ بحث کرنا محض تضیع اوقات ہے۔ خواہ منطقی دلائل لا کر پیش کیجائیں اور خواہ امثلہ سابقہ تنازعات مصر و روم میں انگلستان کی بدخلقی کی پیش کیجائیں دنیا میں ایک بھی منصف مزاج قائل نہیں ہو سکتا۔

مصری وزارت میں اس وقت چھہ وزیر ہیں۔ جنکو بہ تفصیل ذیل محکمے سپرد ہیں۔

۱۔ پریسیڈنٹ کونسل وزراء جو وزیر صیغہ اندرونی بھی ہوتا ہے۔

۲۔ وزیر محکمہ مال۔

۳۔ وزیر معدلت عامہ۔

۴۔ وزیر صیغہ جنگ۔

۵۔ وزیر محکمہ جات تعمیرات و تعلیم عامہ

۶۔ وزیر صیغہ خارجیہ۔

کہ انگلستان اس بنا پر مداخلت و حمایت کی کوئی جائز بنا اور وجہ رکھتا ہے۔ سلئے اس سے قطع نظر کرکے وطن اس پہلو کو لیتا ہے جو اصل بنا ہے۔ اور جو یہ ہے کہ انگلستان اپنے دیگر مقبوضات کی حفاظت کیخاطر مصر پر قابض ہے اور رہنا چاہتا ہے۔ اور یہی خواہش کبھی کویت کبھی عدن اور کبھی عقبہ و عریش کے بہانہ سے اسے ٹرکی کے مقابل سیاسی لبساط پر سرگرم ترک و تازہ بنائے رہتی ہے۔

ٹرکی ابتک ہر موقعہ پر مدافعت کی پہلو پر رہی ہے۔ کون کہہ سکتا ہے کہ کویت یا عدن کے اندرونی علاقہ کبھی بھی اور کسی بھی صورت میں انگلستان کو ٹرکی سے مرجح حق حاصل ہے۔ وہاں کے معاملات میں اوسکی مداخلت بلا شبہ ترکی حقوق میں دست اندازی کرنے کی مرادف تھی۔ حتیٰ کہ طابہ کی معاملہ میں بھی اگر ترکوں کے بیان کو مان لیا جائے تو وہ مدافعت کے ہی پہلو پر ہیں۔ مداخلت و تعرض مصر و انگلستان ہی کیطرف سے ہوا ہے۔ اور اگر انگلستان کا بیان صحیح سمجھا جائے تو بھی ٹرکی کی پیشدستی چنداں اہم متصور نہیں ہو سکتی۔ طابہ عقبہ سے جو مسلم طور پر ترکی قصبہ ہے۔ صرف ۸ دس میل ہے۔ اور اس مقام اور نہر سویز کے درمیان کئی سو میل لق و دق چٹیل میدان حائل ہے۔ اور بنا برین طابہ کا قبضہ جنگی لحاظ سے مصر پر فوجکشی کرنے میں ٹرکی کو عقبہ سے بہتر ہرگز کچھہ کام نہیں دے سکتا۔ اوس سے کوئی بڑی سے بڑی غرض حاصل ہو سکتی ہے تو فقط یہ کہ عقبہ کی حفاظت کیلئے ایک اوٹ پوسٹ (بیرونی چوکی) کا کام دے یعنی بجائے اس کے کہ حملہ آور دشمن کی مزاحمت عین عقبہ کی دیواروں کے قریب کیجائے۔ سات آٹھہ میل پرے سے اوسکی مقاومت کا سلسلہ شروع کر دیا جائے۔ یعنی اس صورت میں بھی ٹرکی در اصل مدافعت ہی کے پہلو پر ہوگی۔ خواہ طابہ پر اوسکا قبضہ ہی ہو کیونکہ یہ قبضہ مصر پر فوجکشی کرنے میں کچھہ بھی مدد نہیں دے سکتا۔ اور اسی سے یہ نتیجہ نکال لینا غلط نہیں ہوگا۔ کہ آج سے بیس سال بعد ٹرکی کا خواہ کیا ارادہ ہو۔ مگر سر دست وہ مصر پر حملہ آور ہونیکی ہرگز نیت نہیں رکھتی۔ پس اس اندیشہ کی بناپر ٹرکی سے بگاڑنا کبھی قرین دانشمندی نہیں ہو سکتا۔

اگر کوئی معترض کہے کہ انگلستان کی اسوقت کی خواہش ٹرکی کو کسی آئندہ وقت میں مصر پر حملہ کرنیکی تیاری

یکم مئی ۱۸۸۳ء کو خدیو نے ایک بنیادی قانون نافذ کرکے اپنے ملک کی حکومت کو آئینی طرز پر چلانے کے لئے چند انتخابی مجالس قایم کیں۔ اور ہر بالغ مرد کو رائے دینے کا حق عطا کیا گیا۔ یہ مجالس حسب ذیل ہیں:

کو مکمل کر لینے کے قابل بنا دے گی۔ اور اگر سینا پر اونکا حق مان لیا گیا تو وہ عقبہ سے سویز تک ریل تیار کر لینے سے مصر کو خوب طرح اپنی زد میں لے لیں گے۔ اس لئے بمصداق "گربہ کشتن روز اول باید" انگلستان سر چشمہ ہی کو کیوں بند نہ کر دے تو اسکا جواب یہ ہوگا کہ ہم مان لیتے ہیں کہ انگلستان ترکوں کو سینا سے بیدخل کرنے میں کامیاب ہو جائیگا لیکن عقبہ سے لیکر العریش تک سینا کے محاذ کے علاقہ پر تو وہ بھی ترکی کی حکومت مانتا ہے اور اس لئے ایکطرف عقبہ سے اور دوسری طرف قدس سے العریش تک ریل بنانے میں بغیر بلا وجہ اعلان جنگ کر دینے کے اور کسی طرح مزاحم نہیں ہو سکتا۔ اور اگر العریش تک ریل بنجائے تو وہ ترکوں کو مصر پر حملہ آور ہونے میں ویسی ہی مدد دیگی جیسی کہ عقبہ سویز ریلوے۔ پس طابہ کے معاملہ میں فقط اس دور اندیشی سے ترکوں کے ساتھ بگاڑ کرنا محض بے فایدہ ہو جائے گا۔ ہاں اگر عقبہ عریش ریلوے کی تیاری کو بھی روکنے کا عزم بالجزم ہو خواہ مخاصمانہ جنگ کرنا پڑے پھر موجودہ نزاع کو بیشک جسقدر پیچیدہ چاہے بنالے۔ لیکن اس صورت میں یہ بحث اُٹھے گی کہ کیا قبضہ مصر ایسا ضروری ہے کہ ترکی سے جنگ کرکے بھی اسے قایم رکھنے کی کوشش کیجائے تو بیجا ہوگا۔

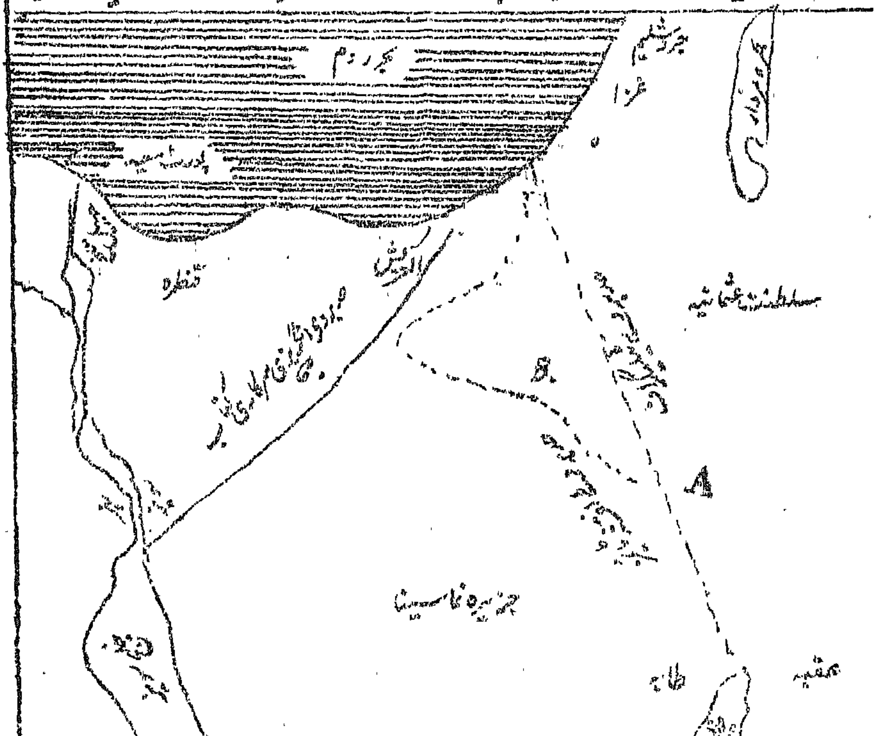
وطن کی رائے میں یہ قبضہ ہرگز ایسا ضروری نہیں۔ انگلستان ہندوستان پر ڈیڑھ سو سال سے قابض ہے اور مصر پر صرف ۱۸۸۲ء سے۔ اگر انگلستان سوا سو سال تک بلا قبضہ مصر ہندوستان پر نہ صرف قابض رہ سکا۔ بلکہ ہر روز اپنے مقبوضات کو بڑھاتے رہنے کے قابل رہا حالانکہ اسے آجکی نسبت دریائی سفر میں بڑا چکر کاٹ کر طے کرنا پڑتا تھا تو اوس زمانہ میں ہرگز یہ دعوی صحیح نہیں ہوگا کہ انگریزی قبضہ ہندوستان قبضہ مصر پر منحصر ہے۔ علاوہ بریں جنگ کرنے میں ترکی خود یقیناً سالہا سال تک ہرگز پیشدستی نہیں کرے گی۔ لیکن اگر اوسے جنگ پر مجبور کیا گیا تو قطع نظر اس عام ہیجان اور آزردگی کے جو طبعاً تاج برطانیہ کی بالواسطہ اور براہ راست دس کروڑ مسلمان رعایا کے دلوں میں پیدا ہوگی۔ کوئی شخص دعوی سے نہیں کہہ سکتا کہ اس جنگ میں انگلستان ضرور ہی غالب رہے گا بلکہ ظن غالب اس کے برعکس ہے۔ ترکی کو بھی بیشک سخت سخت نقصان طرح طرح کے اُٹھانے پڑیں گے۔ اور انگریزی بیڑہ جہازات ضرور اکثر سواحل کو برباد کریگا۔ لیکن چونکہ ترکی کچھ بھی بحری تجارت نہیں رکھتی انگلستان کی بحری قوت ترکی کو کوئی ایسا گزند نہیں پہونچا سکے گی جو اوسکی قومی زندگی کے حق میں مہلک ہو سکے اور اس کے مقابل ترک مصر پر اتنی فوج لا سکیں گے جسکی مزاحمت کے لئے انگلستان شاید ہی کافی فوج بہم پہونچا سکے۔ محاربۂ ٹرنسوال میں انگلستان نے بیشک تین چار لاکھ آدمی جمع کر لئے تھے جو مصر سے نسبتاً بہت زیادہ فاصلہ پر تھا لیکن وہاں انگلستان کے لئے میدان کھلا پڑا تھا۔ کوئی اور طاقت مزاحم نہ تھی مصر کے معاملہ میں ضرور اور طاقتیں

(لیجسلیٹو کونسل (مجلس اضعات قانون) جنرل اسمبلی (مجلس عام) اور پراونشل بورڈز (صوبہ وار مجلسین)

بھی مداخلت کرینگی - اور اگر انگلستان نے ٹرکی کو مغلوب بھی کر لیا تو باقی سلطنتیں ہرگز اجازت نہ دینگی کہ انگلستان قابض کی بجائے مصر کا مالک و فاتح بھی بنجائے - ہمارے ہیں انگلستان کی پالیسی کی غلطی ثابت کرنے کیلئے اسقدر دلایل پیش کیجا سکتی ہیں کہ کئی صفحات بھی ان کے ذکر کیلئے کافی نہیں ہوسکتے لیکن سردست وطن کچھ زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں دیکھتا - اور اسی پر ختم کرتا ہے کہ خدا کرے کہ موجودہ لبرل گورنمنٹ کا طریق عمل ایسا نہو جیسا کہ سنہ ۱۸۸۲ء میں لبرل گورنمنٹ کا رہا تھا - اور لبرل ٹرکی معاملات میں بھی اسم با مسمیٰ ثابت ہوں - نہ کہ مخرب امن و امان عالم - سرحد کا معاملہ اوس کے متعلق سردست اوس خط کے ترجمہ پر اکتفا کیا جاتا ہے جو اڈیٹر وطن نے سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور کو لکھا تھا - اور اوس کے پرچہ مورخہ ۲۰ اپریل سنہ ۱۹۰۶ء میں چھپ چکا ہے -

(ترجمہ خط) ٹرکی اور مصر کی سرحدی لائین - جناب بندہ - لنڈن میں جو بعض اخبارات شایع ہوتے ہیں انمیں سے بہت سے اخبارات کچھ عرصہ سے ٹرکی اور مصر کے مابین متنازعہ فیہ مقامات کے بالکل غلط اور دھوکا دینے والے نقشے شایع کر رہے ہیں جس سے تعجب نہیں کہ اصلی واقعات کے سمجھنے میں عوام کو غلط فہمی پیدا ہو -

مثال کے طور پر وہ نقشہ پیش کیا جاسکتا ہے جو لنڈن کے ڈیلی گرافک مورخہ ۵ اپریل میں شایع ہوا ہے - اس نقشہ میں ایک سیدھی سرحدی لائین دکھائی گئی ہے جو ٹرکی بندر غزہ اور مصری بندر العریش کے درمیان



لیجسلیٹو کونسل وضع قانون کے معاملات میں صلاح دہندہ مجلس ہے۔ تمام قوانین عامہ ٹیڑال و معان

بحیرہ روم کے ایک مقام سے شہر سویز کے متوازی مگر مذکورہ سے کئی سو میل کے فاصلہ پر پاس شہر عقبہ کے مغربی حدود کے نزدیک لاکر ختم کی گئی ہے۔

اٹلس جیکلا پیڈیا برٹینیکا کے ضمیمہ جات کے ہمراہ سنہ ۱۹۰۳ء میں جو نقشہ جات کی ایک جلد شایع ہوئی اس کے دیکھنے سے فوراً معلوم ہوجائیگا کہ ٹیلیگراف مصری اغراض کی حق میں بڑی فیاضی سے کام لے رہا ہے۔ ٹائمز نصف بالائی سرحدی حصہ کو ایک سیدھی لائن میں ظاہر نہیں کرتا بلکہ ایک مثلث کی شکل میں جو مصر کی جانب بڑھی ہوئی ہے اور جسکی ہر ایک جانب قریباً سو میل لمبی ہے ظاہر کرتا ہے۔ ٹائمز کے نقشہ کا اسلئے حوالہ دیا گیا ہے کیونکہ وہ ٹیلیگراف کی غلطی کو ایک حد تک واضح کرتا ہے۔ ایک صحت ایسی کہ اس نقشہ کی رو سے بھی جو کسی قدر ٹرکی کے مفید ہے جزیرہ نما سینا کا بہت بڑا حصہ مصر کی حدود میں دکھایا گیا ہے حالانکہ مصر کے تمام اسلامی اخبار اسے بلا اشتراک بالعبائی کا ملک ثابت کر رہے ہیں۔

ڈپلومیٹک اور قونصلر رپورٹوں کے سلسلہ نمبر ۲۶۰۵ میں ٹرکی کی ہرجی کے تحت اور قسطنطنیہ کی تجارت بابت سنہ ۱۹۰۱-۱۸۹۹ء کی رپورٹ میں جو جولائی سنہ ۱۹۰۱ء میں پارلیمنٹ کے دونوں حصوں کے روبرو فارن آفس سے پیش کی گئی ایک نقشہ بھی شامل تھا جن میں سے ایک میں تجارتی رستے کا راستہ دکھاتے ہوئے شاہی سلطنت عثمانات اور باجگذار ریاست کی سرحد ایک ایسی سیدھی لائن سے دکھائی گئی ہے جو کہ بحیرہ روم کے ایک مقام سے شروع ہوکر سویز کی طرف بڑھتی چلی گئی ہے۔ اور جزیرہ نما سینا کا بہت سا حصہ ٹرکی کے علاقہ میں چھوڑ کر سویز کے پاس جاکر ختم ہوگئی ہے۔

ہمیں کلام نہیں کہ سلطان المعظم نے عباس ثانی کو نیابت خدیویت کا جائز حقدار قرار دینے کے متعلق جو فرمان جاری کیا اس کی رو سے اسکی جزیرہ نما سینا کے ایک حصہ میں چند ذاتی حقوق بھی عطا کئے تھے لیکن ان حقوق سے ثابت نہیں ہوتا کہ خدیو یا اسکی حکومت کو جزیرہ نما کے متعلق جو کہ ہمیشہ سے ٹرکی عملداری میں شامل سمجھا جاتا رہا ہے کوئی حاکمانہ حقوق بھی سونپ دئیے گئے تھے۔ اور تسلیم ہوچکا ہے کہ طابہ میں مصری حکومت نے جو قرنطینہ کا کیمپ قایم کیا ہے اسکے متعلق اس نے پہلے سلطان المعظم سے باقاعدہ اجازت حاصل کرلی تھی۔

ٹرکی و مصری سرحد کا معاملہ نازک ہوتا جاتا ہے۔ اس ہفتہ سب سے پہلے یہ خبر آئی کہ مصر میں انگلستان کی خلاف پرجوش ہیجان بڑھتا جاتا ہے۔ اسلامی اخبار اور سو معلوم کر رہے ہیں۔ اور مساجد میں اس مضمون کے خطبے پڑھے جاتے ہیں کہ انگریزی حکومت کو مصر و ٹرکی کے معاملہ میں دخل دینے کا حق حاصل نہیں ہے۔ اسکے ساتھ ہی یہ خبر ملی کہ خدیو مصر بھی یورپ کی سیاحت کے لئے روانہ ہوگئے ہیں۔ تار میں یہ نہیں بتایا گیا کہ خدیو اس دفعہ معمول سے کئی

کے لئے پہلے اوس کے روبرو پیش ہوتی ہیں۔ مگر گورنمنٹ اوسکی صلاح ماننے پر مجبور نہیں۔ اوسمیں تین

ہفتے پہلے کیوں گئے۔ اور کیا قسطنطنیہ کے رستہ گئے ہیں۔ یا سیدھے کسی اور یورپین ملک کو۔ اس روانگی سے دو ہی نتیجے نکل سکتے تھے۔ ایک یہ کہ خدیو اس معاملہ کو چنداں اہم نہیں تصور کرتے۔ دوم یہ کہ اونکو بھی انگلستان سے اتفاق رائے نہیں۔ مگر ایک طرف تو نہ اسکی کھلم کھلا مخالفت کو قرین مصلحت سمجھتے ہیں۔ اور نہ اپنی اسلامی رعایا کے جوش کو دبانے پر رضامند ہیں۔ اور بنا بریں دونوں طرف سے الگ تھلگ رہنے کیلئے طرسیر کو چلدیئے ہیں۔ دوسرے دن یہ خبر آئی کہ وزیر خارجہ نے پارلیمنٹ میں بیان کیا ہے کہ ترک تا فیصلہ کمیشن مقام متنازعہ طابہ کو خالی کرنے سے منکر ہیں۔ البتہ باب عالی نے انگریزی سفیر کو یہ اطلاع دی ہے کہ ایک کمیشن العریش کو بھیجدی جائے گی۔ اور اگر اوس نے معلوم کیا کہ حدبندی کے نشان واقعی منہدم کر دیئے گئے ہیں۔ تو وہ اونکو از سر نو تعمیر کریگی۔ تیسرے دن صرف یہ خبر آئی کہ سلطان المعظم نے قیصر جرمن کے تین چھوٹے لڑکو نکو مرصع عثمانیہ تمغے اور قیصر کی شاہزادی کو تمغہ شفقت ارسال کیا ہے۔ چوتھے دن ۲۵ مئی کے ایک تار نے نہ صرف بلحاظ طوالت پہلے دن کی خاموشی کی کسر نکالدی۔ بلکہ کل دنیا کو چونکا دیا۔ اوسکا ملخص حسب ذیل ہے:۔ بقول سٹینڈرڈ جرمن سفیر مقیم لنڈن نے انگریزی حکومت کو یقین دلایا ہے کہ مصری سرحد کے معاملہ میں انگلستان سے تنازعہ ہوجانیکی صورت میں سلطان جرمنی سے مدد ملنے کی ہرگز امید نہیں رکھ سکتے۔ اگر یہ خبر درست ہے تو گو اسلامی دنیا کو قیصر کی احسان فراموشی اور خودغرضی پر سخت حیرت ہوگی۔ لیکن اس سے اوسے رنج نہیں پہنچ سکتا۔ کیونکہ کوئی بھی مسلمان پسند نہیں کرتا کہ ٹرکی اپنے کسی استحقاق کے منوانے میں کسی غیر کی مدد کی متوقع ہو لیکن بعد کی خبریں واقعی سخت افسوسناک اور تشویش بخش ہیں۔ اور یہ سوال پیدا کرتی ہیں کہ کیا ٹرکی اور انگلستان دونوں ملکوں میں کوئی بھی ایسا مآل اندیش اور انصاف پسند مدبر نہیں رہا۔ جو صلح و صفائی سے اس خرخشہ کو طے کر لیتا۔ خبر مذکور یہ ہے۔ انگلستان نے کل (۳ مئی کو) ٹرکی کو ایک مراسلہ بھیجا ہے۔ جو آخری پیغام کا حکم رکھتا ہے اور اوسمیں باضابطہ مطالبہ کیا گیا ہے کہ ترکی افواج مصری سرزمین سے ہٹالی جائیں۔ اس الٹی میٹم میں دس دن کی میعاد دیگئی ہے۔ دریئولا انگریزی امرا بحر بیرسفورڈ۔ لیمٹن اور ترجمین ایکساہی وقت اپنے اپنے بیڑے لیکر مالٹا پہونچگئے۔ جہان سے آج رات چار کروزروں اور چند تارپیڈو شکن جہازوں کا ایک بیڑہ یونانی بندرگاہ پائریس کو روانہ ہو جائیگا۔ اس بندر سے باسانی کیٹی ترکی بنادر اور جزائر پر حملہ ہو سکتا ہے۔ (وطن) قاہرہ سے جو تار آئے ہیں وہ اس خبر کی تصدیق کرتے ہیں کہ ترکوں نے العریش کے قریب حدبندی کے مینار ہٹا دیئے ہیں۔ نیز یہ تار مظہر ہیں کہ اس نواح میں ترکی فوج کا ایک دستہ مصری زمین پر قابض ہے۔ اور اوسکا اندازہ دس ہزار سپاہ کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد کی تار خبریں آگے درج ہیں۔

(باقی اگلے صفحہ پر)

ممبر ہیں۔ جنہیں سے پندرہ قاہرہ میں رہتے ہیں۔ انمیں سے ہرایک کو نو سو پونڈ سالانہ گاڑی کے خرچ کے لئے

ٹرکی اور انگلستان کی باہمی کشیدگی ایسا ناپسندیدہ امر ہے کہ جو اخبار گورنمنٹ اور مسلمان دونوں کے خیرخواہ نہیں۔ مگر ابھی بالکل ضمیر فروش نہیں ہیں وہ بھی سخت افسوس اور حیرت ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکے۔ اور صاف لکھ رہے ہیں کہ گورنمنٹ انگلشیہ کو خلافت اسلامیہ کے برخلاف خاصکر ایسے معاملہ میں جو خلافت ہی کے ایک تابع ملک سے تعلق رکھتا ہو۔ کوئی ایسی کارروائی نہ کرنی چاہیئے۔ جو اوسکی دس کروڑ مسلمان رعایا کی آزردگی خاطر کا موجب ہو سکے۔ وطن اس معاملہ میں اپنی رائے مفصل پہلے لکھ چکا ہے۔ کہ مصر کے متعلق ٹرکی سے بگاڑ کرنے میں انگلستان کو کوئی مزید فایدہ نہیں ہو سکتا۔ ہاں کچھ نقصان پہنچ جائے تو بعید نہیں ہے مصر سول کی رائے ہے کہ نوبت بجدال نہیں پہونچیگی۔ خدا کرے ایسا ہی ہو۔ مگر جو وجوہات اوس نے لکھی ہیں۔ وہ چنداں قوی نہیں۔ اوسکا خیال ہے کہ سلطان مصر سے کہلم کہلا اس لئے بگاڑ نہیں کریں گے کہ کہیں اوسے برائے نام ماتحتی سے نکلنے اور خراج بند کر دینے کا بھی بہانہ نہ ملجائے۔ کیونکہ اگر مصر ایسا کہے تو سلطان بجبر اوسے بدستور تابع و خراجگذار نہیں رکھ سکیں گے۔ خشکی اور سمندر دونوں طرف سے مصر ٹرکی کی زد سے باہر ہے مگر وطن کو اس سے اتفاق نہیں۔ مصر پر سلطان خشکی کی طرف سے استعدر فوج بھیج سکتے ہیں۔ کہ اوسکی مزاحمت کرنا مصر و انگلستان کے لئے ہرگز آسان نہیں ہوگا۔ اور یہ مسلم امر ہے کہ سلطان اس معاملہ کو صرف اوسیحد تک ہی طول دیں گے۔ جبکہ وہ آخری تدارک کا بھی دل میں فیصلہ و عزم کر چکے ہوں گے العریش نہر سویز سے چنداں دور نہیں۔ اور اگر حملہ کی نیت کر لیگئی تو کوئی بحری طاقت بری فوج کو نہر سویز عبور کرنے سے نہیں روک سکیگی۔ سلطان بالطبع جنگ کو پسند نہیں کرتے۔ چہ جائیکہ اپنی ملک کی کسیوقت کے رفیق اور دس کروڑ مسلمانوں کے دنیوی بادشاہ سے مشغول پیکار ہونا پسند کریں۔ لیکن بعض حالات اور صورتوں میں مجبوری و ضرورت طبعی میلان پر غالب آجاتی ہے۔ ٹایمز تک مانتا ہے کہ سلطان اپنے ایشیائی مقبوضات بالخصوص سرزمین عرب کی صیانت و محفوظیت کے بارہ میں از حد کوشاں ہیں۔ اور اس فراح میں اپنے حقوق کی نگہداشت کو جان سے بھی عزیز تر سمجھتے ہیں۔ ایسی صورت میں مدبران انگلستان پر کیا یہ واجب نہیں کہ وہ علاقہ سینا کے معاملہ میں سوچ سمجھکر پیشدستی کریں۔ اور حلیم کے غضب سے باحذر رہیں۔ انگلستان کے لئے یہ وقت خاصکر کمال احتیاط کا ہے۔ گو دنیا ہر جیسی طمانیت بخش حالت اسوقت ہے پہلے کبھی نہیں ہوئی۔ روس زخمی ہو چکا ہے اور اندرونی فسادات نے اوسے ادھ مؤا کر دیا ہے۔ جاپان انگلستان کا رفیق و معاون ہے۔ فرانس یار غار بن رہا ہے۔ اور امریکہ دوست شفیق۔ اٹلی بھی ممنون ہے اور ہسپانیہ کا بادشاہ عنقریب خاندان شاہی کا داماد ہوا چاہتا ہے۔

لے انمیں سے آٹھ کو سرکار نامزد کرتی ہے۔ باقی رعایا منتخب کرتی ہے۔ وہ ہر ماہ ایکدفعہ اجلاس کرتی ہے۔ وہ خود کوئی قانون تجویز نہیں کر سکتی۔ یہ حق صرف سرکار کو حاصل ہے۔ سالانہ بجٹ ملی اوسمیں پیش ہوتا ہے مگر وہ کچھ دست اندازی نہیں کر سکتی۔

لیتے ہیں۔ باقیماندہ پیشہ وروں کو جو مضافات کے شہروں اور جھونپڑوں کے غریب لوگ ہیں۔ تھا پہلے پیش
رکھنی کیلئے جنگ کی بابت جو وہ پچاس ہزار سالانہ دیتے ہیں یا آپ تھوڑا سا ہر کوئی [illegible] خرچ ہوتا ہے۔

اور انگریزی جنگی طاقت کا سکہ کل دنیا پر بیٹھا ہوا ہے۔ مگر تاہم ان کی حالات تشویش افزا بھی ہیں۔ ترکوں کی
شکست کو انگلستان ہی کی طرف منسوب کرتا ہے اور جو مصیبت ہوئی ہے [illegible] کی تاک میں ہے۔ اور تازہ فرانس
جنگ کا ایک حصہ انگلستان نے بھی بہم پہونچایا۔ اور تیار ہو کر بہت کچھ قابل کر لیا ہے۔ جرمنی بھی مراکش کے معاملہ میں
ایک مشترکہ کام [illegible] کھا رہا ہے۔ اور یہ دونوں انگریز اور فرانس [illegible] کرینگے۔ تو کم از کم ٹرکی کو [illegible]
قوت ور ہیں گے۔ روس شاید قرضہ کی فارسی مشکوری اور فرانس کیساتھ مل کر کچھ حصہ یا کاری کی چال چلے مگر آخر کو یہ کھیل
کھیلیگا۔ خارجی اندیشوں کے ماسوا اندرونی خرخشے بھی کچھ کم توجہ طلب نہیں ہیں۔ ہندوستان سب سے بڑا انگریزی مقبوضہ
ہے اور یہاں کی آبادی کا ایک ثلث حصہ جو کچھ ارادہ ظاہر کر رہا ہے۔ وہ گورنمنٹ سے مخفی نہیں ہیں۔ ٹرکی سے بگاڑ ہو جانے
پر دس کروڑ مسلمان بھی بالطبع آزردہ خاطر ہوں گے۔ اور خواہ وہ منہ سے کچھ نہ بولیں۔ انکے دلوں کو ضرور چوٹ لگیگی
افغانستان کا بدگمان ہو جانا بھی قرین قیاس ہے۔ اور ایران بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہیگا۔ خاص مصر میں بگاڑ کا
پیش خیمہ ہی دیکھکر جو حالت پیدا ہو گئی ہے۔ ظاہر ہے۔ ان تمام حالات کے موجود ہوتے ہوئے اگر سلطنت عثمانیہ
سے نزاع پڑا تو انکے محرک [illegible] وہ حقیقت ملک کے نادان دوست کہے جائیں گے۔ اور انکی غلط پالیسی
یقیناً مشکلات کا موجب ثابت ہوگی۔ واللہ یفصل الحق وہو خیر الحاکمین۔

نامہ نگار لکھتا ہے کہ یمن میں ترکوں کی حالت سخت نازک ہو رہی ہے۔ اگرچہ اکثر قریہ برباد ہو چکے ہیں۔ اور قنفدہ پاشا
ان کو زیر کرنے سے عاجز آگئے ہیں۔ کیونکہ ایک تو یہ باغی زبردست ہیں اور جمعیت کثیر کسی جگہ مقابلہ نہیں کرتے۔ بلکہ جس طرح
بوئر انجام جنگ کے قریب کرتے تھے۔ چھوٹے چھوٹے دستوں میں منتشر ہو کر چھاپہ مارنے پر اکتفا کرتے ہیں۔ دوم سڑکوں کی عدم
موجودگی کے باعث ترکی فوج کو بھی رسد و ذخیرہ باقاعدہ نہیں پہونچتی۔ بلکہ اکثر سپاہی تو بھوکے پیاسے
میں بھٹکتے پھرتے ہیں۔ اور اسی طرح ان کی موت ہو رہی ہے۔ وجہ بغاوت وہ یہ بتاتا ہے کہ حسین حلمی پاشا
سابق گورنر حال [illegible] نے مقامی شیوخ کے اختیارات سلب کر کے مضافات کو چھوٹے
چھوٹے حصوں میں تقسیم کر کے ترکی اہلکاروں کے ماتحت کر دیئے تھے۔ ممکن ہے وجہ بغاوت یہی امر ہوا ہو۔ مگر اسکا یہ بیان ہرگز قرین
قیاس نہیں ہو سکتا کہ ترکوں کی حالت پھر نازک ہو گئی ہے۔ اور یکبارگی [illegible] پھر میدان میں
اتر آئے ہیں۔ اسقدر زمین میں کل [illegible] نہیں ہیں۔ اگر کوئی اعتراض کرے کہ اگر کوئی خطرہ یا ضرورت نہیں
تو ترکی حکومت اسقدر کیوں اپنی افواج و سامان جنگ یمن کو بھیج رہی ہے۔ تو ہم اسکا جواب دینگے کہ اسکا باعث
شمالی عرب [illegible] کوئی مقامی بغاوت۔ وطن کا قیاس ہے کہ ترکی حکومت چونکہ [illegible] ارادہ مصر کی طرف

یمن کی بغاوت

دوسری دونوں مجالس کے اختیارات بھی محدود و مقسم کئے ہیں چنانچہ کوئی نیا یا اضافہ و ترقی یا ادنیٰ ٹیکس جنرل اسمبلی کی منظوری کے بغیر نافذ نہیں کیا جا سکتا یہ مجلس درحال میں ایک ضمیمہ سمجھی جاتی ہے جیسا یہ مجلس

وہ اپنے تمام جنوبی مقبوضات میں تبدیلی اور سلطنت حاصل کر سکتی ہے۔ فوجی حیثیت بڑی ہے تاکہ اگر کبھی سمندر کا راستہ مخدوش ہو جاوے تو یہ مقبوضات کافی عرصہ تک اپنی حفاظت کر سکیں۔ اور یہاں تو فوجی اتنا اسقدر فوج جمع کر رکھی ہوگی۔ جو ضرورت کے وقت ملک کے مقابل کام آوے چونکہ کے لئے یہ کافی ہو سکے کیونکہ بیسار امر یہ ہے کہ اگر سلطان المعظم خلافت کے معاملہ میں مصر ہے۔ اور انگلستان بھی ضد پر قائم رہا۔ تو یہ معاملہ بہت طول کھینچے گا۔ اور قبضہ و تخلیہ مصر کا مسئلہ بھی پوری شدت کے ساتھ عملی طور پر شروع ہو جائیگا۔ انگلستان جو ایک بڑا اپنی حدود خلیفہ پیشتر کی قیمت کو ادا نہیں کر سکا۔ مصر کی بعض حدود ہنوز اپنا کر لیگا۔ اس کشمکش کا لازمی نتیجہ جنگ ہوگا۔ اور جنگ ہو جانے کی صورت میں یہ ممکن نہیں بلکہ غالب ہے کہ ایک طرف تو انگلستان کو ترکی پر بحری اسقدر اور تمدن کے بہت زیادہ فوقیت حاصل ہے۔ اور دوسری طرف ترکی بھی مصر کی طرف پیش قدمی کرے گا۔

ان صورتوں کا احتمال صرف نوبت بہ جنگ پہنچ جانے کی حالت میں ہوگا۔ لیکن جنگ تک نوبت پہنچ جانا چنداں قرین قیاس نہیں۔ نہ فقط دونوں سلطنتوں بلکہ دنیا کا بھی بھلا اسی میں ہے کہ امن قائم رہے۔ اور یہ اسی طرح ممکن ہے کہ جس فریق کی دلیل کمزور ہو۔ وہ خود ہی پیچھے ہٹ جائے۔ یا اس معاملہ کو کسی ثالث کے کے حوالہ کر دیں۔ جو قائم ہی اس غرض کے لئے ہوئی ہے کہ سلطنتوں کے باہمی تنازعات کا آئینی طریق سے فیصلہ کر دیا کرے۔ چنانچہ اس کے متعلق پارلیمنٹ میں سوال بھی ہو چکا ہے کہ کیا گورنمنٹ معاملہ کو طول دینے اور خود کسی کارروائی کی مرتکب ہونے کی بجائے اسے مناسب نہیں سمجھے گی کہ یہ معاملہ مجلس اقوام کے فیصلہ پر چھوڑ دے۔ گورنمنٹ کی طرف سے اس سوال کا جواب ملتوی رکھا گیا اور پھر نہ ملا۔ مختلفوں مصلحتوں کی حکمت پر اعتقاد ہو۔ لیکن اس سے پہلے بتا دیا گیا ہے کہ آثار بہت اچھے نہیں ہیں۔ انگلستان کے اخبارات سب معاملہ ترکی کے مقابلہ میں آزاد اور جوش و اشتعال سے بھرے ہوئے ہیں جو دو دن ہی تلوار کا حکم لگاتے ہیں۔ ایک طرف تو سلطنت عثمانیہ کی تذلیل و تحقیر میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرنے سے خواہ مخواہ ترکوں کو مشتعل کر رہے ہیں۔ اور دوسری جانب غلط بیانیوں سے انگریزی پبلک کو گورنمنٹ کے مطالبات کے حق بجانب ہونے کا یقین دلا کے سے صورت حال کو زیادہ پیچیدہ بنا رہے ہیں۔ اور خود گورنمنٹ کی تیزی کا یہ حال ہے کہ اس نے مصر کو اسکی اپیل

لہ جنرل اسمبلی میں ممبران کونسل کے علاوہ دوسرے نمایندے اور دیگر ممبر ہوتے ہیں جنہیں ملک انتخاب کرتی ہے۔

تہ یہ آئینی مجلس مجلس قانون ساز اسمبلی ہے ۱۸۸۳ء میں لارڈ ڈفرن کی سفارش سے مصر میں قائم ہوئی شروع سے اب تک جو نصف سرکاری واحد مجلس کے ماتحت چلا آرہا ہے۔

منعقد ہو تو اوس کے ممبروں کو آٹھ دن کا الاؤنس - ایک پونڈ یومیہ کے حساب سے اور ریل کا خرچ ملتا ہے -

جا رہی ہیں - توسنا ہے بحری نمائش یادہی کی تیاریاں زور وشور سے ہو رہی ہیں - اور خط وکتابت میں ایسی درشتی اختیار کیجاتی ہے کہ الٹی میٹم تک بھیجدیا لیکن وطن ابھی تک معاملہ کے بصلح وصفائی نپٹ جانے کیطرف سے مایوس نہیں ہوا - فریقین کی قسمت اگرچہ نیک ہے - اور ہر دو کے اعداد کا نصیبہ غیر معمولی طور پہ بیدار نہیں ہو رہا ہے - تو اس غلط چال اور سینہ زوری کی پالیسی پر اصرار نہ کیا جائیگا - اور جبر وتحکم کی بجائے باتوں ہی سے اس عقدہ کو سلجھا لیا جائیگا - اور دل گواہی دے رہا ہے کہ خدا نے چاہا - تو دونوں سلطنتوں کے اقبال وعروج میں جو مسلمانوں کو یکساں عزیز ہیں - حوادث زمانہ ابھی عرصہ مدید تک کوئی رخنہ نہیں ڈال سکیگا -

اس معاملہ سے متعلق ۵ مئی کا تار ہے کہ روسی اور فرانسیسی سفرا بھی سلطان المعظم کو یہ مشورہ دے رہے ہیں کہ انگلستان کا کہا مان لیں - اس مشورہ کو انگریزی اخبارات بہت اہم سمجھ رہے ہیں - انکی یہ رائے ہے کہ وہ انگلستان کی بحری دہمکی سے بدرجہا زیادہ موثر ثابت ہوگا - انگریزی کروزر دستہ العریش سے یونانی بندر پائرس کو گیا ہے - کریٹ سے کچھ انگریزی فوج اسکندریہ پہونچگئی ہے - اور مالٹا سے عنقریب آنے والی ہے - ۴ کو صرف خبر آئی کہ چار مصافی جہاز بھی پائرس گئے ہیں ۔

تنازعہ سرحد مصر - ۷ مئی کو سر گرے وزیر خارجہ نے پارلیمنٹ میں ترکی نامہ وپیام کے متعلق مفصل تذکرہ کیا جسکا خلاصہ یہ ہے - مختار پاشا نے خدیو سے مکرر مطالبہ کیا - کہ مصر وٹرکی کے مابین حد اسطرح قایم کیجائے کہ وہ مقام الرافع سے (جو غالبًا العریش کے قریب واقع ہے - وطن) شروع ہوکر سوئیز کو جائے - اور وہاں سے عقبہ پر جاکر ختم ہو - خدیو نے جواب میں کہا کہ صدر ترکی وزیر اعظم کے تار مورخہ ۸ - اپریل سنہ ۱۸۹۲ء کی بنا پر قایم کیجائے یعنی وہ رافع سے شروع ہوکر سیدھی عقبہ کی طرف جائے - اور عقبہ سے تین میل بجانب غرب ختم ہو - ٹرکی نے اسکا جواب دیا کہ یہ تار جزیرہ نما سینا کی صرف مغربی حد کو متعلق تھا - اور بحیثیت فریق غالب مالک اعلیٰ تار کے وضاحت طلب حصہ کی تعبیر کرنیکا حق صرف ٹرکی ہی کو حاصل ہے - نہ کہ مصر کو - انگریزی حکومت نے ۱۳ - اپریل کو بابعالی کو مراسلہ بھیجکر خدیو کی تائید کی - اور ۲ دن میں جواب ملنے کی استدعا کی - اسکی وجہ وزیر خارجہ نے یہ ادا کیا - کہ ترکی مراسلہ بنام خدیو کا انداز بیان - اور ترکی مطالبات کی نوعیت اس قسم کی تھی کہ اس معاملہ کو زیادہ دیر تک ملتوی رکھنا ہمارے لئے نا ممکن ہوگیا - ترکوں کے جدید مطالبات کو اگر تسلیم کر لیا جائے تو اس سے نہر سوئیز کی محفوظیت اور مصر وخاندان خدیویہ کی آزادی و حقوق واقعی خطرہ کی حالت میں ہو جائیں - ٹرکی کو جو الٹی میٹم دیا گیا ہے - اوسمیں صاف لکھدیا گیا ہے کہ میعاد کے اندر تصفیہ نہ ہونے پر جنگی کارروائی کی جائے گی - (۸ مئی) تین انگریزی کروزروں کو فوراً روانگی کا حکم پہونچا ہے - وہ غالبًا ترکی سمندر لیوانٹ کو جائیں گے - جہاز مستر وا یونانی بندر پائرس سے اسکندریہ کو گیا ہے -

باقی اگلے صفحہ پر

مصر خاص بڑے بڑے شہروں کی پانچ چھ گورنریوں اور چودہ مدیریہ یعنی صوبوں میں جو پھر آگے قسمتوں میں منقسم ہیں منقسم ہے۔

تمام انگریزی اخبار وزیر خارجہ کی پالیسی در بارہ جزیرہ نما سینا کے مداح ہیں۔ (۹ مئی) مزید خبر آئی ہے کہ ٹرکی نے شامی مصری سرحد پر ایک لاکھ ایکڑ زمین دبالی ہے۔ مصری فوج محافظ سواحل کا ایک زبردست دستہ مع پانچ توپوں کے نہر سویز کے مشرق کو (ترکی حد کی طرف) گیا ہے۔ دو انگریزی جنگی جہاز پائریس پہونچ گئے ہیں باقی کل پہونچ جائیں گے (۱۰ مئی) جنگی جہاز منروا پورٹ سعید میں ہے۔ اور ایڈمرل المیٹن جو اس پر سوار تھا۔ قاہرہ گیا ہے۔ (۱۱ مئی) دو انگریزی جنگی جہاز مقام خولیم کے قریب لنگرزن ہیں۔ سر گرے نے آج پارلیمنٹ میں یہ مزید بیان کیا کہ ترکی مطالبات نے اور کئی ایسے سوال کھڑے کر دیئے جنکی سامنے طابہ کا سوال بالکل بے حقیقت ہوگیا۔ اور کہ انگریزی گورنمنٹ کسی ایسے سوال کا تصفیہ جسکا اثر نہر سویز کی محفوظیت پر ہوتا ہو۔ ہرگز ثالثی پر نہیں چھوڑ سکتی۔ بہترین طریقہ حد بندی کی تعیین کا یہی ہوتا ہے کہ مشترکہ کمیشن مقرر کر دیا جائے۔ اور گورنمنٹ برطانیہ اس صورت کو پیش کر چکی ہے۔

۱۴ مئی کو ٹرکی و انگلستان میں سمجھوتہ ہو جانے کی خبر کل اسلامی دنیا نے یقیناً کمال مسرت و ابتہاج سے سنی ہوگی جسکا ہر متنفس بلاشبہ سخت فکر و تردد میں مبتلا دیکھا جاتا تھا۔ اس سے ایک دن پہلے ہی اگرچہ صلح و صفائی کی امید قوی ہوگئی تھی۔ مگر ساتھ ہی یہ خبر تذبذب کو بڑھانے والی بھی اور بیدا ہ آئی کہ انگریزی نائب قونصل مقیم قسطنطنیہ اس غرض سے انگریزی بیڑہ مقیم پائریس کو گیا ہے۔ کہ اگر کسی ترکی بندر پر قبضہ کرنے کی ضرورت پیش آئے تو اس معاملہ میں انگریزی امیر البحر کو مناسب صلاح و مشورہ دے۔ اس خبر کا پہلا جزو غالب ہے کہ صحیح ہو مگر یہ کہ کسی ترکی بندر پر قبضہ کر لینے کی نیت کی جاچکی تھی۔ وطن اسکو اسی فضول تعلّی و شیخی سے منسوب کرتا ہے جسے اوکر خیال میں انگریزی وزراء اور اخبارات نے عمداً اور بمصلحت اس معاملہ میں اپنا شعار بنائے رکھا۔ اسی دن مسلمانان کلکتہ نے انگریزی الٹی میٹم کے متعلق جلسہ کرکے گورنمنٹ عالیہ سے حتی الوسع جنگ سے محترز رہنے کی استدعا کی۔ لاہور وغیرہ اکثر مقامات میں محض اسلئے جلسے نہوئے کہ ایک تو وہاں کے سرکردہ اصحاب کو یقین تھا کہ معاملہ میں آخر صلح صفائی ہو جائے گی۔ بات طول نہیں پکڑے گی۔ دوسرے جلد ہی مصالحت ہو جانے کی خبر پہونچ گئی۔ البتہ یہ امر قابل افسوس ہے کہ جسطرح علیگڈھ کے بعض افراد ملت نے اس معاملہ کے متعلق واجب و جائز حد کے اندر رہکر اعتدال کے ساتھ قومی خلوص کے اظہار میں سبقت کرنے سے دیرپا نیکنامی و عزت حاصل کی۔ ویسے ہی وہیں کے چند اور افراد نے اس کارروائی سے اپنے آپکو بری الذمہ اور علیحدہ ظاہر کرنے کی کوشش سے محض فضول و بیجا احتیاط کا پہلو اختیار کیا جو کسیطرح پسندیدہ اور قابل فخر نہیں سمجھا جاسکتا۔

فضول غوغا۔ ناظرین کو یہ تو معلوم ہے کہ بظاہر مصر و ٹرکی اور در اصل انگلستان و ہائیجالی میں موجودہ تنازعہ

گورنریاں یہ ہیں:-

۱- نہر سویز بمعہ قصبات بندر سعید، سویز[1] و اسمٰعیلیہ۔ ۲- قاہرہ۔ ۳- اسکندریہ۔ ۴- رشید (اب اسکی بجائے نہر سویز و جزیرہ نما سینا گورنری قرار دیا گیا ہے) ۵- دمیاط۔ ۶- العریش (جو پہلے بھی موجود تھی۔ انکے علاوہ اب ایک ساتویں گورنری طرابلس الغرب کی سرحد کے قریب بندر مرسیٰ مطروح میں قائم کی گئی ہے۔ اور اس بندر میں جہازوں کی آسائش و حفاظت کا بھی معقول انتظام کیا گیا ہے)

پہلے عقبہ کے متصل مقام طابہ پر ترکی فوج کے قابض ہو جانے سے شروع ہوا۔ اور اوسنے زیادہ خطرناک صورت گزشتہ چند دنوں میں اوس کارروائی کیوجہ سے اختیار کرلی۔ جو العریش کے متصلہ علاقہ کے متعلق ترکی فوج کی طرف منسوب کی جارہی ہے۔ رائیٹر اب تک جو خبریں دیتا رہا ہے۔ اون سے ہر شخص یہی قیاس کرنے پر مجبور ہوتا تھا۔ کہ ترکی ناجائز پیشقدمی کر رہی ہے۔ اور خواہ مخواہ چھیڑ خانی کرنے سے مصر اور اوس کے قابضین کو اشتعال دلانا چاہتی ہے۔ مگر اس ہفتہ کی ولایتی ڈاک میں مصر سے جو اخبارات یکم مئی تک کی تاریخ کے موصول ہوئے ہیں وہ کم از کم العریش کے متعلق اس قیاس و مفہوم کی کامل تکذیب کر رہے ہیں۔ رائیٹر اور انگریزی اخبارات نے باصرار یہ بیان کیا۔ کہ ترکی فوج نے سرحدی مینار گرا دیئے ہیں۔ ایک لاکھ ایکڑ مصری رقبہ پر قبضہ کر لیا ہے۔ اور اس نواح میں ترکی فوج کا انداز دھمکی آمیز نظر آرہا ہے۔ اور کہ جب ترکی حکومت سے دریافت کیا گیا۔ تو اوس نے جواب دیا کہ کمیشن موقعہ پر بھیجی جائے گی۔ اور اگر شکایت درست پائی گئی تو سرحدی مینار پھر کھڑے کر دیئے جائیں گے۔

مصری اخبارات کے بیان کے مطابق اس معاملہ کی نوعیت ہی اور معلوم ہوتی ہے۔ قاہرہ میں خبر پہونچی کہ ترکی فوج نے العریش کے متصل ایک سرحدی مینار سرخ رنگ کا جسپر خدیو کا نام کندہ تھا۔ گرا دیا ہے۔ یہ خبر سنکر خدیو کو جو طابہ کے معاملہ میں اپنے وزراء اور لارڈ کرومر کی بتواتر انگیخت کے باوصف اپنے آقائے نعمت اور متبوع اعظم سے منحرف یا دوبدو ہونے پر مائل نہ کئے جا سکے تھے۔ طبعاً رنج پہونچا۔ اور آپنے غازی مختار پاشا کو بلاکر کہا کہ آپ تو باب العالی کو میرا اور مصر کا مخلص بہی طلب بتاتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ طابہ پر ترکی قبضہ کے یہ معنی نہیں کہ جلالت مآب سلطان المعظم میرے حقوق میں کوئی دست اندازی کرنا چاہتے ہیں۔ بلکہ محض خلافت و سلطنت اسلامیہ کے اغراض کی بہبود کے لئے جسکا نہ صرف خلافت مآب بلکہ مجھے اور ہر مسلمان کو یکساں خیال رکھنا لازمی ہے۔ اس مقام پر قبضہ کیا گیا ہے۔ اب فرمائیے کہ اس کارروائی کا کیا مطلب ہے۔ اور کیا میرے نام کے مینار کو گرا دینا میری ذاتی توہین نہیں ہے؟ مختار پاشا کو بھی خدیو کی شکایت معقول معلوم ہوئی۔ اور آپنے فوراً بذریعہ تار ترکی وزیر اعظم سے دریافت کیا کہ یہ کیا معاملہ ہے۔ اور العریش کی طرف جہاں سرحد کا باقاعدہ تعین ہو چکا ہے کیوں

[1] شہر سویز اس گورنری سے خارج کرکے جداگانہ گورنری بجائے رشید بنایا گیا ہے۔

مدیریہ ہیں :-

(تحتی مصر) اسکندریہ - ۲ منوفیہ - ۳ غربیہ - ۴ شرقیہ - ۵ دقہلیہ - ۶ بحیرہ - (بالائی مصر) ا غزہ - ۲ منیاہ - ۳ بنی سیوف - ۴ فیوم - ۵ اسیوط - ۶ جرجہ - ۷ قینا - ۸ - الحدود - (موجودہ نام اسوان) -

دست اندازی کی گئی ہے ؟ اسکے وزیر اعظم نے فوراً یہ جواب دیا کہ سلطان المعظم نے ہرگز کوئی حکم اس مضمون کا صادر نہیں کیا - نہ ترکی فوج نے اس طرف پیشقدمی کی ہے - اور نہ وہ سرحدی مینار گرا دینے کی کارروائی کی مرتکب ہو سکتی ہے - بالجملہ کو خود بھی اس خبر سے دلی رنج ہوا ہے - اور اسکا قیاس ہے کہ یہ مینار ضرور کسی شریر نے کسی غیر کے اشارہ پر گرایا ہے تاکہ سلطان المعظم اور خدیو میں شکر رنجی پیدا ہو - بات بڑھ جائے - اور دنیا یہ سمجھنے لگے کہ ترک زیادتی کر رہے ہیں - بیت المقدس کے گورنر کو تاکیدی حکم بھیجا ہے کہ علی الفور موقعہ پر پہونچکر تحقیقات کرے - اور اگر مینار گرا دیا گیا ہو تو اسے پھر نصب کر دینے کے ساتھ ہی تحقیقات کرے کہ یہ کس خبیث کی حرکت ہے اور کس کے اشارہ پر اوس نے ایسا کیا ہے -

یہ جواب سنکر خدیو کامل طور پر مطمئن ہوگئے - اور ان کے دل میں اپنی شہنشاہ کی طرف سے کچھہ کدورت نہ رہی مگر نہ معلوم انگریزی وزرا اس وقت کس خاص مصلحت کو مدنظر رکھے ہوئے ہیں - کہ آپ کی ساتھہ اس معاملہ کو بھی وہ بیحد اہم بتاتے ہیں - اور اس جواب کو قطعاً نظرانداز کرکے انگریزی اخبار مئی کے پہلے ہفتہ میں یہی باصرار تمام اوسی کے متعلق ترکی فوجکی مفروضہ پیشقدمی کی داستان کا اعادہ دراعادہ کرتے رہے - حالانکہ اس سے بڑھکر تسلی بخش کوئی جواب ہو ہی نہیں سکتا تھا - اوسمیں صراحت بیان کیا گیا ہے کہ ترکی حکومت ہرگز کسیطرح کی چھیڑخانی کا ارادہ نہیں رکھتی -

اسی تنازعہ کے متعلق انگریزی اخبارات نے دوسرا شگوفہ یہ اڑایا ہے کہ مصر میں عام جوش پہیل رہا ہے - علما و طلباء علانیہ انگریزوں کی مخالفت پر باشندونکو اکسا رہے ہیں - کئی بڑے بڑے آدمی بھی خفیہ چالیں - اور تدبیریں کر رہے ہیں - اور کہ اس عام جوش کے نتیجہ فساد ہو جانیکا قوی احتمال ہے - اگر یہ امر درست ہوتا تو اسبارہ میں سب سے بڑا مجرم مصطفیٰ کامل پاشا ایڈیٹر اللواء ہوتا جسی ٹائمز بھی سرگروہ مفسدین قرار دیتا ہے - مگر اللواء کی تحریروں میں ایک بھی لفظ ایسا نہیں دیکھا جاتا - جو جوش بڑھانیوالا ہو - یا جسمیں اپنا ئے ملک کو فتنہ فساد کی تحریک بالکنایہ یا علانیہ کیگئی ہو - بلکہ اس کے برعکس وہ اپنے ہموطنوں کو بار بار یہی نصیحت کرتا دیکھا جاتا ہے کہ وہ اس معاملہ کو ہرگز چنداں اہم نہ سمجھیں - قانونی تنازعہ ہے - اور قانونی و آئینی ذرایع سے ہی پیٹ جلنے کا مصری اگر ترقی کرسکتے ہیں - تو صرف علم کے ہتھیار سے معمولی اسلحہ کا کام لینا صریح دیوانگی و حماقت ہے اسکا نام جوش پھیلانا ہے - تو دنیا میں کوئی شخص قیام امن کا مؤید نظر نہ آئے گا - مصطفیٰ کامل بیشک دلیل و حجت

انکے علاوہ بحیرۂ قلزم کے جنوب مغربی ساحل دسواکم کی گورنری اور قیصر کی گورنری جو نیز بحیرۂ قلزم میں ہے اور العریش کی گورنری جو شام کی سرحد پر ہے اور جزیرہ نما سینا کی گورنری نہر سویز کے

سے مصری یعنی انگریزی حکومت کے مطالبات کی تردید کرتا رہا ہے۔ لیکن وہ بھی نہایت نرم پیرایہ میں اور کمال معقولیت کے ساتھ۔ کانگرسی اور سودیشی شورہا جو کچھہ یہاں ہندوستان میں پُر جوشی دکھا رہے ہیں کبھی مصری اخبار یا مقرر کی تحریر و تقریر میں اوسکا عشر عشیر بھی نہیں پایا جاتا۔ سودیشی و بائیکاٹ و تقسیم بنگال وغیرہ وغیرہ کے معاملات قو ورکنار جن کے متعلق تو کچھہ لکھتے یا بولتے وقت اونکے حامی بلا مبالغہ پوری پوری دیوانہ بنجاتے ہیں خود اس تنازعہ طابہ کی متعلق بھی جیسی کوشش و سختی سے یہاں کے کانگرسی اور ہندو اخبارات انگریزی گورنمنٹ کے طریق عمل کے مخالف لکھہ رہے ہیں۔ مصر کے اسلامی اخبارات میں تو اوسکا بھی نام و نشان نہیں پایا جاتا۔ وہ اگر کچھہ لکھتے ہیں تو اپنی حکومت اور لارڈ کرومر کو خواہ مخواہ ٹرکی سے بگاڑ کرنے کی مخالفت روکنے کیلئے۔ اونکی پیش کردہ چند دلایل حسب ذیل ہیں۔ مصر مع متعلقات اب تک قانوناً سلطنت عثمانیہ کا جزو متصور ہوتا ہے۔ بنا بریں اگر اصل مالک حقدار کسی دور افتادہ وغیر آباد حصہ سے قطع کو بعض ضروریات کی وجہہ سے براہ راست اپنے تصرف میں کرلے۔ تو کوئی وجہہ شکایت کی نہیں ہو سکتی۔ مگر طابہ کے معاملہ میں تو یہ بھی متیقن نہیں کہ وہ ضرور ہی مصری مقبوضات کی حدود میں شامل ہو۔ محمد علی کو جب ولایت مصر کی مستقل حکومت ملی تو فرمان سلطانی میں العریش و سویز کو حد فاصل قرار دیا گیا تھا۔ حتی کہ خود مصری حکومت نے اسی سال ہوئے جب اپنی قلمرو کا باضابطہ پہلا سرکاری نقشہ تیار کرایا۔ تو یہی خط حد بندی کا دکھایا گیا تھا۔ رہا انگریزی حکومت کا یہ اعتراض کہ ہر خدیو کو تخت نشینی کیوقت بارگاہ سلطانی سے جو سند حکومت ملتی رہی ہے۔ اوسمیں اوسکی حکومت مصر و علاقجات ملحقہ پر تسلیم کی جاتی رہی ہے۔ اور جزیرہ نما سینا بھی۔ "انہی علاقجات ملحقہ" میں شامل ہے۔ یہ اعتراض البتہ بہت غلط ہے۔ علاقہ جات ملحقہ سے مراد نوبہ سوڈان دارفر کوردوفان وغیرہ ہیں۔ کیونکہ خاص مصر کے علاوہ جب کبھی کوئی نیا علاقہ اوس کے ساتھہ شامل ہوتا۔ تو اوس کے متعلق بصراحت نام و مقام علاقہ فرمان شاہی صادر ہوتا رہا ہے۔ اگر جزیرہ نما سینا بھی انمیں شامل ہوتا۔ تو اوسکی حوالگی کے متعلق بھی کوئی ایسا فرمان صادر ہوا ہوتا۔ حالانکہ اب تک کوئی فرمان اس مضمون کا شایع نہیں ہوا جسمیں نام کی صراحت کرکے جزیرہ نما سینا مصری حکومت یا خدیو کے حوالہ کیا گیا ہو۔ یہ جزیرہ نما بطور ودیعت و امانت مصر کی تحویل میں رہا ہے۔ نہ کہ بطور استحقاق مالکانہ۔ کل اصلیت یہ ہے کہ جب محمد علی نے حجاز کو باغیان نجد سے فتح کیا۔ تو اوس نے مصر سے لیکر ریاض تک جا بجا مصری فوج کی چھاونیاں ڈالدیں جن بعد جب وہ باغی ہوا۔ اور کشت و خون کے بعد مصر پر اسکی موروثی حکومت تسلیم کی گئی۔ تو خاص حجاز سے اوس کی فوجیں اٹھوا دی گئیں لیکن مصری حجاج کی

گورنر جنرل کے ماتحت ہیں۔ گورنروں اور مدیروں کو بڑے وسیع اختیارات حاصل ہیں۔ گورنر ان شہر کے محافظ کہلاتے ہیں۔

حفاظت کے لئے جو جزیرہ نما سینا کے رستہ آیا کرتے تھے۔ مصر کو خاکنائے سویز سے لیکر عقبہ سے آگے تک جا بجا محافظ فوج رکھنے کی اجازت دیگئی۔ چنانچہ خود عقبہ میں بھی مصری فوج مدتوں مقیم رہی۔ مگر ۱۸۹۲ء میں جب ترکی حکومت نے عقبہ اور صوبہ حجاز کے چند دیگر شمالی مقامات کو واپس لینا چاہا۔ تو مصری حکومت نے مطلق چون وچرا نہ کی اور اپنی فوج وہاں سے ہٹالی مصری حاجی اب سمندر کے رستہ جاتے ہیں۔ اسلئے انکی حفاظت کی حجت بھی باقی نہیں رہی۔ گو وہ حجت بذاتہا کیسی ہی ضعیف اور بے بنیاد کیوں نہ ہوتی۔ جس استحقاق سے ترکی نے عقبہ کو اپنی تحویل میں لے لیا اوسی استحقاق سے وہ طابہ پر بھی متصرف ہوئی ہے۔ مصری اخبارات کی چوتھی دلیل یہ ہے کہ کیا یہ اندھیر نہیں کہ مصر کے اہم مقبوضات وبنادر مصوع۔ زیلع۔ ہرار وغیرہ تو اصل مالک اور شہنشاہ (یعنی سلطان المعظم) کی بلا اجازت اٹلی وغیرہ وغیرہ ممالک کو بطوع ورغبت دیدیئے جائیں۔ اور اصل حقدار اگر ایک گمنام سے مقام پر قبضہ کرلے تو آسمان کو سر پر اٹھا لیا جائے۔ اور غاصب اور دراندازِ قرار دیا جائے۔

اسیطرح انہوں نے اور بھی کئی دلیلیں پیش کیں جنکی معقولیت کا اسی سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ دوسرے حقدار کے سلطان کے بعد اگر کسی کا مصر اور اوس کے ملحقات سے کچھ واسطہ ہوسکتا ہے تو شخص اوسی کا یعنی خدیو نے اس تنازعہ میں دخل دینا ہی چھوڑ دیا۔ ۲۵ اپریل کو غازی مختار پاشا نے بالعبالی کا آخری فیصلہ اوسے جا کر سنایا۔ اور چونکہ وہ اس فیصلہ پر انصافاً کسی طرح کا اعتراض نہ کرسکتا تھا۔ مگر دوسری طرف اپنے ملک کے قابضوں کی خلاف منشاء اوسے تسلیم بھی نہیں کرسکتا تھا۔ اوسنے عافیت اسی میں دیکھی۔ کہ لارڈ کرومر کو وہ جواب پہونچا دیا۔ اور کہدیا کہ تم جانو تمہارا کام۔ میں آپمیں اور دخل نہیں دینا چاہتا۔ اور اس ناگوار کج بحثی سے کامل طور پر کنارہ کش رہنے کیخاطر ملک کو ہی چھوڑے دیتا ہوں۔ چنانچہ وہ اس تاریخ سے ایک ہفتہ کے اندر یورپ کو روانہ ہوگئے۔

ترکی آخری فیصلہ کی معقولیت اور دیانتداری کا دوسرا ثبوت اوسی پٹھتے ہی انگلستان کی اشتعال میں آجانے سے مل رہا ہے۔ یہ درست ہے کہ دول یورپ کیا فرداً فرداً اور کیا بحیثیت مجموعی سلطنت عثمانیہ کے مقابلہ جب چھوٹی چھوٹی باتوں پر اُتر آنے کی مدت سے عادی ہورہی ہیں۔ انگلستان تو ایک عظیم الشان طاقت ہے بلجیم اور یونان ایسی بے حقیقت طاقتوں اور بلگیریا وسرویا کی ہی تا حال یا سابق باجگذار ریاستوں کی شوخیاں کسی سے معلوم نہیں۔ لیکن اسکے ساتھ ہی یہ بھی مسلمہ قانون فطرت ہے۔ کہ جتنا کسیکا درجہ بڑا ہو۔ اتنا ہی اوسکا ظرف وحوصلہ بھی بڑا ہوتا ہے۔ اور جیتک کوئی شخص صداقت وحق کے پہلو پر ہو تو وہ فوراً نہیں جھنجلا اٹھتا۔ اور جبتک صلح و آشتی سے معاملہ کو طے کرنے کی تمام تدابیر صرف نہ کرلے۔ تلوار کیطرف رخ نہیں کرتا۔ پس انگلستان کا یہ جواب ترکی الٹی میٹم بھیجدینا صاف ظاہر کررہا ہے (باقی اگلے صفحہ پر)

رقبہ و آبادی سنہ ۱۸۸۵ء سے پہلے خدیو کی حکومت خط استوا تک تھی۔ مگر مہدی سوڈانی کی بغاوت کے باعث عملی طور پر تمام سوڈانی صوبے[ل] چھوڑ دیئے گئے۔ گو برائے نام وہ ابھی تک

کروہ قانوناً اپنے دعوی کو سچا ثابت کرسکنے کی اُمید نہ رکھتا تھا۔ یہ صرف وطن ہی کا قیاس نہیں۔ پانیر بھی اارنگی کے پرچہ میں دبی زبان سے تسلیم کرتا ہے کہ ممکن ہو کہ بروئے کاغذات و دلائل ٹرکی اپنا آپکو حق بجانب ثابت کر دکہا دے" مگر اوسکی رائے میں ٹرکی کے کسی قانونی دستاویزی استحقاق کی انگلستان اپنے مفاد و اغراض کی نگہداشت کے مقابل پروا نہیں کرسکتا یعنی جسکی لاٹھی اوسی کی بہینس کے اصول کو سب سے بڑا حق بتاتا ہے۔ اور انگریزی گورنمنٹ کا طریق عمل بتا رہا ہے۔ کہ وہ اسمعاملہ میں اسی اصول کی پابندی کر رہی ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ جہاں ایسی صورت ہو۔ وہاں دلیل و حجت کل بیکار ہو جاتے ہیں۔ صاف بات یہ ہے کہ انگلستان مصر و نہر سویز کو چھوڑنا نہیں چاہتا۔ اور وہ یہ کبھی گوارا نہیں کرسکتا۔ کہ کوئی اور سلطنت نہر سویز کے قریب دخیل ہو سکے لیکن اس پہلو سے بھی انگلستان کی موجودہ کارروائی کبھی حق بجانب نہیں ہوسکتی۔ وطن ۴ مئی کے پرچہ میں ثابت کر چکا ہے کہ طابہ کا ترکی قبضہ کسی نہج سے نہر سویز کیلئے خطرہ یا ہندوستان کی حفاظت کے خیال سے مصر کے قبضہ پر مضر ہونا صحیح منطق نہیں۔ جب انگلستان مصر پر قابض نہ تھا۔ اسوقت ہندوستان کسی زائد خطرہ میں نہ تھا۔ اس سے یہاں انگریزی مقبوضات کی دست میں کسی طرح کا فرق پڑا۔

اس تحریر کے وقت تک ابھی اطلاع نہیں پہونچی۔ کہ باب عالی نے انگریزی الٹی میٹم کا کیا جواب دیا ہے۔ اسوقت تک جو تار آئے ہیں۔ وہ تاریخوار پہلے درج ہو چکے ہیں۔ آخری خبر جو تا حال پہونچی ہے۔ یہ ہے۔ "کل ۱۰ مئی کو توفیق پاشا ترکی وزیر خارجہ سر نکلس انگریزی سفیر مقیم قسطنطنیہ سے ملاقات کرنے آیا۔ اور چند بالمقابل تجاویز پیش کیں مگر انگریزی سفیر نے انکو رد کر دیا۔ اور کہا کہ انگریزی حکومت کے تمام مطالبات بجنسہا تسلیم کیئے جائیں۔ اور پہر یہ بھی یاد دلایا کہ الٹی میٹم کی میعاد قریب الختم ہے۔ اڈمرل لیسٹن تین جنگی جہازوں کے ساتھ احکام کے انتظار میں پورٹ سعید میں لنگرانداز ہے۔ الٹی میٹم کی میعاد اتوار کی آدہی رات کو ختم ہو جائے گی۔ اور تب تک فیصلہ نہ ہوا تو انگریزی بیڑہ فوراً عملی کارروائی شروع کر دیگا"

باقی اگلے صفحہ پر

[ل] یہ صوبے اب پہر کامل طور پر فتح کر لئے گئے ہیں جو ۱۸۹۸ء میں مکمل ہوئی مفصل حالات کتاب محاربات تہیلی میں درج ہیں مگر بدستور سابق یہ علاقے اب واحد مصر کی ملکیت نہیں رکھے گئے۔ بلکہ انگلستان نے بدیں دعوی کہ اسکی تسخیر میں اوسنے بھی مدد کی۔ اسکی حکومت پر اپنا دعوی بھی پیش کیا۔ اور مصر و انگلستان میں یہ فیصلہ ہوا کہ سوڈان پر دونوں ملکونکی مشترکہ حکومت رہے گی۔ فرانس نے اسے مان لیا ہے۔ مگر سلطان المعظم اصل مقتدر و مالک نے اسے تسلیم نہیں کیا۔ باقی حالات صفحات آئندہ سے معلوم ہو جائیں گے۔ مترجم

مصری سمجھے جاتے ہیں۔ اور مصر کی جنوبی سرحد عارضی طور پر وادی حلفہ کو مقرر کیا گیا جو قاہرہ سے آٹھ سو میل کے فاصلہ پر بجانب جنوب دریائے نیل پر آباد ہے۔

جو کچھ ابھی پردۂ غیب میں ہے۔ اوس سے قطع نظر مندرجہ بالا حالات ہی یہ ظاہر کرنے کو کافی ہیں کہ انگریزی حکومت اس معاملہ میں کیسی نامدوح اور بلا ضرورت تیزی سے کام لے رہی ہے۔ نامدوح اس لئے کہ وہ بخوبی جانتی ہے کہ سلطان المعظم سے دنیا کے کل مسلمانونکو روحانی تعلق ہے۔ اور ان کی آزردگی خاطر کے علاوہ خود انگلستان کی ملکی اغراض کی بھی بہتری اسی میں ہے کہ ٹرکی اوس سے ناخوش نہ ہونے پائے۔ گورنمنٹ کی اس غلطی نے مسلمانوں کے اعدا کو اونہیں اپنے قریب میں لانیکا بھی خوب موقعہ دیدیا۔ جسکا ادنی ثبوت یہ ہے کہ کانگرسی و سودیشی اخبارات نے بھی اسوقت کو غنیمت سمجھکر مسلمانوں کو خوش کرنے اور اپنے ساتھ ملانے کے لئے ٹرکی کی حمایت میں خود اسلامی اخبارات سے بڑھ کر جوش دکھایا۔ بلا ضرورت اسلئے کہ العریش کے معاملہ میں ٹرکی وزیر اعظم کا تار بتارہا ہے کہ ٹرکی جنگ کا ہرگز منشا نہیں رکھتی۔ نہ معاملہ کو بیجا طول دینا اوسکا مدعا ہے طابہ کے معاملہ میں اگر وہ اڑی ہے تو اس نیت سے نہیں کہ اپنے باجگذار صوبہ مصر کے کسی مسلم حق کو غصب کرے بلکہ محض اصولی بحث کی خاطر۔ اور اس معاملہ میں بالعالی کا حق بجانب ہونا خدیو کے طریق عمل سے ظاہر ہوچکا ہے جیسا کہ پہلے لکھا جاچکا ہے کہ انگلستان جس خاص مصلحت کی وجہ سے یہ زور و شور دکھا رہا ہے اوسکا معلوم کرسکنا آسان نہیں ممکن ہے آپ اپنی رعایا کے ایک حصہ کو جو شدید مسری میں بڑھتا جاتا ہے یہ دکھانا مقصود ہو کہ گورنمنٹ برطانیہ جب ایک اول درجہ کی سلطنت کو خاطر میں نہیں لاتی تو انکی حرکات مذبوحی کا اوسپر کیا اثر پڑسکتا ہے۔ اور اسی ضمن میں جرمنی وغیرہ رقیب دول پر یہ ظاہر کردیا گیا ہو کہ انگلستان اسوقت اکیلا نہیں۔ خواہ وہ حق پر ہو یا زیادتی کررہا ہو۔ یورپ کی اور کئی بڑی طاقتیں بہرحال اسکی رفاقت پر تیار ہیں۔ اور اس اثر کو زیادہ وقیع بنانے کے لئے اس معمولی سے معاملہ کو نہایت اہم پیرایہ میں دکھانے کی کوشش کیگئی ہو کیونکہ یہ سمجھ میں نہیں آسکتا ہے کہ اگر الٹی میٹم دیا جاتے اور جنگ یا صلح کا دارومدار دس دن کی میعاد پر رکھا گیا ہو۔ تو اس کے کیا معنی کہ سفارتی تعلقات دونوں ملکوں میں بدستور موجود ہوں۔ ایک طرف ہر ملک کا سفیر دوسرے میں برابر موجود ہو۔ اور دوسری طرف انگریزی بیڑہ گولہ باری پر بالکل تیار کھڑا ہو۔ لیکر صاف بتا رہا ہے کہ انگریزی اخبارات اور وزارت جنگ کے نہ بہکلے ہی۔ اس معاملہ سے مقصد میں برطانوی سطوت و شوکت کا سکہ کل دنیا میں بٹھا دینیکا کام لیتے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ لڑائی ہونگا مر تو ہونیکا نہیں۔ اور نہ سلطان جنگ کی کوئی نیت رکھتے ہیں۔ نہ طابہ ایسے حقیقت مقام کے لئے وہ خواہ کیسے حق بجانب کیوں نہ ہوں۔ بجالانا موجودہ آتش سرد کو مشتعل کرینگے ملک کی اندرونی ترقی اور اوس کے استحکام کی متعدد تدابیر

مصر نے بصلاح انگلستان اپریل ۱۸۹۶ء میں مہدی کی جانشین خلیفہ عبداللہ التعاشی پر فوجکشی کی۔ اس مہم میں بیان کیا جاتا ہے کہ تمام صوبہ ڈنگولہ پھر فتح کر کے علاقہ مصر میں شامل کر لیا گیا ہے۔

دنیا ویزکو معرض التوا میں ڈالنا پسند کر سکتے ہیں۔ معاملہ آخر باتون سے سلجھیگا۔ مگر آؤ اس معاملہ سے لگو ناتھ کو بھی نہ کوئی اخلاقی فایدہ اُٹھا لو۔ اور بحث مباحثہ میں لنبی چوڑی تقریروں کے ظاہر کرتے رہنے سے یہ فائدہ اوٹھاؤ کہ جب وہ ایک ہو تو دُنیا سمجھ لے کہ برطانیہ نے بہت بڑی سیاسی کامیابی حاصل کی ہے۔

یہ سطور لکھی جا چکی تھیں کہ نتیجہ وہی نکلا جسکی توقع کی گئی تھی۔ ۱۳ مئی کو تار دیا گیا کہ تنازعہ کی بصلح وصفائی نپٹ جانے کی اُمید قوی ہو گئی ہے اور ۱۴ مئی کو ۱۳ کا یہ تار ملا کہ باب عالی نے شرطیہ طور پر انگلستان کو مطالبات مان لئے ہیں۔ اور کہ اب جنگ کا اندیشہ بالکل نہیں رہا۔ ولله الحمد علیٰ ذالک۔ اسی خبر کا ایک جز وہ یہ ہے کہ قاہرہ سے خبر آئی ہے کہ باب عالی نے طابہ وغیرہ متنازعہ مقامات کا قبضہ (غالباً بالتصفیہ کمیشن) چھوڑنا منظور کر لیا ہے سو پنجابی اب تو بڑا شرمندہ ہو رہا ہو گا۔ ہمارے سودیشی و کانگریسی دوست اُنکا زبانی دعویٰ خواہ کچھ ہو۔ درحقیقت مسلمانوں کو جیسی کچھ نگاہ سے دیکھتے ہیں وہ انکی علی الرغم انکی بات بات سے مترشح ہوتی رہتی ہے۔ کسی معاملہ میں مسلمانوں کے خفیف ہونیکا شائبہ تک پایا جائے۔ تو وہ اپنی خوشی کو دبا نہیں سکتے۔ اور بیتحاشا بغلیں بجانا شروع کر دیتے ہیں۔ اس کے برعکس اونکو فایدہ پہونچنے کا بعید ترین امکان نظر آجائے۔ تو فوراً جوش تعصب و حسد دیوانہ و مجنون بنا دیتا ہے۔ امر دوم کی تازہ شہادت تقسیم بنگال موجود ہے جسنے پشاور سے لیکر راس کماری تک اور رنگون سے لے کر بمبئی تک سب مہربانان اسلام کو سودائی بنا رکھا ہے۔ یہ تو ایک محیط عام نظیر ہے۔ رہی مقامی متفرق شہادتیں۔ صوبہ یا ضلع کو چھوڑ دو کسی ایک تحصیل کو لیلو۔ اسی میں وہ اس افراط سے ملیں گی۔ کہ اونکا حصر کرنا آسان نہ ہوگا۔ امر اوّل کی مثال اوس تحریر میں مل رہی ہے۔ جو سرگرم ترین سودیشی دآریہ جماعت پنجاب کے جدید انگریزی آرگن پنجابی کے مرہٹہ فاضل اڈیٹر نے ٹرکی و انگلستان کے تنازعہ کے متعلق ۱۹ مئی کے پرچہ میں شایع کر کے مسلمانوں کی تذلیل و تحقیر میں بزعم خود کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی۔ وہ لکھتا ہے۔ مسلمان سرکار کے بڑے خوشامدی بنے پھرتے ہیں۔ اونکو اسپر بڑا ناز ہے۔ اور یہ سمجھ چکے ہیں۔ کہ اپنے تعلق کی بنا پر سرکار سے جو چاہیں منوالیں۔ چنانچہ آبزرور اور وطن وغیرہ سرکار کے خوشامدی مسلمان پرچوں نے بڑی منت و زاری کے ساتھ سرکار سے التجائیں کیں۔ کہ خدارا ٹرکی کے ساتھ درشتی کی پالیسی کو روا نہ رکھا جائے۔ اور وہ مسلمانوں کے فیلنگز کا اندرا؟ مہربانی و ذرہ نوازی ضرور خیال رکھے۔ لیکن گورنمنٹ نے خس برابر پروا نہ کی۔ اور اپنی کارروائی کو اوسی زور و شور کے ساتھ جاری رکھا۔ حتیٰ کہ کل تار خبر آگئی کہ سلطان نے عاجز آکر کُل مطالبات مان لئے۔ اور آبزرور۔ وطن وغیرہ کی تمام ہائے پکار۔

اور اب عارضی طور پر وادی حلفہ کی بجائے مقامات الدبہ اور دراوی کو جو دریائے نیل پر شہر ڈنگولہ سے تخمیناً دو سو میل بجانب جنوب ہیں جنوبی سرحد مقرر کیا گیا ہے یعنی جنوب کیطرف سرحد تقریباً پانچسو

محض فضول بکواس ثابت ہوئی۔ جو لوگ اپنا اُلّو سیدھا کرنے کو سفید کو سیاہ اور رات کو دن کہنے سے نہ جھجکتے ہوں وہ یاوہ گوئی اور زہر اگلنے کے لئے کوئی خفیف سی وجہ ملجانے پر بھلا کب خاموش رہ سکتے ہیں تاہم وطن کو پنجابی کی حالت پر رحم آتا ہے۔ اپنی تذلیل و ندامت کا جیسا سامان اوس نے اس تحریر میں بہم پہنچایا ہے ویسا اوسکی شاید ہی کسی تحریر میں ملے۔ آخری نتیجہ اور بعد کی خبریں صاف بتا رہی ہیں کہ انگریزی گورنمنٹ نے اپنی مسلمان رعایا کی خاطر باوجود اس امر کے کہ کل انگریزی اخبارات اور ملک کی تمام مختلف فرقے اس معاملہ میں جبر و تحکم کی پالیسی کے موید تھے کسی ایسی کارروائی کا مرتکب ہونا تو درکنار۔ ایسی کوئی تجویز تک پیش کرنا پسند نہیں کیا۔ جو خلیفۃ المسلمین کو ناگوار خاطر ہو۔ اور وہ اوسے مسترد کر دینے پر مجبور ہوں۔ کیونکہ وہ جانتی تھی کہ اگر سلطان نے کسی مطالبہ کو نا منظور کیا۔ تو آن قائم رکھنے کو ضرور نوبت بجنگ پہنچانی پڑیگی۔ اور سلطان سے جنگ کرنا اپنی مسلمان رعایا کو یقیناً آزردہ خاطر بنانا ہے۔ اسلئے بہتر یہی ہے کہ پہلے ہی ایسی شرائط پیش کی جائیں جنکی منظوری میں کوئی شک نہ ہو۔ اور ایسا ہی ہوا۔ آخری تار صاف بتا چکا ہے کہ سلطان المعظم نے اس معاملہ میں انگلستان سے براہ راست نامہ و پیام اور تصفیہ کرنا منظور نہ کیا۔ اور انگلستان نے بھی انکے اعتراض کی معقولیت کو تسلیم کر کے مان لیا۔ کہ سرحد کی تعیین صرف ترکی و مصری کمشنروں کی کمیشن پر چھوڑی جائے۔ چنانچہ مصری کمشنر نامزد بھی ہو چکے ہیں۔ وہ دو ہیں۔ ایک جنرل فتحی پاشا۔ اور دوسرے کپتان اوون (ملازم مصری حکومت)۔ اب ابنائے پنجابی بشرطیکہ اوسمیں سچ بولنے کی جرأت باقی ہو۔ خود ہی بتائے کہ کیا اس سے بڑھکر بھی کسی کی کوئی پاسخاطر ہو سکتی ہے؟ پنجابی۔ پائنیر وغیرہ اخبارات کی دھمکی آمیز اور جوش دلانیوالی تحریروں کا تو بڑی خوشی سے حوالہ دیتا ہے۔ مگر پائنیر کی اوس تحریر کا نام بھی نہیں لیتا جسمیں اوس نے رونا رویا ہے کہ انگریزی گورنمنٹ نے بڑی بزدلی دکھائی ہے۔ اور پھر لبرل حکومت پر چوٹ کی ہے۔ کہ یہ فریق سلطنت کے اغراض کی نگہداشت میں ہمیشہ ہی نامرد ثابت ہوتا رہا ہے۔ لیکن وطن کی رائے میں پائنیر کو ایسا کھسیانا اور از خود رفتہ ہو جانا واجب نہ تھا۔ اوسے مذہبی تعصب نے یہ سمجھنے کی فرصت نہیں دی کہ انگریزی حکومت نے کسی بزدلی کی وجہ سے نہیں۔ بلکہ دانشمندی اور مصلحت ملکی کے اقتضا کو اپنا رہبر بنا کر یہ تصفیہ منظور کیا ہے۔ جسکا ادنیٰ فایدہ یہ نکلا ہے کہ دس کروڑ مسلمان تاج برطانیہ کے پہلے سے زیادہ بہی خواہ اور جان نثار ہو گئے ہیں۔ پنجابی ابھی پرچہ میں علی گڑھ کالج کے چند متعلقین کی کارروائی کا بھی ذکر کر کے آنربرورود وطن وغیرہ کو شرمندہ کرنے کی سعی لاحاصل کرتا ہے۔ مگر بھلا مانس یہ نہیں سمجھتا۔ (باقی آگے صفحہ پر)

میل اوپر بڑھ گئی ہے۔ یہہ مہم صرف اسی صوبہ کی فتح پر ختم کردی گئی ہے۔ زائد فوجیں اور سردار سپہ جنرل کچنر پاشا سپہ سالار افواج مصر (جو انگریز ہے) بوسط ماہ ستمبر میں قاہرہ کو واپس گیا ہے۔ مگر انگریزوں کا اگلے برس خرطوم پر چڑھائی کرنیکا منشا ہے۔ مترجم)

کہ ان چند اشخاص کے دعوی لیڈری و نیابت کو خود کئی باخبر اینگلو انڈین اخبارات بھی قبول نہیں کرتے۔ مارننگ پوسٹ دہلی بصراحت اون کے اس دعوی کی تکذیب کرتا ہے۔ اور لکھتا ہے کہ بیشک ہندوستان کے مسلمانوں کا حصہ کثیر اپنے مذہبی مقتدا و خلیفہ سے خاص تعلق خاطر رکھتا ہے۔ اور اوسے کبھی یہ امر گوارا نہیں ہو سکتا کہ مسلمانوں کے دینی اور دنیوی بادشاہ میں باہم جنگ ہو۔ سر سید کو اکثر مسلمان عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اونکو ہر لحاظ سے جو وجاہت حاصل تھی۔ وہ بھی کسی شرح کی محتاج نہیں۔ مگر معاصر پنجابی یا پائونیر کو کیا یہ معلوم نہیں کہ سلطان المعظم کی ذات کے متعلق مسلمانوں نے اپنی قوم کے اس جلیل القدر شخص کی رائے کی بھی خس برابر پروا نہ کی تھی۔ سنہ ۹۵-۱۸۹۶ء کے خرخشہ آرمینیا کی ضمن میں جب سر سید نے سلطان کے منصب خلافت پر کچھ اعتراض کیا۔ تو کل مسلمانوں نے باستثنائے چند ضمیر فروشوں کے فی الفور اوسکی تردید کی۔ اور سر سید بلا مبالغہ اپنے دل میں اس حرکت پر ایسے نادم ہوئے کہ مدت العمر میں کبھی ویسے خفیف نہ ہوئے تھے۔ شیخ عبد اللہ۔ آئی احمد یا عزیز الدین ایسے اشخاص اگر اس معاملہ میں باقی مسلمانوں سے علیحدہ رہنا چاہیں۔ تو ہزار دفعہ رہیں۔ قوم پر اون کے افعال و اقوال کا نہ کچھ اثر پڑ سکتا ہے۔ نہ قوم کو اونکی علیحدگی کا احساس ہو سکتا ہے۔ ان لوگوں نے پائونیر کو اطلاع دی تھی۔ کہ علیگڈھ کے مسلمانوں کی طرف سے جو تار گیا ہے۔ وہ عام مسلمانونکی آواز نہ تھی۔ بلکہ چند افراد کی۔ اور کہ سر برآوردہ مسلمانوں کو اس سے کچھ واسطہ نہ تھا۔ وہ ٹرکی و انگلستان کے معاملہ میں کبھی اسقدر ہماری گورنمنٹ کو پریشان خاطر کرنا پسند نہیں کرتے۔ آفرین ہے اس حمیت و غیرت پر۔ مگر ان حضرات کو معلوم ہو چکا ہوگا۔ کہ جو تار علیگڈھ سے والسرائے کو گیا تہا۔ وہ نہ صرف چھ کروڑ مسلمانان ہند۔ بلکہ تقریباً تمام سمجھدار ساکنین ہندوستان کا عندیہ ظاہر کر رہا تھا۔ سید فضل الحسن حسرت نے سچ لکھا ہے کہ ہمارے لئے شرم کا مقام ہے کہ ہم مسلمانوں میں ایسے آدمی بھی موجود ہیں ؏

معاملہ مصر و ٹرکی پچھلے ہفتہ کو مضمون بعنوان فضول غوغا۔ کو بعض دوستوں نے بنظر امعان نہیں پڑھا۔ ورنہ وہ یہ نہ کہتے۔ کہ ٹرکی دب گئی ہے۔ انگلستان نے اوسکی کچھہ حقیقت نہ سمجھی۔ سلطان نے آخر یہی کرنا تہا اور اوسے پڑہکر ایک بچہ بھی سمجھ سکتا ہے کہ ٹرکی ہرگز معاملہ کو طول دینے یا خواہ مخواہ کی چھیڑ نکالنے کا کوئی ارادہ نہ رکہتی تہی۔ مگر اس تار کے چند ہفتوں بعد تک انگریزی اخبار اسی معاملہ طربش کے متعلق بلا کسی ادنی

اس وقت مصر خاص وادی حلفہ سے لیکر جو عرض البلد شمالی کے ۳۱ درجہ ۳۰ دقیقہ پر واقع ہے۔ بحیرہ روم تک ہے۔ اور اوس کا رقبہ مع صحرائے لبیان کے نخلستانوں۔ دریائے نیل اور بحیرہ قلزم کی درمیانی

سی وجہ یا بنا کے جو کچھہ ہولناک خبریں اور افواہیں شایع کرتے رہے ہیں۔ وہ ناظرین پر مخفی نہیں۔ یہی ایک امر اہل وطن کی رائے سے اس امر میں متفق بنانے کے لئے کافی ہونا چاہیئے تھا۔ کہ انگریزی اخبارات محض اپنی تعلی ونمود اور ٹرکی کو اپنی جولانی قلم سے دنیا کی نظروں میں حقیر و ذلیل دکھانے کے لئے یہ جوش وخروش دکھا رہے ہیں۔ اور من گھڑت قصے تراش کر انپر لمبے چوڑے حاشیے دے رہے ہیں۔ اسطرح اگر وہ گزشتہ چند سالوں کے واقعات پر نظر ڈالتے تو ان خبروں سے کہ انگریزی بیڑہ کے چند جہازات یونانی بندرگاہ پائرس میں پہنچ گئے ہیں۔ گھبرانے کی کوئی وجہ نہ پاتے۔ مفروضہ مظالم آرمینیا کے دنوں میں کل یورپ کے بیڑے مہینوں ڈارڈینلز کے دہانہ پر کھڑے رہے۔ اور ابھی پچھلے سال کی بات ہے کہ مقدونیہ کی مجوزہ نگرانی کو منظور کرانیکے لئے یورپین مٹی لین میں جا پہونچا تھا۔ ان دونوں دھمکیوں سے سارا یورپ سلطان کو مطیع نہ بنا سکا۔ تو اکیلی انگلستان کی دھمکی کیا کر سکتی تھی۔ مگر یہاں تو دھمکی تک بھی نوبت نہ پہونچی تھی۔ انگریزی حکومت اور وزیر خارجہ بھی کچھہ گرمجوشی اپنی تقریروں میں ٹپکا رہے تھے۔ لیکن اونہیں اور اخباروں کی تحریروں کے انداز میں صاف زمین و آسمان کا فرق دکھائی دے رہا تھا۔ علاوہ بریں اس قدر قلیل سرکاری گرمجوشی کا بھی مدعا ٹرکی کو مرعوب کرنا نہ تھا۔ بلکہ کسی اور مصلحت کو پورا کرنا جسکی نوعیت قیاساً پچھلے ہفتہ بیان ہو چکی ہے۔ اگر انگلستان ایسا ہی زوروں پر ہوتا جیسا کہ خیال کیا جا رہا ہے تو سب سے آخری خبر یہ نہ ہوتی۔ جو آئی ہے۔ اور جسکا مدعا یہ ہے کہ سلطان نے برطانیہ سے براہ راست تصفیہ کرنا منظور نہیں کیا۔ اور کہ انگلستان نے بھی سلطان المعظم کی رائے کو معقول سمجھکر یہ مان لیا ہے کہ مصری و ترکی کمیشن ہی سرحد کا فیصلہ کرے۔ باقی رہا یہ امر کہ کم از کم ٹرکی جنگ کا ہرگز منشا نہ رکھتی تھی اور پہلے دن سے وہ اس امر کو پیش کر رہی تھی۔ جسپر آخر کار فیصلہ ہوا۔ اسکی ایک نہ زبردست شہادت دولتلو غازی مختار پاشا کی اوس گفتگو سے مل رہی ہے۔ جو آپنے ۳۰ اپریل کو مرحومہ الٹی میٹم دیئے جانے کی تاریخ سے چار دن پہلے اللواء کے ایڈیٹر سے کی۔ خدانخواستہ اگر یہ گفتگو الٹی میٹم کی خبر مشہور ہونیکے بعد ہوتی۔ تو بعض حاسدوں کو یہ کہنے کی گنجایش رہتی کہ اب شیر انگلستان کی بھبک سے ڈر کر پہلو بدلا گیا ہے۔ مگر نہیں وہ[1] اسوقت بتائی گئی جبکہ اسوار کا شان وگمان بھی نہ تھا۔ اور اس لئے اوس سچو وطن کے اس قیاس کی زبردست تائید ہو گئی کہ ٹرکی ہرگز مائل بجنگ نہ تھی۔ نہ وہ اسمعاملہ کو ایسا اہم سمجھ رہی تھی۔ جیسا اہم کہ انگریزی اخبارات اسے ظاہر کر رہے تھے۔ آپکے الفاظ حسب ذیل ہیں:۔ یہ غلط ہے کہ طور سینا کے معاملہ میں اپنی رائے سے کام لے رہا ہوں یعنی

[1] یہ اللواء ۳۰ جنوری کیم مئی میں شایع ہوئی اور اسی دن بذریعہ تار تمام یورپ میں مشہور ہو گئی ۔

علاقہ اور العریش واقع شام کے چار لاکھ مربع میل ہے۔ مگر مزروعہ اور بند وبست شدہ رقبہ یعنی وادی نیل اور ڈلٹا صرف ۱۲۹۷۶ مربع میل ہیں۔ نہروں۔ سڑکوں۔ اور نخلستانوں کے نیچے ۹۰۰ مربع میل زمین ہے اور

صرف اپنے آقا سلطان اور اونکی حکومت عالیہ کے خیالات وارشادات کے پہونچانیکا واسطہ ہوں۔ اور چونکہ باب عالی اس مسئلہ میں اپنے صریح حق کے سوا۔ اور کسی امر کا مطالبہ نہیں کرتا۔ لہذا مجھکو امید ہے کہ موجودہ اختلاف مشکلات وعوائق کا سبب نہ ہوگا۔ اور یہی وجہ ہے کہ حالانکہ افواج قاہرہ عثمانیہ کی تین جیوش جنگی جنکی جمعیت اٹھہ[1] لاکھہ سے زیادہ تک پہونچتی ہے مصر کے قرب وجوار میں موجود ہیں۔ لیکن عثمانیہ حکومت نے فوجی قوت سے کام لینے کا مطلقاً کبھی خیال تک نہیں کیا۔ کیونکہ وہ جانتی ہے کہ انصاف وحق اوسکی طرف ہے۔ پس جو لوگ اس مسئلہ کے متعلق خواہ مخواہ جوش دکہا رہے اور دوسروں میں جوش پیدا کر رہے ہیں اور سیاسی افق کو اندیشناک بنا رہے اور اپنی بے علمی وجہالت یا عمداً کسی خاص غرض سے معمولی معمولی باتوں کو نہایت اہم اور خطرناک قرار دے رہے ہیں وہ صلیت وحقیقت پر پردہ ڈال رہے ہیں۔ اور نہ صرف مصر وترکی بلکہ انگلستان کی فلاح وبہبود اور امن عالم کی تخریب کے درپے ہیں۔ میری یہ پختہ رائے ہے کہ مختلف متنازعہ مقامات کی حقیقت کی صراحت کیلئے اگر کمیشن کی تعیین کی ضرورت محسوس ہو تو ٹرکی انعقاد کمیشن کی تجویز کو بصد خوشی قبول کرے گی۔ کیونکہ اوسکے مقاصد بالکل آشتی آمیز ہیں اور وہ اضطراب یا حرب عام کا موجب بننے کی قطعاً کوئی نیت نہیں رکھتی۔ پس اگر مصری میری نصیحت سنیں تو میں اونکو یہ کہونگا۔ کہ وہ اوس سب وشتم کی مطلق پرواہ نہ کریں۔ جو بعض اشخاص اونکو سلطان اور اونکی سلطنت سے بدظن کرنے اور اونمیں اشتعال پیدا کرنیکے لئے کر رہے ہیں۔ اور کہ وہ ان مغالطوں اور کذب وافتراء کو بالکل حقیر سمجہیں جو اونکی نسبت عمداً شائع کئے جا رہے ہیں۔ کیونکہ مصر اور مصریوں کی بہتری قیام امن اور اسی میں ہے کہ اس ملک عزیز میں بسنے والی قومیں بلاتمیز مذہب ودین باہم محبت وپیار سے رہیں۔ میں مصریوں کو یقین دلاتا ہوں کہ تمام عثمانی اوس محبت وتعلق کی پوری پوری قدر کرتے ہیں۔ جو مصریوں کو اپنی سلطنت عظمیٰ اور اپنے سلطان سے ہے۔ لیکن اس محبت کا بڑا تقاضا یہی ہے کہ مصری مصر کی خوشحالی وسعادت اور اوس کی امن کا پورا پورا خیال رکہیں۔ تمت کلامہ۔ ان زریں الفاظ کو پڑہکر کیا کوئی شخص کہہ سکتا ہے کہ ٹرکی پہلے تو بڑے لمبے چوڑے دعوے کرتی تھی۔ اور اس پر مصر رہی تھی اور پھر یکبارگی دب گئی وہ تو خود تقرر کمیشن کی تجویز کی حامی تھی۔ انگریزی اخبارات اور ایک قلیل حد تک انگریزی وزراء نے بات کا بتنگڑ بعض دیگر مصلحتوں کے لحاظ سے بنا یا تھا۔ جو ٹرکی چاہتی تھی وہی ہوا۔ انگلستان کی غرض اسی ایک انچ بھی اپنی اصل پوزیشن سے نہ ہٹا سکی۔ جس سیاسی ناکامی کے طیش نے مسٹر بالفور کو پادشاہ کی محافظت جیسے اخبارات ظاہر کرنے بغیر نہیں رہ سکے۔ ان بہلے مانسوں کی مفتریات واکاذیب بارہ غازی مختار پاشا کا ابطال بھی سطور بالا سے ہوگیا ہے (باقی اگلے صفحہ پر)

---

[1] شام۔ عرب اور طرابلس الغرب کی ترکی افواج جنگی قوت سے مراد ہے۔ ونکن

۲۸۵۰ مربع میل زمین دریائی نیل- ولدیوں اور جھیلوں کے نیچے ہے- اور باقیماندہ صحراء و ریگستان ہے- مصر دو بڑے حصوں میں تقسیم ہے مصر البحری یا نشیبی مصر اور مصر الصعید یا بالائی مصر-

وہ غازی کو ایک نہایت ڈراؤنا ہوا اور امن عالم کا سخت خطرناک دشمن بتاتے تھے- مگر جنگ و خونریزی کے شیدائی کے خیالات دنیا اس گفتگو سے معلوم کر چکی ہے- ہاں اسمیں شک نہیں کہ اگر فریق ثانی خواہ مخواہ جنگ کو درپیش ہوتا تو ترک ناتیار نہ پائے جاتے- انہوں نے از راہ دور اندیشی اس پہلو کے لئے تیار رہنے کا بھی تدارک کر رکھا تھا- چنانچہ معمولی افواج کے علاوہ کئی قلعہ شکن گراں وزن توپیں بھی مناسب علاقہ پر پہونچائی جا چکی تھیں- لیکن خدا کا شکر ہے کہ یہاں تک نوبت پہونچنے ہی نہ پائی- ترکی دعوی کی صداقت کا یہ ادنی ثبوت ہے کہ خود کئی انگریزی اخبارات نے عین بحرانی زمانہ میں یہ تسلیم کیا ہے کہ خدیو حال کی مسند نشینی کی اجازت جس فرمان سلطانی کے رو سے عطا ہوئی تھی- اسمیں چند دیگر مقامات کے علاوہ طابہ کا بھی مصری حدود سے باہر ہونا بصراحت واضح کر دیا گیا تھا-

معاملہ ٹرکی و مصر- اس ہفتہ مئی کی تاریخ تک کے مصری اخبارات جو ہندوستان میں وصول ہوئے ہیں ان سے معاملہ مندرجہ عنوان کے متعلق کئی ایسے حالات منکشف ہوگئے ہیں جو پہلے بالکل پردۂ خفا میں تھے- اور مریدان وطن کے قیاسات و آراء کی کامل تصدیق بھی ہوگئی ہے- اور بیجا ہوا اس عام مشہور خیال کے کہ سلطان دب گئے حقیقت یہی ہے کہ باب العالی بوجہ اتم غالب رہا- اصل بنائے اختلاف یہ تھی- کہ مصری حکومت برائے خود یا بتحریک انگلستان جزیرہ نمائے سینا کے مختلف مقامات میں فوجی مورچے اور قلعے بنانا چاہتی تھی- اور خاص طابہ میں بھی ویسا ہی کرنے کا ارادہ رکھتی تھی جس امر کو سلطنت عثمانیہ کبھی گوارا نہ کر سکتی تھی- تین ماہ ہوئے وطن نے اس معاملہ کا مفصل ذکر کرکے لکھا تھا کہ باب العالی یورپین و روسی سرحدات کے استحکام سے فارغ ہو کر اب اپنی ایشیائی و افریقی سرحدات کے استحکام اور فوجی تدارک میں پوری سرگرمی کے ساتھ ساعی ہے- اور اسنے ایکطرف مصر و طرابلس الغرب کی مشترکہ حد پہ مستحکم فوجی چھاونیاں ڈالدی ہیں مصر بھی وہاں ایسا کرنے کی خفیہ تیاریاں کر رہا تھا- مگر باب العالی کی بر وقت ہوشیاری سے منہ دیکھتا رہ گیا- اور دوسری طرف جزیرہ نما سینا میں بھی مصری نقل و حرکت کی مزاحمت کی گئی ہے- اور اس کے انسداد کے لئے طابہ پر ترکی فوج بھیجی گئی- یہ صورت جنوری میں پیش آئی- اور اب یہ سوال پیدا ہو گیا کہ آیا مصر کو نہر سوئز سے ورے جزیرہ نما سینا میں قلعہ بندی کرنیکا اختیار حاصل ہے یا نہیں- باب العالی نے اس دلیل سے اسکا دعوی رد کیا کہ سینا مصر کے اوس علاقہ میں شامل نہیں- جو اسے دوام کے لئے باجگذار صوبہ کی حیثیت میں دیا گیا ہے- بلکہ ایک خالص ترکی رقبہ ہے- جو محض انتظامیہ طور پر مصر کی تحویل میں رکھا گیا ہے- مصر نے اسے تسلیم نہ کیا- بات بڑھ گئی اور شاخ در شاخ نکلتی چلی آئی- حتی کہ تنگ آکر باب العالی نے یہ کہدیا کہ قلعے بنانا تو درکنار جزیرہ نما سینا پر مصر کو کچھ حق ہی نہیں- انگلستان اس بحث کی دوران میں شروع ہی سے بالواسطہ طور پر شریک رہا تھا- یہ جواب ملنے پر مصر الگ ہو گیا- (باقی بر صفحہ ۱۲۸ سے)-

مندرجہ ذیل جدول سے بندوبست شدہ اراضی کا رقبہ اور مئی ۱۸۸۲ء کی مردم شماری کے نتائج معلوم ہو جاویں گے۔ (جن کے ساتھ جون ۱۸۹۷ء کی مردم شماری کے بھی اعداد بڑھا دیئے جاتے ہیں)

صوبہ	سنہ	رقبہ مربع میلوں میں	مصری: مقیم	مصری: خانہ بدوش	اجنبی	میزان	گنجانی کی اوسط فی مربع میل
۱۔ (مصر البحری) گورنریاں							
(۱) قاہرہ	۱۸۸۲ء	۶	۳۵۲۴۱۶	۷۷۲	۲۱۶۵۰	۳۷۴۸۳۸	۶۲۴۷۳
	۱۸۹۷ء		۵۳۳۳۳۶	۱۳۴۵	۳۵۳۸۱	۵۷۰۰۶۲	۹۵۰۱۰
(۲) اسکندریہ	۱۸۸۲ء	۷۰	۱۸۱۲۰۰	۵۰۳	۴۹۶۹۳	۲۳۱۳۹۶	۳۳۰۵
	۱۸۹۷ء		۲۶۸۶۶۹	۴۹۸۴	۴۲۱۱۳	۳۱۹۷۶۶	۴۵۶۸
(۳) دمیاط	۱۸۸۲ء	۴½	۴۳۵۰۱	۱	۱۱۴	۴۳۶۱۶	۹۶۹۲
	۱۸۹۷ء		۴۳۵۱۲	۰	۲۳۹	۴۳۷۵۱	۹۷۲۲
(۴) روستا		۲۴½	۱۹۲۶۷	-	۱۱۱	۱۹۳۷۸	۷۹۰
(مدیریہ)							
(۱) بحیرہ	۱۸۸۲ء	۹۳۲	۳۹۴۰۵۰	۳۳۱۰۲	۱۷۰۴	۳۹۸۸۵۶	۴۲۶
	۱۸۹۷ء		۵۳۵۰۲۱	۹۴۹۵۳	۱۳۵۱	۶۳۱۳۲۵	۶۷۷
(۲) شرقیہ	۱۸۸۲ء	۹۰۵	۴۳۵۳۸۰	۲۷۴۷۱	۱۸۰۴	۴۶۴۶۵۵	۵۱۳
	۱۸۹۷ء		۶۶۱۶۵۸	۸۵۰۱۵	۲۵۶۲	۷۴۹۱۳۰	۸۲۸
(۳) دقاہلیہ	۱۸۸۲ء	۹۳۱	۵۷۸۱۴۴	۶۲۱۳	۱۶۷۶	۵۸۶۰۳۳	۶۲۹
	۱۸۹۷ء		۷۱۹۷۶۹	۱۴۶۲۴	۲۴۱۸	۷۳۶۷۰۸	۷۹۱
(۴) غربیہ	۱۸۸۲ء	۲۳۴۰	۹۰۸۰۴۱	۱۸۹۰۰	۲۵۴۷	۹۲۹۴۸۸	۳۹۷
	۱۸۹۷ء		۱۲۴۹۶۵۲	۴۷۴۶۳	۳۴۴۱	۱۲۹۷۶۵۶	۵۵۴
(۵) کلیوبیہ	۱۸۸۲ء	۳۵۲	۲۵۴۱۹۸	۱۶۵۹۶	۵۹۷	۲۷۱۳۹۱	۷۷۱
	۱۸۹۷ء		۳۳۵۴۷۰	۳۵۴۰۲	۵۹۳	۳۷۱۴۶۵	۱۰۵۵
(۶) منوفیہ	۱۸۸۲ء	۶۳۹	۶۳۲۶۰۹	۲۵۱۲	۸۹۲	۶۳۶۰۱۳	۱۰۱۰
	۱۸۹۷ء		۸۴۶۵۱۲	۱۶۶۶۶	۱۰۲۸	۸۶۴۲۰۶	۱۳۵۲
میزان مصر البحری		۶۲۰۴	۳۷۷۸۸۰۶	۱۰۶۰۷۰	۸۰۷۸۸	۳۹۶۵۶۶۴	۶۳۹
۲۔ خاکنائے سویز (گورنری)							
(۱) بندر سعید	۱۸۸۲ء	۰	۱۴۰۶۰	۲۲۶	۷۰۱۰	۲۱۲۹۶	۳۰۹۲
	۱۸۹۷ء		۳۶۷۲۹	-	۱۳۴۵۰	۵۰۱۷۹	
(۲) سویز	۱۸۸۲ء	۱۰½	۹۹۷۷	۸	۱۱۹۰	۱۱۱۷۵	
	۱۸۹۷ء		۱۵۴۳۹	۶۷۵۶	۲۷۷۴	۲۴۹۷۰	
میزان خاکنائے		۱۰½	۲۴۰۳۷	۲۳۴	۸۲۰۰	۳۲۴۷۱	۳۰۹۲

صوبہ	رقبہ مربع میلوں میں	مصری: مقیم	مصری: خانہ بدوش	اجنبی	میزان	گنجانی کی اوسط فی مربع میل
۳۔ مصری علاقہ واقع ایشیا						
(۱) العریش سنہ ۱۸۸۲ / سنہ ۱۸۹۷	۱/۵	۳۶۲۹ / ۴۰۸۰	۱۲۹۱ / ۱۲۹۱۰	۳ / ۱	۳۹۲۳ / ۱۶۹۹۱	۱۹۶۱۵ / ۸۴۹۵۵
۴۔ مصر الصعید						
(۱) قصیر	۱/۴	۲۱۹۰	۲۴۰	-	۲۴۳۰	۱۷۰۱۰
(۱) سیوط سنہ ۱۸۸۲ / سنہ ۱۸۹۷	۸۴۰	۵۴۹۷۷۶	۱۱۹۰۶ / ۳۰۰۴۸	۴۵۵ / ۴۳۹	۵۶۲۱۳۷ / ۷۸۲۷۲۰	۷۱۲ / ۹۳۲
(۲) بنی سیوف سنہ ۱۸۸۲ / سنہ ۱۸۹۷	۵۰۱	۱۹۳۳۰۵ / ۲۸۲۵۱۳	۲۶۱۱۹ / ۳۱۶۴۵	۱۴۹ / ۲۹۶	۲۱۹۵۷۳ / ۳۱۴۴۵۴	۴۳۸ / ۶۲۷
(۳) فیوم سنہ ۱۸۸۲ / سنہ ۱۸۹۷	۴۹۳	۲۰۰۹۹۷ / ۳۱۲۷۵۷	۲۷۳۲۸ / ۵۷۹۴۷	۴۱۴ / ۳۰۲	۲۲۸۷۰۹ / ۳۷۱۰۰۶	۴۶۴ / ۷۵۲
(۴) غیزہ سنہ ۱۸۸۲ / سنہ ۱۸۹۷	۳۷۰	۲۷۴۴۰۶ / ۳۶۸۴۷۲	۸۴۸۳ / ۳۲۷۳۶	۱۹۴ / ۴۲۶	۲۸۳۰۸۳ / ۴۰۱۶۳۴	۷۶۵ / ۱۰۸۵
(۵) مینیا سنہ ۱۸۸۲ / سنہ ۱۸۹۷	۷۷۲	۲۹۴۶۵۵ / ۵۱۱۷۴۶	۱۹۸۲۴ / ۳۶۲۱۷	۳۳۹ / ۶۶۹	۳۱۴۸۱۸ / ۵۴۸۶۴۲	۴۰۷ / ۴۱۱
(۶) جرجہ سنہ ۱۸۸۲ / سنہ ۱۸۹۷	۶۳۱	۵۱۵۹۷۲ / ۹۷۷۱۵۱	۵۳۱۱ / ۱۰۶۴۹	۱۳۰ / ۲۱۱	۵۲۱۴۱۳ / ۶۸۸۰۱۱	۸۲۶ / ۱۰۹۰
(۷) قینا سنہ ۱۸۸۲ / سنہ ۱۸۹۷	۵۳۴	۳۸۳۸۱۹ / ۶۷۹۵۱۷	۲۳۸۷۷ / ۳۱۳۲۵	۱۶۲ / ۶۱۵	۴۰۶۸۵۸ / ۷۱۱۴۵۷	۹۵۸ / ۱۳۰۸
(۸) اسوان[1] سنہ ۱۸۸۲ / سنہ ۱۸۹۷	۳۳۲	۲۲۱۸۱۳ / ۲۱۶۶۹۲	۱۶۰۹۶ / ۲۳۲۸۸	۵۲ / ۴۳۲	۲۳۷۹۶۱ / ۲۴۰۳۸۲	۷۱۷ / -
میزان مصر الصعید	۴۸۸۳¼	۲۶۳۰۱۹۰۳	۱۳۸۱۸۴	۱۸۹۵	۲۷۷۶۹۸۲	۶۱۹
۵۔ نخلستان	نامعلوم	۳۸۲۲۵	نامعلوم	نامعلوم	نامعلوم	نامعلوم
میزان آبادی کل مصر و رقبہ مزروعہ سنہ ۱۸۸۲ / سنہ ۱۸۹۷	۱۰۶۹۸ / -	۶۴۸۰۶۰۰ / ۹۰۴۷۹۰۵	۲۴۵۷۷۹ / ۱۰۵۷۳۹۷۴	۹۰۸۸۶ / ۱۱۲۵۷۴	۶۸۱۷۲۶۵ / ۹۷۳۴۴۰۵	۶۳۸

[1] سرحد پر ایک نیا صوبہ الحدود قایم کیا گیا ہے اور صوبہ اسوان اوسمیں شامل کر دیا گیا ہے۔ سنہ ۱۸۹۸ء سے اس صوبہ کا وجود نہیں رہا ہے۔ مولف

کل آبادی میں سے ۹۰۱۴۹۱۰۴۳۳ مرد۔ اور ۷۶۶۵۱۴۳ عورتیں ہیں۔ سنہ ۱۸۹۷ء کی مردم شماری کی تفصیل یہ ہے:۔ مرد ۴۹۴۷۸۵۰۔ عورتیں ۴۷۸۶۵۵۵۔ اس مردم شماری میں نخلستان واحۂ اسیواح کی آبادی شامل نہیں جہاں ۷ ہزار مرد مصری باشندے ہی مستقل طور پر آباد ہیں۔ علاوہ خانہ بدوشوں کے۔ اگر مندرجہ بالا اعداد کو انتظامی حلقوں میں ترتیب دیا جائے تو نتیجہ حسب ذیل ہوگا:۔

قسم انتظامی حلقے / تعداد	مصری		اجنبی	میزان
	مقیم	خانہ بدوش		
گورنریاں۔ (۸)	۶۲۵۲۴۰	۳۰۴۱	۷۹۷۷۱	۷۰۸۰۵۲
مدیریات (۱۴)	۸۸۱۶۹۳۵	۲۴۲۷۳۸	۱۱۱۱۵	۹۰۷۰۹۸۸
نخلستان	۳۸۴۲۵	-	-	۳۸۴۲۵
میزان	۹۴۸۰۶۰۰	۲۴۵۷۷۹	۹۰۸۸۶	۹۸۱۷۲۶۵

خاندانوں کا شمار ۱۱۷۸۵۶۴۳ اور گھروں کا ۱۴۳۸۴۳۰ ہے۔ بلحاظ قومیت اجنبیوں کی تفصیل یہ ہے:۔ یونانی ۳۷۳۰۱۔ اطالین ۱۸۶۶۵۔ فرانسیسی ۱۵۷۱۹۔ آسٹرین ۸۰۲۲۔ انگریز ۶۱۱۸۔ جرمن ۹۴۸۔ دیگر اجنبی اقوام ۱۱۶۴۔ میزان ۹۰۸۸۶۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۲۵ سے آگے) اور انگلستان نے براہ راست نامہ و پیام شروع کر دیا جسکا آغاز عرصہ الٹی میٹم میعادی دس یوم سے ہوا۔ انگریزی حکومت بھی بیشک پہلے ہی دن سے یہ کہتی رہی تھی۔ کہ حد بندی کا فیصلہ کمیشن کے ذریعہ کرو جس امر پر ہی آخر میں جا کر فیصلہ ہوا ہے۔ مگر انگریزی اخبارات اور حکومت نے اصل بنائے اختلاف کو کبھی پبلک میں ظاہر نہیں کیا۔ اور نہ اب یہ بتایا کہ سلطان نے اتنا عرصہ انکار کرتے رہکر اب کمیشن کیوں مان لی۔ اور کہ جب عثمانی مختار ایسا مستند عہدہ دار مفروضہ الٹی میٹم سے پانچ دن پہلے تک کمیشن کے تقرری کو اصل ذریعہ فیصلہ بتا رہا۔ تو سلطان کیوں کمیشن کے تقرری منکر رہے۔ یہ تمہ تنازعہ کے اصل عنصر کو پبلک سے مخفی رکھنے کی وجہ سے پیدا ہوا ہے۔ سلطان کہتے تھے کہ جبتک مصر والے اس امر کو نہ مان لیں کہ اسے جزیرہ نما سینا میں قلعہ بندیاں تیار کرنیکا کوئی حق نہیں تب تک ہم طابہ کا قبضہ چھوڑ سکتے ہیں۔ اور نہ کمیشن کا تقرر منظور کر سکتے ہیں۔ کیونکہ اس امر کا تعین حد سے کچھ واسطہ نہیں۔ ترکی و مصری حد خواہ رافح سے بخط مستقیم عقبہ تک ہو۔ اور کل جزیرہ نما سینا معہ طابہ انتظامی طور پر مصری حد میں داخل سمجھا جائے۔ وہ اسپر بہرحال بطور امین ہی قابض ہوگا۔ نہ کہ بحیثیت باجگذار و ادنیٰ مالک کے۔ اور امین کو ہرگز بجز انتظامی معاملات کے اور کسی طرح کا اور خاصکر فوجی تدارک کرنے کا وہاں حق یا رتبہ نہیں ہو سکتا۔ سینا میں خدیو کی وہی حیثیت ہے جو جزیرہ تہاسوس متصل ساحل یونان میں ٹرکی ہے جہاں اسکو فوجی انتظام کرنے سے روک دیا گیا تھا۔ انگلستان و مصر اس شرط کو نہیں مانتے تھے۔

انمیں سے تقریباً ۹۰ فیصدی مصر البحری میں رہتے ہیں۔ (یہ اعداد پرانے ہیں۔ اب اجنبیوں کی آبادی بہت بڑھ گئی ہے۔ لیکن جدید مردم شماری نہ ہونیکی وجہ سے یہی درج کئے گئے ہیں)

اور یہ کہتے تھے کہ کمیشن مقرر کردو۔ اور اوس کے جانے سے پہلے ترکی فوج طابہ خالی کردے۔ اگر کمیشن کے فیصلہ کے روسے وہ ترکی حد میں آسکے تو ترکی فوج پھر قابض ہوجائے۔ اور نہ مصر وہاں اور جزیرہ نما کے اور جس مقام میں چاہے۔ قلعے بنائیگا۔ اور فوج رکھیگا۔ اس بیجا وناحق اصرار کا باب عالی نے وہ جواب دیا جو اوپر درج ہے۔ وہ دراصل برگس نگیرند بہ تیر رہنی شود کا مصداق تھا۔ کیونکہ جیسا کہ غازی مختار کے مکالمہ سے واضح ہوچکا ہے۔ ٹرکی باوجود کافی استطاعت مصر کے موجودہ حقوق میں ہرگز کچھ تعرض نہیں کرنا چاہتی۔ نہ وہاں کی موجودہ حالت میں کچھ خلل ڈالنے کا ارادہ رکھتی تھی۔ وہ صرف یہ چاہتی تھی کہ اس علاقہ میں جو حجاز و شام کی کلید ہے۔ وہی حالت قایم رہے جو مدت سے چلی آتی ہے۔ اور کوئی غیر طاقت حجاز ریلوے اور عقبہ کے عین سرپر ایسا انتظام نہ کرسکے جو کسی وقت ان کے حق میں مہلک اور مضر ثابت ہوسکے۔ یہ تو وہ بالکل مدافعت اور خود حفاظتی کے پہلو پر تھی۔ اور جیسا کہ وطن بارہا لکھ چکا ہے۔ یہ انگریزی اخبارات کی محض بیجا اپج تھی۔ کہ طابہ کے ترکی قبضہ سے نہر سویز اور مصر کی سلامتی مخدوش ہوگئی ہے۔ اور کہ ٹرکی کی نیت بد ہے۔ طابہ عقبہ سے جسے ہر ایک ترکی مقبوضہ مانتا ہے۔ اور اوس میں کسی کو کچھ بحث نہیں۔ صرف چھ سات میل آگے ہے۔ اور نہر سویز تک ڈیڑہ سو میل طویل لق و دق سنگلاخ حائل ہے۔ ڈیڑہ سو میل میں سے سات میل کم ہوجانے سے کیا بن سکتا تھا۔

اب سنئے۔ الٹی میٹم کا کیا حشر ہوا۔ جسکی نسبت خوب لمبے چوڑے شگوفے چھوڑے جاتے ہیں کہ انگلستان نے یوں ٹرکی کو دہمکایا ہے۔ اور یہ ڈانٹ بتائی ہے۔ اور کہ دسویں دن کے گذرتے ہی تمام ترکی سواحل حتٰی کہ خاص قسطنطنیہ پر بھی انگریزی بیڑہ کی گولہ باری شروع ہوجائے گی۔ وغیرہ وغیرہ۔ یہ تمام باتیں محض یاروں کی من گھڑت ہیں جسکا ادنیٰ ثبوت یہ ہے کہ اب تک دنیا میں کسی فرد کو بجز دونوں حکومتوں کے یہ معلوم نہیں ہوسکا۔ کہ انگریزی مراسلہ کا مضمون کیا تھا۔ یا معلوم ہوا ہے تو کسی انگریزی اخبار نے اوسے شایع کرنا پسند نہیں کیا۔ اور یہ ظاہر ہے کہ اگر اسکا انداز تحکم و تعلّی کو لئے ہوتا تو یہ ببلے ٹائمس فوراً سے پہلے اوسے اپنے کالموں میں درج کردیتے۔ مگر چونکہ اوسمیں کمال ادب ملحوظ رکھا گیا تھا۔ اگر کسیکو اسکا مضمون معلوم بھی ہوگیا تو اوس نے چھپانا نہ چاہا۔ یہ وطن کا ذاتی قیاس بلا دلیل نہیں۔ ٹائمز بہ رضا اسے تسلیم کرتا ہے کہ انگریزی حکومت نے جو مراسلہ (جسے پبلک میں الٹی میٹم کے نام سے موسوم کیا گیا ہے) بھیجا ہے۔ اوسمیں اپنے مدعا و ارادہ کو بوضاحت ظاہر کرنے کے ساتھ ہی اس امر کا خاص خیال رکھا گیا کہ باب عالی کو بہ حیثیت انسانیت اور ادب کے ساتھ باعتدال تمام مخاطب کیا جائے۔ غرض الٹی میٹم کی اصلیت اس طرح پر ہوئی۔ اوس کا جو انجام ہوا۔ وہ اس تاریخ سے معلوم ہوجائے گا۔ جو

ملک کی آبادی کی رفتار و مقدار مندرجہ ذیل اعداد سے معلوم ہوجاوے گی:-

سنہ ۱۸۰۰ء	(فرانسیسیوں کا اندازہ)	بیس لاکھ	سنہ ۱۸۶۲ء	(ڈی گینی صاحب)	۵۲۰۳۴۰۵
سنہ ۱۸۴۶ء	(پہلی مردم شماری)	۴۴۶۳۲۴۴	سنہ ۱۸۶۵ء	(ڈاکٹر روسی بے)	۵۲۵۱۷۵۷
سنہ ۱۸۵۵ء	(اندازہ توفیقی پاشا)	۴۳۰۲۰۱۳	سنہ ۱۸۸۲ء	(مردم شماری)	۶۸۰۶۳۸۱
سنہ ۱۸۶۵ء	(اندازہ توفیقی پاشا)	۴۸۴۱۶۷۷	سنہ ۱۸۹۷ء	(دوسری مردم شماری)	۹۷ لاکھ ۳۴ ہزار

۱۳ مئی کو باب عالی نے اپنے کمشنر مقیم مصر غازی مختار پاشا کو بمقام اسکندریہ بھیجا۔ ترجمہ تار سلطانی "چونکہ طابہ پر ترکی فوج کے قبضہ سے اس کے سوا اور کچھ مقصود نہ تھا۔ کہ جزیرہ نما طور سینا کو سابق حالت میں رکھا جائے یعنے وہاں کسی اور کو جنگی تعمیرات اور قلعے تیار نہ کرنے دیئے جائیں۔ اور اب اس امر کی نسبت اطمینان بخش اور قابل وثوق عہد و اقرار ہوگیا ہے۔ لہٰذا باب عالی نے حکم بھیجا ہے۔ کہ عثمانی لشکر طابہ سے اپنے اصل موقع کو لایا جائے۔ اور کہ وہ جہاز دیانہ پر سوار ہو کر وہاں سے آئے۔ طور سینا کی سابق حالت کو بدستور قائم رکھنے کی فیصلہ کن و کامل ضمانت تامہ کے متعلق باہم گفتگو جاری ہے"

اس تار سے جو انگریزی اخبارات نے بہت چھپا رکھا تھا تمام حقیقت ظاہر ہوگئی ہے۔ بکل پیٹا ہوا چھوٹ گیا ہے۔ اور کل دنیا اسے خود ہی باسانی فیصلہ کرسکتی ہے کہ سلطان دنیا سر اڑا دیا گیا۔ ترکی نے پہلے دن جو شرط پیش کی تھی آخر وقت تک اسپر قائم رہی۔ اور انگلستان و مصر کو باوجود اس تمام جوش و خروش اور سرگرمی کے جو انگریزی اخبارات انکی طرف منسوب کرتے رہے۔ آخر اوسے ماننا پڑا۔ اور جیسا ادعا ہمیں لیا تھا پھر جگہ اہی کچھ نہ رہ سکی۔ اب خواہ طابہ کو ترکی حد سے باہر قرار دیا جائے یا مصری۔ ترکی کو اس کی کچھ پروا نہیں ہوسکتی۔ جو اس کا اصل مقصود تھا۔ وہ حاصل ہوگیا۔ مصر اور اس کے قابضین نے مان لیا ہے کہ نہر سویز سے لیکر تا بجوار عقبہ طور سینا میں وہ کوئی جنگی تعمیر نہیں بنا سکتے نہ چھاونی ڈال سکتے ہیں۔ اگر اپنی اصل عاحد شرط کو منوالینے کا نام ہی فتح جانا ہے تو ہم بھی مان لیتے ہیں کہ سلطان فتح گئے

ان یہی نہیں کہ سلطان اعظم اپنی شرط منوا کر رہے۔ آپ کو اس معاملہ میں اور بھی کئی لحاظ سے نہایت اہم سیاسی کامیابیاں حاصل ہوئیں۔ آپنے پہلے دن ہی کہدیا کہ مصر ہمارا صوبہ اور باجگذار ہے۔ انگلستان اوس کو اور ہمارے معاملہ میں دخیل نہیں ہوسکتا۔ نہ براہ راست ترکی برطانیہ سے اس معاملہ میں باضابطہ گفتگو کرے گی یہ عزم آخر وقت تک قائم رہا۔ حتیٰ کہ آخری سلطانی فیصلہ کی اطلاع باضابطہ طور پر اگر کسی کو بھیجی گئی تو صرف مصری حکومت کو۔ اور وہ بھی ایلچی یا سفیر نہیں۔ اپنے کمشنر کی معرفت۔ انگریزی سفیر اور حکومت کو بیشک اطلاع دیگئی لیکن محض ضمنی طریقہ پر۔ اوسے ثالث بنانیکی نسبت کبھی مخاطب نہ بنایا گیا۔ اور کمیشن کے بیان کی نسبت بھی یہ فیصلہ کردیا۔ کہ وہ محض ترکی و مصری حکومتوں کے ملازم ہوں گے۔ انگلستان کا کوئی نائب شریک نہیں ہوسکتا۔

باقی اگلے صفحہ پر

۱۸۴۶ء اور ۱۸۸۲ء کی سرکاری مردم شماری کے باہمی مقابلہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ترقی آبادی کی سالانہ اوسط ۱½ فیصدی ہے۔ اور ۱۸۸۲ء و ۱۸۹۷ء کے مقابلہ میں ۲½ فیصدی سالانہ بیشی نکلتی ہے۔ مصر کے بڑے بڑے شہر یہ ہیں۔ انکی آبادی ۱۸۸۲ء کی مردم شماری کے مطابق دیجاتی ہے۔

کیا مطلب ہے فریق کا اندازہ بھی ہو گیا ہے جو آغاز سے انجام تک اس معاملہ میں ٹرکی کا رہا ہے اگر نہیں تو پنجابی وغیرہ تنگ خیال معاصرین و افراد کو ٹرکی پر یہ اتہام لگانے سے نادم ہونا چاہیئے۔

اسی ضمن میں ایک اور واقعہ کا ذکر کر دینا نامناسب نہ ہوگا ناظرین کو یاد ہوگا کہ انگریزی گورنمنٹ نے سرحدی میناروں کے انہدام کی رپورٹ کی تصدیق کے لئے ڈرآنٹ بھیجا گیا تھا۔ جو العریش سے ۳۴ میل شمال میں ہے۔ اور مرحاس سے شروع ہوتی ہے۔ ۳۰ اپریل کو وہاں ترکی چوکی فرودگاہ کے سامنے ساحل سے چند میل پر لنگر زن ہوا کیونکہ پانی کم ہونے کیوجہ سے آگے نہ جا سکتا تھا۔ اس جہاز پر ایک انگریز افسر کرنل ہنٹل اور ایک مصری عہدہ دار نغوم بک بھیجے گئے تھے۔ یہ دونوں کچھ انگریزی بحری سپاہی ساتھ لیکر کشتی پر سوار ہوئے۔ مگر جب ساحل کے قریب پہنچے۔ تو ترکی سنتری نے چیلنج کیا۔ [illegible] کشتیاں بھی کنارہ تک جا سکتی تھیں۔ سپاہی کشتیاں لیکر جہاز کو واپس ہو گئے۔ اور کرنل و ایک لنگوٹ باندھکر تیرتے ہوئے کنارہ پہنچے۔ جہاز کو آتا دیکھکر ترکی کمانڈر اپنے اعلیٰ افسر مقیم [illegible] سے استصواب کرنے کے لئے تارگھر چلا گیا تھا۔ جو چند میل کے فاصلہ پر تھا۔ اس کے آنے تک ٹوپی افسر کنارہ پر گئے ہے۔ جب وہ آیا تو اس نے کرنل کو کہا کہ آپکی حکومت ہمارے [illegible] مقابلہ میں [illegible] آپ یہاں نہیں ٹھیر سکتے۔ جبر و لاچار جہاز کو واپس آنا پڑا [illegible] نغوم بک [illegible] خطرہ سوالات سے پیش آئے۔ اور دستہ عاپر اوسے ایک [illegible] بھی بہم پہنچا دیا جس پر سوار ہو کر وہ العریش کو چلا گیا۔ ہنوز ۱۱ مئی کی شام کو ترکی کے مقابل سے روانہ ہوا۔ اگر ترکی کا [illegible] کرنل [illegible] کو واپس کر دینے میں حق بجانب نہ ہوتا تو کیا انگریزی حکومت خاموش رہتی؟ اور اگر بالفرض ویسا ہی سمجھا ہوا ہوتا۔ جیسا کہ اسے فرض کر لیا گیا ہے تو کیا ایک عظیم انگریزی جنگی جہاز کی موجودگی میں ایک چھوٹا سا ترکی دستہ انگریزی سپاہیوں اور ایک کرنل کو یوں بیعت [illegible] واپس لوٹا دینے کی کبھی جرأت کرتا؟

الغرض اصل بات وہی ہے۔ جو دو طن ۱۱ مئی کے پرچے میں لکھ چکا ہے۔ کہ نہ انگلستان لڑائی کا خواہشمند تھا۔ نہ سلطان۔ اخبارات کوئی شعلہ بجا سی چاہتے تھے۔ چار دن کی گرم بازاری کے لئے اس معاملہ کو اپنے فضول شور و غوغا سے پہاڑ بنا دیا۔ ورنہ اگر ہمت و ذمہ دار وزرا بھی ویسے ہی تنگ ظرف اور مشتعل مزاج ہوں جیسے کہ اکثر انگریزی اخبارات کے معاون [illegible] ثابت ہوتے ہیں۔ تو دنیا میں کبھی ایک لحظہ کے لئے بھی جنگ و جدال کا

قاہرہ (۳۶۸۱۰۸) - اسکندریہ (۲۰۸۷۵۵) - دمیاط (۳۴۰۴۶) طنطا (۳۳۷۲۵) منصورہ (۲۶۷۸۴)
زقازیق (۱۹۰۴۶) - بدوشتا (۱۶۶۶۷) بنہ صعید (۱۶۵۶۰) سوہنہ (۱۳۱۰۹)۔

سلسلہ ختم ہونے میں نہ آئے۔ اگر کسی معاملہ میں ترک خواہ مخواہ انگلستان کی حق تلفی کریں۔ تو بیشک تاج برطانیہ کی مسلمان رعایا کو اون سے کوئی ہمدردی نہیں ہو سکتی۔ لیکن جس حالت میں کہ سلطان حق پر ہوں تو یہ کبھی ممکن نہیں کہ تاج انگلشیہ کا کوئی سمجھدار وزیر خادم الحرمین سے خواہ مخواہ جنگ چھیڑ دینے سے اپنی قیصر کی وفادار رعایا کے ایک اتنے بڑے حصہ کو جو تعداد میں قیصر کی ہم کیش وہم مذہب عیسائی رعایا سے بھی دو چند ہے کبھی آزردہ خاطر کرنیکا موجب بننا پسند کرے۔

انگلستان اور ٹرکی میں عام ہفوات کے علی الرغم اور جرمنی کے روز افزوں رسوخ کے باوصف اب تک باہم ایسا دوستانہ ربط وضبط ہے کہ طرابلس ٹرکی فوج کو بحفاظت پہنچانے کا کام ایک انگریزی جنگی جہاز کو ہی سپرد ہوتا ہے۔ اور اس امر کا کامل انگریزی اخبارات کو بھی اعتراف ہے کہ اور کوئی یورپین سفیر سر نکلس اوکانر انگریزی ایلچی کے برابر سلطان المعظم کا منظور نظر نہیں۔ اخبارات کی تعلّی کو الگ رکھکر دیکھا جائے تو دنیا میں کوئی شخص اس سے انکار نہیں کر سکتا۔ کہ انگلستان ٹرکی کے خلاف مرضی ایک ہفتہ کیلئے بھی مصر پر قابض نہیں رہ سکتا۔ لیکن چونکہ سلطان ساتھ ہی یہ بھی جانتے ہیں کہ مصر سے انگریزوں کا قبضہ اٹھہ جانے کا یہ نتیجہ نہ ہوگا۔ کہ وہ پھر ٹرکی کو واپس ملجائے۔ بلکہ یہ کہ ایک کی بجائے پھر کل یوروپ کا اوسپر تسلط جم جائے گا۔ اس لئے وہ سمجھتے ہیں کہ انگلستان ایسی وسیع طاقت کو ہی قابض رہنے دینا دوسری صورت سے بدرجہا بہتر ہے۔ اور یہ اس معنوی قرارداد کا ہی پرتو ہے کہ آجتک تقریباً صد سالہ مداخلت اور چوبیس سالہ براہ راست قبضہ کے باوصف انگلستان کی حکومت نے کبھی کنایتاً بھی یہ ظاہر نہیں ہونے دیا کہ وہ مصر کو ٹرکی سے بالکل بے تعلق کرنا چاہتی ہے۔ چنانچہ اس ہفتہ بھی پارلیمنٹ میں سوال ہوا۔ تو وزیر خارجیہ سر گرے نے جواب دیا کہ انگریزی گورنمنٹ مصر و ٹرکی کے باہمی تعلقات کے مسئلہ کو معرض بحث میں لانے کے لئے ہرگز تیار نہیں۔ اس ہفتہ کا یہی ایک تار ہے جو مصر و ٹرکی و انگلستان کے معاملہ کے متعلق آیا ہے۔ تنازعہ طابہ و العریش کے متعلق ہفتہ عشرہ سے ایک لفظ بھی تار خبران میں نہیں ملتا۔ جو نہ صرف اس امر کا بدیہی ثبوت ہے بلکہ اس امر کا بھی کہ فیصلہ کی نوعیت ایسی ہے جیسا انگریزی اخبارات کسیطرح کوئی شیخی نہیں جتا سکتے۔ کاش۔ اس معاملہ سے انکو کافی سبق مل جائے۔ اور وہ گورنمنٹ انگلشیہ کی اصل پالیسی کو سمجھ جائیں اور اوسے ذہن نشین رکھنے پر قادر رہیں۔ اور اسے تعصب مذہبی کی منتج میں مبتلا ہو کر کبھی نہ بھولیں۔ کہ حکومت برطانیہ اور سلطنت عثمانیہ کے اغراض بالکل مشابہ و یکساں اور دونوں کی بہتری باہمی انضباط و اتحاد ہی میں ہے۔

(باقی ۱۴۳ صفحہ پر ہے)

(انڈیکشن سنہ ۱۹۰۷ء) اجنبی باشندگان تعدادی ۲۲۱۲۵۶ کی جنسوار تفصیل یہ ہے:۔ یونانی ۶۳۱۷۵۔ اطالین ۳۴۴۶۷۔ انگریز ۱۹۵۵۷۔ فرانسیسی ۱۴۱۵۵۔ آسٹروی ۷۱۱۷۔ روسی ۳۱۹۳۔ جرمن ۱۴۴۷۔ ایرانی ۱۳۰۱۔ دیگر اقوام ۳۲۸۴۔

یکم جون سنہ ۱۹۰۷ء کو دس سال سے اوپر عمر کے باشندونکی بلحاظ پیشہ یہ تفصیل تھی:۔

نام پیشہ	مصری: مرد	مصری: عورت	مصری: میزان	اجنبی: مرد	اجنبی: عورت	اجنبی: میزان
زراعت	۲۳۰۹۴۵۸	۔	۲۳۰۹۴۵۸	۳۸۵	۔	۳۸۵
صنائع و مختلف تجارتی پیشے	۵۳۲۳۲۲	۲۱۴۹۶	۵۵۳۸۱۸	۲۵۴۹۴	۲۳۷۱	۲۷۸۶۵
مزدور / کلرک و منشی	۱۸۴۰۹۶ / ۲۱۵۷۷	۴۸۰۱	۲۵۰۴۷۴	۱۱۷۲ / ۶۰۳۱	۱۴۸	۷۳۵۱
آزاد پیشے	۴۰۷۲	۲۵۵۳	۶۶۲۵	۱۵۵۹	۱۸۹	۳۱۴۸
عام تعلیم و مذہبی پیشے[1]	۱۵۶۶۲۳	۲۲۱۸	۱۵۸۸۴۱	۴۳۶۱	۲۰۴۹	۶۴۱۰
جنگی خدمت	۲۹۲۰۱	۔	۲۹۲۰۱	۶۸۵۰	۔	۶۸۵۰
ملازمان رنج	۱۱۱۶۶۵	۳۲۶۶۳	۱۴۴۳۲۸	۱۶۱۲	۲۶۸۳	۴۳۹۵
میزان دس سال سے اوپر کے باشندونکی جو کسی کام پر لگے ہوتے ہیں	[illegible]	۹۳۷۳۱	۳۱۹۲۵۴۵	۴۷۹۶۳	۷۳۴۰	۵۵۳۰۳
اور جو کچھ معین پیشہ نہیں رکھتے	۱۴۲۰۸۹	۳۰۸۸۶۷۳	۳۲۳۰۷۶۲	۵۳۰۹	۳۰۲۲۹	۳۵۵۳۸
میزان دس سال سے اوپر والوں کی	۳۲۴۰۹۰۳	۳۱۸۲۴۰۴	۶۴۲۳۳۰۷	۵۳۲۷۲	۳۷۵۶۹	۹۰۸۴۱
کم از دس سال	۱۶۱۳۹۹۸	۱۵۸۱۵۸۴	۳۱۹۵۵۸۲	۱۰۹۷۶	۱۰۶۵۶	۲۱۶۳۲
میزان اعظم	۴۸۵۴۹۰۱	۴۷۶۳۹۸۸	۹۶۱۸۸۸۹	۶۴۲۴۸	۴۸۲۲۵	۱۱۲۴۷۳

[1] مذہبی پیشہ وروں میں ۱۷۱۲ مسیحی پادری اور یہودی قسیس اور ۳۸۴۳۱ حفاظ قرآن شامل ہیں اور ۱۴۱۴۰ طلبا دس سال سے اوپر کے زیر تعلیم ہیں۔ اور ۴۳۹۴ مدرس ہیں جنمیں ائمہ مساجد بھی شامل ہیں۔ جنگی پیشہ میں مصر کی دیسی فوج۔ انگریزی فوج۔ پولیس اور ممالک غیر کے جنگی جہازات مقیم بنادر مصر کے ملازم شامل ہیں جدول بالا کا مختصر خلاصہ یہ ہے کہ زراعت میں تقریباً ۷۲ فیصدی مصری اور ۱ فیصدی سے بھی کم اجنبی مشغول ہیں مختلف صنائع میں مصری سوا سوا فیصدی اور اجنبی تقریباً ۴۸ فیصدی ہیں اور آزاد پیشوں میں اجنبی آبادی کا ۸۰ فیصدی مشغول ہے۔ شہرونکی آبادی یہ ہے۔ قاہرہ ۶۵۴۴۷۶۔ اسکندریہ ۳۳۲۲۴۶۔ طنطا ۵۴۴۳۷۔ پورٹ سعید ۴۹۸۸۴۔ اسیوط ۴۲۰۱۲۔ زقازیق ۳۵۷۱۵۔ منصورہ ۳۶۱۳۱۔ دمیاط ۳۱۵۱۵۔ فیوم ۳۷۳۲۰۔ منیا ۲۷۲۴۸۔

مذہب اور تعلیم

مصر میں غالب مذہب اسلام ہے۔ اعلیٰ ترین مذہبی اور جوڈیشل (عدالتی) عہدہ دار شیخ الاسلام[1] اور قاضی القضات ہیں۔ اول الذکر کو علماء کبار سے منتخب کرکے خدیو مقرر کرتا ہے۔ اور آخرالذکر کو سلطان المعظم اسلامبول کے عالموں سے پسند کرکے نامزد کرتے ہیں سب سے بڑا دارالعلوم جامع ازہر اور اوسکی یونیورسٹی ہے۔ اس جامع کو تعمیر اور یونیورسٹی کو قائم ہوئی تقریباً ایک ہزار برس ہوگئے ہیں۔ مگر جو علوم پڑہائے جاتے اور جس طریقہ سے اونکو پڑہایا جاتا ہے وہ اب تک وہی ہیں جو پہلے دن تھے۔ (مارچ سنہ ۱۹۰۸ء میں علوم جدیدہ کو بھی نصاب میں داخل کردیا گیا ہے۔ مترجم)

(صفحہ ۱۳۳ سے آگے) جزیرہ نما سینا کی آجتک باقاعدہ پیمایش نہیں ہوئی۔ نہ اس کے جغرافیکل حالات مصدقہ طور پہ معلوم ہوتے ہیں شکل میں یہ بالکل ہندوستان کے مشابہ ہے۔ جسے قدرت نے ایشیا اور مصر کے درمیان جزیرہ نما کی صورت میں نصب کر رکھا ہے۔ مگر آب و ہوا کے لحاظ سے اوسے ہندوستان جنت نشان سے کچھ نسبت نہیں جو ہر طرح کی فضا اور ہر قسم کی زمین کا مجموعہ ہے۔ اس لحاظ سے اوسے سنگلاخ راجپوتانہ کا نمونہ کہنا چاہیئے جا بجا خشک گھاٹیاں موجود ہیں۔ اور کوسوں تک آبادی یا پانی کا نشان نہیں۔ شرقاً خلیج عقبہ سے لیکر غرباً نہر سویز تک اور جنوباً طور سے لیکر شمالاً بحر روم تک یہی حالت ہے۔ اجنبی تو اجنبی بدو بھی اوسمیں سفر کرنے کی بہت کم جرأت کرسکتے ہیں صرف چند راستے ہیں جنپر کچھ آمد و رفت رہتی ہے۔ ایکا صرف ایک خط جبل موسی الیاس ہے جہاں ایک راہب خانہ ہے جسکو بہت اکثر سیاح جاتے رہتے ہیں۔ وہ طور ہوا دہر واقع ہے جبل موسی سے عقبہ کو ایک راستہ سویز کو جو راستہ گیا ہے۔ انپر آمد و رفت شاذ و نادر ہوتی ہے۔ حتی کہ بدو بھی فرنگی صدود کے قریب پہنچنے کی جرأت نہیں کرسکتے۔ پہاں طابہ عقبہ سے براہ سمندر چار میل اور براہ خشکی سات میل جنوب میں واقع ہے۔ اس سے چالیس میل جنوب میں ایک مصری فوجی چوکی مقام نوبیہ میں ہے۔ جہاں کچھ پاسی بندوق بردار رہتے ہیں۔ نوبیہ سے عقبہ تک ۷۰ میل کی مسافت میں صرف طابہ ہی ایک ایسا مقام ہے جہاں پانی دستیاب ہوسکتا ہے۔ پس اگر عقبہ اور طابہ دونوں پر ترکی فوج قابض ہو تو جنوب کی طرف سے حملہ کرنے والی کوئی فوج پیاس سے ہی مرجائے۔ طابہ سے پانچ میل جنوب میں ساحل کے قریب ایک چھوٹا سا جزیرہ بنام فرعون واقع ہے۔ وہاں ایک قدیم قلعہ کے کھنڈر اب تک موجود ہیں۔ جو غالباً سولہویں صدی میں تعمیر ہوا تھا۔ عقبہ یا نخل کے قلعوں کا سا مضبوط یا وسیع نہیں۔ مگر اس کے آثار بتا رہے ہیں کہ کبھی پانی کے ذخیرے کے لئے اسمیں بڑے بڑے حوض موجود تھے۔ تنازعہ کے دوران میں مصر نے ایک چھوٹی فوج اس جزیرہ میں بھیجدی۔ اور انگریزی جہاز اور مصری جہاز نور البحر بھی وہاں موجود ہے۔ یہ جزیرہ فوجی لحاظ سے بالکل نکما ہے۔ ایک تو وہاں پانی نہیں۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

---

[1] یہ نام غلط ہے۔ شیخ الاسلام صرف استنبول میں ہے۔ مصر کے اعلیٰ ترین مذہبی عہدہ دار مفتی کہلاتا ہے۔ مؤلف

مصر میں دیسی عیسائی بھی بہت ہیں جو مشرقی کلیساؤں کے پابند ہیں۔ ان عیسائیوں میں قبطی لوگ جو پرانے مصریوں کی اولاد اور تعداد میں تقریباً آٹھ لاکھ ہیں، شمار میں بھی زیادہ ہیں اور با اقتدار بھی ہیں۔ وہ جیکوبائیٹ (یعقوبی) آرتھوڈاکس کلیسا کے تابع ہیں، جسکو اونھوں نے پہلی صدی عیسوی میں اختیار کیا۔ اس کلیسا کا صدر اسکندریہ کا بطریق ہے جو سینٹ مارک (حواری مرقس) کا جانشین متصور ہوتا ہے۔ مصر میں تین میٹروپالیٹن (بڑا بشپ) اور بارہ بشپ ہیں۔ حبش میں ایک میٹروپالیٹن اور دو بشپ اس کلیسا کے ہیں۔ خرطوم میں بھی اسکا ایک بشپ رہتا تھا۔ انکے علاوہ آرچ پریسٹ (بڑے پادری)، ڈیکن۔ اور راہب

دوسرے طابہ کی پہاڑیوں سے اوسپر آسانی نظر پڑتی ہے۔ تیسرے خود جزیرہ کی پہاڑیاں سمندر کیطرف بالکل کھڑی ہیں جسکی وجہ سے سمندر کیطرف سے اسمیں داخل ہونا آسان نہیں۔ طابہ اور عقبہ کا درمیانی ساحل بڑا خطرناک ہے۔ اکثر جگہہ مچھلی دلدلیں ہیں۔ اور سال بھر کئی مہینہ اوسکا بڑا حصہ پانی میں رہتا ہے۔ خاص عقبہ ایک نخلستان میں واقع ہے جسکا منظر سنگلاخ سینا کے پرمحنت سفر کے بعد بہت خوشنما دکھائی دیتا ہے۔ گاؤں میں چند سو آباد ہیں۔ جن کے مکان جھونپڑیوں سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتے۔ دکان بازار کچھ نہیں۔ مگر قلعہ عقبہ جو سمندر کے رخ پر نہایت مضبوط ہے۔ اوسکی دیواریں جو مٹی کی ہیں نہایت دبیز اور پچاس فٹ بلند ہیں۔ اسے سولھویں صدی میں ترکوں نے حاجیوں کی حفاظت کیلئے فلسطین۔ العریش اور مکہ کی سڑکوں کے مقام تقاطع بنایا تھا۔ قلعہ آجکل بڑی گیلری کا کام دیتا ہے اور سمندر کے اجنبی کو اسمیں داخل نہیں ہونے دیتی۔ یہ مقام پانی کے لحاظ سے خاص رحمت ایزدی کا مورد ہے۔ سمندر سے چند فٹ دور سے جہاں کہیں زمین ہٹاؤ تو میٹھے پانی کی خاصی مقدار ملجاتی ہے۔ یہ بات دنیا کے کہیں اور حصہ میں نہیں دیکھی گئی۔ سمندر کے کنارہ میل بھر کی لمبائی میں یہی حالت ہے۔ چنانچہ وہاں باشندے اپنے اور مویشی کے لئے روزانہ سینکڑوں ایسے سوراخ کرکے پانی حاصل کرتے ہیں۔ پچھلے سال سے عقبہ میں ترکی فوج کی تعداد بہت بڑھادی گئی ہے۔ بدویوں کا بیان ہے کہ یمن سے جو فوج واپس آئی تھی وہ یہیں روک لی گئی تھی۔ شام کو نہیں بھیجی گئی تھی۔ حجاز ریلوے کا سٹیشن معان وہاں سے ۷۰ میل شمال مشرق میں ہے۔ وہاں سے عقبہ تک تار کا سلسلہ قائم ہوچکا ہے۔ پہلے ریلوے لائن بھی وہیں سے لانے کی تجویز تھی۔ مگر بعد میں یہ فیصلہ ہوا کہ مدورہ سے جو معان سے ۷۰ میل بجانب جنوب ہے۔ عقبہ کو شاخ نکالی جائے۔ جو اب بسرعت تمام بن رہی ہے۔ عقبہ سے بہ رستہ نقبہ (دوشتہ) جو سڑک سویز کو گئی ہے۔ وہ ابتک خاصی عمدہ حالت میں ہے۔ لیکن آغاز کے قریب ایک ۲ ہزار فٹ بلند درہ عبور کرنا پڑتا ہے جسکی چڑھائی میں چار گھنٹہ صرف ہوجاتے ہیں اور جن اونٹوں پر زیادہ بوجھ لدا ہو۔ وہ باسانی نہیں چڑھ سکتے۔ اس درہ کے آگے شہر سویز سے ۲۰ میل ورے تک پھر تمام رستہ بالکل ہموار ہے۔ اور زمین ایسی سخت ہے کہ گویا کنکر کوٹ دیئے گئے ہیں۔ ریت کا کہیں نام نہیں۔ موٹر کار بھی چاہو تو اسی شاہراہ پر بلا تکلف چلاسکتے ہو۔ صرف دو چار جگہ رستہ کٹا ہوا ہے۔

(باقی اگلے صفحہ پر)

بھی ہیں۔ پادری کے لئے لازمی ہے کہ وہ منصب پادری گری حاصل کرنے سے پہلے متاہل ہو۔ مگر راہبین اور اعلیٰ عہدہ داروں کے لئے تجرد لازمی ہے۔

جہاں وادی العریش (وادی) کا خشک پاٹ نخل کے قریب سڑک کو قطع کرتا ہے۔ عقبہ سے نخل تک جو سینا کے وسط میں واقع ہے اور اسکا صدر مقام ہے۔ سڑک جس میدان میں سے ہو کر گذرتی ہے۔ وہ چھ میل عریض ہے۔ اور اس کے دونوں طرف بہت پہاڑیوں کی متوازی قطاریں موجود ہیں۔ نخل سے آگے یہ زیادہ کشادہ ہوتا گیا ہے۔ بڑا کاروانی رستہ نخل سے مغرب میں اسطرح گذرا ہے کہ کوئی کنواں قریب نہیں۔ صرف ایک کنواں بیر ثمیر چند گھنٹوں کی مسافت پر واقع ہے مگر چونکہ پگڈنڈی اوسکی طرف کی گئی ہے عدم استعمال سے بہت کچھ مٹ گئی ہے۔ اور دوسرے اس کنوئیں کے متصل کوئی درخت یا نشان امتیاز نہیں۔ اور بنا بریں کو وہاں تک پہنچنا آسان نہیں تاہم اس کی عمارت مضبوط ہے۔ گو پانی بڑے قافلہ کی ضرورت کو بمشکل کفتی نہ ہو سکے۔

نخل سینا کا صدر مقام عقبہ سے دو دن کی مسافت پر ہے۔ یہاں بڑے حوض اور تالاب موجود ہیں جنمیں پہلے زمانہ میں پانی باحتیاط جمع کیا جاتا تھا۔ جو ہزارہا حجاج کے کام آیا کرتا تھا۔ یہاں ایک مضبوط قلعہ ہے جسمیں ایک مصری افسر اور ایک کمپنی باشی بزوق کی رہتی ہے۔ جو سڑک کے متروک الاستعمال ہو جانے کے باعث ایکطرح باقی دنیا سے بالکل بے تعلقی کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ نخل کے ارد گرد موسم سرما میں جو اور مکی کی کچھ کاشت ہوتی ہے مگر زمین کے بنجر کیوجہ سے پیداوار بہت کم ہوتی ہے۔ جو ان صد و چند باشی بزوق اور ان کے گھوڑوں کو مکتفی ہوتی ہے سویز کے قومی علاقہ تک سڑک بتدریج ہموار و پختہ سرزمین سے گذرتی ہے۔ سویز سے بیس میل درے ریگستان شروع ہو جاتا ہے۔ عقبہ سے سویز اڑھائی تین دن کی مسافت ہے مگر موٹر کار عقبہ سے آغاز ریگستان تک ۱۵ گھنٹے میں پہنچ سکتی ہے۔

مصری حکومت نے اگر ٹرکی کو عقبہ سے سویز تک ریل نہ بنانے دی۔ تو یہ یقینی امر ہے کہ وہ عقبہ سے غزہ تک جو بحیرہ روم پر واقع ہے ضرور ریلوے شاخ تیار کر لیں گے۔ غزہ اجتماع فوج کے لئے بھی نہایت مناسب مقام ہے۔ وہاں سے نہر سویز کا شمالی حصہ معمولی کاروانی رفتار سے پانچ دن کا رستہ ہے۔ نپولین نے جب مصر کی طرف سے شام پر چڑھائی کی تھی تو وہ اتنے ہی دنوں میں غزہ کے سامنے پہنچا تھا۔ اس رستہ میں اگر کوئی مشکل حائل ہے تو یہ کہ نہ کافی پانی موجود ہے۔ نہ ایندھن۔ اور یہ دونوں چیزیں ایسی ہیں کہ ایک طرف ان کے بغیر تو ایک دن بھی نہیں گذارہ ہو سکتا۔ اور دوسری طرف انکا اٹھا کر ساتھ لیجانا خاصکر جبکہ بیس تیس ہزار آدمیوں اور اسی قدر مویشی کے لئے درکار ہوں آسان کام نہیں۔

خدیو وسط مئی تک مصر ہی میں تھے۔ رائٹر کا یہ تار غلط تھا کہ وہ یکم مئی کو یورپ چلے گئے۔ وہ اسی تاریخ قاہرہ سے بیشک روانہ ہوئے۔ مگر اسکندریہ چلے گئے جہاں سے غالباً آجکل یورپ کو روانہ ہوئے ہونگے

(باقی اگلے صفحہ پر)

۳۲۹ء میں قبطیوں نے حبش کو عیسائی بنایا اور مسیحی مذہب کو خط استوا تک پھیلا دیا۔ حبش کا کلیسا کے میٹروپالیٹن اور بشپ مصر کے قبطی مذہب لوگوں سے منتخب ہوتے ہیں۔ اور جبتک میٹروپالیٹن مسح نکرے شاہ حبش کی رسم تاجپوشی ادا نہیں ہو سکتی۔ اور اوس صورت میں بھی اسکندریہ کے بطریق سے اجازت حاصل کرنی لازمی ہے قبطی ڈایاکلیٹین (شہیدکا) قلندر کا استعمال کرتے ہیں جو گریگورین (یعنی مروجہ عیسوی قلندر) سے ۲۸۴ برس مختلف ہے۔

اور شاید پہلے استنبول ہی جائیں۔ تصفیہ تنازعہ طابہ تک لارڈ کرومر اور غازی مختار پاشا آپس اکثر جدا جدا تنہا اور دیر تک تخلیہ میں گفتگو کرتے رہے۔ تنازعہ کے بحرانی زمانہ میں مصری حکومت (یعنی قابضان مصر) بھی بجائے خود بہت کچھ فوجی تیاریاں کرتے رہے۔ مشرقی علاقہ متصلہ نہر سویز کے گورنر کو حکم بھیجا گیا کہ ہر نمبردار سے ۲۰۔۲۰ اونٹ جمع کرائے۔ فی اونٹ چار روپیہ یومیہ کرایہ ملیگا۔ وبا کی بدولت مویشی مصر میں کم رہگئے ہیں۔ اور ہر فصل کا موسم۔ لوگ رضامند نہ ہوئے۔ اسپر کئی تحصیلداروں کو خوب سوجھی۔ اونہوں نے مشہور کیا کہ اونٹ حجاز ریلوے کی تکمیل کے لئے مطلوب ہیں جنکا سامان انپر لادکے بھیجا جائے گا۔ یہ سنکر اکثر نے بخوشی تمام اونٹ پیش کر دئیے۔ مگر جب عوام کو اصل کیفیت معلوم ہوئی کہ یہ تیاریاں تو اون کے خلیفہ کے برخلاف ہو رہی ہیں۔ تو صاف انکار کرنے لگے۔ اور کہتے کہ ہزارہا روپیہ یومیہ دو تب بھی ہم اونٹ نہ دیں گے۔ الغرض اس وقت سے بعد جتنے اونٹ ملے سخت ظالمانہ جبر و تشدد سے جسکی مصری اخبارات میں سخت دہائی مچ رہی ہے۔ مگر خدا کا شکر ہے کہ بات جلد طے ہو گئی۔

طور سینا اور مسٹر بلنٹ مسٹر الفرڈ بلنٹ کی معلومات مصر کے متعلق تمام انگلستان میں نہایت وسیع اور صحیح مانی جاتی ہیں۔ اونسے یہ دیکھکر کہ طور سینا کا قضیہ طول کھینچتا جاتا ہے۔ اور ٹرکی و انگلستان میں کشمکش بڑھتی جاتی ہے۔ سر ادورڈ گرے وزیر خارجہ انگلستان کو طور سینا کے متعلق ایک خط لکھا۔ اور جو کچھ لکھا مصالح وقت کو مدنظر رکھکر خوب لکھا۔ ناظرین وطن کی آگاہی کے لئے ہم اوسکا ترجمہ درج ذیل کرتے ہیں۔ مگر ساتھ ہی اتنا اور بھی بتائے دیتے ہیں کہ مسٹر الفرڈ بلنٹ اون انگریزوں یا یورپینوں میں سے نہیں ہیں جنکو ترکوں سے کچھ بھی ہمدردی رہی ہو۔ اور نہ ہم خود ہی کبھی ان ترکوں کی محبت کا دم بھرتے ہوں۔ مسٹر مذکور خط میں لکھتا ہے۔

جناب من۔ آپنے دس دن کی مہلت دیکر جو مطالبات ٹرکی سے طابہ وغیرہ کے تخلیہ کے متعلق کئے ہیں یہ نہایت گراں اور نابرداشتنی ہیں یہاں تک کہ میں اس نواح کی اپنی جزئی و کلّی واقفیت کی بناء پر دخل در معقول رائے ظاہر کرنے پر مجبور ہو گیا ہوں۔ کہ بغیر پوچھے کہوں کہ آپکے مطالبات بالکل بے محل اور مسئلہ زیر بحث کی حقیقت سمجھنے کا بدترین نتیجہ ہے۔ بیشک میں اون پوشیدہ اسباب سے واقف نہیں ہوں۔ جنہوں نے [illegible] کی حکومت کو ٹرکی سے پرخاش پر آمادہ کر دیا ہے۔ اگر واقعی کچھ ایسے اسباب [illegible]

(انڈیپنڈنٹ سنہ ۱۹۰۶ء) سنہ ۱۸۹۷ء کی مردم شماری کی رو سے مسلمان ۸۹۷۸۷۷۵ تھے۔ عیسائی ۷۳۰۱۶۲
(بدیں تفصیل قبطی ۶۰۸۴۴۶۔ گریک چرچ ۵۳۴۷۹۔ کیتھولک ۵۶۳۴۳۔ پروٹسٹنٹ ۱۱۸۹۴)
یہودی ۲۵۲۰۰۔ دیگر مذاہب ۲۶۸۔ یعنی مسلمان ۹۲٫۲۳ فیصدی ہیں۔ عیسائی ۷٫۵۰۔
یہودی ۰٫۲۶ اور دیگر ۰٫۰۱ فیصدی۔

اور قابل اعتبار نہیں۔ لیکن بصورت دیگر میری گزارش کو پس گوش ڈالدینا کسیطرح خاطر نہیں ہو سکتا۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ لبرل پارٹی کے اخبارات نے اس نزاع کو صلیبی جنگ بنا دیا ہے۔ لیکن میں ابھی یقین نہیں کرتا کہ وزارت خارجیہ نے بھی اس نزاع کو ایسی ہی نگاہ سے دیکھا۔ مسئلہ زیر بحث میں موجودہ رویہ اختیار کیا ہے۔ بلکہ ابھی مجھے بھروسہ ہے کہ ہمارے وزراء دانشمند ہیں بات میں خوش ہیں کہ ایسی باتوں کو سمجھ رہے ہیں جن کا نتیجہ برا ہو۔ اور قضیہ طور سینا بجائے فائدہ دینے کے انگلستان کو اور نقصان پہنچا جائے۔ اسی بھروسہ پر میں جرأت کرتا ہوں کہ کہوں۔ غالبا انگلستان نے یہ دیکھ کر کہ یورپ سلطان المعظم سے ناخوش ہے۔ اور ٹرکی کی مخالفت میں ضرور انگلستان کا ساتھ دیگا۔ اور ناچار سلطان المعظم کو مطالبات انگلستان تسلیم کرنے پڑیں گے۔ یہ سخت مطالبات پیش کئے ہیں۔ لیکن یہ معاملہ سابقہ معاملات سے بالکل خلاف ہے۔ اس لئے کہ آرمینیا و کریٹ وغیرہ کے واقعات میں اس لئے یورپ کو کامیابی ہوگئی۔ کہ معاملہ عیسائیوں کے حقوق کا تھا۔ اور ٹرکی مانتی تھی کہ وہاں تمام دنیا کو اخلاقی طور پر مداخلت کا حق حاصل تھا۔ گو قانونی طور پر نہ ہو۔ لیکن طور سینا میں تو عیسائیوں پر ترک ظلم و ستم نہیں کر رہے ہیں۔ سینا کا معاملہ تو بالکل اندرونی اور محض اسلامی ہے۔ اور سلطان پورے دعوے کے ساتھ وہاں اخلاقی و دینی اقتدار رکھتے ہیں۔ کیونکہ جبکہ یہ ٹرکی فوج پڑی ہوئی ہے۔ وہ حاجیوں کے رستہ سے بالکل ملحق و متصل ہے۔ اور تمام مسلمانوں کی رائے میں اس رستہ کی حفاظت و حراست سلطان کے ذمہ ہے۔ اور سلطان کا فرض ہے کہ اپنے اس فرض کو ادا کریں۔ اگر خدانخواستہ یہ نزاع بڑھی۔ اور ٹرکی و انگلستان میں جنگ کی نوبت پہنچی۔ تو سلطان کو یقین ہے اور انگلستان کو ہمارا کہنا یاد رکھنا چاہئے۔ کہ اگر تمام اسلامی دنیا نہیں تو اسکا بہت سا حصہ ضرور سلطان کی اعانت کرے گا۔ اور یہ محال ہے کہ سلطان عیسائی دھمکیوں میں آکر بغیر جنگ کئے اپنے واجب حقوق سے دستبردار ہو جائیں۔ اور میں اپنی ذاتی واقفیت اور یقینی وسائل کے علم کی بناء پر کہہ سکتا ہوں کہ انگلستان کیطرف سے قضیہ کی بنیاد کی صورتیں اس سے کہیں زیادہ ضعیف ہیں جتنی کہ تحقیق کی جاتی ہیں۔ باب عالی اور وزارت خارجیہ انگلستان میں جو نامہ و پیام ہو رہا ہے۔ اگر یہ وہ ابھی تک مشتہر نہ ہونیکی وجہ سے مجھے معلوم نہیں ہے۔ لیکن سابقہ دستاویزات و اخبارات اور جناب کی بازگشت کے بعد میں یہ کہہ سکتا ہوں۔ کہ سنہ ۹۲ءسے لارڈ کرومر نے جو طریق عمل اختیار کیا ہے (باقی آگے صفحہ پر)

۱۸۹۷ء میں مقیم آبادی میں سے جو سات سال سے عمر میں زیادہ تھی۔ صرف ۸ء۵ فیصدی لکھ پڑھ سکتے تھے۔ نشیبی مصر میں ۴ء۰۷ فیصدی اور بالائی مصر میں ۷ء۰۴ فیصدی۔ مگر اجنبی باشندوں میں سے جو اس عمر سے زیادہ تھے اونمیں ۴۲ فیصدی لکھ پڑھ سکتے تھے

وہ دوہری غلطی پر مبنی ہے۔ ایک طرف جغرافی غلطی ہے۔ اور دوسری طرف تحریر کے سمجھنے کی کیونکہ باب عالی اور لارڈ کرومر کے اختلاف کی اصل یہ تھی۔ کہ لارڈ سمجھتے تھے کہ جزیرہ نمائے سینا کا تمام مثلثی قطعہ اور راہ حج کا شمالی حصہ جو سویز اور حدود شام کے مابین واقع ہے۔ مصر کا حصہ ہے۔ اسلئے اوسکی قدیم حدود قایم کرنا چاہتے تھے۔ لیکن جب تاریخی معاہدوں پر غور کیا جاتا ہے۔ تو ماننا پڑتا ہے کہ یہ لارڈ موصوف کی غلطی تھی۔ اسی لئے انگلستان نے اوسوقت اِس معاملہ کو اوٹھا رکھا تھا۔ اور اسوقت بنائے نزاع یہ ہے کہ علاقہ متنازعہ والیان مصر کے زیر اہتمام تہا۔ اور انکو اس علاقہ پر محمد علی کے زمانہ سے شاہانہ حقوق حاصل تھے۔ لیکن یہ دعویٰ قابضان مصر کا جسکا ثبوت حقائق اور مصر کی سیاسی حالت سے ہرگز ہونا ممکن نہیں۔ کیونکہ اسمٰعیل پاشا اور توفیق پاشا کے عہد میں مجھے خود وہاں علاقہ کو دیکھا ہے۔ اور دیر تک وہاں رہنے کا اتفاق ہوا ہے۔ عربی بدو قبایل آسمیں بستے تھے۔ اور یہاں کوئی باقاعدہ انتظام مصری حکومت کی طرف سے نہ تہا۔ صرف طابہ میں بیس سپاہی رہا کرتے تھے۔ جنکا کام صرف یہی تہا کہ بدوؤں کو آیندہ روندہ کے لوٹنے سے روکتے رہیں۔ اور مسافروں کی حفاظت کریں۔ باشندگان طور سینا سے نہ مصری حکومت خراج وصول کرتی تھی۔ نہ فوجی انتخاب میں وہاں کی باشندے لئے جاتے تھے۔ نہ مصر کیطرف سے وہاں حاکم مقرر ہوتے تھے۔ جو رعایا کے مقدمات چکایا کریں۔ غرضیکہ صحیح یہ ہے کہ جزیرہ نمائے سینا میں خدیو کیطرف سے کوئی انتظام اور باقاعدہ حکومت نہ تھی۔ ہاں دیر جبل میں جو چند رہبان اور اس دیر کے پاس بھی جو چند یونانی خیمہ میں رہتے تھے۔ وہ ضرور مصر کی ایک تحصیل کے متعلق تھے۔ باقی تمام جزیرہ نما کے بدو اس کنارہ سے اوس کنارہ تک آپ ہی اپنے اوپر حکومت کرتے تھے۔ جیسا کہ عرب میں عربی قبایل کی حالت تھی۔ اور ہے۔ اور جبتک کہ راہ حج میں آکر حاج نہیں ہوتے تہے۔ یا مسافروں کو نہیں لوٹتے تھے۔ حکومت اونکے حال سے مطلق تعرض نہیں کرتی تھی مجھے خوب یاد ہے کہ اوسوقت مصر کی فوج یا پولیس کبھی بھی سوائے طابہ کے طور سینا کے کسی نقطہ پر موجود نہ تھی۔ میں نے خلیج عقبہ کے مغربی کنارہ سے طابہ و عقبہ تک۔ جن کے درمیان تقریباً ۷ میل کا فاصلہ ہے کئی مرتبہ سفر کیا۔ اثنائے راہ میں سوائے بدو عربوں کے جو مچھلی کے شکار پر گذران کرتے تھے۔ اور کوئی آدمی نہیں پایا اور میں حلفیہ کہتا ہوں کہ جزیرہ فرعون اور نیز طابہ میں اوسوقت ایک آدمی نہیں بستا تہا۔ وادی عربہ پہی جو اس خلیج پر واقع ہے۔ البتہ بدوؤں کے خیمے لگے ہوتے تھے۔ اور خلیج کا مشرقی کنارہ بالکل خالی تھا حتی کہ اونٹوں کے چرواہوں سے بھی۔ پھر اب اگر کوئی کہے یہ علاقہ ادارہ مصر کے تحت میں تہا۔ (باقی آگے صفحہ پر)

١٨٩٨ء میں کل دس ہزار مدارس - ١٧ ہزار مدرس اور ٢ لاکھ ٢٨ ہزار متعلم تھے - سرکاری مدارس حسب ذیل تھے :- ابتدائی ادنیٰ مکتب ٨٧ - اعلیٰ ابتدائی مکتب ٣٥ - مڈل سکول ٣٠ - زنانہ سکول ٢ اعلیٰ مدارس ۵ بہ تفصیل ذیل :- قانونی مدرسہ - طبی مدرسہ معہ دوایان و دواسازی - انجنیرنگ سکول - ٹریننگ سکول - زرعی مدرسہ - صنعتی مدارس - ایک ٹریننگ کالج استانیوں کے لئے - فوجی مدرسہ -

علاوہ بریں امدادی و اوقافی سکول یہ تھے - اعلیٰ پرائمری مکتب ٢٣ جنہیں ٥٨٥٣ متعلم تھے - اور ادنیٰ پرائمری سکول ٨٤٥ جنہیں ٣٦٦٤٣ متعلم - اور ١٣١ ٢٦٨٣ متعلم تھے - ١٨٧ مسیحی مشنوں کے مدارس میں - اور ٣٤ یورپین پرائیویٹ سکول جامع ازہر میں ٢٤٠ مدرس اور ٩٠٦٠ متعلم تھے -

---

تو اوس کو دعوے بے معنی نہ کہا جائے - تو اور کیا کہا چاہیئے ؟ ہاں طابہ عقبہ کا فوجی ادنیٰ افسران حوادث کو بے خبر اور بے پروا کبھی نہیں رہا - جو خلیج کے دہانہ پر یا حجاج کے رستہ میں واقع ہوتے ہیں - ان حالات کو دیکھتے ہوئے ٹرکی کا دعویٰ بیشک قابل تسلیم ہے - کہ طابہ عقبے جنگی مرکز سے متعلق ہے -

" مَیں نے ١٨٧٦ء میں عریش و رافع وغیرہ کا بھی سفر کیا - رستہ میں جتنے قبایل پڑے - وہ سب شام کے تابع تھے - پھر طور سینا کا شمالی حصہ ١٨٨١ء میں مَیں نے دوبارہ دیکھا - اوس وقت یہ بالکل غیر معروف تھا - اور اوس کے اندرونی حالات بہت کم معلوم تھے - بہت سے کوہ و بیابان طے کرنے کے بعد وادی عریش کے مغرب میں جبل مجازہ قبیلہ عبایلہ سے آباد پایا - یہ قبیلہ تمارہ و ہلال کے آگے کی طرف بستا تھا - اور اس کے کچھ آدمی مصر میں بھی پائے جاتے تھے - لیکن بدو جبل ہلال کو جو عریش کے جنوب میں واقع ہے - فلسطین کے تابع بتاتے تھے جبل ہلال کے بدو قبایل اگرچہ اپنی مرضی کے موافق چلتے تھے - اور لوٹ مار سے باز نہیں آتے تھے - لیکن غزہ کی تحصیل اون کے مزارعات سے لگان وصول کرتی تھی - اور وہیں کے حاکم نے اون دنوں جبل ہلال کے دو آدمیوں کو بیت المقدس کے جیلخانہ میں قید کیا تھا - جبل ہلال عقبہ و عریش کے خط سے مغرب کی طرف بہت فاصلہ پر واقع ہے - اور عقبہ و رافع کو جو بھی خط جاتا ہے اوس سے مغرب کی طرف اور بھی زیادہ فاصلہ پر - اور یہ علاقہ کسی دن بھی آوارہ مصر کے ماتحت نہیں ہوا - میرا خیال ہے کہ ١٨٩٢ء میں جب سلطان المعظم نے عقبہ کو مصر کی جنگی تسلط سے واپس لیا - تو اوس کے ساتھ ہی تمام جنگی اور ملکی حقوق بھی واپس لے لئے تھے - اور سچ پوچھو تو عقبہ و نخل میں جو فوج مصری رہتی تھی - اداری حقوق کی بناء پر نہیں رہتی تھی - بلکہ طور سینا والیان مصر کے ہاتھ میں بطور امانت تھا - تاکہ حجاج کے رستہ کی حفاظت کرتے رہیں - اور چونکہ یہ بری رستہ بدل گیا ہے - اسلئے وہ سبب بھی جاتا رہا جسکی وجہ سے چند مصری سپاہی رہتے تھے - جناب مَن یہ جو کچھ مَیں نے عرض کیا ہے - اب اگر تحقیق ہو - تو بالکل مطابق واقع پائیں گے -

(باقی اگلے صفحہ پر)

اعلیٰ مدارس کے طلبا و متعلم ۳۱ دسمبر سنہ ۱۹۰۱ء کو حسب ذیل تھے :-

نام مدرسہ	معلم	متعلم	نام مدرسہ	معلم	متعلم
انجنیرنگ سکول	۱۱	۴۰	فوجی مدرسہ	۱۰	۱۵۰
میڈیکل سکول (طبی)	۲۴	۶۸	مدرسہ معلمات	۳	۶
لاسکول (قانونی)	۱۹	۱۱۹	مدرسہ دائیان	۳	۱۹
زرعی مدرسہ	۱۴	۴۹	ہردو صنعتی مدارس	۷۶	۳۹۱
ہردو ٹریننگ سکول برائے معلمان	۱۹	۸۶	-	-	-

اس تاریخ تمام سرکاری - وقفی - امدادی بشتی اور پرائیویٹ مکاتب و مدارس میں علاوہ مسجدی درسگاہوں کے ۹۳۳۶۷ معلم اور ۸۴۴۲۳۸ متعلم تھے اور انکی تعداد دو ہزار ۶۲ تھی۔

"اور جہاں تک میں غور کرتا ہوں میری ذاتی رائے یہ ہے کہ سلطان المعظم اس قضیہ میں انگلستان کے حق میں کچھ جبراتی کرنا نہیں چاہتے۔ گو اونکو موجودہ سیاست میں مہارت تامہ حاصل ہے۔ اور چاہیں تو وہ بھی انگلستان کو خلاف بہت سی پوشیدہ ریشہ دوانیاں کر کے اوسے تنگ کر سکتے ہیں۔ لیکن وہ ایسا نہیں کرتے لیکن چونکہ اونکو متعلقہ حج کے متعلق اونکو خاص اہتمام والتفات ہے اسلئے کہ دولت مسیحیہ قابض مصر کے موہوم محتمل کید و فریب سے عقبہ کی حفاظت کرنا ضروری خیال کیا۔ اور عجب نہیں کہ اوسکا ایک باعث یہ بھی ہوا ہو کہ اب سلطان مصر کی حکومت کو مسیحی خیال کرتے ہیں۔ نہ اسلامی یعنی واجبات حج و حجاج کو وہ کما ینبغی ادا نہیں کر سکتا۔ اسقدر لکھنے کے بعد مسٹر الفرڈ بلنٹ لکھتا ہے کہ بحالت تاب سلطان المعظم مصر پر حملہ کرنا اور عقبہ کیجانب سے آکر سویز کو روکنا نہیں چاہتے۔ اور نہ اسکی ضرورت ہے جبتک کہ عریش کا رستہ اون کے ہاتھ میں موجود ہے۔ کیونکہ قریب ترین رستہ سویز کا یہی نہ عقبہ سے۔ اور رستہ بھی سہل گذار اور کثیر الماء ہے۔ اس کے علاوہ زمانہ سابقہ میں جو لوگ مصر پر حملہ آور ہوئے۔ وہ عریش ہی سے ہوئے۔ نہ عقبہ سے۔ مسٹر بلنٹ نے کورنٹ کی وزیر اعظم کو اوس تار کی بھی تفسیر کی ہے۔ جو موجودہ خدیو کی تخت نشینی کیوقت بحکم سلطانی خدیو کو روانہ کیا تھا۔ اوس کے متعلق مسٹر بلنٹ کی رائے ہے کہ اوس تار سے ہرگز یہ ثابت نہیں ہوتا کہ طور سینا اور عقبہ کی نواح پر خاندان محمد علی پاشا کو حقوق شاہانہ دیئے گئے ہیں۔ یا حاصل نہیں۔ اور اسیطرح اوس تار سے یہ بھی معلوم نہیں ہوتا ہے۔ کہ رامح کی شمالی جانب کی زمین پر جو کبھی جغرافی یا اداری حیثیت سے جزیرہ نما سینا کے متعلق نہیں رہی ہے۔ مصر کو کچھ حقوق حاصل ہیں۔ لیکن لارڈ کرومر نے تار کے معنے از خود بدل لئے۔ اور اب انگلستان انہیں محرفہ معنوں کے زور پر ٹرکی سے اپنے مطالبات منوانا چاہتا ہے۔ یعنی عریش کے مشرق سے عقبہ تک خط کھینچکر لارڈ کرومر کی تفسیر کے موافق سلطان سے مطالبہ کرنا بالکل بیجا ہے۔ کیونکہ سرکاری طور پر جبتک سلطان المعظم دیاتی اگلا صفحہ پر

سنہ ۱۹۰۵ء میں مصر میں ۹ ہزار مدارس - گیارہ ہزار معلم اور ایک لاکھ ۷۰ ہزار متعلم تھے۔ انمیں سے ۹۸ حصہ ابتدائی مکاتب ہیں جنمیں صرف لکھنا پڑھنا اور ابتدائی حساب سکھایا جاتا ہے۔ سرکار کیطرف سے ۳۲ پرائمری

لئے لارڈ کرومر کی اس تفسیر کو نہیں مانتا ہے۔

لارڈ کرومر نے جو قیاس باندھا ہے - اور اپنے مفید مطلب جو استدلال و برہان پیدا کیا ہے وہ علی العموم ایشیاء کی حکومتوں کے ساتھ برتا جاتا ہے لیکن ایک متمدن اور مہذب سلطنت کا اوسی پیرایہ برتا جانا اوسکی ادبی و اخلاقی عظمت کو بہت کچھ نقصان پہنچاتا ہے اور اسمیں بھی کلام نہیں ہے کہ اگر اسی قسم کی دلیلیں ہیگ کانفرنس میں پیش کیجاتیں۔ تو وہ ہرگز ثبوت دعوی اور حصول مطالب کے لئے کافی نہیں ہو سکتیں۔

آخر میں رائے دیتا ہے کہ انگلستان کو صرف اتنے پر اکتفا کرنا چاہئے کہ طابہ خالی کر دیا جائے۔ اور حد بندی کر دیجائے اور وادی عریش کے مشرق میں جو ویران جنگل ہے اوسکو حد فاصل قرار دیا جائے۔ کیونکہ یہی زمانہ قدیم سے حد چلی آتی ہے حتی کہ توریت میں بھی مصر و فلسطین کے مابین یہی حد تھی۔ اور پھر لکھتا ہے کہ مذکورہ بالا امور ایسے ٹھیک ٹھیک اور حق ہیں کہ سلطان بھی انکو ماننے میں پس و پیش نہ کرینگے۔ اس سے زیادہ قضیہ پیش میں سختی کرنا دینی جنگ کا باعث اور بہت سے تلخ نتیجے نکلنے کا باعث ہوگا۔

مسلمانان مصر اور قضیہ طور سینا۔ طور سینا کے معاملہ میں نہ صرف ہماری رائے اور عام اسلامی احساس ہی بلکہ ایک بے تعلق منصف انگریز کی بے غرضانہ رائے کے موافق بھی اسلامی دنیا کو بحالت آپ حضرت خلیفۃ المسلمین خلد دولت بلکہ سلطنت کے حق میں جسقدر اخلاقی ہمدردی ہونی چاہئے تھی۔ ظاہر ہے۔ اور مسلمانان مصر تو جتنی بھی اخلاقی حمایت کرتے حق بجانب تھے اور دنیا کو انہیں حق بجانب سمجھنا چاہئے تھا۔ اگرچہ اثنائے نزاع و ولتیں میں مصریوں نے جس متانت اور دور اندیشی کا اظہار کیا۔ وہ بیشک قابل مدح و ستایش ہے۔ اور ہر انگریز کو اوسکی پوری قدر کرنی چاہئے تھی۔ لیکن نادر ہے کہ شکوک بیجا بھی ہوا کرتے ہیں۔ بعض اہل قلم انگریزوں نے مصریوں کی ہمدردی بحق سلطان کو تعصب سمجھا اور انگریزی حکومت کی مخالفت و تہدید پر محمول کیا۔ اور جو جی میں آیا لکھا۔ اور گورنمنٹ انگلستان کو مسلمانان مصر کی طرف سے بدظن کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ اوس کے جواب میں معاصر اللواء جو مصر کے تمام اخباروں میں سب سے زیادہ وطن دوست بہی خواہ قوم۔ دوستدار ٹرکی و اخلاص آئین خلافت اور ان باتوں کے ساتھ انگریزی حکومت کی بات بات پر گرفت کرنے والا اور ہر ایک بات پر سیدھی سنانیوالا ہے۔ ذیل کا اڈیٹوریل نوٹ لکھتا ہے کہ انگلستان نے مصر میں قدم رکھتے وقت ظاہر کیا تھا کہ وہ اس لئے مصر کی حکومت اپنے ہاتھ میں لیتا ہے کہ اوس کے ہر صیغہ کی اصلاح کرے۔ اور قوم کو عام ترقی کی شاہراہ پر ڈالکر مصریوں کو اس قابل بنا دے کہ وہ اپنی حکومت آپ سنبھال سکیں۔ مصر میں اگرچہ اور قومیں بھی بستی ہیں لیکن بڑی مردم شماری مسلمانوں کی ہے۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

۳ سکینڈری (درمیانی) ۳۰ زنانہ اور نو اٹلی تسلیم (قانون، طب، انجینئرنگ، زراعت، آرٹس و سائنس۔ (علوم و فنون) و ایگریکلچر اور جنگی تعلیم کے مدارس جاری ہیں۔ ۱۰۸ مدارس مختلف پروٹسٹنٹ اور کیتھولک

اس لیے انگلستان نے جو مدد مصر سے مداخلت کے وقت کیا تھا اور اسکا تعلق بہ نسبت دیگر اقوام کے مسلمانوں سے بہت زیادہ ہے۔ اور اس بنا پر انگلستان کو سب سے زیادہ توجہ مسلمانوں کی اصلاح و ترقی پر مبذول کرنی چاہیئے تھی۔ اور چاہیئے۔ اور ہمیں استحقاق حاصل تھا اور ہے کہ ہر عام مسئلہ میں با واز بلند اپنی رائے تا بہ ایوان مصر کے کان تک پہنچا دیں اور انگریزوں کا فرض تھا کہ ہماری آواز کو سنیں۔ اور سننے کے بعد ایک کان سے لیکر دوسرے سے نہ اڑا دیں۔ بلکہ اوسپر غور و خوض کریں۔ اس لیے کہ اگر مسلمانان مصر بحال ترقی و اصلاح سے محروم رہجائیں اور باقی ترقی کر جائیں تو اوس کو مصر کی سعادت و ترقی نہیں کہا جا سکتا۔

اس عام اور مقبول عقل و قانون اصول کو دیکھتے ہوئے یہ قائل کہنا پڑتا ہے کہ مصر میں انگریزی سیاست مسلمانوں کے ساتھ سراسر غلط رہی ہے۔ سب سے بڑی سیاسی غلطی یہ ہے کہ جب کوئی حادثہ واقع ہوا۔ اوسے مسلمانوں نے ادنیٰ اہمیت کی نگاہوں سے دیکھا۔ اور اسلامی اخبارات نے زندہ قوموں کے اخبارات کی طرح اس حادثہ پر توجہ مبذول کی تو بعض نادان انگریز اور انگریزی اخبارات پکار نے لگ جاتے ہیں کہ مسلمان جوش و خروش کے ہاتھوں بے قابو ہو رہے ہیں۔ اور ان عام خطرہ میں ہے۔ اور بعض گندہ دماغ تو یہاں تک کہ جاتے ہیں کہ خطیبان مسجد برملا خطبوں میں لوگوں کو انگریزوں اور عیسائیوں کے خلاف ابھار رہے ہیں۔ جیسا کہ امر سیاہ کے قضیہ میں بعض اخبارات نے یہ دعویٰ کیا تھا۔ اگلے روز اس پر پچھلے خیال کی پوری تحقیق کے بعد صاف ثابت ہوا۔ ایسی تحقیقوں کا مطلب سوائے اس کے اور کیا ہے کہ دنیا کو یہ سمجھانے کی کوشش کیجاتی ہے کہ مسلمانان مصر بحال کے بعد انگریزوں سے ناخوش ہو گئے ہیں۔ اور ہم نہیں جانتے کہ عقل کے پورے انگریزوں نے اس قسم کی کراہت کا اظہار سے کیا فایدہ سوچا ہے۔ اگر کوئی فایدہ سوچا بغیر خیال خود سچ سچ کہتے ہیں۔ اور حقیقت انگریز خود ہی ثابت کرتے ہیں کہ وہ اپنی ملک اس ملک کے حال سے بالکل واقف نہیں ہیں۔ آپ کی طرح ایسے افسر، اور فی زبان و قلم سے محروم ہیں۔

تمام عالم جانتا ہے کہ لارڈ کرومر بہادر تمام ملک کو حل و عقد کے مختار ہیں۔ اور حقیقت حال اور راز ہائے نہاں تک کے دریافت کرنے کے وسائل اون کے پاس موجود ہیں۔ اگر ان انگریزی اخبارات کا بیان صحیح ہے تو ہم پوچھتے ہیں۔ لارڈ موصوف بتائیں کہ وہ جوش پھیلانے والے کون ہیں اور وہ خطیب کون کون ہیں جو مسلمانوں کو دیگر مذہب والوں کے خلاف مشتعل کرتے ہیں۔ لارڈ موصوف سے ہم یہ سوال رکھ اپنی طرف سے نہیں کرتے ہیں بلکہ تمام عالم کی طرف سے کرتے ہیں۔ کیونکہ بعض وہ اس معاملہ میں اپنی رائے ظاہر کر چکے ہیں۔ کیونکہ جو ایک بات زبان پر آتی ہے وہ دور تک پہنچ جاتی ہے۔ اور ہم ہمیشہ کی دلیل و حجت سے ثابت کر سکتے ہیں۔ ساتھ ہی انکار بھی

پہنچا دیا گیا ہے۔ اور ہم ہمیشہ کی دلیل و حجت سے ثابت کر سکتے ہیں۔ بار بار انکار بھی

مشنوں نے جاری کئے ہوئے ہیں اور ۳۰۴ یورپین پرائیویٹ سکول ہیں۔ جامع ازہر میں گیارہ مدارس ۳۰۰ پروفیسر اور بارہ ہزار طلبا ہیں۔

لارڈ کرومر بہادر کی طاقت میں تھا کہ اگر آپ چاہتے تو ان اخباروں کی تردید کردیتے۔ لیکن افسوس کہ انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ وہ بھی سر ایڈورڈ گرے کی طرح یہی سمجھتے ہیں۔ کہ مسلمانان مصر کے دل و دماغ میں شورشانہ خیالات بھرے ہوئے ہیں۔

مسلمان بیشک دولت علیہ عثمانیہ سے بہت بڑی محبت رکھتے ہیں لیکن محبت اور چیز ہے۔ اور شورش و ہیجان اور شے۔ ترکی کی محبت کو یہ لازم نہیں کہ انگریزوں کے خلاف شورش ہیجان پھیلایا جائے۔ کیونکہ مسلمانوں کو یقین ہے اور وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ انکے ملک کی بھلائی اسی میں ہے کہ امن و امان قائم رہے۔ اور حاکمان وقت کے ساتھ نہایت اچھے اور محبانہ تعلقات رکھے جائیں اور پوری کوشش و محنت سے قوم کے ہر طبقہ میں تعلیم عام کیجائے۔ اور مسلمانان مصر کا دولت علیہ عثمانی سے محبت کرنا یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔ اس لئے کہ مصر اوسکا ایک حصہ ہے جو اوس سے الگ نہیں ہو سکتا۔ جب انگریز کینیڈا اور آسٹریلیا والوں سے چاہتے ہیں کہ برٹانیہ عظمیٰ کے ساتھ اخلاص رکھیں تو پھر مصری بھی دولت علیہ عثمانی سے ربط و ضبط رکھنے پر ہرگز ملامت کے مستحق نہیں ہوسکتے۔ دشمن کہتے ہیں کہ یہ ارتباط سچی وطنیت کے منافی ہے۔ لیکن کیا کوئی احمق بھی اس امر کو تسلیم کرسکتا ہے اس لئے کہ سچی وطنیت انسان کو غیروں سے ملنے اور حلفاء و ہمسایوں کی جانب مائل ہونے سے نہیں روکتی۔ اگر ان معترضوں کا قول ٹھیک مان لیا جائے تو سلطنتوں کا میل ملاپ اور قوموں کا باہمی میلان وطنیت کی پاک دامن پر ایک داغ ہوتا۔ اور وحدت جنسیہ کے خلاف ہونیکی وجہ سے کوئی سلطنت اور کوئی قوم اسکی روادار نہ ہوتی۔

بعض نادان یا خود نادان بننے والے کہتے ہیں کہ ہم مسلمانان مصر برٹش حکومت کو دوسری حکومت سے بدلنا چاہتے ہیں۔ یعنی ہم اون کے خیال کے موافق اپنے ملک کو مستقل اور اپنے آپکو زندہ قوم جو آپ اپنی حکومت کی مالک ہے نہیں دیکھنا چاہتے۔ لیکن یہ زعم باطل ہے۔ اور پولٹیکل واقعیت کے خلاف اور جن معنوں کو غرض ہماری طرف تھا۔ انگریز خود اسکی تردید کرچکے ہیں۔ افسوس ہے کہ آج کوئی نہ کوئی انگریز یہی یہ اعتراض کر بیٹھتا ہے اور ہمارے اصل مطالب و مقاصد و غایت کو نہیں جانتے۔ تو آپ سن لیں اور اچھی طرح سے سمجھ لیں کہ ہم مسلمانان مصر چاہتے ہیں کہ ہمارا ملک علم و اخلاق و تربیت میں ترقی کرے۔ اور تربیت کے وسیلے سے ہماری قوم میں سچی وطنیت پیدا ہو۔ اور وطنیت کے اعلیٰ مبادی تمام افراد قوم میں پھیلائیں اور ہماری قوم میں ایک ایسا اعلیٰ طبقہ پیدا ہوجائے جو وطن اور قوم کے حقوق کی حفاظت کرے۔ اور جب انکو صدمہ پہونچتا دیکھے مدافعت کا حق ادا کرے یہی ہمارے بڑے بڑے مقاصد ہیں۔ انکا تحریری مقاصد ناخوش ہیں (باقی آگے صفحہ

قبطی تو ایسے ابتدائی تعلیم کے لئے ایک ہزار سکول قائم کئے ہوئے ہیں جنمیں سے ایک کالج اور ۲۲ پرائمری سکول لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے ہیں جن میں قبطی زبان کی تعلیم لازمی ہے۔ طریقہ تعلیم اور نصاب تعلیم دیگر ممالک کی درسگاہوں کے مطابق ہے تاہم قبطی قوم کے نزدیک سلطنت اور کھیت سکتے ہیں۔

توسعات اور پیکار کو کہیں۔ بلا دلیل تعصب کہنا سوائے آزردگی کے اور کیا نتیجہ دے سکتا ہے۔

مذکورہ بالا اغراض و خیالات کے ساتھ ہم پھر بھی ضرور کہیں گے کہ مصالح ملک و وطن یہی ہیں کہ انکا جتنا غیر ملکیوں کی طرف مائل ہونے اور ان سے روابط قائم رکھنے کو باقی نہیں ہے۔ خصوصاً ایسی قوم سے جسکے ساتھ پہلے سے قومی تر تعلقات و روابط موجود ہوں اور یہ میلان جو ان کا ظاہر کرتے ہیں تعصب نہیں ہے جیسکو دشمنان ملک ظاہر کرتا ہے مکروہ اور بری صورت میں دکھاتے ہیں۔ بلکہ یہ شعور احساس ہے جو ہر ایک مہذب قوم میں ہوتا ہے اور یہ ناچیز لارڈ کرومر بہادر اپنی تقریروں میں کہتے ہیں کہ مصری پبلک کو آزادی دینے سے اسکا فائدہ ہے کہ اخبار نگاران وقت کے کاموں پر تنقید و جرح کرتے ہیں جس سے ایک طرف حکمران قوم کو مصالح محکوم کا علم رہتا ہے اور دوسری طرف اس تنقید کی برکت سے قوم خیالی حکومت کے متعلق الاخیال ہو رہی ہے۔ اور ہمیں خوشی ہے کہ اخبار اسکا کام ٹھیک ہی سے کرتے ہیں لیکن لارڈ موصوف کے ان بیانات کی بات قیمت رہجاتی ہے جبکہ مصری انگریزی اخبار ہمیں دھمکاتے ہیں۔ اگر ہم ایک تحریک حکمران قوم انگریز کے خلاف دیتے ہیں یا ہو کر اپنے حقوق ملک کی موافقت کرنا اور اہل ملک کی رائے ظاہر کرنا اپنے ذمہ فرض کر لیا ہے۔ اور ہم جو کچھ لکھتے ہیں قوم کی رائے سے لکھتے ہیں۔ یہی سراسر غلط ہے کہ ہم اپنی رائے سے کام لیتے ہیں۔ اگر ہم ملک و قوم کے خیر خواہ نہ ہوتے اور عموماً مصریوں اور خصوصاً مسلمانوں کی بابت ہمارا قائم جاتا ہوتا تو ہمارے اخبار کو یہ قبولیت ہوتی۔ اور نہ وہ کبھی ملک اور قوم پر کچھ اثر ڈال سکتا۔ جناب لارڈ کرومر بہادر جس مصری سے چاہیں گفتگو کریں اور اوس کی رائے دریافت کریں۔ سب کو ہم خیال اور ایک ہی راہ پر پائیں گے۔ انگریز لوگ ہمارا استقلال چھیننے کے بعد بھی یہ چاہیں کہ ہم اون کے گرویدہ رہیں۔ اور اپنے حقوق و احساسات کو صدمہ پہونچتا ہوا دیکھ کر نہ بولیں۔ بلکہ اوسکو اچھا سمجھتے جائیں یہ ہم سے نہیں ہو سکتا۔ اور جو لوگ کہ ایسے ہیں یا مصریوں کو ایسا دکھاتے ہیں وہ مسلمانوں اور عیسائیوں۔ مصریوں اور حکمران انگریزوں کے درمیان اچھائی کا بیج بونے کی جگہ تباہی کا بیج بوتے ہیں۔ اور اپنی کاشش کا خون کر کے بیچارے حکمران جماعت کے طرفدار بنکر قوم کو برا کہتے ہیں۔ اور حاکم و محکوم کی نفرت کو بڑھاتے ہیں۔ انگریز ہمارے ساتھ ہزار نیکیاں کریں۔ اور یہ اندازہ کرتے ہوئے بھی اچھائی کرتا ہے تو ہرگز محکوم کے دل حکمران کیطرف صاف نہیں ہو سکتے۔

ترکی اور اسلامی دنیا میں لوگوں نے اس مسئلہ کو مختلف پہلوؤں سے نظر ڈالی ہے جس

حالتِ حاضرہ کی مندرجہ ذیل جدول اس نقشہ سے مرتب کی گئی ہے جو وزیر صیغہ اندرونی کے حکم مورخہ ۲۹۔ اگست ۱۸۹۲ء بنام جملہ گورنران و مدیران کے مطابق تیار کیا گیا تھا۔ اعداد کی تصحیح و ترمیم ۳۱ دسمبر ۱۸۹۲ء تک کی گئی ہے۔

کچھ عرصہ سے انگلستان و ٹرکی کے سیاسی تعلقات کی طناب کو کشاکش میں ڈال رکھا تھا۔ اور جس میں اس وقت تک بظاہر انگلستان ہی کا بول بالا رہا۔ ہم اچھی طرح سے جانتے ہیں کہ دنیا ایک نہایت خونریز جنگ سے بال بال بچی ہے۔ برطانیہ کے مطالبات تسلیم کر لینے سے سلطان کا طرز عمل سرسری نظر سے دیکھنے والے کو غیر متوقع ہی لگا اور سیاسی دنیا کے شخصیت تاب نکتہ آموز جنگی رائے میں ہر موقعہ و محل پر صرف کمزوری اور طاقت آزمائی ہی دلیل احقاق حق ہے۔ کہیں گے کہ سلطان ٹرکی کا یہ طرز عمل ہرگز کسی آزاد قوم کے شایان شان نہیں لیکن ہر صلح پسند آدمی کو عموماً اور ہر مسلمان کو خصوصاً سلطان کی عاقبت بینی و مصلحت شناسی کا اعتراف کرنا چاہیئے کہ ایک خفیف تعلق رہتی کینچا طرطرت ثانی کی گیدڑ بھبکیوں کا کلمہ بجلے جواب نہ دیکر انہوں نے بیان کو ثابت کر دیا کہ اس زنجیر کا کم از کم ایک سرا ایک ایسے شخص کے ہاتھ میں ہے جس پر لفظ جاہل کا اطلاق نہیں ہو سکتا۔

موجودہ تاریخ کے مطالعہ کرنے والوں سے یہ امر مخفی نہیں کہ وہ وقت یقینی اور اٹل ہے جبکہ اسلام کی پراگندہ منتشر اور نیم بسمل جماعت کو مسیحیت کی متفقہ و متحدہ اور روز افزوں طاقت سے ایک آخری اور فیصلہ کن مقابلہ کرنا پڑیگا۔ اس مقابلہ کی شدت و خفت جماعت اسلام کے ضعف و قوت پر منحصر ہوگی ممکن ہے کہ یہ مقابلہ اسلام کی ایک حرکت مذبوحی ہو جسکے ساتھ ہی یہ حریف ہمیشہ کے لئے ٹھنڈا ہو جائے۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی ممکن ہے کہ یہ مقابلہ بقدر شدید الکیفیت اور عظیم الانقلاب ہو کہ مد مقابل کو چھٹی کا دودھ یاد آجائے۔ اور دنیا کے موجودہ تمدن پر اس سے زیادہ اثر پڑے جو جنگ صلیبیہ کی وجہ سے ازمنہ وسطی کے تمدن پر پڑا تھا۔ بہر کیف یہ بات یقینیات میں سے ہے کہ ایسا وقت آنیوالا ہے اور چونکہ دنیائے اسلام اپنی موجودہ بے سروسامانی و پریشان حالی کی وجہ سے اس مقابلہ کے لئے ابھی تیار نہیں لہذا وہ لوگ جو اس قیامت خیز وقت کو حتی الامکان ٹالنے میں حصہ لیں اسلام کے بہت بڑے محسنوں میں سے سمجھے جانے چاہئیں۔ نہ صرف اسلام کے بہی خواہوں بلکہ بدخواہوں کو اس مناقشہ کے شروع ہونے پر یہ خوف پیدا ہو گیا تھا کہ مبادا اسلام و مسیحیت کی اس اخیر زور آزمائی کا وقت یہی ہو جبکہ دونوں حریفوں میں سے صرف ایک ہی میدان جنگ سے زندہ جانیوالا ہے۔ ایسی حالت میں سلطان ٹرکی کا صلح دب جانا نہ صرف اسلامی بلکہ مسیحی دنیا پر حقیقت میں ایک بہت بڑا احسان کرنا ہے۔

مسیحی یورپین طاقتیں اگرچہ باہمی رقابت کی وجہ سے گاہ و بیگاہ دست و گریبان ہو جاتی ہیں لیکن اسلام کے مقابلہ میں سب یک سنگ و زرد یا وہ شامل ہیں اور انہوں نے مسیحیت کا لب لباب اور انجیل مقدس کی تعلیم کا

[illegible] ۔۔۔ ہم دیکھتے ہیں کہ بظاہر انگلستان ہی غالب آیا ہے (وطن)

اس جدول کے جو چند اعداد وتشریح طلب تھے ان پر ہندسوں کو خط وحدانی میں دکھا کر نشان کردیا ہے اور جدول کے خاتمہ پر خط وحدانی کے ہندسوں کی ترتیب سے تشریح کردی گئی ہے۔ جن خانوں کی اعداد کی توضیح یکساں ہے ان سب پر اوسی ہندسہ کو درج کیا گیا ہے۔ (جدول دوسرے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیے)

کا عطر یہ سمجھا ہے کہ اسلام کا سیاسی وجود صفحہ ہستی سے مٹا دینا چاہئیے۔ اور چونکہ اس سیاسی وجود کی روح رواں ٹرکی ہے بس یورپ نے قسم کھالی ہے کہ ٹرکی کو فنا کرکے اس جسم کو بیجان کیا جائے۔ سلطان عبدالحمید خان اس سے ناواقف نہیں وہ جانتے ہیں کہ انکو ہر طرف سے اُبھارا جاتا ہے محض اسلئے کہ وہ اپنی طاقت کو مصروف پیکار رکھیں تاکہ یہ روح مضمحل ہوکر تحلیل ہوجائے لیکن وہ نہ صرف مسیحی یورپ کے ہر تاجدار کے طعن وتشنیع بلکہ ہر چرکٹو نامہ نگار کے سب وشتم سن کر اپنے صبر وتحمل بلند حوصلگی عالی ظرفی وکوہ وقاری کا ثبوت دیتے ہیں۔

مسئلہ عقبہ نے برٹش پریس کو حسب معمول موقع دیا کہ وہ بدگوئی واہانت کے اس قابل نفرت وتیرہ کو حد کمال تک پہنچادے جسکا بانی مبانی گلیڈسٹن علیہ ما علیہ تھا۔ برٹش پریس کا یہ وتیرہ اُسوقت سے لیکر اسوقت تک اس مستعدی کی کمی وبیشی کی نسبت تو خفیف ونشیب پہلو اختیار کرتا رہا ہے جو سلطان نے اپنے ملک و رعایا کی اصلاح کے متعلق ظاہر کی ہے۔ خاصکر جب سے سلطان نے حجاز ریلوے کی بنا واجرا سے اپنی کمال دانشمندی وسیاسی وسیع النظری کا ثبوت دیکر متعصب یورپ کی واجب نفرین چالبازیوں کا سد باب اور رد عمل کرنا شروع کیا ہے عیسائی تنگ خیال وتاریخ نگاروں کے حملوں میں تواتر وتسلسل کی وہ شان پیدا ہوگئی ہے کہ سلطان ہی ساکوہ وقار اور بُردبار شخص ہے جو ٹھنڈے دل سے اُنہیں برداشت کر رہا ہے۔

آجکل عیسائی اخباروں نے اپنا بہت بڑا ذریعہ معاش یہ قرار دے رکھا ہے کہ ٹرکی بد انتظامیوں اور بد عنوانیوں کی رنگین داستانیں دل کھولکر شایع کریں ان اخباروں میں ترکوں کو جابر ظالم وحشی خونخوار بتایا جاتا ہے اور دعائیں مانگی جاتی ہیں کہ یورپ کے صاف اور سفید دامن سے انکے وجود کا بدنما دھبہ مٹ جائے نہ صرف یورپ سے بلکہ کوششیں کیجارہی ہیں کہ سرزمین حجاز اور ارض یثرب وبطحا سے ترک نکالے جائیں چنانچہ حال ہی میں مسیحی بھیڑوں کے ایک حلیم گلہ بان پادری زویمر نے اپنی ایک کتاب میں اسلام اور بانی اسلام کو پیٹ بھر کر گالیاں دینے کے بعد ترکوں کے خون سے یمن کی زمین کے رنگے جانیکی آرزو ایسے الفاظ میں ظاہر کی ہے جنسے معلوم ہوتا ہے کہ ہلاکو چنگیز کی روح اس مقدس پادری کے جسم میں حلول کر آئی ہے۔

انگلستان کے سب سے زیادہ وقیع اخبار لنڈن ٹائمس میں چھوٹے موٹے نشتروں کے علاوہ ناوک جگردوز ایڈیٹر کے قلم خاص کا نکلا ہوا لیڈر یا اوس کے نامہ نگار مقیم قسطنطنیہ کا مراسلہ ہوتا ہے جسمیں تمام برائیوں تمام بدنظمیوں اور تمام خرابیوں کا سرچشمہ سلطان عبدالحمید خان کو قرار دیا جاتا ہے۔ (باقی ۱۴۹ صفحہ پر)

اس کتاب کا ترجمہ عنقریب قسط وار وطن میں شایع ہونیوالا ہے۔

مدارس	سرکاری مدارس (۱۲) تعداد مدارس	تعداد طلبا	تعداد معلمین	مدارس وقف و قومی (۲) تعداد مدارس	تعداد طلبا	تعداد معلمین	مشن سکول تعداد مدارس	تعداد طلبا	تعداد معلمین	دیگر مدارس تعداد مدارس	تعداد طلبا	تعداد معلمین	میزان تعداد مدارس	تعداد طلبا	تعداد معلمین
ٹیکنیکل (تحقیقاتی) اکیڈمیاں	-	-	-	-	-	-	(۵) ۳	۳۲	۶	(۱) ۱۳	۱۱۶۶۶	۳۲۶	۱۵	۱۱۶۹۸	۳۳۲
اعلیٰ تعلیم: انجینئرنگ	۱	۱۰	۱۰	-	-	-	-	-	-	-	-	-	۱	۱۰	۱۰
میڈیکل (طبی)	۱	۵۱	۱۹	-	-	-	-	-	-	-	-	-	۱	۵۱	۱۹
قانونی	۱	۱۱۶	۱۳	-	-	-	-	-	-	۱	۹۲	۸	۲	۱۶۸	۲۱
زراعتی	۱	۵۶	۱۰	-	-	-	-	-	-	-	-	-	۱	۵۶	۱۰
نارمل	۳	۱۳۶	۲۵	-	-	-	-	-	-	-	-	-	۳	۱۳۶	۲۵
جنگی	۱	۱۹۲	۱۶	-	-	-	-	-	-	-	-	-	۱	۱۹۲	۱۶
میزان مدارس اعلیٰ تعلیم	۸	۵۹۲	۹۳	-	-	-	۳	۳۲	۶	۱۴	۱۱۸۲۸	۳۳۵	۲۴	۱۲۴۲۲	۴۳۵
[illegible]	-	-	-	-	-	-	۵	۳۸۰	۱۳	-	-	-	۵	۳۸۰	۱۳
[illegible]	۳	۱۲۳	۹۰	-	-	-	۱۹	۳۳۹۱	۱۲۹	۱	۳۰	۶	۲۳	۳۵۱۳	۱۹۶
میزان مدارس ثانوی تعلیم	(۲) ۳	۱۲۳	۹۰	-	-	-	(۳) ۲۴	۳۷۷۱	۱۴۲	(۵) ۱	۳۰	۶	۲۳	۳۳۹۳	۲۰۹
ابتدائی تعلیم: ٹیکنیکل (صنعتی)	۳	[illegible]	۲۳	-	-	-	-	-	-	-	-	-	۳	۳۰۲	۲۳
ادبیہ	۹	[illegible]	۱۳۹	۳۳	۵۱۶۲	۲۵۵	۱۰۸	۶۱۲۳	۲۸۳	(۶) ۸۹۱۲	۱۵۱۳۸۳	۱۰۵۸۱	۸۶۶۲	۱۶۶۰۱۲	۱۱۲۵۵
تجارتی	-	-	-	-	-	-	-	-	-	(۷) ۱	۲۶	۶	۱	۲۶	۶
میزان مدارس ابتدائی تعلیم	۱۶	[illegible]	۱۵۸	۳۳	۵۱۹۲	۲۵۵	۱۰۸	۶۱۲۳	۲۹۳	۸۹۱۳	۱۵۱۴۰۹	۱۰۵۸۸	۹۰۷۵	۱۶۶۳۴۳	۱۱۲۸۴
میزان مدارس برائے ذکور	۲۴	[illegible]	۳۱۱	۳۳	۵۱۹۲	۲۵۵	۱۳۳	۱۰۹۰۶	۴۳۳	۸۹۲۸	۱۶۳۳۹۶	۱۰۹۳۰	۸۸۱۶	(۹) ۱۸۲۲۵۵	۱۱۹۳۸
برائے اناث: دایہ گری	۱	[illegible]	۳	-	-	-	-	-	-	-	-	-	۱	۱۲	۳
ابتدائی	۲	۳۰	۶	-	-	-	۵۳	۹۱۸۳	۳۶۰	(۸) ۴۰	۴۰۳۰	۱۹۶	۹۵	۱۳۲۴۳	۵۶۳
میزان مدارس زنانہ	۳	۴۲	۱۰	-	-	-	۵۳	۹۱۸۳	۳۹۰	۴۰	۴۰۳۰	۱۹۶	۹۶	(۱۰) ۱۳۲۵۵	۵۶۶
میزان کل	۲۵	۲۰۶۴	۳۲۱	۳۳	۵۱۹۲	۲۵۵	۱۸۶	۲۰۰۸۹	۷۹۳	۸۹۶۸	۱۹۷۴۹۶	۱۱۱۲۶	۸۹۱۳	۱۹۶۶۱۰	(۱۱) ۱۲۵۰۵

(۱) مسلمانوں کی تمام مدارس [illegible] کے ساتھ ہیں ایک ٹیکنیکل سکول ایک شفاخانہ کے ساتھ ہے۔ (۲) [illegible] طلبا انگریزی پڑھتے ہیں جن میں [illegible]
[illegible] تعلیم کے معلم [illegible] (۳) [illegible] طلبا اور چار [illegible]
[illegible] (۴) ان مدارس میں [illegible] ابتدائی [illegible] (۵) ان مدارس میں وہ نصاب پڑھایا
جاتا ہے جو مصری گورنمنٹ نے [illegible] تعلیم کے لئے مقرر کیا ہے (۶) [illegible] (۷) ان مدارس میں [illegible]
[illegible] کے زیر اہتمام [illegible]
(۸) ان مدارس میں [illegible] (۹) [illegible]
طلبا [illegible]
ہیں (۱۱) اس تعداد میں [illegible] سرکاری
قومی مدارس اور اوقاف [illegible]

معدلت عامہ و جرائم

سنہ ۱۸۸۲ء سے اجد صوبوں کے لئے جنداِرمہ (جنگی پولیس) کی ایک جماعت اور قاہرہ و اسکندریہ کے لئے پولیس کی فوج تیار کیگئی۔ یکم جنوری سنہ ۱۸۸۴ء کو پولیس کا نیا انتظام کیا گیا۔ دونوں قسم کی پولیس جو جناب پاشا نے اوس سے پہلے بنائی تھی اوس کے ماتحت تہی سنہ ۱۸۸۴ء سے اونپر دو انگریزی افسر مقرر کردیئے گئے۔ اور ان افسروں کو وزیر محکمہ داخلیہ کے ماتحت کردیا گیا۔

(بقیہ صفحہ ۱۴۸) اگر مقدونیہ میں بلگیریا آسٹریا اور روس کی سازش سے کوئی ایک عیسائی قتل ہوجاتا ہے تو اوس کے خون کے چھینٹے سلطان کے ہاتھ پر دیکھے جاتے ہیں۔ اگر عراق میں بقامت ہنگامہ کیوجہ سے عارضی گرانی ہوجاتی ہے تو اوس کے اسباب سلطان کے خزانہ خاص جیب کی اشرفیوں میں ڈھونڈے جاتے ہیں۔

معلوم ہوتا ہے کہ ٹرکی کے نام ہی میں کوئی ایسا مخفی اثر ہے جس سے قائل پرساحر دولت پرستوں کی کیفیت طاری ہوجاتی ہے۔ کیونکہ یوروپین وقائع نگار و ایڈیٹران اخبار جو عموماً متین اور سنجیدہ ہوتے ہیں۔ اور ٹھنڈے دل سے ہر مسئلہ کے ماعلہ و ماعلیہ پر غور کرسکنے کی قابلیت رکھتے ہیں ٹرکی کا ذکر آتے ہی دیوانے ہوجاتے ہیں۔ اس مخفی اثر کو نظم و نسق کی خرابی سے تو کوئی تعلق ہو نہیں سکتا۔ کیونکہ اونہیں ایسے ملک ہیں جو بدنظمی و بدنظمی میں ٹرکی سے کہیں زیادہ ہیں اور جنکی مثال بڑی پیمانہ پر روس اور چہوٹے پیمانہ پر کانگو فری اسٹیٹ ہے جہاں کا وحشیانہ انتظام محتاج توضیح و تشریح نہیں۔ نہ یہ مخفی اثر اختلاف قومیت پر مبنی ہوتا ہے کیونکہ گو سفید مسیحی قومیں کسی دوسری قوم کی آزادی و خودمختاری کو اپنی سیاسی وقعت کی بہت بڑی توہین سمجھتی ہیں۔ تاہم اس قسم کی مثالیں موجود ہیں کہ ایک غیر مسیحی قوم کو نہ صرف زندہ ہی رہنے دیا گیا۔ بلکہ اوسکی نازبرداری کیگئی۔ نہ یہ مخفی اثر محض اختلاف مذہبی کا نتیجہ ہے۔ کیونکہ جاپان جسکا مذہب غیر مسیحی ہے انگلستان جیسے حامی مسیحیت ملک کا حلیف و حبیب ہے۔ پس قرین قیاس ہے کہ یہ مخفی اثر اس مذہب کی قومیت سے تعلق رکھتا ہو جسکو ترک پابند ہیں۔ بالفاظ دیگر مسیحی دنیا کا یہ جوش و خروش ترکی سلطنت یا ترکوں کی نسل کے خلاف نہیں ہے بلکہ اوس زندہ سیاسی قوت یعنی اسلام کے برخلاف ہے جسکے ترک مظہر ہیں۔ یہ وہ مذہب ہے جو مسیحیت اگرچہ سے تعرض نہ کرے تو تعجب نہیں کیونکہ مغرب کی سیاسی خدام دین اس امید میں ہیں کہ گو قوم کی روحانی تعلیم مسیحی اخلاق کے آگے سر جھکا کر رہے گی مگر صدیوں کے تلخ تجربہ نے اونہیں سکھا دیا ہے کہ مسیحی دنیا کے مال و منال اور حسن و جمال کی چکا چوند لانے والی قوت مسلمانوں کو ان کے مذہب سے ایک انچ بھی ہٹا نہیں سکتی۔ چنانچہ جب روح القدس کے پجاریوں کی اصطباغی کوششیں رائگان ثابت ہوئیں تو سیاسی کوششیں کیجانے لگیں جو یہ ہیں کہ ٹرکی کو جو اسلام کی جان ہے فنا کرکے حریف کا کام ہی تمام کردیا جائے۔

اگر ٹرکی کی قوت مقاومت کو شکست نہ ہوتی تو جبتک جنگی مرکز یا حیدرآباد میں ہے اور اگر قسطنطنیہ کا یورپ کی حمایت

(باقی صفحہ ۱۶۹)

فروری سنہ ۱۸[illegible]ء کو نیا ضابطہ فوجداری بھی نفاذ پذیر ہوا۔ مدیروں کو مجسٹریٹی اختیار ملے لیکن اوس کام کے لئے نئے حکام مقرر کئے گئے جنکا عزل و نصب پروکیور جنرل کے اختیار میں ہے جو وزیر عدالت کے ماتحت ہوتا ہے۔

میں آجانا مستبعد نہو۔ تو قاتل اور خونی عبدل جسکا نام جبر ظلم او وحشیانہ حرکات کا مرادف ہے دفعتًا نہایت مہذب عادل رحیم اور تمام صفات و کمالات انسانی یاایکلخت ہی سے متصف ہوجاتے اور لنڈن کا اخبار ٹائمس کبھی نہ لکھتا کہ ہمیں عبدالحمید کے طرز عمل اور طریقہ حکمرانی سے نفرت ہے" یا یہ "کہ عبدالحمید اس ملک (انگلستان) کو گیدڑ بھبکیاں دکھلانے کی احمقانہ کوشش میں کھلم کھلا اور نہایت بری طرح ناکامیاب رہا" لیکن جبتک ٹرکی دول یورپ کے مقابلہ میں قوت مقاومت کا تھوڑا بہت اظہار کرتا رہے اور جبتک سلطان ٹرکی قسطنطنیہ اور بغداد ریلوے کے اجرا کی تجویز کو حد تکمیل تک پہونچانے کا خیال دل میں لاتا ہے۔ جسکی "تہ میں وقعت" کو لنڈن ٹائمس کا اڈیٹر خوب سمجھتا ہے یا قلمرو ٹرکی میں مدرسے اور کارخانے جاری کرتا ہے اوسوقت تک کوئی وجہ نہیں کہ ٹرکی کو تہذیب سے عاری نہ سمجھا جائے۔

معلوم ہوتا ہے کہ تہذیب بھی ایک نہایت ہی متضاد المعانی اور متلون الکیفیات لفظ ہے تہذیب کبھی تو اپنے پیرووں کو آمادہ کرتی ہے کہ سلطان مراکو کے ملک پر اس جرم کی پاداش میں یورش کریں۔ کہ اوس نے اپنے ملک میں اجرائے ریلوے قیام مدارس اور آزادی تجارت کیطرف توجہ نہ کرنے سے تہذیب کی توہین کی تہی انہی وجوہ کی بنا پر اپنے سورماؤں کو ابہارتی ہے کہ تبت پر چڑہائی کریں اور ایران و حبشہ میں تجارتی و تعلیمی مشن لیجا دیں اور اپنے آپ کو دنیا کا چوکیدار یا بنی نوع انسان کا محافظ ثابت کریں۔ لیکن ابنائے فاسفورس میں ایک ڈبکی لگاتے ہی وہ ایک دوسری شکل میں ظاہر ہوتی ہے۔ قسطنطنیہ کو انہیں افعال کے ارتکاب پر ثنا دیتی ہے جن کے ارتکاب پر مراکو۔ حبشہ یا طہران اور لاسہ کو سرزنش و فہمایش کرچکی تھی یعنی جس طرح سے ان ملکوں نے ریلیں نہ بناکر مدرسے نہ قایم کرکے۔ اور تجارت کو عام آزادی نہ دیکر اپنی رعایا کو تمدن و تہذیب کی برکات سے محروم رکہا جسکا اونہیں کوئی حق نہ تہا۔ اسیطرح ٹرکی نے ریلیں بناکر۔ مدرسے اور ہسپتال قایم کرکے نہریں کہود کر۔ فصل خصومات کے محکمے جاری کرکے تجارت کو عام آزادی دیکر اور بلا امتیاز رنگ اور مذہب رعایا کی جان و مال کی حفاظت کا ذمہ لیکر یورپ کی تہذیب میں حصہ لینا چاہا جسکا اوسے کوئی حق نہ تہا۔ لہذا اوسے اس جرأت و جسارت کی سزا ملنی چاہئے۔

لنڈن ٹائمس اپنے ۱۸ مئی سنہ ۱۹۰۱ء کے پرچہ میں جسمیں ہمنے کچھ عبارت اوپر بھی نقل کی ہے۔ تنازعہ عقبہ کا ذکر کرتے ہوئے لکہتا ہے "سلطان کی وسعت نظر اسکی مقتضی نہیں کہ انہوں نے اس امر کا اندازہ نہ کیا ہو کہ

پچھلے پانچ برسوں میں انگریزوں کی زیر نگرانی مختلف اصلاحات رواج پذیر ہوئی ہیں۔ جدید دیسی عدالتیں قایم کی گئی ہیں۔ جیلخانوں کے انتظام میں درستی کی گئی ہے۔ بیگار جزوی طور پر موقوف ہو گئی ہے۔ سکہ کے چلن میں اصلاح اور صیغہ ہائے مال و تعمیرات عامہ کے انتظام میں معقول درستی کی گئی ہے۔ جو مقدمات دیسی اور اجنبیوں کے درمیان ہوں وہ عدالت ہائے مختلطہ میں جو یوروپین ججوں کی زیر سرپرستی قایم کی گئی اور نہایت وسیع اختیارات رکھتی ہیں منفصل ہوتے ہیں۔

اون کی یہ ناکامی کس درجہ کاہل اور باعث ذلت ہے اور نہ صرف مصر میں بلکہ کل دنیائے اسلام میں اونکی وقعت کو کس قدر سخت صدمہ پہونچا ہے۔"

ہم مسلمان اور مسلمانان ہند کی جماعت کے ایک رکن ہیں اور اسوجہ سے اونکے حالات و خیالات سے واقف ہونے کی حیثیت سے اپنے چہرہ کروڑ اسلامی ہموطنوں کیطرف سے بلا خوف تردید یہ بات کہنے کے لئے تیار ہیں کہ اس واقعے بجائے اس کے کہ سلطان کی عظمت و وقعت کو صدمہ پہونچا ہو اونہیں ہماری نظروں میں اور زیادہ ہر دلعزیز و محبوب بنا دیا ہے۔ اور اگر مسلمانان ہند کے خیالات سے دیگر حصص روئے زمین کے مسلمانوں کے خیالات کا اندازہ کیا جائے اور کوئی وجہ نہیں کہ نہ کیا جائے تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہر وہ مسلمان جس کے کانوں تک اس قضیہ نامرضیہ کی بھنک پہونچی ہے سلطان المعظم کو ہمدردی و محبت کی نظر سے دیکھتا ہے۔

مسلمانان روئے زمین سلطان المعظم کو اس وقعت کا برقرار رکھنے والا تصور کرتے ہیں جو مسلمانوں کیطرف سے کبھی دنیا کی دوسری قوموں کے دلوں میں جاگزین تھی۔ وہ سلطان ٹرکی کو اس سطوت کبری کی یادگار سمجھتے ہیں جسنے روئے زمین پر بہت سے نہ مٹنے والے نقش چھوڑے ہیں اونکی رائے میں احیائے اسلام کی تمام امیدیں سلطان کی ذات کے ساتھ وابستہ ہیں۔

علم سیاست ملکی کا ابجد خوان تک یہ بات جانتا ہے کہ جس قوم میں حکومت نہ ہو وہ ان معنوں میں زندہ نہیں سمجھی جاتی جن معنوں میں آزاد قومیں زندہ سمجھی جاتی ہیں ممکن ہے کہ وہ قوم جسمیں حکومت نہیں تعلیم یافتہ ہو۔ دولتمند ہو۔ اور اس کے پاس ہر قسم کے اسباب تنعم و تعیش موجود ہوں لیکن اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ ان کی تعلیم اونکی دولت ان کے اسباب تنعم و تعیش بلکہ اونکی موت و حیات اس قوم کے ہاتھ میں ہے جو اونپر حکمران ہے انکی طاقت کا دارومدار لے دیکر اسبات پر ہو گیا ہے کہ اگر اون کے حکمران رحیم و عادل ہیں تو وہ نہیں سراہیں اور اگر جابر و ظالم ہیں تو سرا ہیں۔ یہودی جن کے تمول کا اندازہ راتھ چائلڈ اور ڈیوڈ ساسون جیسے شخصوں کی دولت سے ہو سکتا ہے۔ ہزار چاہتے ہیں کہ ایک قطعہ زمین جسے وہ سیاسی معنوں میں اپنا کہہ سکیں اور جہاں وہ مرا کنعان آباد کرکے اپنی سلطنت کی بنا از سر نو ڈال سکیں ان کو ہم پہونچا ئیں۔ لیکن نہیں ہم پہونچا سکتے۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

پولیس اور جنڈارمہ کی کل تعداد سات ہزار ہے۔

(انڈیپنڈنٹ سنہ ۱۹۰۵ء) دیسی عدالتیں محکمہ کہلاتی ہیں جنمیں قاضی اجلاس کرتے ہیں۔ اسوقت قاضیوں کو صرف قانون شخصی یعنی نکاح۔ وراثت۔ ولایت وغیرہ کے مقدمات کی سماعت کا اختیار ہے یا حقوق اراضی کے انتقال کی رجسٹری کا۔ مگر غیر مسلموں کے شخصی قانون کے مقدمات انکے پاس نہیں جاتے

پارسی جن کی وقعت کا اندازہ سر بہاونگری اور سر جمشید جی۔ جی جی بہائی جیسے شخصوں سے ہو سکتا ہے۔ لاکھ آرزو کرتے ہیں کہ ایک بھی ریاست جسکو وہ سیاسی معنوں میں اپنی کہہ سکیں اور جہاں وہ کیانی تلوار اور ساسانی تاج کا جلوہ از سر نو دیکھ سکیں قایم کر سکیں۔ لیکن قایم نہیں کر سکتے۔ مسلمانوں میں اگر حکومت نہو جو خدا کا فضل ہے کہ اب تک جہاں تہاں ہو اور جس کے چشم و چراغ امیر المومنین عبدالحمید خان خلد اللہ ملکہ و حشمتہ ہیں تو انکی حالت بھی یہودیوں اور پارسیوں سے بہتر نہو بلکہ بدتر ہو۔ کیونکہ یہودی اور پارسی تو پھر بھی مالدار ہیں مسلمانوں کی فضول خرچی اور ناعاقبت اندیشی سے اسکی بھی امید نہیں مسلمان اس بات کو جانتے ہیں اور اپنی حالت کا اندازہ کر سکتے ہیں کہ خدانخواستہ زمام سلطنت چھن جانے سے انکی کیا گت بنجائے گی اور یہی وجہ ہے کہ وہ سلطان کی درازی عمر اور سلطنت عثمانیہ کی بقا و دوام کی دعا مانگتے ہیں۔

ٹرکی اور اسلامی دنیا نمبر ۳ - سلطان ٹرکی سے مسلمانان ہند کے تعلقات خاص قسم کے ہیں۔ وہ سلطان المعظم کو اس عالمگیر اسلامی برادری کے سردار ہونے کے اعتبار سے جسکی بنا تیرہ سو برس پیشتر عرب میں ڈالی گئی تھی۔ اپنا دینی پیشوا سمجھتے ہیں۔ اور اس حیثیت سے بشریت اس امر کی مقتضی ہے کہ وہ اپنے دینی پیشوا کی کامیابی کے واسطے دعا کریں۔ اس کے ساتھ ہی وہ شہنشاہ ہند کو اپنا دنیوی بادشاہ و مالک تصور کرتے ہیں۔ اور اپنے مذہب کی رو سے اپنے بادشاہ کی اطاعت و فرمانبرداری اپنے اوپر فرض سمجھتے ہیں ایسی حالت میں مدبرین انگلستان کا فرض ہونا چاہئے کہ مسلمانوں کے جذبات کا لحاظ رکھکر ایک ایسے فرمانروا سے جو شہنشاہ ہند کی نو کروڑ رعایا کا روحانی پیشوا ہے اور جس کے اغراض انگلستان کے اغراض کے منافی و مخالف نہیں ہیں۔ دوستانہ مراسم قایم کریں۔ مسلمانان ہند سے یہ امید رکھنا کہ ٹرکی کی تذلیل وہ ٹھنڈے دل سے دیکھیں فطرت انسانی کا نہایت غلط اندازہ کرنا ہے۔

بحیثیت رعایائے شہنشاہ ہند ہونے کے ہر ہندوستانی مسلمان کا فرض ہے کہ ہر اوس شورش کی استیصال و اندفاع میں بدل و جان ساعی ہو جس سے سلطنت ہند کا معرض خطرہ میں پڑنا متصور ہو اور اگر کوئی طاقت غیر عام اس سے کہ وہ اسلامی ہو یا مسیحی ہندوستان کیطرف رخ کرے تو شہنشاہ ہند کے جھنڈے تلے آکر اس طاقت کے مقابلہ میں اپنی جان تک سے دریغ نہ کرے۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

بلکہ عیسائی اور یہودی طریقوں اور فیصلوں کے سامنے پیش ہوتے ہیں - دیگر تمام مقدمات ان سرکاری محکموں میں پیش ہوتے ہیں جو ۱۸۸۹ء اور ۱۸۹۷ء کے درمیان قایم کئے گئے تھے - انہیں یہ ہم ابتدائی عدالتیں ہیں انکے حکام کو دیوانی میں ہر گونہ مقدمات کے سماعت کرنیکا اختیار ہے

ہندوستان کے باشندوں کے لئے خواہ وہ ہندو ہوں یا مسلمان انگریزی سلطنت باعث رحمت ہے - ہر مسلمان اس امر کا اعتراف صدق دل سے کرتا ہے - اور اسکی یہ دعا ہے کہ یہ حکومت قایم رہے

یہ ہے ایک صحیح خاکہ ان تعلقات کا جو مسلمانان ہند کو شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم کی سلطنت ہند کے ساتھ ہیں لیکن یہ ضرور نہیں کہ ان تعلقات کی بنا پر مسلمانان ہند ہر اوس پالیسی کو بنظر استحسان دیکھیں یا اوس میں دلچسپی لیں جو دولت برطانیہ اپنی شاہی اغراض کو مد نظر رکھکر ممالک غیر اور اقوام دیگر سے انگلستان میں عموماً بہت سے معاملات ایسے ہیں جنکا اثر براہ راست مسلمانان ہند کے اغراض و مفاد پر نہیں پڑتا - ایسے معاملات سے اونہیں کوئی دلچسپی نہیں ہو سکتی لیکن اگر انگلستان کی فارن پالیسی ممالک غیر میں کسی ایسے فعل کے ارتکاب کی مقتضی ہو جس سے شہنشاہ ہند کی مسلمان رعایا کی مذہبی دل شکنی ہو تو مسلمان حق بجانب ہوں گے اگر وہ اس انتظام سے صدمہ شدہ دل ہوں بلکہ اسے نامحمود سمجھیں سمجھیں - یہی وجہ ہے کہ اگر ہندوستان کے مسلمان اس قابل اعتراض پالیسی پر شور و غوغا مچاتے ہیں جو دولت برطانیہ ٹرپولی دیگر دول یورپ مسلمانوں کے ممالک پر دست درازی کرنے سے عمل میں لا رہی ہے تو اونکی وفاداری اور جان نثاری پر ہرگز حرف نہیں آسکتا۔

انگلستان کی پبلک نے صحیح طرح سے اس امر کا اندازہ کر لیا ہوگا کہ سلطنت ٹرکی کے انقراض و انقطاع کی سازش میں انگلستان کا دول یورپ کے ساتھ شریک ہونا مسلمانان ہند کی پامالی دل شکنی کا باعث ہوا ہے جب ہندوستان میں یہ خبر پہونچی کہ یورپ کا متفقہ بیڑہ جس کے مقدمۃ الجیش انگریزی آہن پوش تھے آبنائے باسفورس میں آ پہنچا مقدونیہ کے خود مختار شدہ صوبوں کی آزادی سلطان پر دباؤ ڈالنے کے لئے گیا تو وہاں کے مسلمانوں نے اور نیز ان کے ہم وطنوں نے جو لندن میں مقیم تھے کئی جلسوں میں اس کارروائی سے اظہار ناراضگی کرکے انگلستان سے استدعا کی تھی کہ ٹرکی کے برخلاف تعصب بغض کی اس قابل نفرت تو جنگی میں حصہ لینے سے پہلو تہی کرے - اسکے بعد جب طرابلس کا قضیہ شروع ہوا اور مسلمانان ہند کو خوف ہوا کہ مبادا یہ معاملہ طول کھینچکر جدال کی حد تک پہونچے تو انہوں نے اپنے لیڈروں کے ذریعہ گورنمنٹ ہند سے استدعا کی کہ وہ اپنا اثر [illegible] ہند کے خیالات عقیدت سلطان ٹرکی کی نسبت [illegible]

ریاستوں کی [illegible]

اور ان فوجداری مقدمات کا جنکی سزا تین سال تک ہے۔ ان عدالتوں میں صرف ایک ایک حاکم اجلاس کرتا ہے۔ سات درمیانی عدالت ہائے اپیل ہیں جنمیں تین تین ججوں کی بنچ اجلاس کرتی ہے۔ اور ایک عدالت عالیہ اپیل قاہرہ میں ہے جسکے آدھے جج یورپین ہیں۔ سنہ ۱۹۰۴ء کے ایک قانون کے رو سے ہر تحصیل میں خاص عدالت کے ہفتہ وار اجلاس ہوتے ہیں جو خفیف جرائم کی سماعت کرتی

اس سے انکار نہیں ہوسکتا کہ معدودے چند ایسے بھی مسلمان ہیں جو ٹرکی کی نسبت ارادت وہمدردی کے اظہار سے بچتے ہیں۔ ممکن ہے کہ اس پہلو تہی کی وجہ اخلاقی جرأت کی کمی خوف یا امید جلب منفعت ہو۔ مثلاً جب مسلمانان علیگڈھ نے جلسہ کرکے وائسرائے ہند کو اس مضمون کا تار دیا کہ برطانیہ کے ٹرکی کو الٹی میٹم دینے کی خبر ان کے رنج وپریشانی کا موجب ہوئی اور وہ امید کرتے ہیں کہ ہز ایکسیلنسی برٹش گورنمنٹ کو ٹرکی سے جنگ کرنے کی صلاح دیکر مسلمانان ہند کو ممنون کریں گے تو اسی شہر کے بعض آدمیوں نے ایک دوسرا جلسہ کیا جسمیں ظاہر کیا کہ پہلے جلسے کی کارروائی سے ہم لوگ بری الذمہ سمجھے جائیں۔ ہماری رائے میں اس غیر ضروری ایرائی وجہ سے جسکا بدل باز پرس ہوئی تک خموشی ہوسکتی تھی۔ اگر ہندوستان کے ہر گوشہ کے مسلمانوں نے ان بزرگواروں کو نہایت حقارت اور نفرت کی نگاہ سے نہ دیکھا ہو تو کم سے کم ہمارا یا ندار انگریز نے تو انکی اس حرکت کو نہایت ذلیل اور مضحکہ خیز سمجھا ہوگا۔ یہی باتیں ہیں جنکی وجہ سے ہمارے ہندو بھائی مسلمانوں پر خوشامدی ہونیکا الزام لگاتے ہیں اور انہی باتوں کی بناء پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ الزام بیجا بھی نہیں۔ وہ گنتی کے لوگ جو اپنی ساری قوم سے الگ ہوکر اس قسم کے ذلیل افعال کے مرتکب ہوتے ہیں انہیں سمجھ لینا چاہیے کہ اگر انکا منشاء انگلستان وٹرکی کے تعلقات کی کشیدگی کی روک تھام کی جائز کوشش میں بالکل حصہ نہ لینا یا اپنے آپکو ٹرکی سے بےتعلق ثابت کرنے سے یہ ہے کہ وہ اپنے آپکو گورنمنٹ انگلشیہ کا بہت بڑا خیرخواہ ثابت کریں تو انہوں نے اپنے حکمرانوں کے ذہن وذکا کا ٹھیک اندازہ نہیں کیا۔ چنانچہ ہمارے اس قول کی تصدیق اخبار مارننگ پوسٹ کے مضمون سے ہوتی ہے جسمیں مدیر اخبار نے منتظمین جلسۂ ابراء کے اس دعوی کو کہ وہ سلطان ٹرکی سے بےتعلقی ظاہر کرنے کی حیثیت سے حامیہ مسلمانان ہند کے وکیل ہیں غلط اور بے بنیاد قرار دے کر یہ لکھا ہے کہ اس قسم کی غلط بیانی سے کوئی فائدہ نہیں ہوسکتا اور گورنمنٹ ایسے لوگوں سے کبھی خوش نہیں ہوسکتی جو اوسکی آنکھوں میں خاک جھونکنے کی کوشش کریں

ان کے علاوہ بعض لوگ ایسے بھی ہیں اور خدا کا شکر ہے کہ ایسے لوگوں کی تعداد نہایت ہی کم ہے جنہوں نے بتقلید ہرزہ سرایان یورپ سلطان المعظم اور سلطنت عثمانیہ کی اہانت وبدگوئی کو اپنا شعار قرار دے رکھا ہے۔ اس قسم کے لوگوں میں سے ہم صرف ایک شخص مسٹر سجاد حیدر کا نام لیں گے جو بغداد کی انگریزی سفارتخانہ میں ملازم ہے

لہ مگر ایک تازہ تحریر میں [illegible]
[illegible]

اور ایکماہ قید یا دو گنی تک جرمانہ کرسکتی ہے۔ ان مقدمات کی پیروی سرکار کیطرف سے پولیس کرتی ہے۔ ہر فوجداری مقدمے کے حکم کی اپیل عدالت بالا کو اور بعض صورتوں میں عدالت اپیل قاہرہ میں ہوسکتی ہے۔ دیوانی مقدمات کی اپیل جنکی مالیت دس گنی سے زیادہ ہو درمیانی عدالت میں ہوتی ہے۔ اور درمیانی عدالتوں کے ابتدائی فیصلوں کی عدالت اپیل قاہرہ میں۔ ابتدائی عدالتوں میں فوجداری مقدمات کی پیروی سرکاری پیرو کار کرتا ہے۔ یہ پیرو کار ایڈووکیٹ۔ نام کیورر جنرل کے تابع ہوتے ہیں تفتیش جرایم بھی یہی پیرو کار خود یا اپنی نگرانی میں پولیس سے کراتا ہے۔ نہری قوانین اور دیگر خاص قوانین کی خلاف ورزی کے جرائم خاص حاکمان انتظامی سماعت کرتے ہیں۔

سلطان کے متعلق اس شخص کی بدزبانی اور دریدہ دہنی جو معلوم ہوتا ہے کہ گلیڈسٹن اور اس کی ذریات سے اوسے وراثتاً پہونچی ہے صرف اس لحاظ سے حق بجانب ہوسکتی ہے۔ کہ اس بیچارے نے اپنی شہرت کا ذریعہ اسی قسم کی ہزلیات و ہفوات کو سمجھا ہے۔ اوسکی طلب شہرت کی مثال اس شخص کی سی ہے جسنے چاند پر خاک ڈالنے کی کوشش کی تھی یا اوس ہندوستانی حاجی کی سی ہے جسنے خانہ کعبہ میں ہندوستانی امراد روسا کی داد دہش و انعام اکرام کی شہرت کا مقابلہ زمزم مقدس میں پیشاب کرنے سے کیا تھا۔

رسالہ "ریویو آف ریویوز" کے مشہور ایڈیٹر مسٹر اسٹیڈ نے انگلستان کی موجودہ فارن پالیسی کا ذکر حسب ذیل الفاظ میں کیا ہے "انگلستان میں ایسی وزارتیں بھی گذری ہیں جنکی حکمت عملی کا نچوڑ یہ تھا کہ ہر معاملہ میں دخل درمعقولات دیکر طوفان بے تمیزی برپا کیا جائے۔ لیکن برطانیہ کی نئی پالیسی کا ایک خاص مسلک ہے جسکی بنیاد خود غرضانہ مداخلت اور غیر معاشرانہ تفرد پر نہیں ہے۔ بلکہ بالفاظ وزیر اعظم یہ ایسی پالیسی ہے جو تمام قوموں سے دوستانہ مراسم پیدا کرکے عالمگیر امن قایم کرے گی۔"

واقعات بتلاتے ہیں کہ انگلستان کا اس پالیسی پر عمل شروع ہوگیا ہے کسی زمانہ میں انگلستان کو اپنی تنہائی پر ناز تھا۔ اور حقیقت میں بات بھی فخر و ناز کے قابل تھی۔ کہ ایک چھوٹا سا جزیرہ بام رفعت پر بیٹھا ہوا یکہ و تنہا تمام دنیا کا مقابلہ کرے۔ لیکن جب بام رفعت پر وہ سالہا سال سے بیٹھا تھا۔ اوس سے آخر اسکو اترنا پڑا۔ اور زرد وشل کے قلیوں کے ایک گروہ کثیر الانفار سے جنہیں کبھی قابل مخاطبہ نہ سمجھا تھا اس نے مخالفہ و معاہدہ کیا۔ اور واقعات مابعد سے ثابت ہوگیا کہ اگرچہ اس حکمت عملی کیوجہ سے انگلستان کی وقعت و عظمت وہ نہ رہی جو پہلے تھی۔ پھر بھی اوس نے کمال دوراندیشی سے کام لیا کہ جاپان سے اس وقت رشتہ اتحاد قایم کیا جبکہ اوسکی آیندہ عظمت کا کسیکو وہم و گمان تک نہ تھا۔

روسی امیر البحر روژدسٹنسکی جب اپنا بدنصیب بیڑا لیکر بحر جاپان کیطرف روانہ ہوا۔ اور رستہ میں اس نے بیسیوں

سلطنت عثمانیہ کا جزو رہنے کی وجہ سے وہ امتیازات جو ٹرکی میں نافذ ہیں مصر میں بھی نافذ ہیں ان کے رو سے اجنبی دیسی عدالتوں کی ماتحتی سے بری کئے جاچکے ہیں۔ پہلے ان کے سب مقدمات انکی اپنی قونصل سنتی اور تجویز کرتی تھی۔ مگر سنہ ۱۸۷۶ء میں چند خاص عدالتیں بنام محکمہ مختلطہ قایم کیگئیں۔

انگریزی ماہی گیروں کے چھیڑ چھاڑ سے بگڑ بیٹھے تو ضرور انگلستان نے شاید سیاسی محبت کی اوس پالیسی کو ملحوظ رکھکر جسکی نسبت آگے چلکر پڑھینگے ویسے تو خداوند خدا کے مصلوب بیٹے کی تعلیم پر حرف بحرف عمل کرکے اپنا دوسرا گال بھی امیرالبحر کے زبردست ڈنڈے کی نذر کردیا اور بلا تعرض اسی بحر شمالی سے گذر جانے دیا۔

اس کے بعد عالمگیر صلح کی سلسلہ جنبانی کے متعلق انگلستان کی کوشش یہ ہوئی کہ فرانس کے ساتھ بہنا پا جوڑے۔ اسبارہ میں جس اشتیاق کا اظہار انگلستان کیطرف سے ہوا۔ وہ اوسکی عظمت و تمکنت کے کسی طرح شایان شان نہ تہا۔ کیونکہ انگلستان کی عظمت اس کی مقتضی تہی کہ صلح و صلاح کی تقدیم فرانس کیجانب سے ہو

غالبًا اسی نئی پالیسی کا اقتضا تہا کہ شاہ بلجیم کو وسط افریقہ میں حبشیوں کے کشتوں کے پشتے لگادینے کی جرات ہوئی۔ ایڈیٹر آف ریویو نے جسکا ماتم اوپر نقل کرچکے ہیں اس سفاک تاجدار کے خلاف بہت کچھ رائے دی کہ حبشیوں کے خون کی پاداش میں اس شریر خبیث شخص کو پہانسی دیجاتی۔ لیکن عالمگیر صلح کی پالیسی کے موئیدوں نے اس کی ایک نہ سنی اور ان کا اطمینان قلب کے لئے یہی عذر کافی تہا کہ خداوند جو کنواری کے بیٹے کی شکل میں دنیا میں آیا۔ اپنے خون کے ربانی چھینٹوں سے ہی کلیسا کے گوری رنگ کے پیروؤں کا کفارہ ادا کرچکا ہے۔

سرویا کے واقعہ سے جو کسی اسلامی ریاست میں یورپین مداخلت کیلئے کافی سبب ہوتا۔ اسی عالمگیر پالیسی ہی کی بدولت چشم پوشی کی گئی اور ملکہ ڈریگا اور اس کے بدنصیب خاوند کے قاتلوں سے کوئی تعرض نہ کیا گیا۔ مسیحی یورپ نے قاتلوں کو کیفر کردار کو پہنچانا ضروری نہ سمجہا۔ اور انگلستان نے جو دنیا کے چوکیدار ہونیکی حیثیت سے ہر معاملہ میں دست اندازی کرنا اپنا فرض منصبی سمجہتا ہے۔ اپنی ناپسندیدگی کا اظہار اگر کیا بھی تو ادہورے دل سے۔ اگرچہ عالمگیر صلح کی پالیسی کا اعلان نہیں ہوا تہا۔ لیکن انگلستان کے مدبروں کا قاتلوں کی سزا دہی پر مصر نہ ہونا ہی اس پالیسی کے ظہور کا پیش خیمہ تہا۔ کچھہ دن ہوئے کہ بالفاظ لنڈن ٹائمس سرویا کے پانچ فوجی افسروں نے جنہوں نے نووا انکوچ سابق کپتان حال ایڈیٹر آنا تیبیا[1] کو قاتلوں کے خلاف معرکۃ الآرا مضمون لکھنے پر مبارکباد دی تہی فوجی عدالت میں پیش کئے گئے جہاں وہ اس قصور پر کہ قاتلوں کے خلاف مضمون لکہنے والوں کو کیوں مبارکباد دی ملازمت سے برطرف کئے گئے۔ پہر بھی اخبار ٹائمس کی سنجیدت مآب اور ثقاہت انتساب ایڈیٹر نے باوصف انگلستان کی عام رائے کے سب سے بڑے وکیل ہونے کے اس واقعہ کو بلا کسی قسم کا جوش ظاہر کئے نہایت ٹہنڈے دل سے معمولی الفاظ میں لکہا ہے۔

باقی آگے صفحہ پر

[1] ایک سربی اخبار کا نام ہے

جنمیں کچھ مصری اور کچھ یورپین جج ہوتے ہیں۔ جو دیوانی مقدمات مصریوں اور اجنبیوں کے درمیان ہوں یا مختلف قومیت کے اجنبیوں کے درمیان۔ وہ ان عدالتوں میں پیش ہوتے ہیں۔ قانون پولیس کی خلاف ورزی کے جرائم بھی وہیں پیش ہوتے ہیں۔ سنہ ۱۹۰۰ء میں قانون دیوالہ اور فوجداری جرائم کی سماعت کا اختیار بھی انکو ملگیا۔ کل مصر میں تین ابتدائی مختلط عدالتیں ہیں اور ایک عدالت اپیل بمقام اسکندریہ۔ جو دیوانی مقدمات ایک ہی قوم کے اجنبیوں میں ہوں۔ اور ایسے فوجداری مقدمات جو عدالت مختلط کی سماعت سے باہر ہوں۔ فریقین یا ملزم کے ملک کے قونصل کے روبرو پیش ہوتے ہیں مگر ازروی فروری ۱۹۰۵ء کے حکم خدیوی کے مطابق اجنبی قونصلوں کو یہ اختیار اب صرف اور پانچ سال کے لئے حاصل ہوگا۔ اس کے بعد ہر قسم کے مقدمات اجنبیوں کے عدالت ہائے مختلط میں پیش ہونگے دول متعلقہ نے اس قانون کو مان لیا ہے۔

اگر انگلستان کا کوئی سب سے بڑا بحری اور تجارتی رقیب ہے تو وہ جرمنی ہے اور قیصر جرمنی انگلستان کی ہر ایک کیطرف اپنا فولادی گھونسا تاننے کا کوئی موقعہ ہاتھ سے نہیں جانے دیتا لیکن انگلستان جسکی مونچھوں میں سے زنجبار کے سلطان یا تبت کے لاما کی ذرا سی فروگذاشت پر غیظ و غضب کے شعلے بلند ہونے لگتے ہیں اس گھونسے کے جواب میں اپنی عالمگیر صلح کا تحفہ پیش کرتا ہے۔

روس انگلستان کا اس وقت سے تاریخی دشمن ہے جب سے ہندوستان میں انگریزی حکومت قایم ہوئی۔ انگلستان اور روس کے اغراض مشرق میں ایک دوسرے کے متقابل و متضاد ہیں اور روس کی سب سے بڑی خواہش جو ہر ایک اپنے جانشین کو ورثہ میں دیتا ہے یہ ہے کہ سلطنت ہند کا کوہ نور تاج انگلستان سے کھسوٹ لیا جائے۔ اس زار اس امر کے اظہار کا کوئی موقعہ ہاتھ سے نہیں جانے دیا کہ وہ انگلستان کا جانی دشمن ہے۔ جنگ روس و جاپان ایک طرح سے روس کے ہندوستان کیطرف قدم بڑہانے کا نتیجہ تھی۔ انگریزی اخبارات روسی گورنمنٹ کی بدنظمی و مظالم کی حکایات سے لبریز ہوتے ہیں۔ اور ان حکایات کے اظہار و ادا میں جو زبان استعمال کیجاتی ہے وہ ادبی خرداری کا نمونہ ہوتی ہے جو سلطان عبد الحمید خان کے لئے مخصوص ہے۔ پھر بھی صلح جو اور امن پسند انگلستان زار جیسے شخص کیطرف دوستی کا سیدہا ہاتھ بڑہاتا ہے اور آجکل نامہ و پیام جاری ہے کہ یہ بچھڑے ہوئے بھی بہائی گلے ملیں (باہمی پہیا چاری اور ترکوں سے عداوت کے بعض کو مفصل حالات کیلئے دیکھو کتاب سفر و مظالم آرمینیا)۔

اس عالمگیر صلح کے عام انعام سے اگر کوئی قوم محروم ہے تو وہ ترکوں کی قوم ہے۔ بالفاظ دیگر اقوام دنیا کی بھری محفل میں انگلستان سب قوموں کو نوش نوش مگر ترکوں کو نیش نیش کی صلا دیتا ہے۔

انگلستان کے دول عالم کے ساتھ بے لطفت اور فقط ترکی کے ساتھ مخاصمت پیش آنیکا آخر کیا سبب ہے؟

سنگین جرایم چند سال بتدریج کم ہوتے گئے۔ مگر کچھ عرصہ سے پھر انکی تعداد بڑھ رہی ہے خفیف جرایم کے مقدمات بھی بڑھ گئے ہیں کیونکہ عدالتیں بڑھ گئی ہیں۔ اور تفتیش بھی نسبتاً زیادہ توجہ سے کیجاتی ہے۔ سنہ ۱۹۰۲ء میں ۱۹۳۴۸ مصری ارتکاب جرایم ہوئے۔ ۱۷۹۱۳ خفیف بدچلنی کے جرایم کے لئے اور ۹۶۹۲۱ معمولی ضابطہ پولیس وغیرہ کی خلاف ورزی پر سزایاب ہوئے تھے۔

کیا ٹرکی روس کی طرح انگلستان کا پولیٹیکل مد مقابل ہے؟ قطعاً نہیں۔ کیا ٹرکی فرانس کی طرح انگلستان کا بحری حریف ہے؟ مطلقاً نہیں۔ کیا ٹرکی جرمنی کی طرح انگلستان کا تجارتی رقیب ہے؟ یقیناً نہیں تو کیا اس معاندت کی یہ وجہ ہوسکتی ہے کہ ٹرکی مسلمان ہے؟ شاید یہ وجہ صحیح ہو۔

اس پریشانی کا تریاق اگر کچھ ہے تو یہ ہے کہ ٹرکی اپنی بحری و بری قوت اتنی بڑھائے کہ ایک وقت میں ایک چھوڑ دو دو حریفوں کی متفقہ طاقت سے نبرد آزما ہونے کے لئے تیار ہو۔ اسلامی دنیا نہایت خضوع و خشوع کے ساتھ دست بدعا ہے کہ دولت عثمانیہ کی ترقی و ترفہ کے متعلق امیرالمومنین عبدالحمید خان کے مساعی بارآور ہوں۔

بیسویں صدی کی تہذیب دنیا میں منادی کر رہی ہے کہ حق و انصاف احمقوں کے ہتھیار ہیں اور عقلمندی کی دلیل تیغ آہنی و بازوئے فولادی ہے۔ اگر ترک دنیا میں زندہ رہنا چاہتے ہیں تو انہیں چاہئے کہ اسی عقلمندی کی دلیل سے کام لیں۔ (نقاش)

مصر کے قصبہ بانلک کے متصلہ علاقہ کے متعلقہ بلوہ کا فیصلہ ہوگیا۔ عدالت نے چار ملزموں کو سزائے موت دی۔ چار کو حبس دوام و جلاوطنی کی۔ اور بہتیرے ضرب بید کی سزایاب ہوئے۔ ۳۱ بری کئے گئے۔ جب وقت اس سزا کا حکم شائع ہوا۔ تو مصر میں یا دیگر ممالک عالم میں تو خدا جانے کیسا شور بپا ہوا ہوگا۔ خود انگلستان میں یہ کیفیت گذری کہ تمام منصف مزاج انگشت بدندان رہ گئے۔ اور بجز چند ایک کے کل آزادمنش انگریزی اخبارات نے باتفاق یہ رائے ظاہر کی کہ حکومت برطانیہ کو اپنے چند افسروں کی ہلاکت و جراحت کی پاداش میں سزا دیتے ہوئے وحشیانہ انتقام سے محترز رہنا چاہئے۔ اخبارات کے علاوہ کئی ممبران پارلیمنٹ نے بھی علانیہ یہی رائے ظاہر کی۔ اور حکومت کو بہت کہا کہ وہ اس حکم کی تعمیل سردست ملتوی کردے۔ اور وزیر خارجہ ذاتی طور پر اس معاملہ کی تنقیح اور پڑتال کرے۔ مگر اس کے مقابل کنسرویٹو اخبارات خاصکر ٹائمز اور اس کے ہم مشربوں نے جو سنگدلی اور تحکم کو ہی حکومت کا لازمہ تصور کئے ہوئے ہیں۔ انصاف کے حامیوں کے واویلا کی بڑی زور سے مخالفت کرکے لکھا کہ سزا کی فوراً اور بجنسہا تعمیل ہونی چاہئے۔ ورنہ ہمارے رعب کو سخت صدمہ پہنچیگا افسوس آخری فریق غالب رہا۔ اور حکومت نے پہلے دبی زبان سے جو تھوڑا سا وعدہ دیا تھا اسے بھی واپس لے لیا۔

مال و خزانہ

۵- اپریل سنہ ۱۸۸۰ء کو خدیو نے ڈگری (حکم) صادر کر کے مصر کی مالی حالت کا امتحان کرنے اور مصر اور اوس کے قرضخواہوں کے تعلقات باہمی اور نیز دایرہ ثانیہ و دایرہ خاص اور انکے قرضخواہوں کے درمیانی تعلقات کی درستی و ترتیب کے لئے قانون کا مسودہ تیار کرنے کے واسطے تصفیہ حساب و کتاب کی ایک انٹرنیشنل کمیشن مقرر کی، اوس کمیشن نے [illegible] شدہ مصری

اور صاف کہہ دیا کہ ہم اس معاملہ میں دخل نہیں دینگے - چنانچہ جن اشخاص کے حق میں سزائے موت اور ضرب بید صادر ہوئی تھی وہ سب موقع فساد پر ایک ہی پھانسی پر کھینچے جاکر لٹکائے گئے - اور وہیں ٹکٹکی کھڑی کر کر بید لگائی گئی - اور اس طرح دونوں قسم کی سزاؤں کے پانے والے انصاف کی تلافی کی دسترس سے جسکی گو پہلے ہی کوئی امید نہ تھی ہمیشہ کیلئے نکل گئے۔ ٹائمز وغیرہ انگریزی مروج اخبارات نے شد و مد کی تعریف کے علاوہ اس بنا پر بھی سختگیری کے مدعی تھے کہ انکے خیال میں یہ فساد عمداً کیا گیا تھا۔ اور بعض جوش تعصب وعناد نے جو معاملہ طابہ سے پیدا ہوا مصریوں کو اس کی تحریک کی تھی۔ حالانکہ اصلیت جیسی کچھ ہے مگر حسب معمول اس معاملہ کو بھی ان پالیٹکس نے اپنا آلہ کار بنا کر شکایتوں کے قالب میں ڈھال لیا۔

اصل حالات ناظرین کی اطلاع کے لئے ذیل میں درج کئے جاتے ہیں جن کے متعلق یہ شروع ہی میں بتا دینا ضروری ہے کہ انکا ماخذ صرف مصری اسلامی اخبارات ہی نہیں، بلکہ مصر کا واحد انگریزی اخبار ایجپشن گزٹ بھی جو ٹائمز وغیرہ سے کسی طرح بھی اپنی قوم کی کم پاسداری منظور نہیں رکھتا، اس قصبہ کا اپنے ایک انگریزی نامہ نگار موجود موقع کی سند پر اس پیرایہ میں شائع کرتا ہے - جو یہ ہے :-

کچھ کم پچیس گورہ فوج قاہرہ سے اسکندریہ کو جا رہی تھی۔ ہر جگہ مصری حکام اوسکی رسد رسانی اور آسایش کا ویسی ہی سرگرمی اور مستعدی سے انتظام کرتے رہے جیسی کہ ہندوستان کے عمال دکھلاتے ہیں۔ طنطا کے قریب اس فوج نے مقام کیا تو اوس کے چند افسر شکار کو روانہ ہوئے کچھ فاصلہ ریل پر طے کیا۔ اسٹیشن پر ایک مصری رئیس نے گاڑیاں پہلے سے بھیج رکھی تھیں اور سوار ہو کر وہ علاقہ میں گھوم کر دو جماعتوں میں ہو گئے۔ ایک مقام مرسنا کو گئی اور دوسری مقام دنشادی کو، کبوتر جنکو عام مصری دیہاتی اس لئے بھی عزیز رکھتے ہیں کہ ان کی بیٹ او نہیں قیمتی کھاد کا کام دیتی ہے۔ اور خاص طنطا کے قریب دیہاتوں میں تو یہ جانور ایک طرح سے مذہبی حرمت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ کیونکہ اکثر کا بسیرا اون کی مشہور ولی کی خانقاہ میں ہوتا ہے۔ بنا بریں تو کے شکار پر گورہ سپاہیوں اور افسروں کے پہلے بھی مصری رعایا سے کئی دفعہ فساد ہو چکے ہیں۔ لیکن ایسا سخت فساد اب پہلی مرتبہ ہوا ہے۔ دہقانوں کے خرمن ابھی باہر پڑے تھے جو جماعت دنشادی کو گئی تھی۔ اونہوں نے جب کبوتروں پر بندوقیں چھوڑنی شروع کیں تو ایک دہقان نے انکو منع کیا۔ کہ بندوق نہ چلاؤ۔ ہمارا

گورنمنٹ ملک کی سالانہ آمدنی کا حسب ذیل اندازہ لگایا۔

آمدنی کس طرح خرچ ہو	سال ۱۸۸۰ء	سال ۱۸۸۲ء اور اسکے مابعد
آمدنی جو قرض پر خرچ ہو	۴۳۰۷۳۴۴۳ پونڈ مصری	۴۳۷۴۳۱۵۳ پونڈ مصری
آمدنی جو گورنمنٹ مصر کو ملے	۴۲۹۷۸۸۸ "	۴۲۹۷۸۸۸ "
میزان	۸۲۳۶۹۴۳ "	۸۳۴۱۶۴۴ "

نوٹ مصری پونڈ ساڑہے بیس شلنگ انگریزی کا ہوتا ہے۔

خرمن جل جائیں گے۔ انگریز افسر غالباً یہ سمجھے کہ زبان نہ سمجھنے کی بھی باعث آفت ہوئی۔ مگر اسوقت یہ اونکو باعث آفت کی ایک یہی وجہ ہو سکتی ہے کہ وہ دہقان کی اس پکار کا کچھ مطلب نہ سمجھ سکتے تھے۔ وہ اپنے کام میں لگے رہے اتنے میں اتفاقیہ ایک گولی دہقان کی بیوی کو جا لگی اور وہ چبوترہ سے نیچے گر گئی۔ اور مقابلۃً ایک گولی سے خرمن بھڑک اٹھا۔ دہقان سمجھا کہ بیوی مر گئی۔ اور بہر حال بہر کیف اس کا غلہ تباہ ہو گیا اور دہقان دیوانہ ہو گیا اور با واز بلند واویلا مچانے لگا جسکو سنکر اردگرد کے دہقان بھی پہنچ گئے۔ اور ایک پولیس کی چوکی سے سارجنٹ بھی معہ کنسٹبلوں کے آ گیا۔ سارجنٹ افسروں کیطرف لپکا تو اس غرض سے کہ انکو کسی طرح کی اذیت دہقانوں کیطرف سے نہ پہنچنے پائے۔ اور سمجھا کہ یہ دوڑ کر انکو بچا لیوے اور انکو اپنی پناہ میں وہاں سے لیجائے مگر انگریز افسروں کو یہ خیال گذرا کہ وہ حملہ کرنے کو دوڑا آرہا ہے۔ نتیجہ یہ کہ فائر ہوا اور سارجنٹ وہیں ڈھیر ہو گیا۔ لوگوں کا غضب ناقابل ضبط ہو گیا۔ اور لاٹھی چل پڑی جس سے ایک میجر کی پسلی کی ہڈی ٹوٹ گئی اور ایک لفٹنٹ خفیف زخمی ہوا۔ اتنے میں سرشا والی جماعت بھی آ گئی۔ اور ان میں سے ایک کپتان کو زخم آیا۔ مگر وہ اس کی پروا نہ کر کے ایک ملٹری افسر کے ہمراہ مدد لینے کو دوپہر کی جلتی دھوپ میں آٹھ دس اور ہمہ میل تک سرشا دوڑا آیا ایک زخم کی تکلیف۔ دوسرے غضب کی تمازت اور بھر یہ دوڑ۔ وہ منزل مقصود پر پہنچ ہی بیہوش ہو کر گرا اور راہی ملک عدم ہو گیا۔ دہقانوں میں سے بھی چند ایک زخمی ہوئے کپتان کے ہمراہی افسر نے کل واقعہ سنایا۔ اسی وقت تار دوڑائے اور پولیس و فوج کی کافی جمعیت موقعہ پر پہنچ گئی۔ اور دار و گیر شروع ہو گئی جس میں ماخوذ ہونے والوں کی تعداد کا اندازہ ہزار باون شخص کی تعداد ہو سکتا ہے۔ انگریز افسر شکار مقتولہ تمام وہیں لائی گئے۔ اور غالب قیاس ہو کہ مقتول کپتان کے علاوہ اور سب صحیح سالم ہو گئے۔

ان حالات سے صاف ظاہر ہے کہ جوش تعصب باعث دنگا اس معاملہ میں قطعاً کچھ لگاؤ نہ تھا۔ نہ انگریز افسر عمداً اس واقعہ ہائلہ کا باعث ہوئے تھے نہ دقت کا کچھ۔ تا ہم جنرل مصری دہقانوں کی شکست اور بدنصیبی کو بیحد ملامت گرداں کہ ریاست مصری کا قانون ہے کہ گرد فوج اور رعایا میں اگر کوئی فساد ہو تو اسکی سماعت ایک

کمیشن نے (۱) دین مقدم کے سود وغیرہ کے لئے ریل و تار کی آمدنی اور بندر اسکندریہ کے محاصل کو علیحدہ کیا۔ اور

(۲) مجتمعہ قرضہ کیواسطے چار صوبوں کے ٹیکسوں اور آمدنی محصول درآمد و برآمد کو۔ دین مقدم کے لئے ایک سالانہ رقم مقرر کردیگئی۔ جو ۵ فیصدی سالانہ کے حساب سے سود ادا کرنیکے اور اسقدر سالانہ جزوی

خاص عدالت کرے۔ اس عدالت میں مصر کا وزیر عدالت۔ اوسکا نائب۔ عدالت مختلطہ کا ایک جج جسکو وزیر نامزد کرے۔ اور ایک جج جسکو برٹش قونصل جنرل پسند کرے اور ایک افسر انگریزی سپاہ کا کیطرفسے ہوتا ہے اسموقعہ پر ایسی ہی عدالت قایم کی گئی جسمیں صرف ایک مسلمان جج تہا۔ باقی یورپین یا مصری عیسائی تھے۔

تمام محب وطن مصری اخبارات بھی اس واقعہ پر صدق دل سے اظہار رنج و افسوس کر رہے ہیں اور گو وہ انگریز افسرونکو بھی خطاوار نہیں سمجھتے مگر ویسے ہی مصری دہقانوں کو بھی بری الذمہ بلکہ بیقدر مظلوم تصور کرتے ہیں۔ اور واقعات اسی نتیجہ کے موید ہیں۔ البتہ اس حکم سزا پر جسکو خود ہزار ہا انگریزیدبروں نے وحشیانہ انتقام سے تعبیر کیا ہے۔ وہ ضرور مشتعل ہو رہے ہوں گے۔ انگریزی حکومت نے اب صرف اسقدر وعدہ کیا ہے کہ وہ اپنی فوج کے افراد سے شکار کیوقت کی عام آزادی چہین لیگی۔ انگلستان میں ابھی تک اس ناواجب سزا پر سخت ناراضی پائی جاتی ہے۔

سر ایڈورڈ گرے نے ان اخبارات اور ممبروں کو جو طنطا کی سزاؤں کو وحشیانہ بتا رہے تھے یہ کہکر مطمئن کرنا چاہا کہ نہ صرف مصر بلکہ تمام شمالی افریقہ میں کچھہ عرصہ سے غیر معمولی مذہبی جوش پہیل رہا ہے۔ اور یہ فساد اوسی کا نتیجہ تہا۔ انگریزی قوم ناعاقبت اندیشانہ رقیق القلبی سے کام لے اور ان سزاؤں کے معاملہ پر جو وقتی مناسبت سے زیادہ جرح و قدح نکرے ورنہ سلطنت کے مقاصد کو ضعف پہونچنے کا اندیشہ ہے۔ قرین مصلحت یہی ہے کہ حکومت کے افعال کی پوری پوری تائید کیجائے جیسے شاید جلد ہی اس جوش و تعصب کے انسداد کے لئے زیادہ سنگین تدارک کرنا لابد ہو جائے۔ لارڈ کرومر اس تقریر کے وقت پارلیمنٹ میں موجود تھے اور کہا جاتا ہے کہ تقریر مذکور کا مصالحہ و مواد آپ ہی نے وزیر خارجیہ کو بہم پہونچایا تہا۔ اس تقریر کے چند دن بعد اسکندریہ کے قریب ہی ایک گورا پٹ گیا۔ اس سے انگریزی اخبارات اور حکومت کو مذہبی پرجوشی کیوجہ سے مصر کی موجودہ حالت کو نہایت خطرناک ظاہر کرنیکا مزید بہانہ اور موقعہ ملگیا اور اب یہ خبریں مشہور ہو رہی ہیں کہ مصر میں انگریزی فوج بہت بڑہا دی جائیگی۔ اور مالٹا و جبل الطارق کی انگریزی فوجکو ہر وقت تیار رہنیکا حکم دیا گیا ہے اس سے دوش بدوش طنطا کے معاملہ میں انگریز افسروں کو بالکل بیخطا بنایا گیا ہے۔ اور کہا جاتا ہے کہ دہقانیوں نے بلا وجہ اور بلا کسی غلط فہمی کے عمداً محض بدمعاشی سے انگریزی افسروں پر حملہ کیا اور انہوں نے تشجیع کو دیکھکر

ادائیگی کے لئے کہ کل قرضہ ۱۹۴۱ء تک بیباق ہو جانے کافی تھی۔ اگر دین مقدم کے لئے علیحدہ کیگئی مدات کی آمدنی اس سالانہ رقم کے لئے کفایت نہ کرے۔ تو کمی اوس آمدنی سے پوری کیجاوے جو مجتمعہ قرضہ کے لئے مختص کیگئی مجتمعہ قرضہ کا سود چار فیصدی مقرر کیا گیا۔ اور گورنمنٹ مصر نے ذمہ اوٹھایا کہ اگر مکفولہ آمدنی ناکافی ہو تو کمی اپنی گرہ سے پوری کر دے گی۔ اور اگر وہ آمدنی سود کی مقدار سے زیادہ ہو تو فاضل رقم قرضہ کی بیباقی میں صرف کیجاوے جس کے تمسک یا نوٹ نرخ بازاری پر واپس خرید لئے جاکر تلف کر دیئے جاویں۔ ستمبر ۱۸۸۴ء میں گورنمنٹ نے اس فاضلہ کا کچھ حصہ خود لے لیا کمیشن مذکور نے مصر کے اخراجات سالانہ و ذمہ داریوں کا اندازہ حسب ذیل کیا ہے۔

(۱) گورنمنٹ کے اخراجات۔	پونڈ مصری	پونڈ مصری
خراج جو ٹرکی کو دیا جاتا ہے	۹۸۴۸۶	
مقابلہ کی سالانہ رقم (یعنی اسمعیل پاشا اور دیگر لواحقین کے سالانہ وظیفے)	۱۵۰۰۰	
نہر سویز کے حصوں کی بابت انگلستان کو سود۔	۱۹۳۸۵۸	
دائرہ خاص کے اخراجات۔	۳۴۰۰۰	
انتظامی اخراجات۔	۳۶۳۱۵۴۴	
اخراجات غیر متفرقہ۔	۱۹۰۰۰ میزان	۴۸۹،۸۸۸

ہی بند وقیں حوالہ کر دی نہیں حملہ کیا۔ یہ بیان مصر کے عربی و خود انگریزی اخبارات کے ابتدائی بیانات کے بالکل متضاد ہے اور مذہبی پرجوشی کی موجودگی سے بھی تمام محب الوطن مصری اخبارات کو قطعاً انکار ہے اور انکے بیان کی تائید انکی طرز تحریر سے بھی ہو رہی ہے کہ خواہ وہ بہت ہی طیش میں آکر کسی معاملہ پر کچھ لکھ رہے ہوں تو بھی انداز بیان میں اوس وحشتی کا پچاسواں حصہ بھی نہیں دیکھا جاتا جو بنگالیوں کی معمولی معمولی تحریروں میں کچھ عرصہ سے پائی جارہی ہے۔ ہاں اسمیں شک نہیں کہ مصری اور دیگر مسلمانان شمالی افریقہ اپنی شہنشاہی حکومت سلطنت عثمانیہ سے منحرف ہونیکی غلطی پر اب ال بی نادم ہو کر تلافی مافات کی خواہاں ہو رہے ہیں اور چاہتے ہیں کہ خلافت سے پھر بدستور سابق وابستہ ہو جائیں۔ اس خواہش و احساس کا نام خواہ مذہبی جنون و پرجوشی رکھ لیا جائے اور خواہ اسے ایک جائز اور معقول تمنا قرار دیا جائے۔ یہ اپنا اپنا اختیار ہے معلوم ہوتا ہے کہ تنازعہ عقابہ کے فیصل ہوتے ہی خدیو کا فوراً قسطنطنیہ چلا جانا بھی۔ انگریزی وزارت کی اس جدید انداز سے کچھ نہ کچھ تعلق رکھتا ہے۔ اسی مغز و مضمون جوشی کو پیش کر کے اب کئی اخبار انگریزی فوجکی مجوزہ تخفیف کی سخت مخالفت کر رہے ہیں ٭

(۲) اخراجات قرضہ۔	پونڈ مصری	
دین مقدم کا سالانہ خرچ۔	١١٥٧٧١٨	
مجتمعہ دین۔	٢٢٦٣٦٨٦ میزان	٣٤٢١٤٠٤
	میزان کل	٨٣١٩٢٩٢

ان ہر دو قرضوں کے علاوہ ۱۸۸۰ء کے اخیر پر غیر تخصیص شدہ اور غیر سودے قرضہ اسی لاکہہ پونڈ مصری تہا۔ مارچ ۱۸۸۵ء میں برطانیہ کلان۔ جرمنی۔ آسٹریا۔ فرانس۔ اٹلی۔ روس اور ٹرکی کے قایممقاموں یا سفرائے نے ایک معاہدہ پر دستخط کئے جس کے رو سے اونہوں نے نوّے لاکہہ پونڈ کے ایک جدید قرضہ کی ضمانت کرنیکا ذمہ اوٹہایا۔ اس قرضہ کا لینا اس لئے منظور کیا گیا کہ ۱۸۸۲ء کی گولہ باری اسکندریہ سے جو نقصان اہالی شہر کو پہونچا تہا۔ اوس کو اور مندرجہ بالا اسی لاکہہ پونڈ مصری کے قرضہ کو ادا کیا جاوے۔ اور باقیماندہ دس لاکہہ پونڈ آبپاشی کے کاموں پر صرف کئے جاویں۔

معاہدہ مذکور کی اہم شرایط یہ تہیں۔

اس ضمانتی قرضہ کی شرح سود ۳½ فیصدی سے زیادہ نہ ہو۔ اوس کے سود و بیباقی کے لئے تین لاکہہ پندرہ ہزار پونڈ کی سالانہ رقم مقرر کی جاوے۔ یہ رقم مدات مکفولہ کی آمدنی سے سب سے اول نکال لیجاوے۔ سود کی ادایگی کے بعد اس رقم سے جو فاضل بچے۔ وہ بیباقی میں صرف ہو۔ دوسرے مصری قرضوں کے سالانہ سود پر ۱۸۸۵ء و ۱۸۸۶ء میں ۵ فیصدی ٹیکس لگایا جاوے۔ ملک کی آمدنی کل اخراجات سے جسقدر زیادہ ہو وہ برابر تقسیم ہوکر نصف گورنمنٹ کو ملے۔ اور نصف بیباقی قرضہ کے فنڈ میں جمع ہو۔

رقم سود پر جو ٹیکس ۱۸۸۵ و ۱۸۸۶ میں لیا گیا تہا وہ ۱۸۸۸ء میں واپس کردیا گیا۔ اور اسکو آیندہ کے لئے موقوف کردیا گیا۔ اور ریزرو (محفوظ) فنڈ قایم کیا گیا جسمیں اسوقت ۱۷ لاکہہ ۳۰ ہزار پونڈ مصری جمع ہیں۔ معزول خدیو اسمعیل پاشا اور اوس کے خاندان کے بعض افراد چند املاک کی مالک تہے (جو ڈومین کہلاتے ہیں) اون کے ساتھ باہمی قرارداد سے یہ تصفیہ کیا گیا۔ کہ وہ املاک مذکورہ کو گورنمنٹ کے نام منتقل کردیں اور اس کے عوض ایک خاص میعاد تک گورنمنٹ سے مقررہ سالانہ رقم لیتے رہیں اور ان املاک کے ذمہ جو زر رہن ہیں وہ بہی گورنمنٹ مصر کے ذمہ سمجہے جائیں۔ اسی سالانہ رقم کا نام رقم مقابلہ ہے۔ بعد میں خدیو معزول اور اس کے خاندان کے ارکان کو سالانہ پنشنوں کے عوض بہی یکمشت رقم دینا تجویز کیا گیا۔

چنانچہ املاک کے رہنوں کے انفکاک اور پنشنوں کے عوض یکمشت ادائیگی کی غرض سے ۱۸۸۸ء میں ۲۳ لاکہہ پونڈ مصری کا ایک اور قرضہ جاری کیا گیا جو ۴½ فیصدی سود پر لیا گیا۔ اور اوس کی سود و بیباقی

کے لئے ایک لاکھ تیس ہزار پونڈ مصری کی سالانہ رقم متعین کی گئی۔ مگر اس سالانہ زائد خرچ کے مقابلہ میں خدیو کے صرف خاص اور پنشنوں کے خرچ میں معتدبہ تخفیف کردی اور املاک دین رہن کی سود میں بہت بڑی کمی ہو جانے سے اسقدر بچت نکال لی گئی۔ اور مصر کے خزانہ پر اس نئے قرضہ سے کوئی مزید بوجھ نہ پڑا۔ علاوہ بریں اس ۳½ فیصدی سود والے قرضہ کی قسطیں باقی ہیں ہر سال اسقدر رقم جمع ہوتی ہے کہ وہ جلد بیباق ہو جائیگا۔ اور اس طرح سے پنشنوں اور رہن کی املاک کی سود کے دائمی بوجھ کی جگہ ایک لاکھ ۳۰ ہزار پونڈ کا صرف عارضی بار پڑا ہے۔

خدیو نے ۶ جون سنہ ۱۸۹۰ء کو منظوری دی کہ ۵ فیصدی والے دین مقدم۔ قرضہ دایرہ ثانیہ اور قرضہ املاک کے تبادلہ اور سنہ ۱۸۸۵ء کے ۳½ فیصدی سود والے قرضہ کی ادائیگی کے لئے فرمان نافذ کیا۔ چنانچہ ایک جدید دین مقدم جاری کیا گیا جس میں ۵ فیصدی کا دین مقدم ۳½ فیصدی والا قرضہ اور ۱۳۳۳۳۳۱ پونڈ کی مزید رقم شامل کی گئی۔ یہ مزید رقم اراضیات جاگیر کے عوض پنشن دینے اور آبپاشی کی نہروں وغیرہ کی تیاری کے لئے لی گئی۔

اس جدید مقدم دین کا سود ۳½ فیصدی ہے اور سو پونڈ کا نوٹ بانڈ ۱۰۱ پونڈ کو فروخت کیا گیا یعنی سو پونڈ کے نام نہاد سرمایہ پر گورنمنٹ کو ۱۰۱ پونڈ وصول ہوئے۔ اور دایرہ ثانیہ کا ایک جدید قرضہ چار فیصدی سود پر مساوی قیمت پر جاری کیا گیا۔

دایرہ ثانیہ کا پرانا قرضہ (جو جدید قرضہ سے بیباق کیا گیا) بموجب فرمان مورخہ ۱۲ جون سنہ ۱۸۹۰ء اس طرح سے شمار کیا گیا کہ سو پونڈ کے نام نہاد سرمایہ پر ۱۰۵ پونڈ ادا کئے گئے۔ قرضہ املاک ۵ مارچ سنہ ۱۸۹۳ء کو مساوی قیمت پر جدید قرضہ املاک سے بدلا گیا۔ جدید قرضہ کا سود ۳½ فیصدی ہے۔ ان جدید جاری شدہ قرضوں کیلئے بھی وہی رعایتیں اور ضمانتیں ہیں جو ان قرضوں کے لئے تھیں جن کی جگہ یہ قائم کئے گئے ہیں۔

دسمبر سنہ ۱۸۹۵ء کے اخیر میں مصری قرضہ کی مقدار حسب ذیل تھی۔

(۱) ۳ فیصدی سود والا قرضہ ضمانتی۔	۸۶۹۹۳۰۰ پونڈ
(۲) ۳½ فیصدی سود والا دین مقدم۔	۲۹۳۹۳۵۸۰ "
(۳) ۴ فیصدی سود والا قرضہ متحدہ۔	۵۵۹۷۳۸۴۰ "
(۴) ۴ فیصدی سود والا قرضہ دایرہ ثانیہ۔	۶۳۴۳۴۶۰ "
(۵) ۳½ فیصدی سود والا قرضہ املاک۔	۳۹۲۴۸۴۰ "
میزان	۱۰۴۹۳۴۹۰۰ "

سنہ ۱۸۹۵ء اور سنہ ۱۸۹۶ء کے لئے آمدنی و خرچ کے جو بجٹ (موازنے) تیار کیے گئے ہیں وہ یہ ہیں:-

مد آمدنی	سنہ ۱۸۹۶ء پونڈ مصری	سنہ ۱۸۹۵ء پونڈ مصری	مد خرچ	سنہ ۱۸۹۶ء پونڈ مصری	سنہ ۱۸۹۵ء پونڈ مصری
محاصل زمین نخلستان وغیرہ	۴۸۷۰۰۰۰	۴۸۷۰۰۰۰	قرضہ قومی کا سود وغیرہ	۳۸۰۴۶۹۳	۳۷۷۰۸۳۸
شہری ٹیکس وغیرہ	۱۳۰۰۰۰	۱۱۳۰۰۰۰	خراج ٹرکی کو	۶۶۵۰۴۱	۶۶۵۰۴۱
محصول تمباکو و درآمد برآمد	۱۲۷۰۰۰۰	۱۲۵۰۰۰۰	خدیو مصر کا صرف خاص	۱۰۰۰۰۰	۱۰۰۰۰۰
محصول چنگی	۳۰۰۰۰۰	۳۰۰۰۰۰	وظائف خاندان خدیویہ	۹۷۹۳۷	۹۷۹۳۷
محصول نمک شورہ	۱۷۰۰۰۰	۱۷۰۰۰۰	خدیو کا دیوان پیچ	۵۵۹۴۳	۵۵۹۳۷
محاصل شکار ماہی	۹۰۰۰۰	۹۸۰۰۰	وزارت تعمیرات عامہ	۷۳۶۷۸۹	۷۷۵۷۵۹
محاصل جہاز رانی	۷۵۰۰۰	۷۸۰۰۰	وزارت عدالت عامہ	۳۸۷۶۲۶	۳۸۰۱۶۲
آمدنی ریلوے	۱۷۲۰۰۰۰	۱۷۰۰۰۰۰	انتظام صوبجات	۳۲۸۰۷۷	۳۲۰۶۱۹
آمدنی تار برقی	۳۳۰۰۰	۳۳۰۰۰	وزارت صیغہ مال	۸۶۰۴۱	۱۱۹۶۱۵
آمدنی بندرگاہ اسکندریہ	۱۴	۱۳۰۰۰۰	وزارت سررشتہ تعلیم	۱۰۵۸۹۰	۱۰۵۰۰۰
آمدنی ڈاک خانجات	۱۰۵۰۰۰	۱۰۰۰۰۰	وزارت صیغہ اندرونی	۳۸۴۳۴۲	۱۱۱۷۰۷
محاکشتی ہائے ڈاک	۸۵۰۰۰	۹۴۰۰۰	کونسل و شوریٰ، وزارت صیغہ		
			خارجہ و صیغہ کونسل	۲۴۳۵۸	۲۳۹۳۰
محاصل مینارہائے روشنی	۷۰۰۰۰	۱۰۳۰۰۰	انتظام وصولی محصول درآمد برآمد	۱۵۵۸۱۰	۱۳۹۲۲۲
وزارت عدالت عامہ (فیس اسٹامپ جرمانہ وغیرہ)	۳۸۰۰۰۰	۳۸۰۰۰۰	خرچ وصولی محصول چنگی	۳۴۵۰۴	۳۳۳۲۷
بدل عسکریہ	۹۰۰۰۰	۹۰۰۰۰	ایضاً نمک شورہ	۴۳۷۲۶	۴۴۲۷۸
سرکاری جائداد کا لگان و کرایہ	۹۰۰۰۰	۹۶۰۰۰	ایضاً شکار ماہی	۱۰۰۰۰	۹۳۷۶
ضلع سواکن	۱۵۰۰۰	۱۵۰۰۰	ایضاً جہاز رانی	۳۰۵۸	۳۰۵۸
پنشن فنڈ	۵۷۰۰۰	۵۵۰۰۰	خرچ ریلوے	۸۳۰۸۸۸	۸۴۳۱۲۶۵
متفرق مدات کی آمدنی	۲۷۵۰۰۰	۲۲۹۰۰۰	خرچ تار برقی	۳۱۰۰۰	۴۰۳۰۰

مد آمدنی	سنہ ۱۸۹۶ء پونڈ مصری	سنہ ۱۸۹۵ء پونڈ مصری	مد خرچ	سنہ ۱۸۹۶ء پونڈ مصری	سنہ ۱۸۹۵ء پونڈ مصری
			خرچ وصولی محاصل بندر اسکندریہ و مرمت	۲۸۰۰۰	۲۳۰۰۰
			ڈاک خانجات	۹۶۵۳۵	۹۵۷۴۳
			کشتی ہائے ڈاک	۸۵۷۰۰	۸۴۶۵۷
			روشنی کے مینار	۳۶۹۴۷	۳۶۸۵۰
			صیغہ جنگ کا خرچ انگریزی فوج قابض کا	۴۸۱۳۱۳	۷۵۰۸۴۳
			سواکن	۱۲۰۴۵۷	۱۱۹۷۹۲
			پنشنین	۴۳۰۰۰	۴۳۰۰۰
			موقوفی بیگار	۲۵۰۰۰	۲۵۰۰۰
			وزراء کے مختلف خرچ	۱۳۱۳۳۹	۱۰۹۶۵۱
			قاہرہ کی صفائی	۴۰۰۰	۴۰۰۰
			اخراجات غیر مترقبہ	۳۰۰۰۰	۳۰۰۰۰
میزان	۱۰۳۹۰۰۰	۱۰۳۶۰۰۰۰	میزان	۹۶۳۰۰۰۰	۹۶۰۰۰۰۰

سنہ ۱۸۹۶ء میں تمام قرضوں کی بابت جو رقم خزانہ سے دیجاویگی۔ اوسکا اندازہ حسب ذیل کیا گیا ہے

قرضہ ضمانتی سود ۳½ فیصدی سالانہ مقررہ رقم	۳۱۵۰۰۰ پونڈ
قرضہ مقدم۔ سود ۳½ فیصدی۔	۱۰۳۹۰۰۰ "
قرضہ متحدہ۔ سود ۴ فیصدی	۲۲۳۹۰۰۰ "
قرضہ دایرہ ثانی۔ سود ۴ فیصدی۔	۲۳۶۰۰۰ "
قرضہ املاک۔ سود ۴½ فیصدی۔	۱۸۲۰۰۰ "
دایرہ خاصہ قرضہ دایرہ ثانیہ کے کمشنروں کو سالانہ رقم دیجاتی ہے۔	۳۵۰۰۰ "
مقابلہ کی رقم سالانہ جو سنہ ۱۹۰۳ء تک ادا کیجاوے گی۔	۱۵۴۰۰۰ "
میزان	۴۳۴۴۰۵۰ "

دایرہ اور املاک کی قرضوں میں دایرہ اور املاک کی محاصل مشغول ہیں۔ اور قرضخواہوں کی طرف سے کمشنر اونکا انتظام کرتے ہیں۔ ان اراضیات کی آمدنی اگر قرضوں کے سود کی ادائیگی کے لئے ناکافی ہو تو کمی پوری کرنی گورنمنٹ کا ذمہ ہے۔

سنہ ۱۸۹۴ء میں واقعی آمدنی و خرچ بتفصیل ذیل ہوا۔

آمدنی ۱۰۳۲۱۸۴۳ پونڈ مصری خرچ ۹۶۰۱۲۳۸ پونڈ مصری۔ فاضلہ ۷۲۰۲۶۵ پونڈ مصری۔ اس فاضلہ میں سے ۲۵۶۹۴۷ پونڈ مصری کمیشن انتظام قرضہ کے ریزرو فنڈ میں داخل ہوئے ۱۱۸۸۴۳۲ پونڈ مصری۔ گورنمنٹ مصر کے خاص ریزرو فنڈ میں جمع کئے گئے۔ اور ۵۰۴۴۴۲ پونڈ مصری جو جمع شدہ رقوم کے تبادلوں سے پس انداز ہوئی کمیشن انتظام قرضہ کو دیگئی۔ سنہ ۱۸۹۵ء کی شروع میں مختلف ریزرو فنڈوں میں مندرجہ ذیل رقمیں جمع تھیں:-

کمیشن اہتمام قرضہ کا ریزرو فنڈ ۳۱۹۹۷۴ پونڈ مصری۔ مصری گورنمنٹ کا ریزرو فنڈ ۲۴۷۹۱۱ پونڈ مصری۔ تبادلہ قرضہ سے بچت ۱۶۱۸۰۴۱ پونڈ مصری۔

میزان کل ریزروں کی ۲۰۰۷۳۸۸ پونڈ مصری۔

(انڈیکیشن سنہ ۱۹۰۲ء) آمدنی کے بڑے ذرائع معاملہ اراضی۔ اجارہ تمباکو اور ریلوے ہیں۔ اور خرچ کی بڑی مدیں۔ قرض کا سود وغیرہ اور ملکی انتظام کے مصارف پنجسالہ آمدنی خرچ کی جدول یہ ہے۔ سنہ ۱۹۰۳ء کی رقم خرچ میں وہ رقوم بھی شامل ہیں۔ جو جنرل ریزرو فنڈ وغیرہ کو دیگئی۔ باقی سالوں میں شامل نہیں۔

سن	آمدنی	خرچ
سنہ ۱۹۰۰ء	۱۱۴۴۷۰۹۵ گنی	۹۸۹۵۲۲۴ گنی
سنہ ۱۹۰۱ء	۱۱۹۴۳۹۲۹ "	۹۹۲۳۵۴۶ "
سنہ ۱۹۰۲ء	۱۳۱۴۸۶۵۶ "	۱۱۴۳۲۵۲۲ "
سنہ ۱۹۰۳ء	۱۳۴۶۳۷۰۰ "	۱۱۷۲۰۱۰۰ "
سنہ ۱۹۰۴ء	۱۱۵۰۰۰۰۰ "	۱۱۴۱۰۰۰۰ "

سنہ ۱۹۰۳ء کی فاضلہ آمدنی ۲۲۰۱۷۶۲ گنی میں سے بروئے قرارداد ۴۳۶۰۰ گنی مصری گورنمنٹ کو ملیں۔ ۱۲۱۴۱۱۲ گنی قرضہ کے جنرل ریزرو فنڈ میں ڈالی گئیں۔ ۳۶۵۰۳۷ گنی۔ اقتصادی فنڈ کو اور ۴۰۰۹۶ گنی فنڈ ادائے قرضہ کو ملیں۔

سنہ ۱۹۰۳ء کی آمدنی کے ابواب یہ ہیں معاملہ اراضی وغیرہ ۴۷۹۶۳۲۲ گنی۔ ریلوے ۲۶۱۱۲۴۷ گنی۔

اجارہ تنباکو ۷۷۰۴۳۰ گنی۔ متفرق ٹیکس ۳۵۹۱۳۰۳۔ ریل ۳۳۲۰۵۲۵۔ تار ۷۶۹۹۴۷۔ ڈاک ۱۲۸۰۴۲۔ بنادر و مینار روشنی۔ ۵۹۷۶۲۹۔ محکمہ عدالت۔ ۳۵۱۳۲۳۹۔ دیگر محکمی ۶۰۴۷۱۰۳۔ متفرق ۱۸۰۵۹۰۔ حصہ اندر ریزرو فنڈ ۲۱۵۵۹۲ = ۲۳۴۳۶۷۰۰ گنی۔

مدات خرچ۔ خدیو و خاندان خدیویہ ۔ ۳۲۲۵۵۱ گنی۔ انتظام ملک ۳۸۹۰۳۸ ۔ ریل ۳۲۸۴۳۱۳ تار ۱۲۲۵۷۔ ڈاک ۱۳۲۳۳۱۳۔ بنادر و مینار ۷۷۵۶۹ ۔ متفرق ۱۲۷۳ مصری فوج ۱۹۹۶۶۰ انگریزی فوج ۸۴۲۵ (سنہ ۱۹۰۰ء علی الترتیب ۱۹۸۱۳۴ و ۷۵۰۰۹ گنی خرچ ہوا) پنشن ۱۱۶۴۱۴۴ خراج ٹرکی کو ۶۹۵۰۴۰ ۔ مجلس قرضہ ۵۶۹۵۶ مجمعہ قرضہ (علاوہ دائرہ ثانیہ و املاک) ۳۴۷۸۰۵۴ غیر مجمعہ قرضہ ۱۹۳۰۳۲ انشورنس بیگار ۲۹۴۷۵۳۔ کمی آمدنی سودان ۱۷۲۱۔ ۳۸۹ ریزرو غیر متوقعہ مصارف کے لئے ۳۵۵۳۔ حوض آبرسانی ۸۰۔ ۲۴۶۶۷۔ تبادلہ قرضہ ۱۵۰۳۱۲۶۔ بیباقی فنڈ ۴۰۰ ۶۹۔ ریزرو فنڈ کو ۱۲۱۳۱۱۲ گنی۔ میزان ۲۰۱۰۰۷۱ اگنی۔

مصر نے پہلے پہل سنہ ۱۸۶۲ء میں ممالک غیر سے قرض لیا۔ اس سال مختلف دستگردان ملکی قرضوں کی ادائگی کے لئے ممالک غیر سے تقریباً ۳۳ لاکھ پونڈ قرض لئے گئے۔ ایک دفعہ چاٹ پڑنے کی دیر تھی کہ انکا ایک سلسلہ شروع ہوگیا۔ اور سنہ ۱۸۷۵ء میں اجنبی قرضہ ۳ کروڑ ۴۸ لاکھ پونڈ ہوگیا۔ سنہ ۱۸۷۶ء میں ۳ کروڑ ۴۰ لاکھ پونڈ اور قرض لئے گئے۔ تاکہ ۲ کروڑ ۸۰ لاکھ کے جدید دستگردان ملکی قرضے ادا کئے جائیں۔ سنہ ۱۸۷۵ء میں خدیو (اسمٰعیل پاشا) نے ظاہر کیا کہ وہ اس قرضہ کی بلا سے نکلنے کی کوئی صورت نہیں دیکھتا۔ نہ کچھ انتظام کرسکتا ہے۔ اسپر فرانس نے سنہ ۱۸۷۶ء میں مشورہ دیا کہ کل متفرق قرضوں کو ایک جگہ جمع کرکے ۹ کروڑ دس لاکھ پونڈ کی رقم کا ایک قرضہ بنا دیا جائے۔ ایسا کیا گیا۔ مگر سود پھر بھی کئی قرضوں کا ادا نہ ہوا آخر فرانس و انگلستان انتظام قرضہ کے بہانہ سے دخیل ہوئے۔ اور مشورہ دول وہ انتظام کیا جو پہلے درج ہوچکا ہے جنوری سنہ ۱۹۰۲ء کو مختلف قرضوں کی حسب ذیل مقدار باقی تھی۔

نام قرضہ	مقدار	سالانہ سود و بیباقی فنڈ	نام قرضہ	مقدار	سالانہ سود و بیباقی فنڈ
ضمانتی قرضہ ۳ فیصدی	۷۷۹۰۰ گنی	۳۰۷۱۲۵	مقدم قرضہ ۳½ فیصدی	۳۱۱۲۷۷۸۰۰ گنی	۱۰۶۳۵۵۶
مجمعہ قرضہ ۴ فیصدی	۵۵۹۷۱۹۶۰	۳۱۸۳۹۰۶	دائرہ ثانیہ ۴ فیصدی	۴۹۵۲۸۶۰	۱۹۸۱۱۴
قرضہ املاک ۴½ فیصدی	۲۰۵۶۴۳۰	۱۰۷۹۶۴	میزان	۱۰۳۱۸۶۹۴۰	۳۸۵۸۶۶۳

سنہ ۱۸۸۶ء میں چند ریزرو فنڈ بھی قایم کئے گئے۔ جنمیں فاضلہ سالانہ آمدنی کا ایک حصہ جمع کیا جاتا ہے جنوری سنہ ۱۹۰۲ء میں ان فنڈوں کی میزان ۷۱۳۱۵۸۰ گنی تھی۔

مصر میں سرکاری طور پر ایک نیشنل بنک بھی قایم ہو چکا ہے۔ جسکی نگرانی میں یکم جون سنہ ۱۹۰۲ء کو ایک زرعی بنک بھی کھولا گیا ہے جسکا سرمایہ ۲۵ لاکھ پونڈ ہے۔ اسمیں سے نصف وصول کیا گیا ہے۔ سرکار نے ذمہ لے رکھا ہے کہ حصہ داروں کو اگر ۳ فیصدی سے کم منافع ہو تو کمی سرکار پوری کر دے گی۔ یہ بنک فلاحین (مزارعین و مالکان) کو نو فیصدی سالانہ (۱۲؍ فیصدی ماہوار) پر روپیہ قرض دیتا ہے۔ ۳۱ دسمبر سنہ ۱۹۰۲ء کو ۲۳۷۶۵۷ مزارعین کے ذمہ اوسکی ۱۲ لاکھ ۸ ہزار دو سو گنی واجب تھیں۔

سنہ ۱۹۰۱ء میں ڈاکخانوں میں سیونگز بنک بھی کھولدیے گئے۔ ۳۱ دسمبر سنہ ۱۹۰۱ء کو ۹۴۷ اشخاص کی ۳۸ ہزار گنی اوسمیں جمع ہو گئیں۔ اور ۳۱ دسمبر سنہ ۱۹۰۲ء کو ۱۳۷۵۸ اشخاص کی جنمیں ۸۶۶۳ مصری اور تین اجنبی تھے ۸۶ ہزار گنی جمع تھیں۔ اجنبیوں میں زیادہ تر اطالین ہیں۔

حفاظت ملک فوج ۱۹ ستمبر سنہ ۱۸۸۲ء کو حسب الحکم خدیو تمام مصری فوج موقوف کر دی گئی۔ اور اوسی سال کے دسمبر میں نئی فوج کی ترتیب و تکمیل کا کام ایک انگریزی فوج کے جرنیل کی سپرد کیا گیا۔ اور اوسے سردار کا خطاب دیا گیا۔

موجودہ سردار بریگیڈیر (اب میجر) جنرل سر ہربرٹ کچنر کے سی۔ ایم جی۔ سی۔ بی۔ ای ڈی سی ہے۔ اور اسوقت تقریباً ۱۷۶ انگریز افسر مصری فوج میں کام کر رہے ہیں۔ فوج تعداد میں ۱۵۱۵۲ ہے سنہ ۱۸۸۲ء کی بغاوت کے وقت سے ایک انگریزی فوج قابض مصر میں مقیم ہے۔ اوسکی تعداد تین ہزار سے متجاوز ہے۔ مصر کے پاس اسوقت کوئی کار آمد جنگی جہاز نہیں ہے۔

(اناڈیشن سنہ ۱۹۰۶ء) موجودہ سردار میجر جنرل سر ریجینی فالڈون گیٹ کے سی۔ بی کے سی ایم جی ڈی ایس او ہیں۔ سوڈان کا گورنر جنرل بھی سردار ہی ہوتا ہے۔ (مولف) مصری فوج میں اسوقت ایک سو دس انگریز افسر ہیں۔ مصری فوج کی کل جمعیت ۱۶۹۱۵ ہے۔ گھوڑے اور خچر اکیس سو۔ اونٹ ۱۲۰۰ اور توپیں دو سو ۵۰ ہیں۔ پرانی قلاعی توپیں بھی اس تعداد میں شامل ہیں۔

انگریزی فوج قابض مصر کا کمان افسر میجر جنرل جے۔ آر۔ سلیڈ سی بی ہے۔ اور چیف سٹاف افسر کرنل جی۔ ایم۔ ملک سی۔ بی۔ سنہ ۱۸۸۲ء کی بغاوت عربی پاشا کے وقت سے انگریزی فوج مصر میں موجود ہے۔ اوس کی جمعیت حسب اقتضائے وقت بدلتی رہتی ہے سنہ ۱۹۰۶ء کے آغاز میں ۳۴۲۲ تھی۔ مگر تنازعہ طابہ کے دوران میں بڑھا دی گئی۔ اور اب اس مرحلہ پر کہ مصر اور تمام شمالی افریقہ

سلہ یہ اسوقت تھا ہٗ لارڈ کچنر سپہ سالار ہند ہیں فتح سوڈان کے بعد جنوبی افریقہ کی جنگ ٹرانسوال کو بھیجے گئے تھے۔ آجکل افواہ ہے کہ لارڈ کرومر کے بعد وہ مصر میں برٹش قونصل جنرل ہونگے۔ مگر یہ یقینی امر نہیں ہے۔ مولف

کے مسلمان اہل فرنگ کے برخلاف جوش میں آ رہے ہیں۔ اور مزید اضافہ مستقل طور پر ہونے والا ہے۔ اب تک مصری خزانہ سے انگریزی فوج کے مصارف کے متعلق ایک لاکھ پونڈ سالانہ لیا جا رہا ہے مگر اب جدید اضافہ کا خرچ بھی اوسی سے لیا جائیگا۔ آخر جولائی سنہ ۱۹۰۷ء کو فیصلہ ہوا کہ آئندہ پانچ ہزار سو انگریزی فوج مصر میں رہے۔ فوج قابض کا کل خرچ خزانہ مصر سے نہیں لیا جاتا۔ بلکہ صرف اس قدر کہ جو انگلستان کی رہایش کی نسبت جو زائد خرچ ہوتا ہو۔ وہ لیا جاتا ہے مثلاً انگلستان یا کسی انگریزی مقبوضہ میں ایک ہزار سپاہ پر دس لاکھ روپیہ سالانہ خرچ آتا ہے۔ اور مصر میں [illegible] پندرہ لاکھ تو صرف پانچ لاکھ کی رقم اوس ایکہزار سپاہ کی بابت مصر سے لیجا سکے گی۔

پیداوار و صنعت و حرفت

مصر کا کل رقبہ خشک نو کروڑ اسی لاکھ فدان ہے جن میں سے پچاس لاکھ ۲۲ ہزار فدان سنہ ۱۹۰۸ء میں زیر کاشت تھی۔ فدان ۱.۰۳ ایکڑ کے برابر ہوتا ہے۔ زراعتی آبادی کل آبادی میں ۷۰ فیصدی ہے۔

انڈر ڈیلٹا (بالائی مصر) سنہ ۱۹۰۸ء میں ۲۵ لاکھ ۴۰ ہزار فدان زیر کاشت تھی۔ فدان ۱.۰۳ ایکڑ کے برابر ہوتا ہے۔ زرعی زمین [illegible] سرکاری تشخیص دو قسم کی ہے۔ خراجی و عشری۔ خراجی قابضوں کے پاس بطور موروثی و خیلکاری کے ہوتی ہے۔ اگر کوئی قابض لاولد مرے تو مالک سرکار ہو جاتی ہے۔ کل رقبہ کا ۴/۵ خراجی ہے [illegible] اصل لگان دینا پڑتا ہے۔ [illegible] تاہم اوسط لگان سرکاری فی فدان [illegible] سالانہ ہے عشری رقبہ کا [illegible] پیداوار کے دسویں حصہ پر سرکاری محصول [illegible] فی فدان کے نقد سے بدل سکتی ہے بیگار کا قاعدہ منسوخ ہو گیا ہے لیکن طغیانی کے زمانہ میں دریائے نیل کے کناروں کی حفاظت اور بندوں کے استحکام کے لئے سرکار اب بھی فوراً حسب ضرورت باشندوں سے بیگار کام لے سکتی ہے۔ سنہ ۱۹۰۶ء میں اس غرض کے لئے تقریباً [illegible] ہزار آدمیوں سے کام لیا گیا تھا۔ کاشتکار عموماً چھوٹے چھوٹے رقبوں پر قابض ہیں پچاس فدان سے زیادہ رقبہ کے مالک بہت کم ہیں ۱۲۰۰۰ ہزار مالکوں کے جنکی تقسیم میں تقریباً ۱۲ لاکھ فدان ہیں۔ پونے ۹ لاکھ مالک ۵-۵ فدان کو کاشت کرتے ہیں۔ اور تقریباً ڈیڑھ لاکھ مالک [illegible] فدان [illegible] سنہ ۱۹۰۶ء میں تقریباً ساڑھے دس لاکھ فدان [illegible] دیہات بلا شبہ ہیں دیہات میں غیر مالک بھی [illegible] باشندوں کو [illegible] اور مالکوں اور انہیں [illegible] کا پتا آتا ہے۔

چند سال سے مصر کا محکمۂ آبپاشی بڑی سرگرمی دکھا رہا ہے۔ بالائی مصر میں بمقام اسوان دریائے نیل پر ایک بڑا بند بنایا گیا ہے۔ ایک پھاٹک دار بند اسیوط میں تیار ہوا ہے۔ اور ایک اور بمقام زفتا میں تیار ہو رہا ہے۔ ان بندوں سے ان موقعوں پر نیل میں ایک ارب سات کروڑ مکعب میٹر پانی کا ذخیرہ جمع کیا گیا ہے جسکو نہروں کے ذریعہ قابل آبپاشی علاقوں میں پہنچانیکا انتظام ہو رہا ہے ۱۸۹۵ء میں ۴۶ لاکھ اور ۱۹۰۱ء میں ۶۰۵ لاکھ قنطر روئی پیدا ہوئی ۱۹۰۳ء میں پونے نو لاکھ اشرفی کی مصری اور ایک کروڑ ۷۰۵ لاکھ اشرفی کی روئی ممالک غیر کو گئی۔ ان اعداد سے دیگر اجناس کی پیداوار کی ترقی کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

مصر کے زرعی سال میں تین فصلیں یا موسم ہوتے ہیں۔ موسم سرما (یعنی ربیع) کی بڑی اجناس تمام قسم کے خوردنی غلے ہیں۔ یہ فصلیں نومبر میں بوئی اور مئی وجون میں درو کی جاتی ہیں۔ موسم بہار کی مشہور اجناس (یعنی خریف کی) جو مارچ میں بوئی اور اکتوبر و نومبر میں درو ہوتی ہیں۔ کپاس نیشکر اور چاول ہیں موسم خزاں (یعنی زاید ربیع) کی فصلیں جو جولائی میں کاشت اور ستمبر و اکتوبر میں درو ہوتی ہیں۔ چاول مکی اور ترکاریاں ہیں۔ مصر البحری میں زمین کی آبپاشی نہروں سے ہوتی ہے۔ جو نیل سے نکلکر ڈلٹا کی ہر ایک سمت میں جال کی طرح پھیلی ہوئی ہیں۔ مصر الصعید میں نیل کی طغیانی سے آبپاشی ہوتی ہے۔ اسوقت زمین پر پانی پھر جاتا ہے۔ اور تالابوں میں جو آبپاشی آیندہ کے لئے ذخیرۂ آب کا کام دیتے ہیں پانی بھر جاتا ہے۔

مندرجہ ذیل جدول سے کپاس کی کاشت کی مقدار معلوم ہو جائے گی:۔

سال	رقبہ زیر کاشت	پیداوار	اوسط پیداوار فی فدان	سال	رقبہ زیر کاشت	پیداوار	اوسط پیداوار فی فدان
	فدان	قنطر	قنطر		فدان	قنطر	قنطر
۱۸۸۸ء	۱۰۳۱۲۵۰	۲۹۰۰۰۰۰	۲ ۲۱/۲۵	۱۸۹۱ء	۸۵۱۰۰۰	۴۶۶۵۰۰۰	۵ ۱/۲
۱۸۸۹ء	۸۵۲۸۲۹	۳۱۵۸۰۰۰	۳ ۷/۱۰	۱۸۹۲ء	۸۶۴۰۰۰	۴۹۰۶۵۰۰	۵ ۴/۵
۱۸۹۰ء	۸۶۴۴۰۰	۴۱۶۰۰۰۰	۴ ۴/۵	فدان = ۳۸۰۸/۱۰۰۰۰ ۱ ایکڑ کے ہے قنطر = ۹۹۲/۱۰۰۰ ۹۹ پونڈ یعنی تقریباً ۴۹ ۱/۲ سیر کے۔			

مصر میں کل دیہات ۱۳۶۸۱ ہیں۔ ۱۸۸۶ء میں ان میں سے ۲۴۴۵ میں اور ۱۸۸۹ء میں ۲۶۸۵ دیہات نے کپاس کی کاشت کی۔

مندرجہ ذیل جدول میں مصر البحری اور مصر الصعید کے ہر ایک صوبہ کی زراعتی حالت بتلائی گئی ہے۔

نام صوبہ	تعداد دیہات	تعداد مزروعہ فدانوں کی	تعداد قلیہ ان مویشی کی ہر سو فدان پر	تعداد بھیڑ بکری کی ہر سو فدان پر	تعداد چھپارہ درختوں کی ہر سو فدان پر	تعداد کھجور درختوں کی ہر سو فدان پر
(۱) مصر البحری						
بحیرہ	۴۰۳	۴۶۷۶۶۲	۱۲	۱۳	۲۳	۲۲
شرقیہ	۴۵۱	۴۳۴۹۸۲	۱۲	۹	۲۴	۱۱۶
دقہلیہ	۴۳۹	۴۶۲۳۹۷	۱۱	۱۳	۱۳	۲۷
غربیہ	۵۵۲	۸۳۰۰۸۹	۱۷	۱۶	۱۶	۲۵
قلیوبیہ	۱۶۶	۱۸۷۱۸۰	۱۷	۱۹	۳۲۵	۷۰
منوفیہ	۳۳۸	۳۵۱۷۱۰	۳۳	۱۸	۴۳	۸
میزان	۲۳۵۹	۲۷۴۳۹۹۰	۱۷	۱۴	۴۲	۴۰
(۲) مصر الصعید						
اسیوط	۲۹۲	۴۱۹۱۰۰	۱۰	۳۰	۳۱	۸۴
بنی سویف	۱۷۴	۲۳۱۶۱۰	۱۵	۱۶	۸	۴۶
فیوم	۸۷	۲۳۱۰۴۵	۸	۱۳	۵۴	۱۰۵
غزہ	۱۶۸	۱۸۱۱۷۶	۱۹	۳۶	۹	۱۹۵
مینا	۲۶۸	۳۹۷۲۴۰	۶	۹	۱۷	۵۴
اسنا	۱۹۵	۱۵۰۴۵۹	۱۸	۱۱	۷	۳۴۸
جرجہ	۱۱۰	۳۲۵۹۱۵	۱۶	۵۱	۹	۹۶
قینا	۱۲۶	۲۸۰۹۲۷	۱۰	۳۴	۱۰	۹۲
میزان مصر الصعید	۱۴۲	۲۲۱۶۴۷۲	۱۳	۲۵	۱۷	۱۰۶
میزان کل مصر	۳۷۷۹	۴۹۶۱۴۶۲	۱۴	۲۰	۱۳	۶۹

خرما کے ایسے درختوں کا جن سے پھل یا تخم حاصل ہوتا ہے کل شمار تقریباً ۴۲۵۰۴۵۳ ہے۔ اور شیر دار قلیہ ان مویشی اور اونٹ گھوڑوں کی تعداد ۱۶۶۸۸۶۰ ہے۔

مندرجہ ذیل جدول سے یہ معلوم ہو جائے گا کہ سنہ ۱۸۹۰ء و سنہ ۱۸۹۱ء میں فلان فلان جنس اتنے فدانوں پر کاشت ہوئی:۔

نام جنس	سنہ ۱۸۹۰ء	سنہ ۱۸۹۱ء	نام جنس	سنہ ۱۸۹۰ء	سنہ ۱۸۹۱ء	نام جنس	سنہ ۱۸۹۰ء	سنہ ۱۸۹۱ء
گندم	فدان ۱۱۶۵۶۶۲	فدان ۱۳۱۵۹۴۱	چاول	فدان ۴۸۰۹۵	فدان ۱۶۷۱۶۴	تمباکو	فدان ۸۶۰	فدان -

نام جنس	سنہ ۱۸۹۰ء	سنہ ۱۸۹۱ء	نام جنس	سنہ ۱۸۹۰ء	سنہ ۱۸۹۱ء	نام جنس	سنہ ۱۸۹۰ء	سنہ ۱۸۹۱ء
مکی اور جوار	۱۴۵۹۹۰۶	۱۵۳۰۹۸۳	حلبی وغیرہ گوند	۱۳۳۴۸۴	۱۳۹۵۹۰	شربت وغیرہ	۸۸۱۹	۷۱۶۹
کلور اگھاس	۸۷۵۷۱۱	۸۲۰۳۶۳	آلو وغیرہ کا پیا	۳۷۲۳۴	۳۴۵۴۴	سن چینا تیل	۶۰۵۰	۵۸۲۹
کپاس	۸۹۴۴۷۰۴	۸۶۱۳۳۱	نیشکر	۹۵۵۰۵	۹۴۵۳۹	ارنڈ و تیل	۱۳۱۳۳	۹۶۶۴
لوبیا و ماش	۶۴۸۷۱۱	۶۴۳۷۵۱	گلبین	۳۱۴۱۱	۳۸۴۰۴	کل فصل	۶۱۳۰۷۰۱	۶۱۴۵۸۴۹
جَو	۴۵۶۰۷۵	۴۶۰۳۳۰	تخم پیاز و تربوز	۴۴۰۱۲	۴۳۱۸۰	اور قبضہ زر دعہ	۵۰۲۴۷۰۱	-
مونگی موٹھ مسور	۷۷۳۱۶	۷۵۷۵۶	سنگھاڑے	۱۳۱۴۴	۱۷۳۵۵	زیر فصل	۱۱۰۸۰۰	-

مندرجہ ذیل جدول سے اوس تجارت کی مالیت جو تین برسوں میں مصر کی دیگر ممالک سے ہوئی معلوم ہو جائے گی:۔

نام ملک	ممالک مندرجہ ذیل سے مصر میں مال آیا				ان ممالک کو مصر سے گیا			
	سنہ ۱۸۹۲ء	سنہ ۱۸۹۳ء	سنہ ۱۸۹۴ء	سنہ ۱۹۰۴ء	سنہ ۱۸۹۲ء	سنہ ۱۸۹۳ء	سنہ ۱۸۹۴ء	سنہ ۱۹۰۴ء
	پونڈ مصری	پونڈ مصری	پونڈ مصری	گنی یا پونڈ انگریزی	پونڈ مصری	پونڈ مصری	پونڈ مصری	گنی یا پونڈ مصری
برطانیہ کلان	۳۰۹۱۴۲۹	۲۹۸۵۵۴۶	۳۱۸۳۶۲۱	۶۹۹۰۶۱۹	۷۸۴۳۹۳۸	۷۴۳۳۳۵۵	۶۵۱۷۹۴۶	۱۰۹۰۰۳۳۸
انگریزی مقبوضات واقع بحیرہ روم	۱۳۹۴۱۲۷	۱۳۶۶۷۲	۱۱۳۳۵۸	۲۳۸۴۱۱	۳۳۵۵۷	۱۳۳۳۳۶	۱۲۰۹۰	۳۸۱۰
انگریزی مقبوضات آسٹریلیا وغیرہ	۶۰۹۹۷۴۷	۵۹۷۵۳۵	۴۹۳۹۳۹	۹۹۹۰۴۱	۳۴۹۱۳۸	۵۴۶۶۶۳	۵۳۰۷۰	۱۵۹۹۰۷
جرمنی	۱۷۹۰۵۸	۱۸۸۴۹۳	۲۳۰۹۴	۱۰۲۰۳۶۹	۳۱۱۹۷۰	۳۹۹۷۹۱	۲۵۷۸۵۲	۱۵۵۶۰۶۸
امریکا	۳۵۰۹۲	۳۷۵۰۸	۴۹۹۷۰	۲۸۳۲۲۷	۱۶۸۴۵۵	۲۴۷۰۳۴	۳۲۷۹۸۱	۶۸۹۱۶۸
آسٹریا ہنگری	۶۸۴۵۸۸	۷۲۳۰۵۱	۷۴۷۳۵۴	۱۴۵۸۵۳۴	۵۶۳۵۱۵	۴۶۷۰۳۳	۴۹۶۴۹۲	۹۰۰۷۷۴
بلجیم	۳۸۵۹۷۴	۲۳۰۵۵۷	۳۷۵۲۰۱	۷۴۸۰۸۵	۱۳۴۰۹۵	۸۵۰۶۴	۱۱۳۳۶۵	۱۹۴۱۷۱
چین و جاپان وغیرہ	۸۳۶۲۱	۸۱۷۹۷	۸۷۹۴۹	۳۰۳۹۸۲	۷۰۸	۱۲۱۰	۱۷۰۶۰	۲۰۶۱۷۸
فرانس	۸۵۵۳۳۵	۸۹۹۹۳۶	۸۸۶۳۵۴	۱۹۰۶۹۹۴	۱۰۷۹۴۰۷	۸۷۶۵۰۴	۸۸۹۳۵	
فرانسیسی مقبوضات بر ساحل بحیرہ روم	۲۲۸۴۴۳	۳۰۵۳۴۳	۳۴۳۰۷۳		۱۷۳۸۸	۲۳۵۶۰	۳۱۱۸۱	۱۲۰۶۱۵۰۹

نام ملک	ممالک مندرجہ ذیل سے مصر میں مال آیا				ان ممالک کو مصر سے گیا			
	سنہ ۱۸۹۲ء	سنہ ۱۸۹۳ء	سنہ ۱۸۹۴ء	سنہ ۱۹۰۴ء	سنہ ۱۸۹۲ء	سنہ ۱۸۹۳ء	سنہ ۱۸۹۴ء	سنہ ۱۹۰۴ء
یونان	۳۴۴۰۴	۵۱۱۳۶	۵۸۹۹۸	۲۶۳۱۰۳	۱۰۵۸۱	۱۰۳۷۰	۷۷۲۵	۱۷۲۶۷
اٹلی	۳۷۷۰۲۱	۳۳۹۳۷۰	۳۳۷۹۶۷	۱۱۶۸۱۲۴	۶۱۱۶۴۶	۵۸۴۴۲۸۹	۵۸۷۱۴۵	۹۵۶۷۸۸
مراکو	۴۴۴۳۸	۳۷۳۸۳	۳۷۱۲۴	۴۹۲۰۳	۱۷۴۶	۱۲۱۹	۱۱۶۶	۱۷۴
ایران	۵۴۸۰۹	۴۵۹۰۳	۷۶	۴۶۲۰۳	-	-	-	۳۴۹۸
روس	۳۴۷۴۳۶	۳۸۷۰۳۸	۳۷۳۰۲۲	۷۵۰۰۴۴	۱۷۳۵۴۸۶	۱۷۸۶۶۰۳	۱۸۲۳۶۷۹	۱۳۳۹۹۶۱
ٹرکی	۱۹۰۰۶۶۱	۱۹۱۷۱۰۳	۱۸۱۲۸۳۷	۲۸۱۳۰۵۹	۲۶۸۱۵۰	۴۵۱۸۳۸	۳۴۲۳۹۱	۲۶۹۰۱۲
ہسپانیہ	-	-	-	۱۵۴۸۱۸۸	۱۵۷۴۰۰	۲۳۸۸۰۵	۲۴۸۴۸۵	۱۳۵۴۱۷۵
دیگر ممالک	۳۰۵۵۹۰	۳۴۷۴۰۰	۳۷۱۹۲۵		۱۹۰۶۳۸	۳۰۶۹۸۴	۱۷۶۲۲۵	
میزان	۹۰۹۱۲۸۱	۸۷۱۸۷۳۵	۹۲۶۶۱۱۶	۲۰۵۵۹۵۸۸	۱۳۴۳۱۳۱۸	۱۲۷۸۹۶۹۵	۱۱۸۹۲۸۵۵	۲۰۳۱۲۰۶۷

سنہ ۱۹۰۴ء کی برآمد میں سے ایک کروڑ ۸۱ لاکھ ۲۶ ہزار گنی کا مال اور درآمد میں سے ایک کروڑ ۹۷ لاکھ سو ہزار گنی کا مال بندر اسکندریہ کے راستہ گذرا۔

جدول مندرجہ ذیل سے یہ معلوم ہوگا کہ سالہائے مندرجہ جدول بالا میں مصر کی تجارت درآمد و برآمد کے ایک ایک ہزار پونڈ مصری میں ممالک ذیل نے اتنے اتنے پونڈوں کا لین دین کیا یعنی اس سے اوسط تجارت فی ہزار پونڈ ہر ایک ملک کی معلوم ہو جائے گی جو اوس نے مصر سے کی۔

نام ملک	اوسط مالیت فی ہزار پونڈ اوس مال کی جو ان ممالک سے مصر میں آیا			اوسط اوس مال کی جو مصر سے اون میں گیا		
	سنہ ۱۸۹۲ء	سنہ ۱۸۹۳ء	سنہ ۱۸۹۴ء	سنہ ۱۸۹۲ء	سنہ ۱۸۹۳ء	سنہ ۱۸۹۴ء
برطانیہ کلاں	۳۳۷	۳۰۸	۳۴۴	۵۸۸	۵۶۶	۵۴۸
انگریزی مقبوضات واقع بحیرہ روم	۱۵	۱۵	۱۲	۲	۱	۱
آسٹریلیا وغیرہ	۶۷	۶۹	۵۳	۲	۴	۴
جرمنی	۳۰	۳۱	۲۵	۲۳	۳۱	۲۲
امریکا	۴	۴	۵	۱۳	۱۹	۲۷
آسٹریا ہنگری	۸۶	۸۳	۸۱	۴۲	۳۶	۴۲

نام ملک	اوسط مالیت فی ہزار پونڈ اوس مال کی جو ان ممالک سے مصر میں آیا			اوسط اوس مال کی جو مصر سے اون میں گیا		
	سنہ ۱۸۹۲ء	سنہ ۱۸۹۳ء	سنہ ۱۸۹۴ء	سنہ ۱۸۹۲ء	سنہ ۱۸۹۳ء	سنہ ۱۸۹۴ء
بلجیم	۳۹	۳۶	۳۰	۱۰	۶	۱۰
چین و جاپان	۹	۱۰	۹	۱ ۱/۳	۱/۱۰	۱ ۱/۲
فرانس	۹۴	۱۰۳	۹۶	۸۱	۹۹	۷۵
فرانسیسی مقبوضات و قطعہ بحیرہ روم (یعنی الجیریا، کارسیکا، ٹیونس وغیرہ)	۲	۴	۳	۱	۲	۲
یونان	۴	۶	۶	۱	۱	۱
اٹلی	۳۰	۳۸	۳۶	۴۶	۴۶	۴۹
مراکو	۴	۳	۴	۱/۴	۱/۵	۱/۱۰
ایران	۶	۵	۸	—	—	—
روس	۳۸	۳۴	۳۰	۱۴۰	۱۶۰	۱۵۳
ٹرکی	۲۰۹	۲۲۰	۱۹۲	۲۳۵	۲۳۵	۲۹
سپانیہ	—	—	—	۱۲	۱۹	۲۱
دیگر ممالک	۴۳	۴۸	۴۱	۱۳	۲۴	۱۵

پچھلے تین برسوں میں مصر کی تجارت درآمد و برآمد کی بڑی بڑی اشیاء کی کیفیت حسب ذیل تھی:-

اشیاء جو باہر گئیں				جو باہر سے آئیں			
نام جنس	سنہ ۱۸۹۲ء	سنہ ۱۸۹۳ء	سنہ ۱۸۹۴ء	نام جنس	سنہ ۱۸۹۲ء	سنہ ۱۸۹۳ء	سنہ ۱۸۹۴ء
	پونڈ مصری	پونڈ مصری	پونڈ مصری		پونڈ مصری	پونڈ مصری	پونڈ مصری
کپاس	۸۸۳۸۰۳۴	۸۵۲۵۹۰۳	۸۱۸۹۱۷۰	سوتی پارچہ جات	۱۵۴۱۹۰۰	۱۳۳۰۸۳۸	۱۲۸۴۹۶۵
بنولے	۱۹۲۳۷۰۰	۱۸۴۳۸۶۰	۱۲۵۷۴۲۹	ریشمی اونی پارچہ جات کمبل ٹوپیاں وغیرہ	۱۳۰۳۷۰۰	۱۱۵۰۱۲۵	۱۱۷۴۰۹۸
شکر	۶۸۶۵۰۰	۶۶۰۷۹۳	۹۴۹۲۹۳	کوئلہ	۹۱۷۵۰۰	۴۰۴۸۴۷	۴۹۳۱۰۳
لوبیا وغیرہ	۹۹۳۰۰۰	۹۸۷۹۵۸	۹۸۱۰۳۹	جواہرات وغیرہ	۳۷۹۵۰۰	۳۵۶۹۰۳	۳۷۱۹۷۱
گندم	۲۲۸۹۰۰	۸۳۳۵۲	۱۱۰۹۳۶	لکڑی	۶۵۸۳۰۰	۳۳۹۳۸۲	۵۰۷۹۳

اشیاء جو باہر گئیں

نام جنس	سنہ ۱۸۹۲ء	سنہ ۱۸۹۳ء	سنہ ۱۸۹۴ء
	پونڈ مصری	پونڈ مصری	پونڈ مصری
چاول	۱۳۶۱۰۰	۱۵۱۳۰۸	۹۹۳۰۷
مکی	۱۱۹۰۰۰	۵۸۲۰	۹۹۰۴۶
کچا چمڑا اور کھالیں	۸۹۱۰۰	۹۳۷۹۳	۸۲۵۳۶
پیاز	۱۱۳۱۵۰	۱۳۹۰۹۸	۱۶۰۹۶۸
اون	۳۳۱۵۰	۳۸۱۵۰	۴۷۸۳۵
سبزی و چوکر	۱۳۷۰۰	۳۳۹۰	۹۲۳۴
سونٹھ سونگی	۴۳۳۰۰	۲۳۷۲۹	۱۷۵۹۵
گوند	۵۹۹	۱۱۷	۳۰۱۸

جو باہر سے آئیں

نام جنس	سنہ ۱۸۹۲ء	سنہ ۱۸۹۳ء	سنہ ۱۸۹۴ء
	پونڈ مصری	پونڈ مصری	پونڈ مصری
قہوہ	۳۸۹۱۵۰	۲۹۳۳۱۸	۲۵۳۴۹۳
شراب بیئر پورٹر وغیرہ	۲۹۳۸۵۰	۳۰۹۹۹۷	۲۸۳۳۳۲
تمباکو و سگار	۳۳۹۵۰۰	۴۴۴۱۷۷	۴۹۸۸۸۴
سوتی کپڑا اور دوسری قسم کے کپڑے	۳۳۴۳۵۰	۲۹۲۳۹۳	۲۸۶۹۹۰
کتان	۲۶۲۵۰۰	۱۵۲۰۷۵	۲۸۶۲۵۸
فولاد و آہنی اسباب	۲۰۳۵۰۰	۲۲۲۹۰۷	۲۹۲۹۱۴
نیل	۲۳۹۹۰۰	۲۰۸۴۲۷	۲۰۰۹۵۹
تازہ و خشک پھل	۲۷۳۰۰۰	۲۴۳۱۰	۲۴۱۳۳۳
حیوانات	۲۲۴۱۹۰۰	۱۸۷۶۹۹	۱۸۰۹۱۵
گندم و مکئی	۳۰۴۹۰۰	۳۳۷۸۱۵	۱۷۸۱۹۵
چاول	۱۵۲۱۱۹	۱۲۴۵۳۵	۱۰۲۷۹۷
قند مصفیٰ	۳۰۹۰۰	۲۵۹۲۳	۲۸۵۹۷

محصول تجارت سنہ ۱۸۹۲ء میں ۷۵۵۲۹۷ پونڈ مصری سنہ ۱۸۹۳ء میں ۷۸۸۹۶ پونڈ مصری اور سنہ ۱۸۹۴ء میں ۹۳۲۷۴۹ پونڈ مصری وصول ہوئی - سنہ ۱۹۰۲ء میں ۱۲ لاکھ ۱۶ ہزار گنی اور سنہ ۱۹۰۳ء میں ۱۳ لاکھ ۴ ہزار گنی وصول ہوئیں - جو اسباب تجارتی مصر میں داخل ہو مبصرین اوسکی پڑتال کر کے مالیت مقرر کرتے ہیں مالیت کا اندازہ دو طرح سے کیا جاتا ہے - ایک تو بیجک سے وہ قیمت معلوم کی جاتی ہے جتنی پر وہ اسباب اصلی ملک میں خریدا گیا - اور اس قیمت پر کرایہ ڈھوائی اور بیمہ کی اجرت وغیرہ کل اخراجات اضافہ کر لئے جاتے ہیں - دوسرا طریقہ یہ ہے کہ جس بندرگاہ میں اسباب اترے اس بندرگاہ میں تھوک فروشی کے نرخ سے اوسکی قیمت ہو اور بیمہ سے دس فیصدی کم کر دی جاتی ہے - تاہم وصولی محصول در آمد برآمد میں سہولیت پیدا کرنیکی غرض سے حکام محکمہ متعلقہ سوداگروں سے گفتگو کر کے سوا مذکورہ بالا طریقوں میں کسی ایک طریقہ کی بنا پر فی ٹن قیمت باہم مقرر کر لیتے ہیں مثلاً پارچہ سوتی نیل کوئلہ چاول مٹی کا تیل وغیرہ کی قیمت مقرر کر لی جاتی ہیں۔

مندرجہ بالا جدولوں میں جو پرمٹ خانوں کے نقشوں سے مرتب کیگئی ہیں۔ اندازہ کی گئی قیمتوں کے مطابق مالیت درج کی گئی ہے۔ اور اوسمیں محصول کی مقدار جو مالیت پر ۸ فیصدی کے حساب سے لیا جاتا ہے شامل نہیں کی گئی۔ برآمد کی تقریباً تمام اجناس کے لئے بھی محصول مقرر ہے جو بعض پر باعتباری شرحوں اور بعض پر سابقہ شرحوں کے مطابق جو شرح میں محصول برآمد کیطرح معین کیجاتی ہیں لیا جاتا ہے۔

اجناس کی مقدار سوداگروں کے بیانپر درج کی جاتی ہیں اور محکمہ پرمٹ خانہ اونکی پڑتال کرتا ہے۔ باہر سے لانے والے یا باہر کو لیجانے والے سوداگر مال کے آنیکا ملک اور جس ملک کو وہ لیجایا جائیگا بتلاتے ہیں اور پرمٹ خانہ کے مخبر اور تلاشی کنندگان حتی الوسع اونکے بیانوں کی تصدیق کرتے ہیں۔ پرمٹ خانہ کے نقشوں سے صرف عام تجارت کی مقدار معلوم ہوتی ہے۔ اگر اوس درآمد کی مقدار معلوم کرنی ہو جو خاص مصر میں صرف ہوتی ہے تو درج شدہ مقدار اور مالیت سے اون اشیا اور اسباب کی مالیت وضع کرنی چاہیئے جو پھر باہر چلی جاتی ہیں۔ مگر ایسے اسباب کی مالیت کوئی بہت بڑی نہیں۔ اور بمشکل ۳ یا ۴ لاکھ پونڈ ہوتی ہے جنمیں سے نصف قسم کا تو وہ تمباکو ہوتا ہے جو مصر میں داخل ہوکر پھر سگرٹوں اور چرٹوں کی شکل میں باہر چلا جاتا ہے۔ جو اسباب مصر کی راہ سے دیگر ممالک کو جانے کے لئے اسمیں داخل ہوتا ہے اوسکی زیادہ سے زیادہ مالیت چھ لاکھ پونڈ سے زیادہ نہیں ہوسکتی جسمیں ۹/۱۰ حصہ تو اوس کوئلہ کی مالیت ہوتی ہے جو بندر سعید میں داخل ہوکر ایک فیصدی محصول درآمد ادا کرنے کے بعد پھر باہر چلا جاتا ہے جو اسباب عارضی طور پر بندرگاہوں میں امانت رکھا جائے یا پھر جہاز پر لاد دیا جاوے وہ ایسے اسباب میں شمار نہیں ہوتا جسے ٹرانزٹ یعنی ملک میں سے گذر نیوالا کہا جاتا ہے۔ درست حساب رکھنے اور صحت کی تکمیل کے لئے حکام پرمٹ جد وجہد کرتے ہیں وہ اور تعین مالیت کا طریقہ ایسا عمدہ ہے کہ مصر کے تجارتی نقشوں کی نسبت یہ کہا جاسکتا ہے کہ وہ حتی الامکان درست ہیں۔

مصر اور برطانیہ کلان کے درمیان پچھلے پانچ برسوں میں جو تجارت باہمی ہوئی اوس کی سالانہ مالیت نقشہ ذیل سے منکشف ہوجائیگی۔ جو انگلستان کی مجلس تجارت کے نقشوں سے مرتب کیا گیا ہے۔

	سنہ ۱۸۹۰ء	سنہ ۱۸۹۱ء	سنہ ۱۸۹۲ء	سنہ ۱۸۹۳ء	سنہ ۱۸۹۴ء	سنہ ۱۹۰۳ء
مصر سے برطانیہ کلان کو گیا	پونڈ	پونڈ	پونڈ	پونڈ	پونڈ	پونڈ
	۸۳۶۸۸۵۱	۱۰۹۵۸۲۸۸	۱۰۵۲۵۲۳۰	۸۸۴۵۲۴۶	۹۳۸۴۸۰۱	۱۲۹۸۳۷۶۲
برطانیہ کلان سے مصر کو آیا	۳۳۸۱۸۳۰	۳۷۸۹۲۲۸	۳۱۹۲۵۹۲	۳۳۶۳۷۴۵	۳۹۹۵۳۹۰	۶۴۳۹۹۳۶

نقشہ ذیل سے اون بڑی بڑی اشیا اور اجناس کی مالیت معلوم ہوگی جو مندرجہ بالا سنین میں مصر سے

برطانیہ کلاں کو گئیں اور وہاں سے آئیں۔

سال	مصر سے برطانیہ کلاں کو گئیں				برطانیہ کلاں سے مصر کو آئیں			
	کپاس	بنولے	تخم	لوبیا	پارچات	کوئلہ	لوہا	کلیں
سنہ ۱۸۹۰ء	۵۰۲۰۹۹۴۲	۱۹۰۵۸۰۱	۱۰۰۹۹۰	۵۹۱۸۷۹	۱۵۳۰۵۸۲	۱۰۳۸۵۳۳	۱۵۲۸۱۲	۱۱۸۳۶۲
سنہ ۱۸۹۱ء	۴۴۷۸۹۰۵	۱۸۸۴۳۹۸	۱۵۰۷۶۷	۸۰۰۸۶۰	۱۶۲۵۹۹۹	۱۰۷۴۴۳۸	۱۱۹۹۲۰	۱۳۳۲۹۶
سنہ ۱۸۹۲ء	۶۷۰۰۴۳۰	۲۱۹۶۰۶۷	۲۱۰۵۳	۶۶۶۸۹۳	۱۳۴۹۹۱۰	۹۵۲۵۸۸	۱۶۵۰۱۴	۱۱۸۴۲۲
سنہ ۱۸۹۳ء	۵۳۶۳۸۱۷	۲۰۳۳۶۲۵	۲۵۵۳۸۱	۵۶۱۰۰۷	۱۵۹۹۱۶۹	۷۵۵۲۳۷	۱۶۳۲۰۳	۱۳۱۸۸۰
سنہ ۱۸۹۴ء	۵۶۸۵۵۳۸	۱۸۳۳۶۲۵	۱۹۰۲۸۲	۶۳۹۹۲۸	۱۶۶۳۲۰۹	۹۲۵۸۵۳	۱۹۱۰۳۳	۱۵۸۱۹۷
سنہ ۱۹۰۳ء	۹۴۴۳۲۹۵	۱۹۲۳۹۲۵	۳۶۵۱۹	۹۰۱۳۹	۲۴۱۸۲۲۵	۱۲۶۱۲۵۸	۳۷۱۹۱۲	۳۶۰۹۳۹

سنہ ۱۸۹۱ء میں ۵۰۰۵۲۰۳ پونڈ کی گندم مصر سے برطانیہ کلاں کو گئی اور سنہ ۱۸۹۴ء میں صرف ۳ پونڈ کی۔

جہازات و جہازرانی بندرگاہ اسکندریہ میں جس قدر جہاز پچھلے پانچ برسوں میں داخل اور وہاں سے روانہ ہوئے اُنکی تعداد و وزن مجموعی اور قومیت حسب ذیل درج جدولوں میں ظاہر کی گئی ہے۔ بندرگاہ اسکندریہ میں جیسے لنگرگاہیں گھاٹیں اور گودیاں مکمل ہو گئی ہیں گورنمنٹ مصر نے ان کاموں کے علاوہ جہازرانی کو اور زیادہ آسان کرنے کے لئے بندرگاہ میں ایک راستہ تین سو فیٹ چوڑا تیار کیا ہے۔ تاکہ جہازات جو طوفانی موسم میں بندرگاہ میں بوقت داخل ہونے کے فوراً سیدھا مستقیم داخل ہو سکیں۔ یہ نیا راستہ ۳۰ فیٹ عمیق ہے اور جولائی سنہ ۱۸۹۴ء میں جہازرانی کے لئے کھولا گیا تھا۔ سنہ ۱۸۹۴ء سے بعد اور بھی کئی اہم اضافے اور ترقیاں اس بندرگاہ میں عمل میں آچکی ہیں۔

سن	تجارتی جہازات جو بندر اسکندریہ میں داخل ہوئے		تجارتی جہازات جو بندر سے روانہ ہوئے	
	تعداد	وزن مجموعی ٹنوں میں	تعداد	وزن مجموعی ٹنوں میں
سنہ ۱۸۹۰ء	۲۰۱۹	۱۹۳۳۳۲۰	۲۰۳۰	۱۹۱۳۸۰۰
سنہ ۱۸۹۱ء	۳۱۹۳	۱۸۰۷۷۱۷	۲۱۵۸	۱۷۶۵۸۱۶
سنہ ۱۸۹۲ء	۲۳۱۳	۲۱۱۹۱۳۳	۲۲۹۱	۲۰۷۴۴۱۳
سنہ ۱۸۹۳ء	۲۲۷۱	۲۰۳۳۰۶۰	۲۳۳۳	۲۰۳۵۴۳۱
سنہ ۱۸۹۴ء	۲۳۷۵	۲۳۳۱۱۲۵	۲۳۹۷	۲۲۰۱۹۸۲
سنہ ۱۹۰۳ء	۳۳۳۶	۲۷۸۱۹۱۲	۳۳۷۱۵	۲۸۰۹۹۵۸

جدول دوم۔ تعداد تجارتی جہازات باعتبار قومیت جو سنہ ۱۸۹۴ء میں داخل اور روانہ ہوئے۔

قومیت		آمد		روانگی	
		تعداد جہازات	وزن مجموعی	تعداد جہازات	وزن مجموعی ٹنوں میں
انگریزی	سنہ ۱۹۰۳ء	۷۱۶	۱۱۹۳۱۷۷۳۱	۷۱۶	۱۳۱۱۵۵۳
	سنہ ۱۸۹۴ء	۶۹۸	۹۸۸۸۵۰	۶۹۹	۹۹۸۴۸۵
فرانسیسی	سنہ ۱۹۰۳ء	۱۱۵	۳۰۵۲۸۸	۱۱۵	۳۰۵۲۰۳
	سنہ ۱۸۹۴ء	۱۴۱	۲۹۲۲۳۶	۱۴۰	۱۹۳۹۴۹
آسٹریا کے	سنہ ۱۹۰۳ء	۱۱۲	۲۱۶۴۱۴	۱۰۱	۲۱۲۵۰۹۵
	سنہ ۱۸۹۴ء	۱۳۹	۱۹۶۳۰۲	۱۳۳	۱۹۳۹۴۹
عثمانیہ	سنہ ۱۹۰۳ء	۱۸۸۹	۲۲۹۰۷۴	۱۸۶۴	۲۳۳۹۸۵
	سنہ ۱۸۹۴ء			۹۸۲	۲۳۵۴۳۸
روسی	سنہ ۱۸۹۴ء	۸۴	۱۵۵۲۸۶	۷۸	۱۴۳۱۳۷
اطالین	سنہ ۱۹۰۳ء	۱۸۲	۳۱۰۱۱۰	۱۹۱	۳۲۰۹۳۴
	سنہ ۱۸۹۴ء	۱۳۷	۲۲۰۲۷۵	۱۳۴	۳۱۱۳۴۵
سویڈن اور ناروے کے	سنہ ۱۸۹۴ء	۴۲	۵۹۰۳۶	۳۹	۵۲۸۸۴
یونانی	سنہ ۱۸۹۴ء	۱۵۳	۲۲۳۱۴	۱۳۶	۲۹۴۱۲
جرمن	سنہ ۱۸۹۴ء	۲۳	۳۳۴۷۵	۲۳	۳۳۴۷۵
ہسپانیہ کے	"	۱	۹۰۱	۱	۹۰۱
بلجیم کے	"	-	-	-	-
ڈنمارک کے	"	۵	۶۹۳۷	۵	۱۲۲۱
ڈچ یعنی ہالینڈ کے	"	۱	۱۲۳۱	۱	۱۲۲۱
پرتگیز	"	-	-	-	-
یروشلم کا جھنڈا اختیار کرنے والے	سنہ ۱۸۹۴ء	۵	۲۱۳	۴	۱۷۶
جزیرہ ساموس کے	"	۲۹	۲۷۱۳	۱۶	۲۳۲۵
ماٹی نیگرو کے	"	۴	۸۷۴	۷	۱۷۲۳
میزان	سنہ ۱۸۹۴ء	۲۳۷۵	۲۲۳۱۱۳۵	۲۳۹۷	۲۳۰۱۸۸۵

مختصر سوئیز } سنہ ۱۹۰۳ء و سنہ ۱۸۹۴ء میں بڑی بڑی قوموں کے جو جہاز شہر بیروت میں آئے اونکی تعداد اور مجموعی وزن یہ ہیں۔

کمپنی نے ان ۱۷۶۹۰۲ حصص کے جمیع منافعوں کی کفالت پر ایک لاکھ بیس ہزار تمسک جاری کئے کہ ان حصّوں سے جو منافع ملے وہ اس قرضہ کے تمسک داران یعنی قرضخواہوں کو دیا جاوے مگر مقدار منافع میں سے اس قدر رقم سالانہ فنڈ بے باقی کے لئے وضع کر لی جایا کرے کہ سنہ ۱۹۷۴ء تک وہ قرضہ یعنے تمسک بیباق ہو جاویں۔

کمپنی نہر سویز کے بنیادی قوانین کے رو سے قرار دیا گیا ہے کہ سرمایہ کا خالص منافع اگر پانچ فیصدی سے زیادہ ہو تو فاضل رقم اس طرح تقسیم کی جاوے (۱) فاضل کا ۱۵ فیصدی مصری گورنمنٹ کو (۲) ۱۰ فیصدی بانیوں کے حصص کو (۳) ۲ فیصدی ملازمان کمپنی کو (۴) ۷۱ فیصدی ۷۷۶۴۲۹۳ حصص کو (۵) ۲ فیصدی مینیجنگ ڈائرکٹروں (مہتمموں) کو سنہ ۱۸۹۶ء میں خالص منافع ۴۴۳۳۷۶۳۰۴۰ فرینک ہوا۔

وسائل آمد و رفت و خط و کتابت یکم جنوری سنہ ۱۸۹۵ء کو مصر میں ۱۰۹۸ میل سرکاری اور ۷۲ میل کمپنیوں کی کل ۱۱۷۰ میل ریل جاری تھی جنمیں سے ۹۰۹ میل ڈلٹا مصر البحری میں تھی اور ۲۶۱ میل مصر الصعید میں۔ انکے علاوہ ۲۷۰ میل زیر تعمیر تھے۔

یکم جنوری سنہ ۱۹۰۱ء کو ۱۴۲۰ میل طویل ریلوے سرکاری ملکیت تھی۔ اور ۷۸۰ میل زرعی ریلوے کمپنیوں کی ملکیت۔ ہر دو میں علی الترتیب ۸۸۵ و ۵۳۹ میل ڈلٹا میں ہیں۔ اور ۵۱۸ و ۲۴۸ بالائی مصر میں۔ ان لمبائیوں میں قاہرہ کی مضافاتی ریل از قاہرہ تا حلوان ۱۶ میل طویل اور سوڈان فوجی ریلوے تا خرطوم شامل نہیں۔ مصری ریلوے لائن چار فیٹ ½ ۸ انچ عرض پیمانہ کی ہیں۔

مندرجہ ذیل جدول سے پچھلے برسوں میں سرکاری ریلوں کی جسقدر لمبائی تھی اور دیگر مراتب معلوم ہو جائیں گے۔

سن	لمبائی لین کی	تعداد مسافران	مقدار اجناس جو ڈھویا گیا	خالص بچت
	میل		ٹن	پونڈ مصری
سنہ ۱۸۹۰ء	۹۹۱	۳۶۹۶۳۸۶	۱۶۳۱۳۹۳	۷۹۸۳۱۸
سنہ ۱۸۹۱ء	۹۹۳	۵۶۱۲۲۵۶	۲۱۴۷۲۵۸	۹۳۵۰۰۹
سنہ ۱۸۹۲ء	۹۹۹	۷۰۴۷۳۹۵	۲۲۵۶۵۵۶	۹۵۱۹۲۲
سنہ ۱۸۹۳ء	۱۰۸۰	۹۳۰۱۰۸۱	۲۱۱۳۰۰۲	۹۱۸۵۸۷
سنہ ۱۸۹۴ء	۱۰۸۷	۹۸۲۰۸۱۳	۲۳۹۱۸۴۸	۱۰۰۷۰۷۰
سنہ ۱۹۰۱ء	۱۳۹۳	۱۳۰۱۳۹۵۷۳	۳۰۰۳۹۹۰	۱۲۲۲۳۶۱

سن	لمبائی لین کی	تعداد مسافران	مقدار مال جو ڈہویا گیا	خالص بچت
سنہ ۱۹۰۲ء	۱۳۹۳	۱۲۵۶۳۵۵۱	۳۹۰۴۴۹۱	۱۰۵۹۱۰۳
سنہ ۱۹۰۳ء	۱۱۴۸	۱۴۹۵۱۶۶۷	۳۰۵۹۸۶۱	۱۰۶۳۷۹۱

سنہ ۱۸۹۴ء میں کل آمدنی ریلوے ۲۳۰۹۴۸۷۱ پونڈ مصری۔ اور خرچ ۱۰۷۶۶۶ پونڈ مصری یعنی آمدنی سے تقریباً ۴۳ فیصدی ہوا سنہ ۱۹۰۲ء میں کل آمدنی ۱۳ لاکھ ۹۳ ہزار ۹۹۳ گنی ہوئی اور خرچ ۱۱۴۲۹۶ گنی یعنی آمدنی کا ۵۱٫۷۱ فیصدی حصہ۔

تار سنہ ۱۸۹۴ء کے اخیر پر سرکاری سلسلہ تار برقی کی لمبائی ۲۲۹۹ میل۔ اور اونکی تاروں کی ۴۱۲۴ میل تھی۔ گورنمنٹ نے ایک ٹیلیفون کمپنی کو شہروں میں ٹیلیفون کی تاریں کہچانیکا اجارہ دیا ہے۔ ایسٹرن (مشرقی) ٹیلیگراف کمپنی کو بھی اسکندریہ سے براہ قاہرہ سویز تک۔ اور بندر سعید سے سویز تک تار کہچانے اور نیز اپنے سلسلہ کے تار برقی کو انگلستان اور ہندوستان کے سلسلوں سے ملانیکی اجازت عطا ہوتی ہے۔ (جنکو مثال ہی وہ ایک کمپنی ہے۔ مؤلف) سنہ ۱۸۹۴ء میں ۸۸۶۲۵۱۱۔ اور سال سابق میں ۱۶۲۱۸۶۴ پیغام سرکاری تاربرقیوں سے روانہ گئے کمپنی کے پیغام علیحدہ ہے۔ آخر سنہ ۱۹۰۳ء میں سلسلہ تار ۲۲۵۹۲ میل اور اونکی تاریں ۱۰۸۶۸ میل لمبی تہیں۔ قاہرہ و اسکندریہ کے درمیان ٹیلیفونی سلسلہ بھی قائم ہے جو بہت مقبول ہوا ہے۔ مصر میں کل ٹیلیفونی سلسلے ۳۳ ہیں جنکی لمبائی ۲۴۳ میل اور اونکی تاروں کی ۹۶۰ میل ہے سنہ ۱۹۰۲ء میں مصری تارگھروں نے علاوہ سرکاری پیغاموں اور کمپنی کے پیغاموں کے ۲۷۴۹۱۹ پیغام پہونچے۔ اور سنہ ۱۹۰۳ء میں ۷۹۵۸۲۳۱۔

مصر کے شہروں میں ۲۵۲ ڈاک خانے ہیں۔ اور انکے علاوہ ۴۵ سفری اور ۳۸۲ دیہاتی ڈاکخانجات ہیں سنہ ۱۹۰۲ء میں ۷۷۴ ڈاکخانے ۳۸۹ سفری اور ۴۰۸ دیہاتی ڈاکخانے تھے مصر کے ڈاکخانوں میں اب وہ تمام کام ہوتے ہیں جو کہ دیگر مہذب ممالک کے ڈاک خانہ کرتے ہیں سنہ ۱۸۹۴ء و سنہ ۱۹۰۲ء میں مصری ڈاکخانوں میں جو خطوط۔ پوسٹکارڈ۔ اخبارات وغیرہ آئے اونکی تفصیل یہ ہے۔

قسم خطوط		ملکی	غیر ملکی	میزان
لفافہ پوسٹکارڈ	سنہ ۱۸۹۴ء	۱۰۰۹۰۰۰۰	۳۱۰۷۵۰۰	۱۴۱۶۶۵۰۰
	سنہ ۱۹۰۲ء	۱۵۵۶۰۰۰۰	۳۴۸۵۰۰۰	
اخبارات وغیرہ	سنہ ۱۸۹۴ء	۳۳۹۰۰۰۰	۳۳۱۳۵۰۰	۶۶۰۳۵۰۰
	سنہ ۱۹۰۲ء	۹۴۸۰۰۰۰	۱۵۱۵۰۰۰	۱۰۹۹۵۰۰۰
میزان	سنہ ۱۸۹۴ء	۱۳۵۵۰۰۰۰	۲۵۳۰۰۰۰	۳۱۰۷۰۰۰
	سنہ ۱۹۰۲ء	۲۵۰۴۹۵۰۰	۵۱۹۶۰۰۰	۳۰۵۸۹۵۰۰

سنہ ۱۸۹۴ء میں منی آرڈروں کی تعداد ۲۳۴۷۰۰ ۔ اور اونکی مالیت ایک کروڑ بیالیس لاکھ پونڈ مصری تھی

اور سنہ ۱۹۰۲ء میں قیمتاً ۷ لاکھ ۲۶ ہزار دو سو اور بالیت ایک کروڑ ۸ و لاکھ ۵ ہزار چار سو گنی۔ غیر ملکی خط و کتابت میں ہوا ۴ فیصدی سنہ ۱۸۹۷ء میں برطانیہ کلان کے ساتھ ہوئی اور سنہ ۱۹۰۲ء میں ۷۴ فیصدی۔

سکے۔ اوزان۔ اور پیمانے

سکے پیاسترطارف = ۱۰ ملیم۔ پونڈ مصری = ۱۰۰۰ ملیم یا ۱۰۰ پیاسترطارف کے۔ ۹۷ ½ پیاسترطارف = ایک پونڈ انگریزی۔ ۷۷ ۳/۲۰ پیاستر = ۲۰ فرینک یا طلائی نپولین کے۔ مصری پونڈ کا وزن ۸ ½ گرام ہوتا ہے۔ اوس میں ۸۷۵/۱۰۰۰ حصہ خالص سونا یعنی ۷۴۳۷۵/۱۰۰۰۰ گرام ہوتا ہے۔ دس پیاستر کا نقرئی سکہ وزن میں ۱۲ ½ گرام ہوتا ہے۔ اوسمیں ۹/۱۰ حصہ یعنے ۱۱ ¼ گرام خالص چاندی ہوتی ہے۔ مصر کے نقرئی سکہ میں سنہ ۱۸۸۵ء و سنہ ۱۸۸۶ء میں مکمل اصلاح کی گئی۔ اس سے پہلے یوروپ کے تمام ملکوں کے سکے عام مروج تھے۔ مگر اب غیر ملکی نقرئی سکے پر بٹہ لیا جاتا ہے۔ خدیو کے فرمان مورخہ یکم اگست سنہ ۱۸۸۵ء کے رو سے سنہ ۱۸۹۱ء کی یکم جنوری سے مصر میں میٹریکل سسٹم کے پیمانوں اور وزنوں کو جاری کئے جانیکا حکم دیا گیا۔ اور اس قاعدہ کو پہلے سرکاری اور انتظامی بیوپاروں میں لازمی گردانا گیا۔

(انڈیشن سنہ ۱۹۰۶ء) مصری سکوں میں گنی یا پونڈ طلائی ہے۔ اور ۲۰-۱۰-۵-۲- اور ایک پیاستر بالیت کے سکے نقرئی۔ اور ایک پیاستر ½- ⅕- ⅒ پیاستر کے سکے نکل کے اور ۱/۲۰ اور ۱/۴۰ پیاستر کے پیتل کے۔ چاندی کے سکے صرف دو پونڈ کی رقم تک قانوناً قرضہ وغیرہ میں پیش کئے جا سکتے ہیں۔ اس سے زیادہ رقم ہو تو طلائی سکے میں ادا ہونی چاہئے۔ چند سالوں سے مصری گنی مضروب نہیں ہوئی۔ نہ خزانہ سے وہ جاری کیگئی ہے۔ بنا برین مصر و سوڈان میں زیادہ تر چلن انگریزی پونڈ ہی کا ہے۔ مصری سکہ اب برمنگھم (انگلستان) کی ٹکسال میں مضروب ہوتے ہیں۔ سنہ ۱۸۸۷ء سے سنہ ۱۹۰۳ء تک حسب ذیل مالیت کے مختلف دہات اور پرانے سکوں سے مضروب ہوئے۔

میزان	پیتلی	نکل	نقرئی	طلائی	سال
پیاستر	پیاستر	پیاستر	پیاستر	پیاستر	
۲۳۰۰۶۸۴۱۷	۱۰۰۲۴۶۶	۲۵۸۳۶۶۰۲	۱۹۸۰۲۶۹۴۹	۵۲۰۲۴۰۰	سنہ ۱۸۸۷ء-۱۹۰۲ء
ایک کروڑ ۵۱ لاکھ	ایک لاکھ	پچاس لاکھ	ایک کروڑ	-	سنہ ۱۹۰۳ء
۲۴۵۱۶۸۴۱۷	۱۱۰۲۴۶۶	۳۰۸۳۶۶۰۲	۲۰۸۰۲۶۹۴۹	۵۲۰۲۴۰۰	میزان

غلے کے پیمانے۔ غلہ کی مقدار پیمانہ اردب میں [illegible] ہوتی ہے۔ [illegible] بوشل [illegible] کے برابر

ہوتا ہے۔ اردبہ کے مختلف وزن حسب ذیل ہیں:۔

ایک اردبہ گندم = ۳۱۵ رطل۔ ایک اردبہ لوبیا وغیرہ = ۳۳۰ رطل۔ جو = ۲۵۰ رطل۔ مکی = ۳۱۵ رطل۔ بنولے = ۲۷۰ رطل۔

اوزان } اوقیہ = ۳۲۰۶/۱۰۰۰۰ ۱۔ اونس کے۔ رطل = ۹۹۰۴۹/۱۰۰۰۰۰ پونڈ کے۔ اوقی = ۴۵۱۳/۱۰۰۰۰ ۲ پونڈ کے
قنطار = ۱۰۰ رطل = ۳۶ اوقی = ۴۹۲/۱۰۰۰ ۹۹ پونڈ کے۔

طولانی پیمانے } ذراع بلدی = ۸۳۵/۱۰۰۰ ۲۲۔۱ انچہ۔ ذراع معماری = ۵۲۸۱/۱۰۰۰۰ ۲۹۔۱ انچہ۔
قصابہ = ۶۶۳/۱۰۰۰ ۱۳۹۔۱ انچہ۔

سطحی پیمانے } فدان = ۳۸۰۸/۱۰۰۰۰ ۱۔ ایکڑ کے۔ مربع پق = ۶ مربع فیٹ ۷ انچہ۔ یہ پیمانہ چھوٹے
چھوٹے قطعات ارضی اور مکانات وغیرہ کے ناپنے میں مستعمل ہوتا ہے۔

سفرائے و ایلچیان } ملکہ انگلستان کی طرف سے قاہرہ میں ایجنٹ اور قونصل جنرل اور
خاص ایلچی۔ لارڈ کرومر جی سی بی۔ جی سی ایم جی۔ کے سی
ایس آئی سی آئی ای۔ (اب بھی یہی ہیں) اور موجودہ کونسلر مسٹر فنڈلے ہیں۔

سکرٹریان۔ ریل راڈ سی ایم جی۔ کونٹ ڈی سالیس۔ ای مچل اینز۔ آنریبل آرتھر سنا ٹلی
قونصل جنرل اور جج بمقام اسکندریہ۔ سر چارلس کگسن۔ کے سی ایم جی۔ سی بی۔ (موجودہ مسٹر گولڈ)
قونصل بمقام قاہرہ۔ ریلیف بارگ سی ایم جی (موجودہ مسٹر البن)

ان کے علاوہ طنطا، زقازیق و میاط۔ بندر سعید۔ سویز اور سواکم میں انگریزی قونصل مامور ہیں۔ اس وقت مضمون۔ طنطا۔ زقازیق۔ برکۃ اللسب۔ تھیبس اور بندر سعید میں ہیں) امپیریل ٹرکش کمشنر بہ مصر ہز ایکسلنسی دولتلو غازی مختار پاشا۔

صوبہ مصری و انگریزی سوڈان } (از اڈیشن سنہ ۱۹۰۶ء) سوڈان میں مصری اقتدار ساٹھ
برس کے عرصہ میں بتدریج وسعت پاتے رہنے کے بعد سنہ ۱۸۸۴ء
میں مہدی کی بغاوت سے ڈوب گیا۔ اور علاقہ مذکور پر مہدی اور پھر اس کا خلیفہ سولہ سال تک قابض رہے۔ سنہ ۱۸۹۶ء میں انگریزی اور مصری افواج نے مکرر تسخیر سوڈان کی مہم شروع کر کے ۲ ستمبر ۱۸۹۸ء کو خلیفہ عبداللہ کی کامل ہزیمت پر اس کام کو مکمل کیا۔ نومبر ۱۸۹۸ء میں مصری افواج نے تعاقب کر کے خلیفہ کو بمقام غدید جا لیا۔ جہاں وہ مردانہ وار لڑتا ہوا ہلاک ہوا۔ اور اس کے بقیۃ السیف ہمراہی اسیر ہو گئے۔ ۱۹ جنوری سنہ ۱۸۹۹ء کو انگلستان اور خدیو مصر میں باہم یہ قرار داد ہوئی کہ ۲۲ درجہ عرض البلد کے جنوب کے کل علاقہ کا انتظام ایک

گورنر جنرل کی تحویل میں رہے گا۔ جو مصری گورنمنٹ برضامندی انگلستان مقرر کیا کرے گی۔ اس صوبے کے نظم ونسق کے لئے بھی چند شرائط وضع کی گئیں جنمیں چند یہ ہیں پس صوبہ میں مصری اور انگریزی دونوں علم نصب ہوا کریں گے۔ قوانین برقرار اعلانات نافذ ہوا کریں گے۔ مصر سے آنیوالے مال پر محصول برآمد نہ ہوگا۔ باقی ممالک کے مال مصری تعرفہ کے مطابق محصول لیا جائیگا۔ غلاموں کی درآمد برآمد ممنوع کی گئی اور اسلحہ۔ بارود و مسکرات کی تجارت بھی ناجائز قرار پائی۔

سودانی صوبہ مصر کی جنوبی سرحد سے شروع ہوکر جنوب میں علاقہ یوگنڈا تک پانچ درجہ عرض البلد شمالی تک چلا گیا ہے۔ اور شمالاً جنوباً تقریباً بارہ سو میل ہے۔ اور مشرق میں بحر قلزم سے لیکر مغرب میں وسط افریقہ کی ریاست وادای تک چلا گیا ہے لیکن مغربی سرحد ابھی غیر معین ہے۔ کل رقبہ تخمیناً ساڑھے نو لاکھ میل مربع ہے۔ اور آبادی علی الحساب بیس لاکھ۔ بندر مصوع جو پہلے مصر کا سودانی بندر تھا۔ اب اطالین مقبوضہ ارتیریا کے ماتحت ہے۔ اسیطرح قصبہ ہرار مصری حکومت نے وہاں کی مقامی امیر کے حوالہ کردیا۔ جو اسوقت حبش کے تابع ہے۔ بندر زیلع و بربرا انگلستان نے لیکر برٹش صومالی لینڈ میں ملا لئے۔ اطالین مقبوضہ ارتیریا اور سوڈان کی مشترکہ کالہم اور حبش و سوڈان کی مشترکہ حد کا بڑا حصہ معین ہو چکا ہے۔ بڑے شہر یہ ہیں:- خرطوم پایہ تخت آبادی ۸ ہزار۔ ام درمان مہدی کا پایہ تخت و آباد کردہ۔ آبادی ۴۸ ہزار۔ حلفہ۔ مروی۔ بربر۔ الدامر۔ سواکن۔ کسلہ۔ کاملین۔ وادمدنی۔ دویم۔ الابیض۔ سوڈان اب تک درویش حکومت کے مظالم کے اثر سے نہیں سنبھلا تھا جسکی بیوقوفی سے تجارت بالکل مفقود اور زراعت تقریباً معدوم ہوگئی تھی۔ تاہم شمالی حصہ بہت کچھ سنبھل گئے ہیں۔ جنوبی حصہ میں معادن بافراط موجود ہیں۔ اور یہاں بھی زمین نہایت زرخیز ہے۔ نیل ازرق کی متصلہ زمین میں بوقت کروڑ من روئی پیدا کر سکے گی۔ اور اس کے جنگلوں میں بھی نہایت بیش قیمت لکڑی موجود ہے۔ نیل ابیض کے علاقہ کی گو زمین چنداں زرخیز نہیں مگر وہاں کے جنگلات بھی قیمتی درختوں سے مالامال ہیں۔ کاردوفان کے جنگل گویا گوند کا گھر ہیں۔ اور بحر الغزال کے جنگل ربڑ کا مخزن۔ جنوب ترین ہموار علاقہ والی اور مضر صحت ہے۔ اور مقام گوداکے نیچے نیل کا پاٹ بھی دریائی گھاس پھوس سے تقریباً ناقابل گذر ہو رہا ہے۔

سوڈان حسب ذیل بارہ صوبوں یا مدیریوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ خرطوم۔ نیل ازرق۔ ڈنگولہ۔ بربر۔ کسلا۔ سنار۔ کاردوفان۔ نیل ابیض۔ بحر الغزال۔ حلفہ۔ سواکن۔ بالائی نیل۔ بارہوں صوبوں کے گورنر فوج کے انگریز افسروں میں سے مقرر ہوتے ہیں۔ صوبے اضلاع میں منقسم ہیں۔ حاکم ضلع جو مامور کہلاتا ہے مصری اہلکار ہوتا ہے۔ ضلع اسوان جو پہلے سوڈان میں شامل تھا۔ دسمبر ۱۹۰۱ء سے مصر خاص کو منتقل ہوگیا ہے۔ ریاست

دارفر جو کاردوفان کے مغرب میں ہے مصری سودان میں شامل ہے۔ اور خراج ادا کرتی ہے۔ مگر وہاں کا اندرونی انتظام موروثی امیر کے ہاتھ میں رہنے دیا گیا ہے۔ سودان کے دیوانی و فوجداری ضابطے ہندوستان کے قوانین کے مثل ہیں۔ اور چار انگریز جج مقرر کئے گئے ہیں۔ ہر صوبہ میں فوجداری مقدمات کے لئے ایک عدالت قایم کی گئی ہے جس میں گورنر یا جج اور دو مجسٹریٹ اجلاس کرتے ہیں خفیف مقدمات انتظامی افسروں میں سے چند اشخاص کو جن کو اختیارات مجسٹریٹی دیئے جاتے ہیں۔ دیوانی مقدمات جج یا وہ موجود نہ ہو تو گورنر یا اوسکا نائب سماعت کرتا ہے۔ اپیل جوڈیشل کمشنر خرطوم کے پاس ہوتی ہے۔ خاص اسلامی معاملات کے متعلق مقدمات قاضیوں کے روبرو جو مصری سودان کے باشندے ہوتے ہیں پیش ہوتے ہیں۔ سنہ ۱۹۰۴ء میں سودان کی آمدنی چار لاکھ ۶۹ ہزار پونڈ تھی۔ اور خرچ ۸ لاکھ ۴۹ ہزار پونڈ۔ تین لاکھ ۸۰ ہزار پونڈ کی کمی مصری خزانہ نے پوری کی۔

سررشتہ تعلیم قایم کیا گیا ہے۔ اور ابتدائی مکاتب کھل رہے ہیں۔ خرطوم کے پرائمری سکول میں ڈیڑھ سو اور ام درمان کے مدرسہ میں ۲۰۰ طلبا ہیں۔ گارڈن کالج خرطوم جو ۱۰ لاکھ روپیہ کے سرمایہ سے قایم ہوا ہے علمی و کتابی تعلیم کے علاوہ سائنس و صنعت کی بھی کامل درسگاہ ہے۔ اور مکمل کارخانہ صنعتی تعلیم کا رکھا ہے۔ اس کے ساتھ مدرسہ معلمین بھی ہے جس میں سنہ ۱۹۰۳ء میں پچاس طلبا تھے۔ قاہرہ سے خرطوم تک ریل و تار موجود ہے۔ اور ۱۲ دسمبر سنہ ۱۸۹۹ء سے آمدورفت کی عام اجازت ہو گئی ہے۔ سنہ ۱۹۰۳ء کے آغاز میں تار کا سلسلہ بالائی نیل کے مقام ٹانگیکا تک پہنچ گیا تھا۔ اور بربر سے بحر قلزم کے بندر سواکن کے متصل مقام بندر سودان تک اوایل سنہ ۱۹۰۶ء میں ریلوے لاین مکمل ہو گئی تھی۔ جو دیگر سودانی لاینوں کی طرح تنگ پٹڑی کی ہے۔ اور لاینیں بھی زیر تجویز ہیں۔

مہدی کی بغاوت سے پہلے غلام۔ طلائی ریگ۔ ہاتھی دانت۔ شتر مرغ کے پر۔ گوند۔ چمڑہ۔ کھالیں بکثرت باہر جاتی تھیں۔ سردست گوند کی بڑی تجارت ہے۔ سودان جلد ہی کپاس کی بھی بڑی جو جائیگا۔ گورنر جنرل۔ سر فرانسس ونگیٹ۔ سردار افواج مصر۔ سکرٹری جنرل۔ کرنل ٹامسن۔ انسپکٹر جنرل سر سلاٹن۔ ڈایرکٹر محکمہ خبر رسانی و ایجنٹ جنرل قایم مقام ۔ کرنل جیکسن۔ فنانشل سکرٹری کرنل برنارڈ۔

۴۔ بوسینا و ہرزی گووینا

یہ دونوں صوبے عہدنامہ برلن کی رو سے انتظامی اور فوجی قبضہ کے لئے آسٹریا ہنگری کی گورنمنٹ کے سپرد کئے گئے۔ انکا نظم و نسق مجلس بوسینا کے اختیار میں ہے جسکا پریسیڈنٹ شہنشاہ آسٹریا کے قایم مقامی کی حیثیت میں اپنا کام خود ... ہے۔ شہر سرا جیوو پراونشل گورنمنٹ کا صدر مقام ہے۔ گورنمنٹ جو خاص صوبہ کے انتظام

بالا میں اعلیٰ اقتدار رکھتی اور آسٹری زبان میں "لینڈس ریجی رنگ" کہلاتی ہے تین محکموں محکمہ معاملات اندرونی محکمہ مال و محکمہ عدالت و تعلیم پر مشتمل ہے۔ انتظامی مقاصد کے لئے یہ صوبے چھ اضلاع (قریہ) اور ۴۸ تحصیلوں (بیضرک) میں تقسیم کئے گئے ہیں۔ پراونشل گورنمنٹ کی امداد کے لئے ایک مجلس مشیران ہے جس میں ساراجیو کے مذہبی عہدہ داران اعلیٰ اور بارہ قائم مقام رعایا کے داخل ہیں اسی طرح کی مجالس اضلاع
صیلوں کے حکام کی امداد کے لئے مقرر ہیں۔

۱۸۹۵ء کی آمدنی کا اندازہ ۵۰۰۲۰۷۰۱۰۴۳ فلورن (فلورن = ۲ شلنگ کے) اور خرچ کا اندازہ ۴۷۹۹۰۸۰۴۳ فلورن کیا گیا ہے۔ اور ۱۸۹۶ء کے موازنہ میں ۳۵۵۹۰۰۰ فلورن کی ایک غیر معمولی رقم بوسنیا و ہرزیگوینا کی فوج کے اخراجات کی بابت دی گئی ہے۔ ۱۹۰۵ء میں ۵ کروڑ ۱۴ لاکھ کرون آمدنی اور پانچ کروڑ ۱۳ لاکھ ۹۳ ہزار کرون خرچ ہوا۔

بوسنیا و ہرزیگوینا میں چھ اضلاع (قریہ) ہیں۔ اور انکا رقبہ ۲۳۲۶۲[له] مربع میل ہے۔ سنجق نووی بازار پر گو فوجی قبضہ آسٹریا کا ہے مگر اسکا ملکی انتظام ٹرکی کرتی ہے۔ ۱۸۹۵ء میں آبادی ۱۵۶۸۰۹۲ (مذکر ۸۲۸۱۰۱ مونث ۷۳۹۹۱۲) تھی۔ مذہب وار تفصیل یہ ہے:-

گریک اورینٹل کرسچین (مشرقی عیسائی یا پیرو کلیسائے یونانی) ۶۷۳۱۶۱ مسلمان ۵۴۸۸۱۸ رومن کیتھولک عیسائی ۳۳۴۳۰۶ یہودی ۸۲۰۹ دیگر مذاہب ۳۸۹۹۔

باشندوں کی قومیت سروین ہے۔ صرف جنوبی اضلاع میں ارنوط (البنی) اور تمام علاقہ میں خال خال جپسی پائے جاتے ہیں۔ بڑی آبادی و شہر یہ ہیں:-

ساراجیوو (صدر مقام) آبادی ۳۸۰۸۳۔ موستار ۱۴۳۷۰۔ بنجالوکا ۱۳۵۶۶۔ دولیتا تزلہ ۱۰۲۲۷۔

ان صوبوں میں ایک اعلیٰ کالج۔ دو معمولی کالج۔ چار تجارتی سکول ۹۴۲ مکاتب ابتدائیہ۔ ایک مذہبی مدرسہ کلیسائی یونانی کے پادریوں کا۔ ایک مدرسہ رومن کیتھولک پادریوں کے لئے۔ اور ایک ٹریننگ کالج معلمین کے لئے ہے۔ (سنہ ۱۹۰۵ء میں پانچ ٹیکنیکل سکول۔ ایک فوجی مدرسہ۔ ایک فوجی کالج۔ دس اعلیٰ زنانہ مدرسہ۔ ۹ تجارتی۔ ۲۱۳ پرائمری ۳۵۸ پرائمری اسلامی مکتب۔ ایک یونانی مذہبی اور ایک کیتھولک مذہبی درسگاہ۔ دو ٹریننگ کالج۔ اور ایک دستکاری صنعتی و حرفتی سکول قصبہ میں موجود ہیں۔ اور عملی زرعی تعلیم دیہاتی مدارس میں رائج کی گئی ہے۔ تعلیم مفت ہے۔

ساراجیوو میں عدالت عالیہ ہے۔ اور اضلاع و تحصیلوں کی عدالتیں ابتدائی عدالتیں مقرر ہوتی ہیں

له اب ۴۵ ہیں۔ مولف له ۱۹۰۶ء کی اڈیشن میں رقبہ ۱۹۷۰۲ مربع میل بتایا گیا ہے۔ مولف

زمین بڑی زرخیز ہے۔ مگر طریقہ کاشت نہایت ہی بھدا اور پرانا ہے۔ ہرزی گووینا کی بڑی مشہور فصل تمباکو ہے۔ مکی۔ گندم۔ کچھ پنبہ۔ چقندر۔ گیہوں۔ جَو پیدا ہوتی ہے۔ آلو۔ سبزیاں و ترکاریاں کی بکثرت کاشت ہوتی ہے۔ دونوں صوبوں میں پھل کی بہت افراط ہے۔ دونوں کی آبادی پونے چودہ لاکھ ہے جو کل میں ۸۸ فیصدی ہے۔ اور کل رقبہ کے ۴۸ فیصدی پر جنگل ہیں۔ تمباکو پر سرکاری اجارہ ہے۔

ہرزی گووینا میں انگور کی کاشت ہوتی ہے۔ لیکن اور کچھ ایسی تیار نہیں ہوتی جو مقامی صرف کو بھی کفایت نہیں کرتی۔ شکر کی بھی کاشت ہوتی ہے۔ اور [illegible] بمقام اسوسا ایک سرکاری کارخانہ قندسازی کا ہے۔ سنہ ۱۸۹۵ء میں دونوں صوبوں میں ۲۲۳۳۳۲ گھوڑے۔ ۱۴۱۶۲۳۹ مویشی۔ ۹۴۸۲۲۲ بکریاں۔ ۳۳۲۶۲۰ سور تھے۔ اور ۳۲۳۴۲۲۹ بھیڑیں تھیں۔

ریشمی کیڑوں کی پرورش کو بھی رواج دیا گیا ہے۔ عام پیشہ اور ذریعہ معاش مویشی پالنا اور چرانا ہے۔

معدنیات بافراط موجود ہیں۔ کانوں سے اب لوہا۔ تانبا۔ مینگنیز۔ کرومیم۔ پارہ۔ سیسہ۔ جست اور کوئلہ نکالا جاتا ہے۔ بمقام ڈولنیا تزلہ نمک کی کانیں موجود ہیں۔ سنہ ۱۸۹۲ء میں ۳۴ دھات کی کانوں۔ ۲ دھات گلانے کے کارخانوں اور دو نمک کی کانوں پر کام جاری تھا۔ سنہ ۱۸۹۱ء میں ۲۴۸۴۷ ٹن نمک مالیتی ۲۸ لاکھ کرون پیدا ہوا۔ لوہا اور تانبے کے کارخانے ہیں۔ [illegible] مٹی کا تیل بھی نکلتا ہے۔

سنہ ۱۸۹۴ء میں پندرہ لاکھ ۷۰ ہزار پونڈ کا مال (جن میں [illegible] لاکھ ۶۰ ہزار پونڈ کی کارخانوں کی بنی ہوئی اشیاء اور ۲ لاکھ ۵۰ ہزار پونڈ کی دھات اور کلیں تھیں) باہر سے آیا۔ اور ۱۴۳۲۲۵۰ پونڈ کا مال باہر گیا جن میں سے ۶ لاکھ ۱۶ ہزار پونڈ کے مویشی اور مویشی کی پیداوار تھی۔ اڑھائی لاکھ کے خشک کردہ میوے اور ایک لاکھ ۳۵ ہزار پونڈ کے چوبی تختے۔ محصول درآمد برآمد کی مقاصد کے متعلق بوسنیا و ہرزی گووینا آسٹریا ہنگری کا علاقہ سمجھے جاتے ہیں۔ سنہ ۱۹۰۳ء میں نو کروڑ [illegible] لاکھ کرون کا مال باہر گیا۔ اور ۸ کروڑ ۳ لاکھ کرون کا آیا۔ ۲۴ کرون = ایک پونڈ۔

ان میں اس وقت ۷۱۴ میل ریل اور ۱۵۳۲ میل سلسلہ تار برقی موجود ہے۔ سنہ ۱۸۹۴ء میں ۶۶۹۲۴۰ لفافے اور پوسٹ کارڈ۔ ۴۴۳۴۳ مطبوعہ پیکٹ و نمونے اور ۱۲۰۸۹۰ اخبارات یہاں کے ڈاکخانوں کے روانہ اور تقسیم کئے۔ سنہ ۱۹۰۳ء میں ۷۹۶ میل ریل اور ۱۷۰۰ میل لمبا سلسلہ تار برقی تھا۔ ۹۴ میل لمبے تار گھر ۱۳۸۔ اور فوجی پیغام ۳۴۳۴۳۔ ٹیلیفونی سلسلہ ۵۰ میل لمبا تھا اور ڈاک کی سڑک ۲۸۴۸ میل۔ اس سال ۱۹۳۴۶۳۱۳ خطوط و کارڈ اور ۴۰ لاکھ اخبار و پیکٹ ڈاکخانے نے تقسیم کئے۔

فوجی خدمت ۲۰ برس کی اوپر والی پر لازمی ہے۔ دیسی فوجیں فوج پیدل کی بارہ پلٹنیں [illegible] پلٹن

چار کمپنیوں کی رہتی ہیں۔ بوقت امن ۱۵۱۵۴ آدمی رہتے ہیں۔ آسٹریا ہنگری کی فوج قابض کی تعداد اسوقت ۲۸۶۴۸ ہے۔ ومقامی فوج اسوقت ۱۷ سو ہے تفصیل ذیل ہے: چار پیدل رجمنٹیں۔ چار بٹالین بردی ریزرو۔ چار سمتی قطار بار برداری۔ ایک بٹالین فوجی پولیس۔ آسٹریا ہنگری کی فوج قابض کی جمعیت اسوقت بیس ہزار ایکسو دس ہے۔ جسکے مصارف کے لئے آسٹرین حکومت پچیس لاکھ کرون سالانہ ان صوبوں کی آمدنی سے لیتی ہے۔ مسلمان رعایا آسٹرین جبروتشدد سے سخت بیزار ہے۔ اور ہر سال ہزارہا مظلوم تنگ آکر ممالک عثمانیہ کو ہجرت کرتے رہتے ہیں۔ سارا جیوو میں انگریزی قونصل جنرل مسٹر ای بی فریمین ہیں

۵۔ جزیرہ قبرس کا جزیرہ بحر روم میں بلحاظ وسعت تیسرا جزیرہ ہے۔ ایشیائے کوچک کے ساحل سے وہ ساٹھ میل اور شام کے ساحل سے اکتالیس میل ہے۔ ۴ جون سنہ ۱۸۷۸ء کے معاہدہ قبرس[1] کے روسے جو انگلستان اور ٹرکی میں ہوا اس جزیرہ کا قبضہ و انتظام بحیثیت جوہات انگلستان کو دیدیا گیا۔ یہاں انگریزوں کیطرف سے ایک ہائی کمشنر مقرر ہے۔ موجودہ کمشنر سروالٹر جوسف سینڈل کے سی ایم جی ہیں۔ جو سنہ ۱۸۹۲ء میں مقرر کئے گئے۔ اونکی تنخواہ تین ہزار پونڈ سالانہ ہے۔ اونکو وہی اختیارات حاصل ہیں جو نوآبادیوں کے گورنروں کے معمولی اختیارات ہیں۔ ہائی کمشنر کی امداد کیلئے ایک اگزیکٹو کونسل (مجلس عامل) مقرر ہے جسمیں فوجکا افسر اعلیٰ گورنمنٹ قبرس کا چیف سکرٹری۔ کوئینز ایڈوکیٹ اور ریسیور جنرل شامل ہیں لیجسلیٹو کونسل میں ۱۸ ممبر ہیں۔ ۶ مندرجہ ذیل سرکاری عہدہ دار: چیف سکرٹری۔ کوئینز ایڈوکیٹ۔ ریسیور جنرل۔ ڈائرکٹر محکمہ پیمایش۔ اور نیکوسیا کا کمشنر۔ اور بارہ ممبر (پانچ برس کی میعاد کیلئے) رعایا منتخب کرتی ہے۔ مسلمان ووٹر تین ممبروں کیلئے اور غیر مسلم ووٹر نو ممبروں کیلئے رائے دیتے ہیں۔

تمام عثمانی مرد۔ رعایا سرکار انگریزی اور وہ اجنبی جو ۲۱ برس کی عمر میں کم نہ ہوں۔ جزیرہ میں پانچ برس رہایش رکھ چکے ہوں۔ اور ان ٹیکسوں میں سے جو "ویرکو" کہلاتے ہیں کوئی ایک ٹیکس ادا کرتے ہوں۔ رائے دینے کا استحقاق رکھتے ہیں۔ بڑے بڑے شہروں میں میونسپل کمیٹیاں موجود ہیں۔ جن جن کے ممبروں کو سکونت رکھنے والے مالکان مکانات اور محصول ادا کنندگان منتخب کرتے ہیں۔ میونسپل کمیٹی کا ممبر وہ شخص ہو سکتا ہے۔ جو ووٹر (رائے دہندہ) ہو۔ اور ایسی جائداد کی بابت محصول دیتا ہو جس کی سالانہ آمدنی بلحاظ آبادی شہر دس پونڈ سے بیس پونڈ تک ہو۔

---

[1] معاہدہ قبرس مع ترجمہ مظالم آرمینیا میں بالتفصیل درج ہے۔ مؤلف

جزیرہ کا رقبہ ۳۵۸۴ مربع میل[1] ہے - آبادی - بروئے مردم شماری ۱۸۹۱ء ۲۰۹۲۸۶ ہے جن میں سے ۱۰۶۸۳۸ مرد اور ۱۰۲۴۴۸ عورتیں ہیں - فوج اس آبادی میں شامل نہیں - آبادی کی گنجانی کی اوسط فی مربع میل ۵۸ ۳۹/۱۰۰ ہے - مسلمان ۴۷۹۲۶ - اور دیگر یہود ہیں - باقی زیادہ تر گریک چرچ کے معتقدین ہیں ۱۳۶۰۱۶۱ ہیں - ۱۸۹۰ء میں حساب لگایا گیا تھا کہ اوسط پیدائش فی ہزار ۳۳ اور اوسط اموات فی ہزار ۲۴ ہے

بڑے بڑے شہر یہ ہیں:

نیکوسیا جو جزیرہ کا صدر مقام اور گورنمنٹ کا دار الریاست ہے آبادی ۱۲۵۱۵/۱۴۷۵۲ - بندرگاہ لارنا کا ۷۵۹۳/۷۹۶۴ - بندرگاہ لماسول ۷۳۸۸/۸۲۹۸ - فاماگوسٹا معہ وروشیا ۳۳۶۷/۳۸۳۵ - پافو معہ قطیمیہ ۳۸۰۱/۴۴۴ - قرینیہ ۱۳۲۲/۱۴۳۹ -

جزیرہ چھ اضلاع پر منقسم ہے - جو مندرجہ بالا شہروں کے نام سے پکارے جاتے ہیں - دو تین برائے نام ہائی سکولوں کے ماسوا باقی تمام مدارس جزیرہ کے ابتدائی ہیں - معائنہ مدارس کے لئے سرکاری انسپکٹر مقرر ہے - اور گورنمنٹ تعلیم کی امداد کے لئے ۳۰۳۳ پونڈ سالانہ عطا کرتی ہے - ۱۸۹۲ء[2] میں ۲۱۰ عیسائی سکول تھے جنکے طلبا کی تعداد ۱۰۴۱۴ تھی - اور ۱۰۰ مسلمان مدارس جنمیں ۳۷۰۵ طلبا پڑھتے تھے - سرکاری امداد کے علاوہ باقی کل خرچ سر رشتہ تعلیم ۱۲۵۰۰ پونڈ سالانہ ہے - یہ رقم فیسوں چندوں اور اوقاف سے حاصل ہوتی ہے - یہاں دس ہفتہ وار اخبار جاری ہیں - دو انگریزی ہیں - ۶ یونانی اور دو ترکی[3] ہیں - جزیرہ میں کل عدالتیں جنکی ۱۸۸۳ء میں اصلاح ہوئی تھی حسب ذیل ہیں:

(۱) ایک عدالت عالیہ جو دیوانی فوجداری اپلیں سماعت کرتی ہے (۲) چھ فوجداری عدالتیں جنکو غیر محدود فوجداری اختیار حاصل ہیں (۳) چھ عدالت ہائے ضلع جنکو فوجداری کے محدود اور دیوانی کے غیر محدود اختیارات حاصل ہیں (۴) چھ مجسٹریٹی عدالتیں جنکو سرسری تحقیقات کا اختیار ہے (۵) دیہاتی منصفوں کی عدالتیں - عدالت عالیہ کے سوا اور کل عدالتوں میں دیسی (مسلمان و عیسائی) جج شریک ہوتے ہیں - آبادی کے لحاظ سے جرائم کی مقدار بہت زیادہ ہے - اور باشندے مقدمہ بازی کے شائق ہیں

---

[1] ۱۹۰۶ء کی اڈیشن میں ۳۵۸۴ مربع میل - اور آبادی بروئے مردم شماری ۱۹۰۱ء ۲۳۷۰۲۲ درج ہے - بتفصیل ذیل

مسلمان ۵۱۳۰۹ عیسائی گریک چرچ ۱۸۲۷۳۹ - دیگر ۲۹۷۴

[2] ایک اعلی تعلیمگاہ - چار مسیحی ہائی سکول اور ایک اسلامی امدادیہ مدرسہ کے علاوہ ۱۹۰۳ء میں ۲۷۴ مسیحی پرائمری مدارس (۱۷۸۵۳ طلبا) - ۱۲۳ اسلامی مدارس (۴۳۴۴ طلبا) تین ارمنی اور دو مارونی امدادی سکول تھے - اور ۳۶ مسیحی ۳ اسلامی غیر امدادی وقتی مدارس یعنی کل عیسائی مدارس ۳۱۰ - و طلبا ۱۹۲۳۴ اور اسلامی ۱۵۹ مدارس ۵۱۶۲۹ طلبا - گورنمنٹ سہ ہزار پانسو پونڈ سالانہ تعلیم پر خرچ کرتی ہے - یہاں آٹھ یونانی اور ایک ترکی ہفتہ وار اخبار ہے

جزیرہ مین ۱۳۱۳ گورہ سپاہی بھی ہیں۔ پولیس فوج کی کل طاقت ۷۰۹ جوان ہیں۔ اب ۷ سو ہیں۔ سنہ ۱۹۰۰ء مین چار ہزار مجرم جیل خانہ میں تھے۔

پانچسال گذشتہ کی آمدنی و خرچ حسب ذیل ہے۔ حسابی سال ۳۱ مارچ کو ختم ہوتا ہے۔

-	۱۸۹۰-۹۱ء	۱۸۹۱-۹۲ء	۱۸۹۲-۹۳ء	۱۸۹۳-۹۴ء	۱۸۹۴-۹۵ء	۱۹۰۳-۰۴ء
	پونڈ	پونڈ	پونڈ	پونڈ	پونڈ	پونڈ
آمدنی	۱۹۴۹۳۶	۲۱۷۱۶۲	۱۸۹۹۳۳	۱۷۷۰۵۴	۱۶۷۰۹۳	۲۱۵۳۶۰
خرچ	۱۰۷۵۱۹	۱۱۲۷۶۲	۱۱۱۳۹۴	۱۱۷۶۵۴	۱۱۴۷۵۶	۱۴۰۲۸۴

آمدنی کی بڑی مدین یہ ہیں:-

پیداوار اراضی کا عشر (جو جنس میں لیا جاتا ہے) جائیداد غیر منقولہ اور تجارتی منافعون کا ٹیکس ٹیکس بدل عسکریہ۔ بھیڑ بکری اور سورون کا ٹیکس۔ محاصل درآمد و برآمد۔ محصول آبکاری۔ اسٹامپ۔ رسوم عدالت اور اجارہ نمک۔ سنہ ۱۸۹۴-۹۵ء مین آمدنی پوسٹ ۱۲۲۷۱ پونڈ ہوئی۔

قومی قرضہ کوئی نہیں۔ بروئے معاہدہ سنہ ۱۸۷۸ء ۹۲۸۰۰ پونڈ کی سالانہ رقم بطور خراج باب عالی کو ادا کرنی واجب ہے۔ مگر اسے عثمانیہ خزانہ مین براہ راست داخل کرنے کی بجائے سنہ ۱۸۵۵ء کے ترکی قرضہ ضمانتی کے قرضخواہون کو دیا جاتا ہے۔ مترجم۔ سنہ ۱۸۹۹ء مین برطانوی حکومت نے مقامی گورنمنٹ کو ۳ لاکھ ۱۴ ہزار پونڈ تعمیر بنادر و ریل و آبپاشی وغیرہ کے لئے قرض دئے تھے۔ یہ پہلا و آخری قومی قرضہ ہے۔ برطانوی حکومت کو معمولی مصارف کے لئے بھی سالانہ کچھ نہ کچھ مدد دینی پڑتی ہے۔ چنانچہ سنہ ۱۹۰۲-۰۳ء مین ۳۰ ہزار اور سنہ ۱۹۰۳-۰۴ء مین اس نے ۸۷ ہزار پونڈ دئے۔ یہ رقم آمدنی میں شامل کرکے جدول بالا مین درج کی گئی ہے۔

انگلستان کے شہنشاہی خزانہ سے جزیرہ قبرس کی گورنمنٹ کو حسب ذیل سالانہ امداد ملی ہے۔ سنہ ۱۸۸۹-۹۰ء مین ۴۵ ہزار پونڈ۔ سنہ ۱۸۹۰-۹۱ء مین ۳۵ ہزار پونڈ۔ سنہ ۱۸۹۱-۹۲ء مین ۱۰ ہزار۔ سنہ ۱۸۹۲-۹۳ء مین صفر۔ سنہ ۱۸۹۳-۹۴ء مین صفر۔ سنہ ۱۸۹۴-۹۵ء مین ۳۵ ہزار۔

قبرس زراعتی ملک ہے۔ بڑی پیداوارین یہ ہیں۔ غلہ۔ کپاس۔ خرنوب۔ السی۔ زیتون۔ ریشم۔ کشمش۔ پھل۔ ترکاریاں۔ پنیر۔ اون۔ کچا چمڑا۔ شراب۔ قابل زراعت رقبہ میں سے ایک تہائی مزروعہ ہے۔ دہاتین بھی بافراط ہیں۔ سواحل سے ہر سال ۱۰ ہزار سے لیکر ۳۰ ہزار پونڈ تک کا اسفنج (جو در اصل ایک قسم کا دریائی جانور ہے) پکڑا جاتا ہے۔

تجارت درآمد برآمد و جہازات کی آمد و رفت کا نقشہ حسب ذیل ہے۔ تجارت کی مالیت مین نقدی

شامل نہیں۔

	سنہ ۹۱-۱۸۹۰ء	سنہ ۹۲-۱۸۹۱ء	سنہ ۱۸۹۲ء	سنہ ۱۸۹۳ء	سنہ ۱۸۹۴ء	سنہ ۱۹۰۳ء
	پونڈ	پونڈ	پونڈ	پونڈ	پونڈ	پونڈ
مالیت تجارت درآمد پونڈ میں	۲۶۴۱۲۳۳	۳۴۴۱۲۵	۳۴۹۸۲۱	۳۱۱۶۸۷۲	۲۵۵۴۳۹	۳۵۴۵۲۲
مالیت تجارت برآمد پونڈ میں	۳۹۹۶۴۰	۴۳۲۴۱۹	۲۹۰۱۱۶۵	۳۱۶۵۴۳	۲۵۶۹۰۳	۳۷۴۴۳۹
وزن جہازات آمدہ و روانہ شدہ ٹنوں میں	ٹن ۴۷۴۴۴۱	ٹن ۵۲۳۷۲۹	ٹن ۵۱۵۹۲۲	ٹن ۵۴۹۳۳۲	ٹن ۴۶۳۴۷۴	ٹن ۶۵۳۳۱۲

تجارت درآمد کی مالیت وہ درج کی جاتی ہے جو اس کی مال اُترنے کی بندرگاہ میں ہوتی ہے۔ اور اس میں ڈھوئی۔ کرایہ قیمت خرید اور تمام دیگر اخراجات شامل ہیں۔ تجارت برآمد کی وہ مالیت درج ہے جو روانگی کے بندر میں جبکہ مال جہاز پر لدنے کو تیار ہو اسکی ہوتی ہے۔ مقدار و مالیت اسباب سوداگروں کے بیان پر لکھی جاتی ہے۔ اور قابل محصول اشیاء کو واقعی وزن کر لیا یا ناپ لیا جاتا ہے جس ملک سے مال آئے یا جہاں جائے وہ بھی سوداگروں کی بیان پر لکھ جاتی ہیں۔ اور بیجک یا جہاز کی بلٹیوں سے انکے بیان کی تصدیق کر لیجاتی ہے۔ جو مال باہر سے آتا ہے وہ قبرص ہی میں کھپتا ہے۔ اسکا بہت دوسری جگہ نہیں جاتا۔

سنہ ۱۸۹۴ء و سنہ ۱۹۰۳ء میں انگلستان سے ۶۲۴۵۶ / ۸۳۸۲۲ پونڈ کا مال قبرص میں آیا۔ اور قبرص سے وہاں ۹۴۴۹۹ / ۱۳۲۴۴۵ پونڈ کا گیا قابل محصول تجارت برآمد ۲۰۹۴۴ پونڈ اور محصول سے بری ۴۷۵۹۹۵ پونڈ تھی۔ آخرالذکر رقم میں ۱۹۹۷۶ پونڈ مالیت کی نقدی شامل نہیں۔

اشیاء برآمد گندم۔ جو۔ خروب۔ شراب۔ کپاس۔ کشمش۔ ریشمی کوئے۔ کچے چمڑے اور کہالین۔ اون۔ پنیر۔ مسور۔ ماش وغیرہ حیوانات۔ پھل اور ترکاریاں ٹڈی ٹیڑی۔ اشیاء درآمد سوتی و اونی پارچات۔ تمباکو۔ ادویات۔ چاول۔ الکحل۔ لوہا۔ چمڑا۔ مٹی کا تیل۔ لکڑی۔ قند۔ صابن اور مستی برتن ٭

مروج سکے۔ انگریزی۔ ترکی اور فرانسیسی طلائی اور انگریزی نقرئی سکے۔ قبرسی پیاسٹر۔ نیم پیاسٹر اور چہارم پیاسٹر۔ نو قبرسی پیاسٹر ایک شلنگ کے برابر ہوتے ہیں۔ امپیریل عثمانیہ بنک نے جزیرہ میں اکثر جگہ شاخیں کھولدی ہیں۔ ترکی پیمانے اور وزن مروج ہیں۔ موجودہ گورنر سر چارلس کنگس ملن سنہ ۱۸۹۸ء میں مقرر ہوا تنخواہ تین ہزار پونڈ سالانہ۔ چیف سکرٹری کیپٹن ینگ تنخواہ ۸ سو پونڈ سالانہ۔

جزیرہ میں تقریباً ۱۳۴۴ / ۱۸۲۱ میل عمدہ سڑکیں اور ۲۴۰ / ۲۴۳ میل سلسلہ تار برقی ہے۔ جو اسکندریہ اور شام سے ملا ہوا ہے۔ سنہ ۹۵-۱۸۹۴ء میں جملہ خطوط و پیکٹ وغیرہ جزیرہ میں حسب ذیل تقسیم کئے گئے بیرونی ۵۱۰۵۰ / ۲۳۲۱۵ باہر سے

تونس کی منظوری (رقبہ) ۴۵۷۷۹ مربع میل [illegible] ۱۹۲۳۲۱۷ [illegible] اوسمین یورپین [illegible] ہین

تونس حکمران: بے حیثیت علی بن الحسین بے جو ۵ اکتوبر ۱۸۱۷ء کو متولد ہوا اور ۲۸ اکتوبر ۱۸۸۲ء کو سیدی محمد الصادق اپنے بھائی کے بعد تخت نشین ہوا[2]

یہ ملک ۱۵۷۵ء سے سلطنت عثمانیہ کا ایک حصہ ہے موجودہ حکمران خاندان ابن علی ترکی باشندہ جزیرہ کریٹ کی اولاد سے ہے جو سلاطین عثمانیہ کے زیر فرمان ۱۶۹۱ء میں تونس کا فرمانروا ہوا - اسوقت سے حکومت اوس کے خاندان میں چلی آتی ہے سلطان عبد العزیز خان مرحوم نے سیدی امین بے کی حسن خدمات سے خوش ہو کر بذریعہ فرمان شہنشاہی مورخہ ۲۳ اکتوبر ۱۸۷۱ء اوسکو خراج کی ادائیگی سے معاف کر دیا - مگر اس معافی خراج کے ساتھ ہی یہ بالوضاحت قرار دیا گیا کہ مذکورہ بالا سلطان کی رعیت اور ملک تونس بالبداہت کا زیر فرمان اور ماتحت علاقہ ہے

گورنمنٹ فرانس نے ۱۸۸۱ء کے موسم بہار میں تونس پر دفعۃً حملہ کر کے [illegible] انگلستان کی [illegible] سے اس ملک کو اپنی حفاظت میں لے لیا - اور بمقام باردو ۱۲ مئی ۱۸۸۱ء کو قصر السعید میں ہر دو ملکوں کے درمیان عہدنامہ تحریر ہوا جسکی تصدیق فرمانروای تونس نے بذریعہ احکام مجریہ ۲۲ اپریل ۱۸۸۲ء کر دی - فرانسیسی ناظم ریزیڈنٹ جنرل کہلاتا ہے - اور جنرل کی امداد سے فرانس کے صیغہ خارجیہ کے زیر احکام ملک کا تمام انتظام ہوتا ہے صیغہ خارجیہ نے معاملات تونس کے انصرام کے لئے پیرس میں ایک خاص محکمہ قائم کیا ہے - ۱۸۸۳ء تک تونس میں [illegible] کی [illegible] ۱ جنوری ۱۸۸۴ء سے موقوف کر کے [illegible] فرانسیسی [illegible] مقرر کئے گئے

(از اڈیشن ۱۹۰۶ء) ملک کا انتظام فرانس کے صیغہ خارجہ کی زیر نگرانی ایک انتظامی مجلس وزراء کرتی ہے جسمین سات وزیر فرانسیسی اور دو عرب ہیں - ملک ۱۳ سول اضلاع اور ۵ فوجی اضلاع اور ایک فوجی چوکی میں منقسم ہے - حکام اضلاع فرانسیسی ہیں - اور ماتحت افسر عرب قائد و شیخ - دیہات کے [illegible] عرب

---

[1] جس طرح مصر پر انگریزوں نے قبضہ کیا ہے اوسیطرح ترکی کی اس ماتحت ریاست پر فرانس نے [illegible] قبضہ اور اپنا تصرف کر رکھا ہے بظاہر تونس کا ترکی سے کوئی تعلق نہیں رہ گیا تاہم سلطان المعظم اب تک برابر اپنا ماتحت سمجھتے ہیں اور موجودہ صورت کو عارضی جانتے ہیں جسکا [illegible] اور پھر سابقہ حالت [illegible] ہو جائیگی - مؤلف

[2] سیدی علی بے کی وفات پر اوسکا بیٹا سیدی محمد الہادی ۱۱ جون ۱۹۰۲ء کو مسند نشین ہوا - اور ۱۱ مئی ۱۹۰۶ء کو بعمر ۵۱ سال لاولد مرگیا - تو سیدی محمد الناصر بن محمد پاشا برادر سیدی علی مسند نشین ہوا - اس کی عمر بھی ۱۹۰۶ء مین ۵۱ سال کی ہو چکی [illegible] ڈاڑھی منڈاتا ہے

قضاۃ کے سامنے پیش ہوتے ہیں۔ اور غیر ملکیوں کو باہم یا یورپین رعایا [illegible] کے مقدمے مخلوط ججوں کی ساتھ
فرانس نے اپنا قبضہ تونس پر تمام یورپین دول سے تسلیم کرالیا ہے۔ البتہ ٹرکی نے ہمیشہ سے اپنا حق [illegible] اب تک تسلیم
نہیں کیا۔ فرانس نے باوجود [illegible] تونس کو [illegible] آزادی بھی نہیں دینے دی
جو ہندوستان کی دیسی ریاستوں کو حاصل ہے۔ حکمران محض نام کا [illegible] کل عملدرآمد اسی طرح
ہے۔ جیسا کسی خالص [illegible] ترکی سلطنت کو سخت تشویش
کی نگاہ سے دیکھا چنانچہ ۶ اگست کو فرانس نے ایک سخت مراسلہ اٹالی کو لکھا کہ تم نے طرابلس الغرب کے
جنوب میں صحرائے نخلستان جنت پر کیوں قبضہ کر لیا ہے۔ اٹالی نے جواب دیا کہ وہ مقام ہے ہی ہمارا کوئی
نیا قبضہ نہیں ہوا۔ [illegible] حق حاصل [1]

[1] طرابلس الغرب کی موجودہ حالت اور ٹیونس میں فرانس کی [illegible] کیفیت ناظرین کو
حافظ عبدالرحمن صاحب امرتسری سیاح بلاد اسلامیہ کی [illegible] ۱۹ [illegible] سے جو الجزائر
سے آپ نے بھیجی تھی معلوم ہو جائے گی۔

بلاد مغرب [illegible] جب ہندوستان سے روانہ ہوا تو میری خواہش تھی کہ پہلے کی طرح اپنے سفر
کو ملک مصر تک محدود رکھوں چنانچہ اسی غرض سے اول بغداد اور عراق [illegible] کی سیر کی۔ اور پھر موصل
حلب۔ دمشق۔ بیروت۔ بیت المقدس ہوتا ہوا مصر پہنچا۔ اور [illegible] مصر اور وادی نیل کی سیر کرنے کے
بعد اب بلاد مغرب میری جولانگاہ ہے۔

میں اسکندریہ سے طرابلس الغرب روانہ ہوا چونکہ [illegible]
اس واسطے مجھ کو پہلے جزیرہ روڈس میں پہنچنا پڑا جو [illegible] کے واسطے ایک عمومی
مرکز ولایت عثمانیہ کی طرف سے قرار پا چکا ہے۔ [illegible] تمام چھوٹے بڑے
بندرگاہ [illegible] ایک ایک دو دو دن ٹھیرتا
ہوا [illegible] طرابلس الغرب پہنچا [illegible] سوار ہونے کے
[illegible] دن میں طرابلس الغرب پہنچ گیا۔

روڈس بہت [illegible] جزیرہ ہے۔ [illegible] نہیں
تجارتی ترقی کے لحاظ [illegible] خوبصورت
دکھائی [illegible] مگر آبادی کا انتظام
کم [illegible] موجود ہے۔

تونس میں ۱۹۴۰۶ فرنچ فوج مقیم ہے جسکو ۶۹۱ افسر بھی اسی تعداد میں شامل ہیں۔ اسکا خرچ فرانس کا خزانہ دیتا ہے۔ تونس کی اپنی فوج عملًا صفر ہے۔ اوس کی کل کائنات چھ سو افسر و سپاہی ہیں جو والی ریاست کی باڈی گارڈ کا کام دیتے ہیں۔ فوجی پولیس بھی محض فرانسیسی اور ۵۰۰ اکس پر مشتمل ہے دیہاتی اور شہری پولیس البتہ تونسیوں سے مرتب کی گئی ہے۔

بنی غازی خاص عربوں کی بستی اور دولت عثمانیہ کے تحت حکم ہے۔ مگر جزیرہ روڈس کیطرح اسکا بندرگاہ بھی خام ہے

طرابلس الغرب بہت بڑا شہر ہے۔ بندرگاہ اچھا اور دونوں طرف دو مستحکم قلعے بنے ہوئے ہیں۔ ۱۵ ہزار کے قریب فوج وہاں رہتی ہے۔ دولت عثمانیہ کی طرف سے رجب پاشا وہاں کا والی ہے۔ مجھے اون سے ملاقات کرنیکا اتفاق ہوا۔ فارسی زبان میں بات چیت ہوتی رہی۔ آدمی بااخلاق ہے۔ اس پاشا کے زمانہ میں بیرون شہر آبادی نے بہت ترقی کی ہے۔ ایک مدرسہ حرفت وصنعت کا ہے جسمیں غریب مسلمانوں کے بچوں اور خصوصًا یتیم بچوں کو کام سکھایا جاتا ہے۔ کھانے پینے اور پہننے کے مصارف گورنمنٹ کے ذمہ ہیں۔ منشی عبدالکریم کردی کے ذریعے جو استنبول سے میرے آشنا سا اور اسوقت سلطانی فوجکی امامت پر مقرر ہیں۔ اس مدرسہ کو دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ لوہار بڑہئی موچی۔ اور جولاہے کا کام سکھلایا جاتا ہے۔ لڑکوں کی بنائی ہوئی چیزیں میں نے دیکھیں۔ صفائی۔ اور خوبصورتی کے لحاظ سے بہت عمدہ تھیں۔ ایک نارمل سکول اور ایک مدرسہ ترکی زبان کا گورنمنٹ عثمانیہ کیجانب سے ہے۔ فرنچ اور اطالین گورنمنٹ کی طرف سے بھی تین چار مدرسے ہیں۔ عربی کا چرچا بہت کم۔ باوجودیکہ یہ شہر خاص عربوں کا ہے۔

فرنچ گورنمنٹ کا ٹیکس مسافروں پر۔ ایام اقامت طرابلس میں معلوم ہوا کہ جو مسافر تیونس کو جاتے اوسکو لازم ہے کہ ۱۰ فرانک یا (چھ روپیہ) فرنچ قونصل کو دیکر جہاز میں سوار ہونے کی اجازت حاصل کرے۔ اور اسکی وجہ یہ معلوم ہوئی کہ بیشمار مفلس لوگ جو زیارت حرمین کو چلے جاتے ہیں۔ اور واپسی کے وقت تکلیف دہی کا باعث ہوتے ہیں انکو اس سے عبرت ہو۔ غالبًا یہ قانون ایسا ہی ہے جیسا کہ ہندوستان کا یہ قانون کہ حرمین کا عازم کرایہ واپسی گورنمنٹ انگریزی کے ایک عہدہ دار مقرر کے پاس جمع کرے۔ میں اس سے نجات حاصل کرنے کی غرض سے برٹش قونصل کے پاس گیا۔ اور اوسکی مہربانی سے اجازت نامہ بلا ادائے محصول مل گیا۔

ہندوستان کے متعدد خطوط اور اخبار جو قاہرہ سے فارورڈ ہوکر آئے ہوئے تھے یہاں کے ڈاکخانہ سے وصول ہوئے۔ ڈاکخانہ کا پوسٹ ماسٹر نعمت اللہ تبریزی تبریز کا رہنے والا اور فارسی خوب جانتا ہے یہ شخص بہت خوش اخلاق سے پیش آیا۔

اجازت نامہ حاصل کرنے کے بعد میں ۱۴ مئی کو تیونس کے جہاز پر سوار ہوا۔ جہاز رات کو سفر کرتا اور دن کو ہر بندرگاہ پر پانچ چھ گھنٹے ٹھیرتا تھا۔ اس طرح سے قابس۔ صفاقس۔ مہدیہ کی سیر کا اچھا موقع ملا۔ مدینہ شریف کے بعض عرب جو دیار بکر اور استنبول سے ہوتے ہوئے بلاد مغرب کے عازم تھے۔ طرابلس سے انکے ساتھ شناسائی ہو گئی۔ دلائی

رقبہ و آبادی

موجودہ حدود اربعہ یہ ہیں۔ شمال مشرق میں بحیرہ روم، مغرب میں فرانسیسی مقبوضہ الجیریا کا (جو نیز کئی صدیوں تک عثمانی علاقہ رہ چکا ہے اور ۱۸۳۲ء میں فرانس نے اوسپر قبضہ کر لیا) صوبہ قسطنطین ہے۔ اور جنوب میں صحرائے اعظم و ترکی صوبہ ٹریپولی (طرابلس الغرب) ہے

کہانا پینا سب بکتا جاتا تہا۔ میں اور ایک عرب توسہ میں اوتر گئے۔ اور باقی سب کے سب ٹیونس کو روانہ ہوئے۔ سوسہ اگرچہ کوئی تاریخی شہر نہیں مگر قیروان کا راستہ یہیں سے ہے۔

قیروان۔ قیروان وہ شہر ہے جو ۵۰ھ میں تعمیر ہوا اور بنی امیہ و بنی عباس کے عہد حکومت میں بلاد مغرب کا پایہ تخت تہا۔ عروج کے زمانہ میں اسکا محیط بارہ میل اور علوم عربیہ کا بڑا بہاری مرکز تہا۔ مگر اب اسکی حیثیت ایک قصبہ سے زیادہ نہیں۔ اور علوم کا چرچا بھی بہت کم ہے۔ اسکی موجودہ شہرت صرف اس وجہ سے ہے کہ صحابہ کرام کا آباد کیا ہوا اور بعض بزرگان دین کا مدفن ہے۔ عام لوگ اسی وجہ سے اسکو مقدس سمجھتے ہیں۔ میں ریل پر سوار ہو کر کوئی دو گھنٹہ کے عرصہ میں قیروان پہونچا۔ ریٹرن ٹکٹ مساوی سالیوم ایک تہائی کرایہ کی تخفیف پر لیا تہا۔ مجہے اس شہر میں جامع عقبہ بن نافع کی عمارت بہت پسند آئی۔ جو اپنی قدامت اور وسعت اور خوبصورتی کے ساتھ اب بھی دور دراز کے یورپین سیاحوں کے واسطے کشش کا باعث ہے۔ اب تک میں جسقدر سفر کیا یا تو پتھر کی عمارت دیکھنے میں آئی۔ یا ڈبل اینٹوں کی۔ مگر قیروان میں چہوٹی اینٹوں کی عمارتیں بھی نظر سے گذریں جنکا طول ایک بالشت کے قریب تہا۔

ٹیونس۔ میں قیروان کی سیر سے فارغ ہو کر سوسہ کے راستے سے ٹیونس میں آیا۔ ان دونوں شہروں میں بھی ریل کے ذریعہ سفر ہوتا ہے۔ ٹیونس بہت بڑا شہر اور افریقہ کے تمام شہروں میں آبادی کے لحاظ سے تیسرے درجہ پر۔ اور علوم عربیہ کی درس و تدریس کے لحاظ سے دوسرے درجہ پر ہے۔ ازہر کے نمونہ پر ایک درسگاہ جامع زیتونہ کے نام سے یہاں موجود ہے اور شاید قدامت میں اوس سے بڑہکر ہے مجہ سے ایک شخص نے کہا کہ اسکی تعمیر کا مادہ تاریخ "اعلٰہ" ہے جس سے ۱۴۱ہجری برآمد ہوتا ہے۔ مگر مجھکو اب تک کسی کتاب سے اسکی تحقیق کا موقع نہیں ملا۔ یہاں کی علمی و ادبی ترقیات میں سے تین چیزیں مجھے بہت پسند آئیں۔

(۱) جمعیۃ ابن خلدون۔ یہ مدرسہ ابن خلدون مشہور مورخ کے نام سے بنایا گیا ہے۔ اور اوسمیں خاصکر علم تاریخ کا درس دیا جاتا ہے۔ شیخ البشیر صفر جو اسوقت محکمہ اوقاف کے پریزیڈنٹ ہیں ہفتہ میں تین چار لیکچر تاریخ پر دیتے ہیں۔ شیخ مذکور عربی اور فرنچ زبانوں سے خوب ماہر اور فن تاریخ پر انکی نظر بہت وسیع ہے۔ میں ان کا ایک لیکچر میں حاضر ہوا۔ دو گھنٹے کے قریب لیکچر دیتے رہے۔ خاتمہ لیکچر پر ان سے ملاقات ہوئی۔ کوئی آدھ گھنٹے تک گفتگو کرتے رہے بہت بااخلاق آدمی ہیں۔ مدارس قدیمہ کے طالبعلموں کو ان لیکچروں میں حاضر ہونے اور فن تاریخ میں مہارت پیدا کرنیکی یہ ضرورت پیدا ہوئی ہے کہ محکمہ اوقاف میں وہی شخص نوکر رکہا جاتا ہے جسکے پاس اس جمعیۃ کی سند ہو۔

(باقی اگلے صفحہ پر)

شرقاً غرباً اوسط عرض ایک سو میل ہے۔ اسکا رقبہ تخمیناً ۴ لاکھ ۵۰ ہزار انگریزی مربع میل ہے جسمیں صحرا کا وہ حصہ بھی جو بلاد الجریدہ کے مشرق کدامیز تک چلا گیا ہے شامل ہے۔ آبادی کا اندازہ پندرہ لاکھ کیا گیا ہے جنمیں سے سنہ ۱۸۹۱ء میں ۹۹۷۳ فرانسیسی تھے۔ آبادی کا جزو اعظم بدو عرب اہل قبایل ہیں۔

چنانچہ جامع زیتونہ اور اطراف و جوانب کے بیشمار طالب علم اس جمعیہ میں حاضر ہوتے ہیں۔

(۲) جمعیۃ قدماء تلامذہ مدرسہ صادقیہ۔ یہ کمیٹی صادق بے ایک معزز رئیس نے یادگار رئیس خیر الدین پاشا مصنف کتاب اقوام المسالک فی معرفۃ احوال الممالک کے قایم کی ہے۔ لوگ ہر ہفتہ ایک مکان میں جمع ہوتے ہیں کبھی فرانسیسی زبان میں اور کبھی عربی زبان میں مختلف علوم و فنون پر تقریریں کرتے ہیں۔ میرے ایام اقامت میں شیخ محمد نخیلی مدرس جامع زیتونہ کا لیکچر بنی امیہ کے زوال اور بنی عباس کی ترقی اور تقدم علوم پر تھا۔ سکرٹری کمیٹی نے ٹکٹ بھیجکر مجھکو بھی مدعو کیا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ شیخ محمد نخیلی بہت خوش بیان کثیر الاطلاع اور محقق شخص ہے۔ بنی امیہ کے زوال اور بنی عباس کے قیام کے اسباب اس عمدگی سے بیان کئے جن کے سننے سے کمال مسرت ہوتی تھی۔

(۳) ایک فرنچ اخبار جو باشندگان ٹیونس کے حقوق حاصل کرنے کی غرض سے ایک فرانسیسی نے جاری کیا ہے۔ ایڈیٹر دانشمند اور عالم ہے۔ اور ٹیونس کے مضامین لکھتا ہے ٹیونس کے مسلمانوں عیسائیوں اور یہودیوں کے منتخب لوگ اس ایڈیٹر کے معاون ہیں۔ ایک خاص مکان ان سب کے واسطے کرایہ پر لیا گیا ہے جہاں مہینے میں ایک دو بار مجمع ہوتا ہے۔ اس کمیٹی نے شیخ عبد العزیز ثعالبی کی درخواست پر مجھے مدعو کیا۔ شیخ عبد العزیز استنبول ہی میرے شناسا ہیں۔ انہوں نے کھانے کی میز پر پہنچنے سے پہلے مجھے ایڈیٹر اور ممبران سے شناسا کیا۔ یہ لوگ سب سفر کا حال سنکر بہت خوش ہوئے۔ فرنچ گورنمنٹ کا جو سلوک ٹیونس کی مسلمان رعایا کے ساتھ مجھے معلوم ہوا تھا۔ اور اس کے مقابلہ میں جو فیاضی اور ہمدردی انگلش گورنمنٹ کی مصر میں میری نظر سے گذری تھی بلفظ مختصراً حاضرین جلسہ کے سامنے بیان کی۔ اور یہ بھی ظاہر کیا کہ میری معلومات کے مطابق یہ پہلی مجلس ہے جسمیں مسلمان عیسائی اور یہودی باوجود اختلاف مذہب اور اختلاف ممالک کے صرف اہل وطن کے حقوق حاصل کرنے کی غرض سے اکٹھا جمع ہوتے ہیں۔

ٹیونس میں عربی کے چھ سات اخبار ہفتہ وار شایع ہوتے ہیں۔ اگرچہ مضامین کے لحاظ سے معمولی ایک علمی رسالہ بھی خیر الدین کے نام سے چھپتا ہے۔ عربی کتابیں بیشتر مصر بیروت اور استنبول کی چھپی ہوئی یہاں بکتی ہیں۔ ٹیونسیوں کی توجہ کتابوں کے چھاپنے پر کم ہے۔ ایک کتبخانہ جامع زیتونہ میں بہت پرانا ہے۔ [illegible] جامع زیتونہ میں جاکر کتابوں کو دیکھا۔ واقعی بعض کتابیں ایسی ہیں جو اب [illegible]

(انزا ڈیشن سنہ ۱۹۰۶ء) رقبہ ۱۵ ہزار میل مربع ہے - اور آبادی ۱۹ لاکھ - یہودی ۶۰ ہزار ہیں - اور فرانسیسی سنہ ۱۹۱۰ء میں ۴۶۰۴۴ تھے جنمیں ۲۴۳۸۸ افسری و سپاہی تھے - دیگر یورپین بہ تفصیل ذیل ۸۲۹۶۷ تھے - اطالین ۸۸۲۰۲ - مالٹی ۱۲۰۵۶ - دیگر اقوام ۱۳۱۹۱ - پایہ تخت تونس کی آبادی ایک لاکھ ۸۰ ہزار ہے جنمیں ۱۱ ہزار پانسو فرانسیسی - ۲ ہزار دیگر یورپین اور باقی عرب - مور حبشی اور یہودی ہیں -

باشندگان حرمین کے حقوق حرمین کے باشندوں کے واسطے ٹیونس میں خاص رعائتیں ہیں جس شخص کی پاس مکہ یا مدینہ میں پیدا ہونیکی سند ہو - اوسکو ٹیونس میں ایک برس تک ستائیس فرانک ماہوار کے حساب سے معاش ملتا ہے (۲۷ فرانک قریب ۱۶ روپیہ کے برابر ہوتے ہیں) اور اگر وہاں کے مشاہیر میں سے ہو تو اوسکو دو چند اور چلتے وقت چار پونڈ کے قریب زاد راہ - جو شخص ایک دفعہ ٹیونس میں آئے جبتک اوسکو چھ برس نہ ہولیں دوبارہ معاش لینے کا مستحق نہیں - اس معاش کیوجہ سے بیشمار مکی اور مدنی ہر سال یہاں آتے رہتے ہیں -

بردو شہر سے باہر کوئی میل بھر کے فاصلہ پر ایک عمارت باردو کے نام سے مشہور ہے - جہاں ٹیونس کا حاکم کبھی کبھی اجلاس کیا کرتا ہے - شہر سے باردو تک ٹریم جاری ہے - میں اور میرے ساتھی مدنی عرب اس کی دیکھنے کو گئے - اور جانے سے پیشتر فرنچ قونصل کے دفتر سے اجازت نامہ لیا جسکا معاوضہ کچھ نہیں دینا پڑا - یہ عمارت بہت وسیع اور آراستہ ہے - تمام کمرے اعلی قسم کے فرش سے آراستہ ہیں - ایک کمرہ میں مختلف مشاہیر کی تصویریں آویزاں ہیں - دو تین کمروں میں حاکم ٹیونس کے جلوس کی جگہ ہے کرسیاں طلائی ہیں - اور دیوار پر طلائی پتری جڑکر خاص قسم کا کام کیا ہے - چونکہ ایشیائی وضع کا کام ہے - یورپ کے سیاح اسکو بہت شوق سے دیکھتے ہیں - مگر جنہنے ہندوستان کے کسی راجہ یا نواب کا محل دیکھا ہو اوس کیلئے اسمیں کچھ دلچسپی نہیں -

قرطاجنہ ٹیونس سے آٹھ دس میل کے فاصلہ پر قرطاجنہ کے کھنڈرات ہیں جنکو پرانی تاریخوں میں کارتھیج لکھا ہے ٹیونس اور قرطاجنہ میں ریل جاری ہے - میں اور سیٹھ ہیرا رام جو حیدرآباد سندھ کے معزز سوداگر اور ٹیونس اور الجزائر میں اونکی تجارتی دوکانیں ہیں - قرطاجنہ کی سیر کو گئے - ریل چونکہ روانہ ہوچکی تھی - اسواسطے ایک دو اسپہ گاڑی کرایہ پر لیگئی - قرطاجنہ کے ارد گرد کئی آبادیاں ہیں - فرانسیسیوں نے قرطاجنہ کی مٹی کھود کر آثار قدیمہ برآمد کئے ہیں - اور وہیں ایک بلندی پر عجائب خانہ بناکر تمام چیزوں کو اوسمیں حفاظت سے رکھا ہے - اس سیر کے مصارف سیٹھ ہیرا رام نے اپنی جیب سے ادا کئے - اور چونکہ وہ فرنچ زبان جانتے ہیں - اسواسطے مجھے کسی ترجمان کی ضرورت نہیں رہی - عجائب خانہ کا ایک ملازم جو سیر کرانے کی غرض سے ہمارے ساتھ ہولیا تھا - وہ فرانسیسی میں حال بیان کرتا تھا - اور سیٹھ صاحب اردو میں ترجمہ کرتے تھے - میں سیٹھ صاحب کی اس مہربانی کا ممنون ہوں -

باقی اگلے صفحہ پر

اکثر باشندے مسلمان ہیں۔ جو شیخ الاسلام کے تابع ہیں۔ تونس میں وقف کو حبس کہتے ہیں۔ حبسی املاک کی آمدنی مذہبی تعلیمی خیراتی امور پر خرچ ہوتی ہے۔ ملک میں ۲۵ ہزار رومن کیتھولک ہیں۔ جو کارتھیج کے آرچ بشپ اور بنزاط وسفاکس کے بشپوں اور دیگر ۲۵ پادری عہدہ داران کے تابع ہیں۔ گریک چرچ باشندے چار سو ہیں۔ اور انگریزی کلیسا کے معتقد و فرانسیسی پروٹسٹنٹ بھی کچھہ ہیں ۲۳۔ انگریز پادری ملک میں اپنا مذہبی فرض ادا کر رہے ہیں۔

والی ٹیونس اور فرانسیسیوں کا انتظام | اب مجھے صرف یہ بیان کرنا باقی ہے کہ ٹیونس کا ملک فرانسیسیوں کے سیاسی قبضہ میں ہے جسکو احتلال کہتے ہیں۔ والی ٹیونس کو ایک مقررہ تنخواہ ملتی ہے۔ ملک کے انتظام میں اسکو کچھہ دخل نہیں۔ وہ مجبور ہے کہ کونسل جو تجویز پیش کرے اوسپر دستخط کردے۔ وہ کسی اجنبی سے مل نہیں سکتا۔ شہر ٹیونس سے باہر نہیں جاسکتا۔ کونسل کے کل ممبر فرانسیس ہیں مسلمان ایک بھی نہیں۔ تمام بڑے بڑے عہدے فرانسیسیوں کے قبضہ میں ہیں مسلمانوں میں سب سے بڑا عہدہ شیخ المشیخ صفر کا ہے جسکو ۷۰۰ فرانک ماہوار تنخواہ ملتی ہے۔ جو انگریزی سکہ میں ۲۸ پونڈ اور ہندوستانی سکہ میں چار سو بیس روپے ہوتے ہیں۔ اور چند عہدہ دار تین تین سو فرانک یعنے ۱۲ پونڈ ماہوار کے ہیں۔ کلرکوں اور دیگر کارکنوں کی تنخواہ ۵۰ فرانک یا سو فرانک ہے۔ فرنچ گورنمنٹ مسلمانوں سے اسقدر بدظن ہے کہ ڈاکخانہ کے کل اہلکار فرانسیس ہیں۔ صرف ایک مترجم عربی دان ملازم ہے۔ جو فردوں کے سوال و جواب میں مدد دیتا ہے۔ میں جب مصر میں تھا اور مصریوں کی زبان سے انگریزوں کی شکایتیں سنتا تھا تو میرا خیال انگریزوں کی نسبت کچھہ اور تھا۔ مگر ٹیونس کے حالات دیکھنے سے میری وہ رائے بدل گئی۔

مصر پر بھی انگریزوں کا قبضہ سیاسی ہے مگر کونسل میں مسلمان موجود ہیں۔ تمام بڑی بڑی عہدوں پر مسلمان ہیں۔ خدیو کو اختیار ہے کہ ملک میں دورہ کرے۔ ملک سے باہر کہیں آمدورفت کرے۔ چنانچہ ہر سال خدیو کا یورپ جانا اسکی دلیل ہے۔ خدیو بھی دستخط کرنے پر مجبور ہے۔ مگر کونسل میں مسلمان موجود ہیں۔ وہ مسلمانوں کی بہتری پر غور کرسکتے ہیں۔ اور جس تجویز کو مسلمانوں کے لئے مضر سمجھیں۔ اونکو اختیار ہے کہ انگریزی ممبروں سے اتفاق نہ کریں۔ اخبارات آزاد۔ اور ہمیشہ تخلیہ مصر پر رائے زنی کرتے ہیں۔ مگر ٹیونس میں ان چیزوں کا نام نہیں۔

قسن طینہ | میں پندرہ دن ٹیونس میں رہنے کے بعد ریل کے ذریعے قسن طینہ روانہ ہوا جو بلاد الجزائر کا ایک مشہور شہر اور اسلام سے پہلے کا آباد ہے۔ یہ شہر پہاڑ پر آباد ہے۔ اور اس کے گرد ایک پہاڑی نالہ قدرتی فصیل کے طور پر واقع ہوا ہے جسکا عمق ایکہزار گز سے کم نہ ہوگا۔ پہاڑی نشیب و فراز کے لحاظ سے یہی آبادی قسطنطنیہ یعنی استنبول کے مشابہ ہے۔ جب سے فرانسیسیوں کا قبضہ ہوا ہے۔ اونہوں نے شہر کے باہر ایک اور آبادی قایم کی ہے۔ اور پہاڑی نالہ پر دونوں آبادیوں میں حایل ہے پل باندھکر آبادی قدیم اور جدید کو ملا دیا ہے۔ (باقی اگلے صفحہ)

سنہ ۱۹۱۱ء میں ۹۷۰ فرنچ پرائمری مدارس میں ۹ ہزار طالب علم تھے عربی طالب علم بارہ ہزار تھے۔ تیونس کی جامع زیتونہ میں بارہ سو طالب علم پڑھتے تھے پایہ تخت میں مزید برآں اور ۹۶ - اور دیگر شہروں میں ۲۰۰ پرائمری اسلامی مکتب ہیں جن میں سے بعض کو سرکاری مدد ملتی ہے۔ صادقی کالج میں ایک نارمل سکول ہے ۱۵۰ طلبا ہیں اور ایک پرائمری سکول ہے ۴۰۰ طالبات۔ تونس کے عربی کا ناشر ہیں سنہ ۱۹۰۹ء [illegible] فرنچ [illegible] جدید ہیں جس میں فاس تونس اور ہسپانیہ کی پرانی مدرسے حال میں کھل گئے ہیں۔ فرانس کی طرح تونس کے فرنچ مدارس میں بھی مذہبی تعلیم کی ممانعت ہو گئی ہے۔ اطالین ہسپانوی سکے بھی بہت ہیں مدرسے تونس اور دوسرے بڑے شہروں میں ہیں۔

شہر بہت آباد اور عمارتیں نہایت عمدگی اور خوبی سے بنائی گئی ہیں۔ یہاں دو تین عالموں سے ملاقات ہوئی دینیہ علوم دینیہ کا درس ہوتا ہے۔ ایک مدرسہ عربی اور فرانسیسی خاص مسلمانوں کے طالب علموں کو سکھاتا ہے۔ انگریزی کا سلسلہ نام کو نہیں۔ تیونس کی اخبار ہیں۔ اور مصر و بیروت کی چھاپ شدہ کتابیں یہاں فروخت ہوتی ہیں۔

الجزائر: قسنطینہ سے چلکر الجزائر پہنچا۔ یہ سفر بھی ریل ہی کے ذریعہ تھا۔ اگرچہ تیونس سے الجزائر تک جہاز کا کرایہ ریل کی نسبت نصف ہے۔ مگر قسنطینہ کی سیر کے شوق اور آرام نے ریل کے سفر پر توجہ دلائی۔ الجزائر بڑا بھاری بندرگاہ اور شہر بہت آباد اور خوبصورت ہے مگر مشرقی علوم کی ترقی یہاں کم ہے۔ اوقاف پر گورنمنٹ فرانس کا قبضہ ہے۔ اور وہ حسب ضرورت مساجد وغیرہ کی آبادی میں اسکو صرف کرتی ہے۔ باشندگان حرمین کے واسطے یہاں کوئی معاش نہیں۔ بلکہ فرنچ گورنمنٹ رعایائے دولت عثمانی سے اسقدر بدظن ہے کہ کوئی شخص بغیر خاص وجوہات کے یہاں داخل نہیں ہو سکتا۔ نکی اور یمنی عرب جو تیونس میں میرے ہم جلیس تھے چاہتے تھے کہ الجزائر میں داخل ہوں۔ مگر چونکہ انکو معلوم تھا کہ ایسے اشخاص کے ملک میں داخل ہونے کے ساتھ ہی فرنچ پولیس گرفتار کرکے حوالات میں لے جاتی ہے۔ اور بڑی مشکلوں کے بعد اسکو واپس جانیکا موقع ملتا ہے اسواسطے انہوں نے اپنا عزم ترک کر دیا۔

قسنطینہ سے الجزائر تک جدھر دیکھو انگور کے درختوں سے زمینیں سرسبز ہیں۔ اس سے میں نے خیال کیا تھا کہ الجزائر کے مسلمان کاشتکاری میں بہت اچھی حالت میں ہیں مگر الجزائر میں دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ یہ تمام کاشتکار فرانسیسی ہیں اور دن بدن ان میں ترقی ہو رہی ہے اور انکی کاشت ترقی پر اور مسلمانوں کی کاشت تنزل پر ہے۔

تیونس قسنطینہ اور الجزائر کے مسلمانوں کا لباس ہندوستان کے مسلمانوں سے بہت کم ہے۔ صرف ایک قسم کا کپڑا [illegible] ہے جو عمامہ کا کام دیتا ہے۔ اور اوسپر ریشم کے بیل بوٹے ہوتے ہیں یہ لوگ اسکو آغا بابی کے نام سے پکارتے ہیں۔ ان ملکوں کا منی آرڈر بھی بمبئی۔ کلکتہ کے سوا اور کہیں نہیں جاتا۔

دارالسلطنت کا نام بھی ٹیونس ہے جسکی آبادی معہ مضافات ایک لاکھ ۵۳ ہزار ہے۔ انمیں سے ۴۰ ہزار یورپین ہیں باقی مور، عرب، حبشی اور یہودی ہیں ۱۸۹۳ء میں سمندر سے بندرگاہ ٹیونس تک ایک وسیع وعمیق نہر بنایا ہوکر کہولی گئی جسکی راستہ سمندر میں چلنے والے بڑی بڑے جہاز بحفظ مستقیم ٹیونس پہونچنے کے قابل ہوگئے ہیں۔

لوگ بنک کے ذریعہ روپیہ بھیجتے ہیں اور یہ چک دراصل لندن بنک کے نام ہوتا ہے۔ براہ راست کسی بنک سے بھی ان کا لین دین نہیں۔

الجزائر میں مسلمان بچوں کے واسطے خصوصیت سے ایک مدرسہ ہے۔ عربی کا استاد مسلمان اور تاریخ جغرافیہ حساب وغیرہ علوم کیواسطے استاد فرانسیسی ہیں۔ فرانسیسی زبان کے مدارس متعدد ہیں میڈیکل کالج۔ لاء کالج انجنیرنگ کالج۔ یہ سب فرانسیسی میں ہیں علوم قدیمہ ایک جامع میں پڑھائے جاتے ہیں۔ ہر استاد ایک ایک مضمون پر درس دیتا ہے مجھے ایکبار درس تفسیر اور ایکبار درس فقہ میں شامل ہونیکا موقعہ ملا۔ پڑھانے کا طریق بہت اچھا تھا۔ ان دونوں استادوں کے علاوہ عربی فرانسیسی مدرسہ کے استاد اور چند دیگر اہل علم سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ یہاں کے علما عموماً روشن خیال معلوم ہوتے ہیں معلوم ہوا کہ یہ سب شیخ محمد عبدہ مرحوم مفتی مصر کی تحریروں کا نتیجہ ہے۔ شیخ مرحوم ومغفور انتقال سے پیشتر ٹیونس اور الجزائر میں آئے تھے۔ بلاد مغرب کے لوگوں میں انکی ویسی ہی عزت ہے جیسی ہندوستان میں آنریبل سر سید احمد خان مرحوم ومغفور کی۔

تعلیم عمومی کی نسبت لوگوں نے بیان کیا کہ زیادہ رواج نحو، معانی، ادب اور انشاء اور توحید و فقہ کا ہے کہ ان علوم کے جاننے سے قضاء کا عہدہ اور دیگر سرکاری عہدے مل سکتے ہیں علم تفسیر کا مدار جلالین کی تعلیم پر ہے۔

بخاری کا درس ایام رمضان میں ہوتا ہے۔ اور وہ بھی تبرکاً۔ استاد اسقدر جلدی سے حدیث کو ختم کرتا ہے جیسا ہمارے ملک کے بعض حافظ تراویح کی قرأت میں جلدی کیا کرتے ہیں۔ تلامذہ کی طرف سے کوئی سوال نہیں ہوتا۔ اور نہ استاد کسی امر کی تشریح کرتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ اس رواروی میں کیا ہو سکتا ہے۔ تمام الجزائر میں صرف قسن طینہ۔ الجزائر۔ اور تلمسان تین شہر ایسے بیان کئے گئے جنمیں علوم عربی کا چرچا ہے۔ فقہ میں تلمسان کے علما اور ادب میں قسن طینہ کے علماء کو ایک خاص قسم کا امتیاز حاصل ہے۔ اور الجزائر میں بھی علوم بقدر توسط کے موجود ہیں۔ مگر ان تینوں شہروں میں عربی کا کوئی اخبار نہیں عربی کا مطبع بھی صرف الجزائر میں ہے جو احمد بن مراد ترکی نے سالگذشتہ سے جاری کیا ہے۔ ہر قسم کی کتابیں مصر بیروت اور قسطنطنیہ سے آتی ہیں۔ اور کچھ کتابیں خاص دار الخلافہ مراکش سے بھی۔

تونس گورنمنٹ کا عام پیرایہ فرنچ گورنمنٹ کی طرح ہے جو پہلے اعتدالی اوقاف پر قبضہ کرنے سے ہوئی ہے۔ (باقی اگلے صفحہ میں)

سنہ ۱۸۹۲ء میں ۱۸ سرکاری اور ۵ غیر سرکاری ابتدائی مدارس تھے جن کے طلبا کی تعداد ۱۲۱۵۷ (منجملہ انکے ۵۲۱۴ لڑکیاں تھیں) تھی۔

قبضہ فرانس کیوقت سے قصبہ کارتھیج کو رومن کیتھولک مذہب کے مذہبی علاقہ کا صدر مقام بنایا گیا ہے مذہبی اقتدار اہالی الجیرز کے آرچ بشپ کو حاصل ہے اور وہی تیونس میں مذہبی عہدہ دار بھی مقرر کرتا ہے کل آبادی باستثناء ذیل مسلمان ہے۔ یہودی ۵۴ ہزار، رومن کیتھولک ۳۵ ہزار، گریک کیتھولک چار سو، پروٹسٹنٹ ۲۵۰۔

اور جو بے اعتنائی مسلمانوں کو بڑے عہدوں سے محروم رکھنے میں ظہور پذیر ہے وہ فرانسیسیوں کی جمہوری حکومت اور مساوات حقوق کے دعوے کے بالکل خلاف ہے۔ گو مسلمانوں پر اس ملک میں فوجی خدمت جبری نہیں مگر اس سے مسلمانوں کو کوئی فایدہ نہیں۔ بلکہ اونکا ضعیف کرنا مقصود ہے۔ فوجی خدمت کیواسطے فرانسیسی تاجر اور زمیندار جو تجارت اور زراعت سے دن بدن مالا مال ہو رہے ہیں۔ اونکی اولاد مستفید ہوتی ہے۔ عرب بھی فوج میں بھرتی ہیں۔ مگر اکثر سپاہی۔ تھوڑے لفٹننٹ۔ اور ایک یا دو کپتان۔ ہاں تنخواہیں فرانسیسیوں اور عربوں کی برابر ہیں۔ چند باخبر اشخاص نے بیان کیا کہ فرانس کا قانون ملک فرانس کے واسطے اور ہے اور مقبوضات کیواسطے اور۔ باوجود ان امور کے جو چیز مجھے فرانسیسی عملداری میں دلچسپ معلوم ہوئی وہ فرانسیسیوں کی عمیم الاخلاقی ہے۔ تکبر اون کے مزاج میں نام کو نہیں۔ راہ چلتے ہوئے بڑے سے بڑا عہدہ دار اس امر کا محتاج نہیں ہے کہ قلی تک راستہ خالی کرنے کیواسطے کہے۔ پبلک گارڈن کی بنچوں پر ایک فرانسیسی بیٹھا ہوا ہے۔ ساتھ ہی اوسکی میم ہے۔ اور اوسی جگہ ایک عرب آکر بیٹھ جاتا ہے کبھی کسی کو خیال نہیں کیا کہ میم کے برابر ایک عرب کیوں بیٹھتا ہے۔ غرض حاکم و محکوم کا جو تنفر انڈیا میں ہے اوسکا ان ممالک میں نام تک نہیں۔

لباس اور زبان کی نسبت اونکے خیالات | طرابلس۔ سوسہ۔ قیروان۔ تیونس۔ قسنطینہ۔ اور الجزائر میں یہ عجیب بات دیکھنے میں آئی کہ جو شخص اون جیسا لباس نہ پہنتا ہو اوسکی مسلمانی میں شک کرتے ہیں۔ اور جو ان جیسی عربی نہ بولتا ہو اوسکا عرب ہونا تسلیم نہیں کرتے۔ حالانکہ ان صوبوں کا لباس اور زبان بالکل جداگانہ ہے۔ عربی انکی اسقدر غلط اور اصلیت سے محرف ہے کہ اسکو عربی سے کچھ مناسبت نہیں بلکہ ایک صوبہ کے باشندے دوسرے صوبہ کے باشندوں کی زبان سمجھنے سے قاصر ہیں۔

تیونس کے لوگوں کا پاجامہ گھٹنوں تک اونچا ہوتا ہے۔ بعض کی پنڈلیاں برہنہ ہوتی ہیں اور بعض لمبی جرابوں سے اس برہنگی کو ڈھانپ لیتے ہیں۔ الجزایر کے لوگ ترکی ٹوپی پر دو گز سفید ململ کا رومال لپیٹتے ہیں جو سر اور کانوں اور ٹھوڑی کے نیچے تک پکڑ رہتا ہے۔ پھر اس کے اوپر ایک بل دار پگڑی لپیٹتے ہیں جو کبھی کلکتہ کی ساخت اور کبھی بھیڑ بکری کے بالوں کی اور کبھی ململ کی ہوتی ہے۔ یہ پگڑی ٹوپی کے محیط پر باندھی جاتی ہے

صیغۂ ل بالجزائر [illegible]

چیندرہ بالکل خالی ہوگئے ۔

ان ممالک میں کچھ عرصہ سے ایک نویں بنائی جاتی ہے ۔ یہ انگریزی ٹوپی ہیٹ کے مشابہ ہے ۔ مگر اس کا چھجہ یعنے محیط کبھی کبھی وسعت میں سینی کے برابر ہوتا ہے ۔ یہ لوگ اس کے پہننے کو ایام گرما میں ضروری سمجھتے ہیں ۔ اور اگر کوئی انگریزی ہیٹ پہنے تو اوسکو کافر قرار دیتے ہیں ۔ میں نے تونس میں ایک عالم سے کہا کہ تمہاری ٹوپی یورپ کی نقل ہے اسکا پہننا بھی شل ہیٹ کے حرام ہوگا ۔ اونہوں نے کہا کہ یہ ٹوپی خاص اہل افریقہ کی ایجاد ہے میں نے کہا بہرکیف دونوں ٹوپیاں یکساں ہیں ۔ عالم نے کہا نہیں یہ اسلامی ہے اور وہ کافرونکی ہے ذرا اس عقلمندی کو دیکھئے !

مسافر نوازی کا نہ ہونا ۔ پیشتر اس کے کہ بلاد مغرب کے حالات ختم کروں ۔ مجھے یہ لکھنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ مصر طرابلس قیروان ۔ تونس ۔ قسنطینہ اور الجزائر کے مسلمانوں میں مسافر نوازی کا جوہر قریبًا قریبًا معدوم ہوچکا ہے یہ لوگ مسافر سے صرف اسقدر پوچھنا کافی سمجھتے ہیں ۔ " انت مسلم " جب اوس نے ہاں کی تو کہتے ہیں الحمد للّٰہ اس کے بعد ، بالخیر وشما بہ سلامت ۔ ایک دوسرے سے کچھ سروکار نہیں ۔ اس عادت کا برتاؤ عام ہے ۔ عرب ہو یا عجم ۔ البتہ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں سید ہوں ۔ یا مکہ معظمہ یا مدینہ منورہ سے آیا ہوں ۔ تو اوسکو کھانا دیں گے ۔ زاد راہ بھی بہم پہونچائیں گے ۔ خواہ وہ جاہل ہو یا عالم ۔ اسقدر کافی ہے کہ وہ ان اوصاف کا مدعی ہو ۔

اہل علم اس سے زیادہ مخاطب ہوتے ہیں ملک کے حالات اسلام کی کیفیت ۔ حدود شرعیہ کا اجرا ۔ گورنمنٹ انگریزی کا سلوک پوچھتے ہیں اور قہوہ کی ایک پیالی اور سگریٹ نذر کرتے ہیں ۔ اور بار بار یہ الفاظ کہتے ہیں ۔ تشرفنا بحلت البرکتہ ۔ ان کی ملاقات سے یہ فایدہ ہے کہ لوگوں کی شناسائی اور بعض جگہ ترجمانی میں مدد دیتے ہیں ۔ مگر کوئی یہ نہیں کہتا کہ چلو ہمارے مکان میں ٹہیرو ۔ یا ایک وقت کی دعوت قبول کرو ۔

اس خصوصیت میں ہندوستان اور ترکوں کی سرزمین خصوصًا استنبول قابل تعریف ہے ۔ صدہا تکیے ملک ملک کے مسافروں کے واسطے استنبول میں موجود ہیں ۔ اور جہاں کہیں ترک کو مسافر کی قابلیت کا حال معلوم ہوا تو مہینوں اوس کو اپنے ہاں مہمان رکھتے ہیں ۔ اور اس عرصہ میں اوس کے جملہ مصارف کے متکفل ہوتے ہیں اور چلتے وقت زاد راہ بھی دیتے ہیں ۔

میرا سفر بلاد مغرب کے متعلق جسقدر رہتا وہ اب قریبًا خاتمہ پر ہے ۔ کیونکہ اب میں مارسیلز جانے کو تیار ہوں جو فرانس کا مشہور بندرگاہ اور الجزائر سے ۲۸ گھنٹے کی مسافت پر ہے ۔ وہاں ان دنوں ایک عظیم الشان نمایش قائم ہے مگر جب میں یہ دیکھتا ہوں کہ مارسیلز کے تمام باشندے نصرانی اور اونکی زبان فرنچ ہے تو خیال گذرتا ہے کہ

مدات آمدنی	فرانک	مدات خرچ	فرانک	مدات آمدنی	فرانک	مدات خرچ	فرانک
حاصل بلا واسطہ	سنہ ۱۸۹۵ء [illegible] / سنہ ۱۸۹۶ء [illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	سنہ ۱۸۹۵ء [illegible] / سنہ ۱۸۹۶ء ۱۱۶۴۲۰۰	فوج	۶۰۸۴۶۰
محصول پرمٹ بحری	سنہ ۱۸۹۵ء [illegible] / سنہ ۱۸۹۶ء [illegible]	[illegible]	۲۵۲۱۰۲	محصول [illegible]	سنہ ۱۸۹۵ء ۹۶۴۲۰۰ / سنہ ۱۸۹۶ء ۱۱۲۳۲۰۰	[illegible]	۲۶۹۷۴۰۳
اجارے	سنہ ۱۸۹۵ء [illegible] / سنہ ۱۸۹۶ء ۱۹۹۹۲۰۰	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۲۲۳۸۲۰۰	[illegible]	[illegible]

سنہ ۱۸۸۴ء میں کل قرضہ [illegible] فرانک [illegible] کی ایک قسم میں جمع کیا گیا اور [illegible] حصوں میں تقسیم کرکے ہر ایک [illegible] کا نام [illegible] البتہ پانسو فرانک کی رکھی گئی اور یہ قرار دیا گیا کہ یہ قرضہ دوامی ہوگا یعنی اصل کبھی ادا نہیں کیا جائیگا اور صرف سود سالانہ دیا جائیگا بشرح سود ۴ فیصدی مقرر کیگئی اور اسکی سالانہ مقدار ۲۳۳۲۵ پونڈ یا ۳۰۷۵۲۰ فرانک متعین کیگئی۔ سنہ ۱۸۹۹ء میں اس قرضہ کو دوسری ہیئت میں تبدیل کرکے شرح سود کی بجائے ۳½ فیصدی کردیگئی۔ اور قرار دیا گیا کہ سالانہ جزوی ادائیگیوں سے کل قرضہ ۹۹ برسوں میں بیباق کردیا جاوے۔ سنہ ۱۸۹۲ء میں اس ۳½ فیصدی والے قابل ادا قرضہ کو ۳ فیصدی سود کے قرضہ میں تبدیل کردیا گیا۔ سنہ ۱۹۰۲ء سے تقریباً ۳ کروڑ فرانک سالانہ تعمیر ریل کے لئے قرض لیا جا رہا ہے۔

کسب و روزگار ملک کا ذریعہ کاشتکاری ہے سنہ ۱۸۹۴ء میں گندم ۵۰۴۷۶۴ ہیکٹر[2] پر اور جو ۲۹۹۰۲۴۷ ہیکٹر پر یعنی کل مزروعہ رقبہ کے چوتھے حصہ پر کاشت تھی انگوری باغوں کا رقبہ ۱۵۵۰۶ ہیکٹر [illegible] ۹۴۸۵۵۹

(۱) سنہ ۱۹۰۱ء کی آمدنی میں ایک مد ڈاک و تار کی بھی ہے جسکی رقم ۱۱۶۹۱۰ فرانک بتائی گئی ہے اور غیر معمولی آمدنی ۳۴۶۵۰۸۵۹۲ جملہ ۳۴۹۲۳۱۳۸۵ فرانک خرچ کی مدیں یہ دکھائی گئی ہیں۔ وظیفہ حکمران و ارکان خاندان ۱۸۰۰۰۰۔ مکمل ادائے سود وغیرہ ۳۴۳۳۲۸۰۲۔ تار و ڈاک ۱۵۹۶۵۱۱۳۔ استقراض ۱۸۱۰۰۷۶۔ زراعت و تجارت [illegible]۔ تعلیم ۱۱۰۸۹۹۔ تعمیرات عامہ ۲۶۸۶۸۰۶۲۔ فوج ۵۰۲۹۵۰۔ متفرقات ۷۸۱۵ [illegible]۔ میزان ۳۴۹۱۵۴۸۰۵ فرانک۔

(۲) ہیکٹر فرانسیسی پیمانہ ہے اور تقریباً ۲.۰۲ ایکڑ کے برابر ہے۔

مجھے اس نمائش سے کیا فائدہ ہوگا۔ یہ کیفیت [illegible] کے بعد ہسپانیہ داخل ہوکر قرطبہ غرناطہ کے آثار قدیمہ کے دیکھنے کا ارادہ ہے پھر جبل طارق [illegible] کے بعد جو کچھ قرار پائیگا اس کی اطلاع دی جائیگی۔

ہندوستانی۔ ایرانی۔ افغانی۔ بخاری جو تمام عراق شام اور مصر میں ملا کرتے تھے۔ بلاد مغرب میں کہیں ان کا نام نہیں ہے صرف ایک شخص ہیری رام سندھی تاجر سے ان دنوں میں ایک دفعہ ملاقات ہوجاتی ہے۔ اور انکی گفتگو سے تھوڑی دیر کیلئے ہندوستان کے خیالات تازہ ہوجاتے ہیں۔ حیدرآباد کے ہندوؤں کی ایک دکان [illegible] کے نام سے بھی یہاں موجود ہے۔

سنا ہے کہ پنجاب کے [illegible] اہل بلاد مغرب کی آنکھوں کا علاج کرتے ہیں مگر میری نظر سے کوئی نہیں گذرا۔ (۲۹ جون سنہ ۱۹۰۴ء)

ہیکٹو لیٹر[1] پیدا ہوتی ہے۔ جو زیادہ تر مقامی طور پر ہی صرف ہو جاتی ہے۔ سنہ ۱۸۹۳ء میں ۹۶ لاکھ ۱ ہزار ہیکٹو لیٹر روغن زیتون پیدا ہوا۔ ۳۱ دسمبر سنہ ۱۸۹۲ء / سنہ ۱۹۰۲ء کو تعداد مویشی یہ تھی۔ گھوڑے ۵۱۶۴۴ / ۲۰۲۴۰ گدھے اور خچریں ۱۱۹۶۰ / ۱۰۸۰۹۴ گائے بیل بھینس ۲۳۲۷۲۶ / ۲۰۰۲۰۰ بھیڑیں ۱۲۲۳۴۸۱ / ۷۱۹۹۱۰ بکریاں ۶۸۱۹۳۶ / ۵۰۹۲۲۸ اونٹ ۱۲۳۹۹۴ / ۱۴۶۸۹۹ سور ۱۰۹۲۳ / ۷۸۵۵ سنہ ۱۹۰۳ء میں سولہ کانوں پر کام جاری تھا۔ اور ۸ سو آدمی کام کر رہے تھے۔ گفسا کی کان فاسفیٹ کو جدید دوسوسل لینی ریلوے سے بہت مدد ملی ہے۔

ماہی گاہوں کے ٹھیکے بالعموم اطالین لوگوں کے ہاتھ میں ہیں۔ سنہ ۱۸۹۴ء میں مچھلی کا شکار بہ تفصیل ذیل ہوا۔ سارڈین مچھلی ۱۱۳۰۵۶ کیلوگرام[2] مالیتی ۲۲۱۰۷ پونڈ۔ چھوٹی مچھلی ۹۵۶۲۲۴ کیلوگرام مالیتی ۲۱۶۷۸ پونڈ۔ اسفنج و سیپ ۶۲۰۹۹ کیلوگرام مالیتی ۴۲۲۶۹۴ پونڈ۔ دیسی دستکاری اونی پارچات۔ قالین۔ زردوزی۔ سراجی۔ کفاشی جلدوزی۔ مگٹوی و دباغت و ریشمی پارچات ہیں۔

تجارت ۔ پچھلے دو برسوں میں ٹیونس اور دیگر ممالک میں جو تجارت ہوئی اوسکی مالیت ملک وار حسب ذیل ہے۔

نام ملک	سنہ ۱۸۹۳ء		سنہ ۱۸۹۴ء		سنہ ۱۹۰۳ء	
	درآمد اس ملک سے	برآمد اس ملک کو	درآمد اس ملک سے	برآمد اس ملک کو	درآمد اس ملک سے	برآمد اس ملک کو
فرانس و الجیریا	فرنیک ۲۳۳۳۸۷۵۰	فرنیک ۱۹۴۱۳۷۲۵	فرنیک ۲۴۳۸۹۷۲۰	فرنیک ۲۵۹۱۲۰۸۸	فرنیک ۴ کروڑ ۹۳ لاکھ	فرنیک ۵ کروڑ
برطانیہ کلاں و مالٹا	۵۲۲۰۰۷۵	۳۰۷۸۴۵۰	۷۶۵۶۰۱	۴۶۹۳۰۴۰	۹۰ لاکھ ۲۰ ہزار	۹۳ لاکھ ۱۰ ہزار
اٹلی	۴۱۱۱۸۵۰	۴۵۷۰۳۰۰	۴۱۹۸۷۲۲	۳۱۶۳۳۵۴	۶۳ لاکھ	۴۵ لاکھ ۶ ہزار
آسٹریا	۱۳۴۶۹۰۰	۱۴۷۴۷۵	۴۱۸۰۹۳	۱۹۷۲۳۹	۲۴ ہزار ۵ سو	۶۶ لاکھ ۶ ہزار
بلجیم	۹۹۸۱۲۵	۴۶۵۸۲۵	۱۴۸۰۷۵۳	۱۲۹۳۶۴۶	۲۳ لاکھ	۱۸ لاکھ ۱۹ ہزار
روس و دیگر ممالک	۳۴۴۶۷۸۲۵	۲۰۳۹۵۵۰	۳۲۷۶۵۲۶	۱۶۷۳۳۹۹	۰	۰
میزان	۳۸۳۸۳۲۲۵	۲۹۶۸۵۳۲۵	۴۱۹۲۲۷۱۵	۳۶۹۳۲۷۶۶	۷۱۳۹۸۶۴۳	۸۳۶۱۲۸۷۷

سنہ ۱۸۹۴ء میں بڑی اشیاء درآمد یہ تھیں: سوتی پارچات ۵۶ لاکھ فرنیک۔ سیمولینا ۴۴ لاکھ نو سو فرنیک و باقی اشیاء ۲۸ لاکھ فرنیک۔ قند ۱۸ لاکھ فرنیک۔ گندم ۱۸ لاکھ فرنیک۔ بلیسیات ۱۲ لاکھ فرنیک۔ قہوہ دس لاکھ فرنیک۔ بڑی اشیاء برآمد یہ تھیں: گندم ۳۶ لاکھ فرنیک۔ جو ۳۹ لاکھ فرنیک۔ روغن زیتون ۶۹ لاکھ فرنیک۔ مویشی ۵۲ لاکھ۔ الفا دوین پندرہ لاکھ۔ اسفنج بارہ لاکھ فرنیک۔ رنگنے کی چھال بارہ لاکھ فرنیک۔ جست ۱۱ لاکھ فرنیک۔ پچھلے پانچ

---

[1] ہیکٹو لیٹر سیال اشیاء اور اجناس کا پیمانہ ہے۔ خشک پیمانہ ۲ ۳/۴ بشلوں کے برابر اور سیال اشیاء کا پیمانہ ۲۲ گیلن کے برابر ہے۔

[2] کیلوگرام ۲۰۵/۱۰۰۰ ۲ پونڈ کے برابر ہوتا ہے۔

برسوں میں ٹیونس اور برطانیہ کلاں میں بڑے نقشہ جات تجارت مفصلہ ذیل اسقدر تجارت ہوئی۔

	سنہ ۱۸۹۰ع	سنہ ۱۸۹۱ع	سنہ ۱۸۹۲ع	سنہ ۱۸۹۳ع	سنہ ۱۸۹۴ع	سنہ ۱۹۰۳ع
ٹیونس سے برطانیہ کلاں کو جو مال گیا	۲۲۴۶۷۱۸ پونڈ	۳۰۴۲۱۱ پونڈ	۱۳۱۸۵۵۸ پونڈ	۸۱۷۶۰۵ پونڈ	۸۰۶۵۲۹ پونڈ	۲۵۲۸۲۱ پونڈ
برطانیہ کلاں سے جو ٹیونس میں آیا	۱۶۴۹۱۸	۱۵۹۷۶۴۵	۱۱۱۲۰۹	۱۱۴۹۶۶	۲۳۶۶۸۸	۳۶۴۵۰۸

سنہ ۹۴ء میں برطانیہ کلاں کو بڑی اجناس گئیں:- گیہوں باقی کا دیگر حصہ جو اور ایسپر ٹو گھاس ۱۹۵۴۵ پونڈ مالیت کا۔ اور انگلستان سے بڑی جنس سوتی پارچات یعنی ۹۳ ۵۸ ۱۹ پونڈ کے گئی۔ سنہ ۱۸۹۴ء میں ٹیونس کے بندرگاہوں میں ۹۰۸۸ جہاز ۲۰۱۰۶۸۹ ٹن کے داخل ہوئے۔ انمیں سے ۵۴۵ جہاز ۱۰۹۱۷۹۵ ٹن کے فرانسیسی ۵۴۸ جہاز ۴۳۵۰۴ ٹن کے۔ طالین اور ۱۸۲ جہاز ۱۱۲۴۹ ٹن کے انگریزی تھے۔ ریلوے لائنوں کی لمبائی ۲۶۰ میل ہے اور کئی نئی لائنیں زیر تعمیر ہیں سلسلہ تار برقی کا طول ۱۵۲۵ میل ہے جسکی تاروں کی لمبائی ۳۴۰۰ میل ہے۔ ۴۷ تار گھر ہیں ۱۸۹۴ء میں انہوں نے ۵۱۰۴۲ پیغام روانہ کئے۔ اسی سال ۲۳۱ ڈاکخانہ تھے جنہوں نے ۳۳۴۹۶۲ ملکی خطوط وغیرہ اور ۲۷ لاکھ ۱۸ غیر ملکی خطوط وغیرہ روانہ و تقسیم کئے۔

دائرۂ ڈیش سنہ ۱۹۰۶ع سنہ ۱۹۰۳ء میں تونس کی سولہ بندرگاہوں میں ۱۱۵۴۲ جہاز ۷۵۹۲۲۰۳ ٹن داخل ہوئے۔ انمیں ۱۹سو جہاز ۱۴۲۸۱۹۹ ٹن فرنچ تھے۔ ریلوے کا طول ۴۳ میل تھا۔ جو کل ہم فرنچ کے ہاتھ میں ہے ۵۰۰ میل سلسلہ تار برقی کا طول ہے اور اسکی تاروں ۵۷ سو میل۔ ۱۲۵ تار گھر ہیں۔ سنہ ۱۹۰۳ء میں ۴۳۳۴۷۰ برقی پیغام بھیجے گئے۔ اسی سال ۹ ٹیلیفونی سلسلے شہروں کے اندر ۲۸ میل طویل تھے جنکی تار ۲۳۰ میل تھی۔ اور مختلف شہروں کے مابین ۲۷ سلسلے ٹیلیفونی تھے جنکی تار ۵۸۰ لمبی تھے۔ اور پانچ لاکھ ۸۶ ہزار پیغام بھیجے گئے سنہ ۱۹۰۳ء میں ۳۴۷ ڈاکخانہ تھے جنکی ذریعہ ملکی خطوط وغیرہ ۲۶۹۰۶ ۱۴۱ ۱۔ اور غیر ملکی ۵۸۸۲۰۴۸ تقسیم ہوئے۔

سکے اوزان اور پیمانے پہلے سکہ پیاستر مروج تھا جو ۶ قروب یا چھ پنس کے برابر ہوتا تھا۔ اب سرکاری مضروبات فرانسیسی سکوں کے مشابہ ہیں اور فرانس میں مضروب ہوتی ہیں عام مستعمل وزن اونس ہے جو $\frac{۴۲}{۱۰۰}$ ۸ . ۳۱ گرام کے برابر ہے۔ رطل میں ۱۶ سے لیکر ۴۲ اونس تک ہوتے ہیں

پیمانہ غلہ۔ قافی = ۱۶ ویبی = ۱۹۲ اوقیہ + ایک ویبی = ۱۲ اصاع۔

طولانی پیمانہ جات۔ پق عربی برائے مخمل = $\frac{۹۲}{۱۰۰۰}$ ۵۳. گز کے + پق ترکی برای ریشم = $\frac{۵۵}{۱۰۰۰}$ ۷. گز کے + پق اندلسی برائے پارچات $\frac{۹۴}{۱۰۰۰}$ ۷. گز کے۔

انگریزی قونصل جنرل متعینہ ٹیونس۔ ڈبلیو ایچ ڈی ہیگرڈ ہے موجودہ قونصل جنرل ہے۔ یکلی نائب کل تونس مسٹر جانسٹن۔ بنزرٹ۔ سفاکس۔ سوسا اور قیروان میں بھی انگریزی نائب قونصل ہیں۔

ترکی بجٹ ۹۸-۱۸۹۷ء اور مالی حالت

ترکی کی مالی حالت کو کبھی اچھی اور عمدہ ... نہیں ہوا ... کہ اسکے دشمنوں کا خیال یا آرزو ہو وہ ویسی کبھی نہیں ہوئی۔ اس میں کوئی کلام نہیں کہ ۱۸۷۶ء میں جب اعلیٰحضرت خلیفۃ المسلمین عبد الحمید مسند خلافت پر متمکن ہوئے اس وقت ترکی مالی حیثیت سے یہاں تک گر گئی تھی جو تصور میں نہیں آ سکتی ... جنگ کے شروع ہو جانے اور پھر اس کے بعد کی خونریزیوں کا قبضہ سے نکل جانے اور ان حادثات کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ تباہی و تنگی کی طغیانی اور بھی ابتر ہو گئی۔ مگر جنگ سے فارغ ہوتے ہی جس محکمہ کی اصلاح کی طرف سب سے پہلے حضور ممدوح متوجہ ہوئے وہ صیغہ مال تھا۔ وہ جانتے تھے کہ ملک کی ترقی و خوشحالی زیادہ تر اسی محکمہ کی اصلاح پر مبنی ہے۔

یہ امر بیشک قابل افسوس ہے کہ عیسائی رعیت بالخصوص سلطنت ترکی کی جابجا دست اندازی اور عیسائی رعایا کی شورہ پشتی اور خود سری کچھ تو مسلمانوں کی کاہلی۔ لاپروائی اور مفلسی سے اعلیٰحضرت کو اپنی مساعی جمیلہ میں جیسی کہ چاہئیے ویسی کامیابی نہیں ہوئی۔ بہرحال اخراجات غیر معمولی کی [illegible] عیسائیوں کی بغاوت سے ضروری اور لازمی ہو گئے ہیں آمدنی سے کچھ زیادہ ہوتا رہا ہے مگر آمدنی کی ترقی کی کوشش و جانفشانی کا نتیجہ ہے کہ آمدنی کم ہو جانے پر معمولی اخراجات و آمدنی کا موازنہ برابر قائم رکھا گیا ہے۔ ہاں غیر معمولی اخراجات کے لئے ممالک غیر سے قرض لینے کی بجائے اپنے قرضوں ہی کی تبدیل یا انکی تجدید کی صورت میں خود اپنے ہی ملک سے قرض لیکر کام چلاتے رہے ہیں۔ آرمینیوں کی سلسلہ وار بغاوت سے کئی صوبوں کی آمدنی میں لازمی طور پر کمی واقع ہوئی اور اس کے انتظام اور قیام امن کے لئے کئی لاکھ روپیہ خرچ کئی مہینوں تک جاری رہی۔ اور ساتھ ہی مخالف سلطنتوں کی دھمکیوں کے باعث ملک کی حفاظت اور ضروری مقامات کی مورچہ بندیوں کی بھی ضرورت لاحق ہو گئی۔ ان سب پر [illegible] مخالفین سلطنت عثمانیہ کو پورا یقین تھا کہ سلطان المعظم کو اب بہرحال ممالک غیر سے قرض لینا پڑیگا۔ اور اس ضرورت کے وقت اور پھر جو کچھ دباؤ ڈالا جاویگا وہ بمجبوری اسے تسلیم کریں گے۔

یہ امر کہ سلطان المعظم کو قرضہ کی ضرورت تھی یا نہیں سو اگر ضرورت تھی تو کیا انکا ارادہ قرض لینے کا تھا یا نہیں انہیں کو خوب معلوم ہوگا لیکن یہ امر واقع ہے کہ اس سال کے بجٹ کی شائع ہونے پر مخالفین کے منصوبے خاک میں مل گئے ہیں۔ اور انکو یقین ہو گیا ہے کہ اعلیٰحضرت ایسی کارروائی سے حتی الامکان ہمیشہ بچتے رہیں گے جس سے غیر قوموں کو سلطنت میں اور زیادہ مداخلت کرنے کا موقعہ ملنے کا احتمال ہے۔

بجٹ کو درج کرنے سے پہلے ناظرین کو یہ بتا دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ [illegible] سلطنت عثمانیہ کی آمد یورپ کی دول عظام کی آمدنیوں سے بہت کم پائی گئی ہے حتی کہ [illegible] بھی جو وسعت و [illegible]

ٹرکی پر فوقیت نہیں رکھتی سلطنت عثمانیہ کی آمدنی سے پانچ گنی زیادہ ہے۔ اسکی کئی باعث ہیں۔ سب سے بڑا یہ کہ ترکوں نے اپنے ملک کے قدرتی وسایل اور زرخیزی سے فایدہ اوٹھانے کی کوشش نہیں کی۔ اور اب اگر سلطان المعظم کی جد و جہد سے کسیقدر اس طرف متوجہ بھی ہوتے ہیں تو اونکو فایدہ اوٹھانیکا موقعہ نہیں دیا جاتا۔ دوم صنعت و حرفت کی کساد بازاری اور علوم و فنون جدیدہ سے ناواقفی۔ سوم دیگر ممالک کی نسبت ٹرکی میں محاصل تھوڑے سے اور ہلکے ہیں۔ پھر ٹیکس دہندگان کی نسبت بری الذمہ اور مستثنی املاک و اشخاص کی تعداد زیادہ ہے۔ چہارم محصول درآمد و برآمد میں ممالک اجنبیہ کے ساتھ بہت رعایت کی گئی ہے اور دوسرے ملکوں کی نسبت شرح محصول عموماً کم رکھی گئی ہے۔ پنجم لگان و معاملہ اراضی کا جنس میں وصول کرنا جس سے عمال کو خیانت کرنیکا بہت موقعہ ملتا ہے۔ ششم عام طور پر حکام کی خودغرضی و لاپروائی۔

اس تفصیل کے ساتھ ہی یہ بتا دینا بھی مناسب ہے کہ یہ نقص آجکل کے پیدا شدہ نہیں بلکہ صدیوں چلے آتے ہیں۔ کئی عالی ہمت سلاطین کو انکی اصلاح کا خیال پیدا ہوا مگر بدقسمتی سے اندرونی سازشوں اور بغاوتوں اور بیرونی حملوں نے انہیں اپنے ارادوں میں کامیاب نہ ہونے دیا۔ اعلیحضرت سلطان **عبد الحمید** باوجود اونہیں موانعات کے جو سلطان محمود اور سلطان سلیم کو پیش آئے۔ ان نقصوں کی اصلاح میں بڑی سرگرمی سے مصروف ہیں۔ اور اگر خدا کو منظور ہے تو ضرور ایک دن حصول مدعا میں کامیاب ہوجائیں گے۔

بجٹ کی تیاری کے لئے اعلیحضرت نے وزیر صیغہ مال کے ساتھ امپیریل عثمانیہ بنک کے ڈایرکٹر جنرل سر اڈگار ونسنٹ کو بھی شامل ہونیکا حکم دیا تھا۔

چنانچہ صاحب موصوف اپنی رپورٹ میں پچھلے سالوں کے بجٹوں (موازنوں) میں نقص نکالتے ہیں کہ وہ کبھی ایک قاعدہ پر تیار نہیں کئے جاتے ہے۔ سنہ ۱۸۹۰ء سے لیکر سلطنت کی سالانہ آمدنی ایک کروڑ چھتر لاکھ پونڈ ترکی اور اصلی خرچ ایک کروڑ ۸۶ لاکھ پونڈ ترکی سالانہ ہو رہے ہیں یعنی بالاوسط ہر سال ۱۱ لاکھ پونڈ کا خسارہ ہوتا ہے

اس تفصیل کے بعد صاحب موصوف آمدنی کی بڑہانے اور خرچ کو کم کرنے کے مسئلہ پر بحث کرتے ہیں اور انکی رائے میں جنگی محکمہ پر بہت زیادہ خرچ ہوتا ہے۔ فرانس میں جنگی محکمے کے خرچ کی نسبت ملکی محکموں کے خرچ سے ۳۴ فیصدی اور روس و جرمنی میں ۴۶ فیصدی ہے۔ مگر ٹرکی میں یہ نسبت ۹۰ فیصدی ہے جو دنیا کے تمام ملکوں سے زیادہ ہے
۱۱ نظام میں وہ اور بڑی قباحتیں اونکے نزدیک یہ ہیں کہ خیانت کی گرم بازاری ہے اور ملازموں کی تعداد زیادہ انکو باقاعدہ تنخواہ نہیں ملتی امر اول کا تدارک انکی رائے میں عمدہ تنخواہ دینے اور سخت نگرانی سے کیا جاتا نت سے جو نقصان سلطنت کو پہنچ رہا ہے۔ اسکی نظیر میں وہ پوسٹ خانوں کی آمدنی کو پیش کرتے ہیں ۱۱ لاکھ ۴ ہزار پونڈ ترکی تھی۔ مگر سال رواں میں ۱۵ لاکھ پونڈ ہوگئی ہے۔

دراصل انکا یہی [illegible] کمیشن قرضہ ترکی کو سپرد ہے۔ اونکی آمدنی میں ترقی ہو رہی ہے۔ مگر وہ ملازموں کو بھی ایک شخص سے [illegible] جنکی سات آٹھ مہینہ کی تنخواہ بقایا ہے اون کی دیانتداری و امانت کی امید رکھنا فضول ہے [illegible] بہتر ہوتا کہ ایک خاص کمیشن مقرر کیا جاوے اور تمام ملازموں کی تنخواہ کیواسطے ایک سالانہ رقم اوسکے لئے خاص کیجائے اور اس قسم کا بار ہوائی حصہ سے پہلے ادا کیا جاوے تاکہ ادنی سے ادنی ملازم کو بھی ویسی ہی باقاعدگی سے تنخواہ ملے جسطرح کہ اعلی عہدہ داران سلطنت کو ملتی ہے۔

اضافہ آمدنی کی ایک تدبیر یہ بتائی گئی ہے کہ تمباکو کے اجارہ کا پورا پورا انتظام کیا جاوے ترکی کے تقریباً کل باشندے یا کم از کم [illegible] تمباکو کے سخت عادی ہیں مگر اس اجارہ سے صرف گیارہ لاکھ پونڈ ترکی وصول ہوتے ہیں حالانکہ مصر میں بھی جسکی آبادی اس سے تیسرا حصہ ہے اسیقدر رقم وصول ہوتی ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ ترکی میں اس اجارہ کا ٹھیک انتظام نہیں مصر میں معقول انتظام کے بدولت اس مد کی آمدنی پچھلے آٹھ برسوں میں دس گنی بڑھ گئی ہے۔ سرایڈگار ونسنٹ کی یہ رائے ہے کہ شرح محصول درآمد کو بھی جو اسوقت سات فیصدی ہے۔ اور یونان۔ بلگیریا، سرویا وغیرہ ممالک متصلہ کی شرح سے بہت کم ہے [illegible] تجارتی معاہدوں کے ذریعہ بڑھا دینا چاہئے۔

آگے چل کر صاحب مصنف قوانین کی ضمانت کا ذکر کرتے ہیں اور آخر کلام ترکی کی مالی مشکلات کی نسبت قلم لگاتے ہیں کہ وہ مصر کی مشکلات سے [illegible] کم ہیں [illegible] گنجایش ہے اگر مالی مشکلات کا سلسلہ [illegible] ترکی کا ہے۔ [illegible] پاشا کی جان توڑ کوششوں سے انکی نتیجہ چند ہی مہینوں میں کامیابی کیساتھ ختم ہو جائیں۔ ترکی میں آمد و خرچ کا موازنہ قایم کرنیکے لئے نہایت توجہ اور دیانتداری کی ضرورت ہے خاتمہ پر وہ سلطان اعظم کی خدمت میں حسب ذیل سفارشیں کرتے ہیں۔

(۱) جنگی خرچ کو کم کیا جاوے (۲) خیانت و بددیانتی کی بیخکنی کیجاوے (۳) عہدہ داروں کو عہدہ کے لحاظ سے اور نہ کسی قرابتی لحاظ سے مقررہ اندازہ پیمانہ کے مطابق باقاعدہ تنخواہیں تقسیم کیجاویں (۴) انتظامی محکموں میں ملازموں کی تعداد کم کیجاوے (۵) ذمہ داری کے عہدوں کی تنخواہیں بڑھائی جاویں (۶) محاصل بلاواسطہ کو بڑھایا جاوے (۷) آمدنی کے ماہواری اور سالانہ نقشے تیار اور شایع کئے جائیں (۸) وزیر مال کو بیجا خرچ کرنیوالوں کو سزا دینے اور ایسے غیر معمولی اخراجات کو منظور کرنے سے جنکے لئے باقاعدہ طور پر اجازت نہ لیگئی ہو انکار کرنیکا اختیار دیا جائے۔

اوس خاص کمیشن نے جو بجٹ کی تیاری کیلئے مقرر ہوئی تھی اور اس رپورٹ کا نقشہ کے مطابق تیار کر کے اعلیحضرت کی خدمت میں پیش کیا اور ادہر [illegible] کمیشن کی سفارشوں کو فی الفور منظور فرما کر محکمہ [illegible] پریسیڈنٹ توفیق پاشا کو نگرانی و ضبط و انتظام کے کامل اختیارات عطا فرما دیئے بلکہ ملک کی خوشحالی و بہبودی کو اپنی ذاتی آسایش پر مقدم رکھنے کے طبعی وصف کا اقتضا یہی تھا کہ

میں ملتی مخارج ہے۔ اپنی سول لسٹ (صرف خاص) میں سے اپنے سیری تخت لینی پچاس ہزار پونڈ کم کرتے علیحضرت سے پہلے سلاطین کو خزانہ عامرہ سے ۰۰۰، ۱۴۴ پونڈ سالانہ صرف خاص کے لئے ملتے تھے۔ اس رقم کے علاوہ اونکو غیر معمولی اخراجات کے لئے دیگر محکموں کی سالانہ بچتیں اور فاضل رقمیں اور نیز ترکی مخصوصہ کمپنی جہاز رانی۔ ہرقلیہ کی کوئلہ کی کانوں اور شاہی کارخانہ پارچہ بافی وترکی کلاہ کی آمدنیوں میں سے ۲۵۳۱۰ پونڈ ترکی سالانہ ملا کرتے تھے علیحضرت خلد اللہ ملکہ نے تخت پر بیٹھتے ہی دیگر محکموں کی بچت اور ۳۳۰۰۰ کی سالانہ رقم کا لینا بند کر کے اسکو سلطنت کے ضروری خرچوں کے لئے خزانہ کے سپرد کر دیا۔ اور بعد ازاں مختلف موقعوں پر سول لسٹ میں بھی کئی لاکھ پونڈ کم کر دئے چنانچہ اب ۹ لاکھ ۴ ہزار چار سو پونڈ کی جگہ پانچ لاکھ ۷۷ ہزار پونڈ رکھتی ہے علیحضرت کو اسکے علاوہ شاہی املاک کے محاصل سے بھی تقریباً چھ لاکھ پونڈ کی آمدنی ہوتی ہے جس سے اونکی سالانہ آمدنی گیارہ لاکھ ۷۷ ہزار پونڈ کے قریب پہنچ جاتی ہے۔ اس آمدنی سے محلسرای کا تمام خرچ ہوتا ہے جسمیں پانچ ہزار سے زیادہ آدمی پرورش پاتے ہیں اور تمام عہدہ داران محل ہمایوں وغیرہ کی تنخواہ وغیرہ ادا کی جاتی ہے۔ پھر اسپر کوئی دن ایسا نہیں جاتا جسمیں خلیفۃ المسلمین جیب خاص سے معقول رقم کسی تعلیمی۔ خیراتی یا امدادی کام کے لئے عطا نہ فرماتے ہوں۔ یہ بجٹ ۱۳۱۰ھ سے ۱۳۱۰ھ (ترکی سال یعنی ۱۸۹۱ء لغایت ۱۸۹۳ء) کی آمدنیوں کی اوسط پر تیار کیا گیا ہے اسمیں کئی رقمیں ایسی شامل کی گئی ہیں جو ۱۳۱۳ھ ترکی کی خاتمہ پر وصول ہونگی مگر ویسی ہی اسیقدر رقمیں جو سنین گذشتہ کا بقایا ہیں اس برس میں وصول ہوکر بینا پورا کر دینگی۔ اس سال کے تخمینا آمدنی میں پچھلے تخمینوں کی نسبت یہ ترمیم کیگئی ہے کہ عشرات دہ یکی میں سے پہلے دس فیصدی حصہ خزانہ عامرہ کے لئے رکھ لیا جاتا تھا۔ اور باقی رقم محکمہ تعلیم عامہ اور زراعتی بنکوں کے نذر کر دیجاتی تھی۔ اب کی دفعہ وہ حصہ ساڑھے دس فیصدی کر دیا گیا ہے جس سے خزانہ عامرہ کو دولاکھ پونڈ کا نفع ہوگا۔ گورنمنٹ عشروں کے بجائے جنکی وصولی میں بہت دقت ہوتی ہے۔ اور جو ہمیشہ کم و بیش ہوتے رہتے ہیں تشخیص کرنے کے مسئلہ پر غور کر رہی ہے۔ سر دست بجٹ میں اس سے کی آمدنی ۴۱ لاکھ پونڈ دکھائی ہے جو زیادہ نہیں کیونکہ کئی ضلعوں کی زرعی اور تجارتی حالت میں نئی ریلوی لائنوں کے اجرا سے ترقی ہو گئی ہے۔ محصول یا ٹیکس اغنام (بھیڑ بکری) کی سالانہ اوسط پچھلے تین سالوں میں جنکی بنا پر بجٹ ۲۷ لاکھ ۲۷ پونڈ ترکی تھی ۱۳۱۳ھ (مارچ ۱۸۹۸ء) کے بجٹ میں اسے دو لاکھ پونڈ بڑھا دیا گیا ہے کیونکہ اس سال سے فی شاخ ۲ پارہ ونکا زاید ٹیکس لگایا جائیگا۔ محصول پیشہ ورانکی اوسط ۲۲۱۳۵ پونڈ ترکی تھی۔ مگر چونکہ سال زیر بجٹ میں دیہاتی صوبوں کی طرح جہاں کے باشندوں کی زراعت پیشہ لوگونکو اس ٹیکس سے بری کر دیا جائیگا ۲۲۱۳۳ پونڈ کم ہے اور قانون حفاظت حق ایجاد و اختراع پیٹنٹ کی آمدنی ایک لاکھ پونڈ ترکی

اضافہ ہونیکا اندازہ کیا گیا ہے۔ مگر اس قانون کے نفاذ سے پہلے ابھی ضابطہ کوجپرامور کی تکمیل ہوجانی ضروری ہے۔

محصول درآمد و برآمد کی سالانہ اوسط آمدنی قبل جنگ ۱۲ لاکھ ۶۰ ہزار پونڈ سالانہ تھی مگر ۱۳۴۲ھ میں جو تجارت کی بہتری ہوئی اسکو مدنظر رکھکر ۲۰ لاکھ پونڈ ترکی کا اندازہ لگایا گیا ہے۔ پچھلے مہینوں میں پرمٹ خانوں کی آمدنی بڑہنی شروع ہوگئی ہے اور سال رواں کی عمدہ فصلوں سے امید ہے کہ اور زیادہ بڑہ جاوے گی۔

مدات خرچ میں سے قومی قرضہ کے سود و بیباقی وغیرہ کیلئے ۶۴ لاکھ ۵۹ ہزار ۳ سو چند پونڈ ترکی کا بہ تفصیل ذیل لگایا گیا ہے:-

قرضہ مکفول بضمانت خراج مصر - - - - -	۵۰۰۵۹ پونڈ ترکی
قرضہ جنکا اہتمام مجلس انتظام قرضہ قومی کے سپرد ہے معہ خرچ انتظام - -	۳۶۶۱۹۹۱ ″
دیگر قرضے - - - - - -	۱۲۰۴۸۳۹ ″
فلوٹنگ ڈیٹ (یعنی سرکار کیطرف سے جو کرنسی نوٹ جاری ہیں) - - -	۵۲۳۵۲۳ ″
ضمانت ہائے ریلوے - - - - - -	۸۶۸۸۹۴ ″
تاوان جنگ - - - - - - - -	۴۵۰۰۰۰ ″
	۶۴۵۹۳۰۶

انتظامی محکمونکی اخراجات کو بجٹ میں کم کرکے دکھلانے سے کمیشن نے اون محکموں سے خط و کتابت کر یہ اطمینان کرلیا تھا کہ تخفیف خرچ سے سرکاری کاروبار میں کوئی ہرج نہیں ہوگا۔ چنانچہ بجٹ میں جو تخفیفیں دکھائی گئی ہیں اونکو عمل میں لائے جانے کے لئے احکام صادر ہوگئے ہیں۔

کو رخصت کرنے کے لئے وزارت اور گورنران صوبہ کو حکم دیا گیا ہے۔ بجٹ کا

آمدنی - - - - - -	۳
خرچ - - - - - -	
فاضلہ - - - - - -	

بجٹ میں غیر معمولی اخراجات کے لئے کوئی تخمینہ تیار نہیں کیا گیا۔ لیکن صورت ... ہے کہ آمدنی کو غیر معمولی خرچ پر صرف کرنے سے محفوظ رکھا جائے۔ مگر ایسے ہی دوسری حاصل ہوگی۔ اور نئے تجارتی معاہدوں کے آمدنی محصول درآمد و برآمد میں جو اضافہ اس سے یقین کامل ہے کہ ضروری اخراجات غیر معمولی کے لئے یہ نئی آمدنیاں کفا صرف ۱۰۰ ایک لاکھ پونڈ کی ہے جو قانون پٹنٹ کے نفاذ پر لائسنس ٹیکس

بجٹ آمدنی و خرچ سلطنت عثمانیہ

براے ۱۳۱۳ ترکی

مطابق

مارچ ۱۸۹۷ء لغایت فروری ۱۸۹۸ء

آمدنی			خرچ			
صیغہ	سالانہ اوسط ۱۳۰۸ھ لغایت ۱۳۱۲ھ	۱۳۱۳ھ کی آمدنی	صیغہ	خرچ ۱۳۱۲ھ میں	تخفیف	خرچ ۱۳۱۳ھ
محاصل بلاواسطہ و عشر و ٹیکس			اسول لسٹ	ترکی پونڈ	پونڈ ترکی	پونڈ ترکی
-	پونڈ ترکی	پونڈ ترکی	سلطانی سول لسٹ	۶۲۷۱۷۲	۵۰۰۰۰	۷۷۱۷۲
اراضی قسطنطنیہ	۲۷۵۰۲۲	۲۷۵۰۲۲	وظیفہ شاہزادگان و شاہزادیان	۳۰۵۳۷۸۰	۰	۵۳۷۸۰
محصولات	۳۲۳۶۹۰۲	۲۲۳۶۹۰۲				

آمدنی

۲۔ محاصل بالواسطہ و متفرق آمدنیان

صیغہ	پونڈ ترکی سالانہ اوسط پنجسالہ تا بابت سنہ ۱۳۱۰ھ	پونڈ ترکی سنہ ۱۳۱۳ھ کی آمدنی
محصول پرمٹ خانجات	۲۱۶۵۷۸۴	۳۰۰۰۰۰۰
محصول نمک	۷۸۶۱۹۰	۷۸۶۱۹۰
محصول تمباکو	۷۵۴۲۹۵	۷۵۴۲۹۵
محصول مسکرات	۲۴۸۵۳۵	۲۴۸۵۳۵
محصول لکڑی	۲۷۷۱۱۰	۳۷۷۱۱۰
محصول ماہی گاہین	۱۰۷۶۱۶	۱۰۷۶۱۶
عشر تمباکو	۱۰۰۰۰۰	۱۰۰۰۰۰
محصول ریشم	۱۰۶۳۸۶	۱۰۶۳۸۷

خرچ

۳۔ مذہبی مصرف وغیرہ

صیغہ	پونڈ ترکی تخمینہ سنہ ۱۳۱۳ھ میں	پونڈ ترکی تخفیف	پونڈ ترکی خرچ سنہ ۱۳۱۴ھ میں
اوقاف	۶۵۰۰۰	۹۷۵۰	۹۹۲۵۰
کارخانہ نمرائش	۴۸۱۳۰	۰	۴۸۱۳۰
شفاخانجات برائے اجانب	۶۱۹۳۶	۰	۶۱۹۳
جنگی پنشنین	۲۰۰۳۷۳	۲۰۰۳۷	۱۸۰۲۴۶
سول پنشنین	۳۶۸۴۰۰	۳۶۸۴۰	۳۳۱۵۶۰
انعامات تیماردو زنانہ وغیرہ	۱۲۳۱۱۵۶	۰	۱۲۳۱۱۵

صیغه	سالانه اوسط ۱۳۰۹ نهایت ۱۳۱۰	۱۳۱۲ سنه سی آمدنی	صیغه	خرچ سنه ۱۳۱۱	تخمینه بجٹ [illegible]	[illegible]	[illegible]
وزارت [illegible]	پونڈ ترکی ۱۲۶۸۰۹	پونڈ ترکی ۱۲۹۸۰۶	سول محکمے				
توپخانهٔ عامره	۱۳۲۵	۱۳۲۵	وزارت [illegible]	پونڈ ترکی ۹۸۹۳۲۲۹	پونڈ ترکی ۳۴۹۵۸		
فوجی پولیس (جنڈارمه)	۴۱۲۵	۴۱۲۵	محکمهٔ [illegible]				
مبعوثان	۵۲۲۶۹۳	۵۲۲۶۹۳	سینیٹ	۴۱۶۱	۰		
سول محکمے			محکمهٔ آڈیٹر جنرل	۱۳۶۰۲	۴۶		
وزارت صیغهٔ اندرونی	۳۵۲۲۰	۳۵۲۲۰	شیخ الاسلامت	۲۲۱۸۱۶	۶۸۸		
شیخ الاسلامت	۴۳۰۰۸	۴۳۰۰۸	کونسل حفظان صحت ملکی	۱۰۴۶۶۶	۵۹۲		
ڈاک و تار	۳۰۵۱۴	۳۰۵۱۴					
پولیس	۲۹۰۶	۲۹۰۶	ڈاک و تار	۴۲۲۶۰۹	۱۵۴۶۶		
معدلت عامه	۲۳۳۸۸۶	۲۳۳۸۸۶	پولیس	۱۹۲۰۵۸	۵۴۶۹		
صیغهٔ خارجیه	۳۶۰۱۵	۳۶۰۱۵	صیغهٔ خارجیه	۲۰۶۳۸۱	۳۹۶۴		
تجارت و تعمیرات عامه	۲۱۹۰۳	۲۱۹۰۳	معدلت	۴۶۱۴۴۱	۷۵۹۶		
زراعت جنگلات و معادن	۳۱۰۸۴۶	۳۱۰۸۴۶	محکمهٔ مذہبی	۹۳۶۰	۱۸		
سود رقوم جو بینک عثمانیه مین جمع ہین	۳۸۶۹۲۴	۳۸۶۹۲	سررشتهٔ تعلیم	۵۰۰۰۰	۷۵۰۰		
			تجارت	۳۹۲۰۲	۵		
متفرق آمدنیاں	۲۴۳۴۷۷	۲۴۳۴۷۷	صیغهٔ مال	۶۸۰۴۱			
دفتر خانه	۲۲۴۲۲۱	۲۲۴۲۲۱	اخراجات محکمهٔ [illegible]	۶			
محکمهٔ حفظان صحت	۸۷۸۲۹	۸۷۸۲۹	دفتر خانه				
[illegible] عامهٔ صحت ملکی		۱۹۷۵	۴				
		۷۳۴					

صیغہ	آمدنی: سال اوسط ۱۳۰۸ تا ۱۳۱۲ھ	۱۳۱۲ھ کی آمدنی	صیغہ	خرچ ۱۳۱۲ھ میں	تخفیف ... پندرہ فیصدی	[illegible]
معادن ہر قلیہ	پونڈ ترکی ۴۱۸۰۰	پونڈ ترکی ۴۹۹۰	حفظان صحت	پونڈ ترکی ۹۳۸۴۲		
میزان	۱۹۳۸۲۰۳	۱۹۶۲۰۳۷				
میزان بعد ...	۲۲۴۷۰۹۹۹	۲۲۹۴۸۳۰	شرکت عمومیہ	۲۲۶۳۲۳۹		
خزانہ عامرہ کا حصہ کمپنی تنباکو کے منافع میں	۵۱۷۷۵	۵۱۷۷۵	معادن ہر قلیہ	۱۱۴۳۸	میزان کل تخفیف	
			میزان	۴۱۵۳۰۹۹	۳۴۷۰۲۳	۸۲۹۲۲
مع خراج (متفرقہ)	۱۱۳۹۳۱۲	۱۱۳۹۳۱۹	میزان کل خرچ و تخفیف	۲۰۵۹۱۴۷	۱۹۲۶۷۳۳	۳۲۹۴۱۱
میزان کل آمدنی	۱۸۹۲۷۷۳۶	۱۸۵۱۱۳۲۳				
			اضافہ			۹۱۹۱۲

مضامین

سلطنت

۹۱۹